﴿وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ﴾

اور نصیحت کیجیے، بلاشبہ نصیحت مومنین کو نفع پہنچاتی ہے۔

خطبات جمعہ

سنہ ۱۹۶۰ء

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۴ جمادی الاخر ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۵ دسمبر ۱۹۵۹ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

اللہ تعالیٰ نے انسان کو دو قسم کی آنکھیں عطا فرمائی ہیں

پہلی قسم ۔ ہر انسان کے چہرے پر دو آنکھیں نظر آتی ہیں

دوسری قسم دل کی آنکھیں جن کا ذکر آگے تفصیل میں آئے گا

ظاہر والی آنکھوں کے دیکھنے کی ایک شرط ہے

انسان کی وہ ظاہری آنکھوں میں دیکھنے کی طاقت اللہ تعالیٰ نے رکھی ہے مگر وہ تب دیکھ سکتی ہیں کہ باہر کا نور اُن کی تائید کرے ۔ مثلاً سورج کی روشنی ہو یا چاند کی ہو ۔ یا کسی فانوس کی ہو ۔ یا کم از کم مٹی کے چراغ ہی کی ہو جس میں سرسوں کا تیل ۳ ۔ ۴ ماشے ہو ۔ اور ذرا سی دیا سلائی جیسی باریک بتی اس میں جل رہی ہو ۔ ورنہ اگر بالفرض رات اندھیری ہو اور باہر کی کوئی روشنی بھی نظر نہ آئے تو اس وقت انسان بالکل اندھا ہوتا ہے ۔ اسے کوئی چیز نظر نہیں آتی ۔ اگر میرے بیان کا تجربہ کرنا ہو تو رات کے وقت ایسے کمرے میں چلے جایئے ۔ جہاں کسی قسم کی روشنی کی کوئی شعاع اندر نہ آنے پائے ۔ اور اس وقت ایک اندھا بھی اندر ساتھ لے جایئے ۔ جیسا وہ اندھا ہوگا ۔ آپ بھی بالکل اندھے کی طرح اندھے ہوں گے ۔ نہ اس کو کچھ نظر آئے گا اور نہ آپ کو کچھ نظر آئے گا ۔

بعینہٖ اسی طرح

ان آنکھوں کا معاملہ ہے ۔ جن کو میں نے دل کی آنکھوں سے تعبیر کیا ہے ۔ دل کی آنکھوں کا نام قرآن مجید کی اصطلاح میں قلب ہے ۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔ (اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَتَکُوْنَ لَھُمْ قُلُوْبٌ یَّعْقِلُوْنَ بِھَآ اَوْ اٰذَانٌ یَّسْمَعُوْنَ بِھَا ۚ فَاِنَّھَا لَا تَعْمَی الْاَبْصَارُ وَلٰکِنْ تَعْمَی الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ) سورۃ الحج ع ۶ ۔ پ ۱۷ ۔ ترجمہ ۔ کیا انہوں نے ملک میں سیر نہیں کی ۔ پھر ان کے ایسے دل ہو جاتے ۔ جن سے سمجھتے ۔ یا ایسے کان ہو جاتے جن سے سنتے ۔ پس تحقیق بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں ۔ بلکہ دل جو سینوں میں ہیں اندھے ہو جاتے ہیں

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحبؒ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں ۔ یعنی آنکھوں سے دیکھ کر اگر دل سے غور نہ کیا تو وہ نہ دیکھنے کے برابر ہے ۔ گو اس کی ظاہری آنکھیں کھلی ہوں ۔ پر دل کی آنکھیں اندھی ہیں اور حقیقت میں زیادہ خطرناک اندھا پن وہ ہی ہے ۔ جس میں دل اندھے ہو جائیں ۔ (العیاذ باللہ)

حاصل

یہ ہے کہ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے بھی دل کی آنکھیں تسلیم کی ہیں اور دل کی آنکھوں کے اندھے کو خطرناک اندھا پن فرمایا ہے ۔ کیونکہ اگر بالفرض ایک انسان ظاہری آنکھوں کا اندھا ہے ۔ مگر اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر یقین ہے اور اس یقین کے بعد وہ اندھا ۔ نماز ۔ روزہ ۔ زکوٰۃ حج ان چاروں ارکان اسلام کا بھی پابند ہے ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل میں مجھے یقین کامل ہے

کہ یہ اندھا

یقیناً بہشت میں جائے گا ۔ اور انشاء اللہ وہ ابدالاباد کے لئے ہی بہشت میں مقیم رہے گا ۔ اور

دل کی آنکھوں کا اندھا

اگرچہ دنیاوی نقطۂ نگاہ سے اتنا بڑا مالدار ہو کہ ساری دنیا میں اس کا ہم پلہ کوئی نہ ہو اور اس دنیاوی وجاہت کے لحاظ سے ہزاروں آدمی اُسے جھک جھک کر سلامیں بھی کرتے ہوں ۔ مگر چونکہ وہ دل کی آنکھوں سے اندھا ہے نہ توحید خداوندی کا نور اس کے سینہ میں ہے ۔ اور نہ ہی نبی آخرالزمان سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ کی رسالت پر اس کا ایمان ہو ۔ جب یہ ایمان ہی اس کے دل میں نہیں ہے تو نماز ۔ روزہ ۔ وغیرہ ارکان اسلام کو وہ کب ادا کرتا ہوگا ۔ دنیاداری کے لحاظ سے اس سب سے بڑے دولت مند اور دنیاداروں کی نظر میں اس سب سے معزز انسان کے مرنے ہی کی دیر ہے ۔ کہ اس کی قبر دوزخ کا گڑھا بنے گی ۔ اور قیامت تک قبر کے عذاب میں مبتلا رہے گا ۔ اور قبر سے اُٹھنے کے بعد میدان محشر میں پیش ہونے کے بعد ابدالآباد کے لئے دوزخ میں جھونک دیا جائیگا ۔ پھر دوزخیوں کے مندرجہ ذیل اعلان کا اس پر نفاذ ہو جائے گا ۔ (اِنَّہٗ مَنْ یَّاْتِ رَبَّہٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَہٗ جَھَنَّمَ ۭ لَا یَمُوْتُ فِیْھَا وَلَا یَحْیٰی) (سورۃ طٰہٰ ع ۳ پ ۱۶) ترجمہ ۔ بیشک جو شخص اپنے رب کے پاس مجرم ہو کر آئے گا ۔ سو اس کے لئے دوزخ ہے ۔ جس میں نہ مرے گا اور نہ جیئے گا ۔

دل کی آنکھوں یعنی دل کے دیکھنے کے لئے باہر کی روشنی ہمیشہ سے آسمانی کتابیں ہوتی آئی ہیں

دل کی آنکھوں کے لئے توراۃ کا نور

چنانچہ کسی زمانہ میں دل کی آنکھوں کو روشنی پہنچانے کے لئے تورات کا نور نازل ہوا تھا ۔ اس کی شہادت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ملاحظہ ہو ۔ (اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ

فِيهَا هُدًى وَّ نُورٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَ كَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۚ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝) سورۃ المائدہ۔ع ۷۔ پ ۶۔ ترجمہ۔ ہم نے تورات نازل کی کہ اس میں ہدایت اور روشنی ہے اس پر پیغمبر جو اللہ کے فرمانبردار تھے۔ یہود کو حکم کرتے تھے۔ اور اہل اللہ اور علماء بھی اس لئے کہ وہ اللہ کی کتاب کے محافظ ٹھہرائے گئے تھے اور اس کی خبرگیری پر مقرر تھے۔ سو تم لوگوں سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اور میری آیتوں کے بدلے میں تھوڑا مول مت لو اور جو کوئی اس کے مطابق فیصلہ نہ کرے۔ جو اللہ نے اُتارا تو وہی لوگ کافر ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ یہود کے انبیاء علیہم السلام اور ان میں سے اللہ والے اور ان کے علمائے کرام اسی توراۃ کے نور کی روشنی میں عمر بھر فیصلے کرتے رہے ہیں۔

دل کی آنکھوں کیلئے انجیل کا نور

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مبارک دور آیا تو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے انجیل کا نور نازل فرمایا۔ تاکہ اسکی روشنی میں دنیا اور آخرت کے معاملات طے کئے جائیں اور مخلوق خدا اس راستے سے نہ بھٹکنے پائے۔ جس راستہ پر چل کر سیدھے اللہ تعالیٰ کے راستہ پر چلیں اور اس نور کی روشنی میں زندگی بسر کرنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو جائے اور انہیں دوزخ سے بچالے اور بہشت کا ٹکٹ عطا فرمادے اور اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ تمام فیصلے میری نازل کردہ انجیل کی روشنی میں طے کئے جائیں۔

ورنہ

اگر انجیل پر ایمان لانے والوں نے انجیل کی روشنی میں فیصلے نہ کئے تو میں سمجھوں گا کہ وہ میرے نافرمان ہو گئے ہیں۔ چنانچہ اس کی تائید میں اللہ تعالیٰ کا اعلان ملاحظہ ہو (وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝) سورۃ المائدہ ع ۷۔ پ ۶۔ ترجمہ۔ اور چاہیئے کہ انجیل والے اس کے موافق حکم کریں جو اللہ نے اس میں اُتارا ہے۔ اور جو چیز اللہ نے اُتاری ہے۔ جو شخص اسکے موافق حکم نہ کرے سو وہی لوگ نافرمان ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ انجیل پر ایمان والے حضرات کو حکم دیا گیا ہے کہ فقط انجیل کی روشنی میں تمام فیصلے کریں۔

حضور انورؐ کی بعثت کے بعد قرآن مجید کا نور

اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے۔ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ۝) سورۃ النساء ع ۲۴۔ پ ۶۔ ترجمہ اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک دلیل آ چکی ہے اور ہم نے تمہاری طرف ایک ظاہر روشنی اُتاری ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

"پہلے سے وحی الٰہی اور بالخصوص قرآن مجید کی عظمت اور اسکی حقانیت کا بیان اور اس کی متابعت اور اتباع کی تاکیدات کا ذکر تھا۔ اسی کے ذیل میں حضرت مسیح علیہ السلام کی الوہیت اور ان کے ابن اللہ ہونے کا ذکر کیا تھا۔ جس کے قائل نصاریٰ تھے۔ اس کی تردید اور ابطال کے بعد اب اخیر میں پھر اسی اصل اور ضروری بات کی سب کو تاکید فرمائی جاتی ہے۔ کہ اے لوگو تمہارے پاس رب العالمین کی طرف سے حجۃ کامل اور نور روشن پہنچ چکا۔ جو ہدایت کے لئے کافی اور وافی ہے۔ یعنی قرآن مجید۔ اب کسی تامل اور تردد کی گنجائش نہیں۔ سو جو کوئی اللہ پر ایمان لائے گا اور اس مقدس کتاب کو مضبوط پکڑے گا۔ وہ اللہ کی رحمت اور فضل میں داخل ہوگا۔ اور براہ راست اس تک پہنچیگا۔ اور جو اس (مقدس کتاب یعنی قرآن مجید) کے خلاف کریگا۔ اسکی گمراہی اور خرابی اسی سے سمجھ لیجئے۔"

شیخ الاسلام کے حاشیہ میں قرآن مجید کی عظمت ملاحظہ ہو

(۱) قرآن مجید کو حجۃ کامل اور نور روشن کا لقب دیا ہے (۲) ہدایت کے لئے کافی اور وافی ہے (۳) (اس کے بعد) اب کسی تامل اور تردد کی گنجائش نہیں (۴) (جو بھی) اس مقدس کتاب کو مضبوط پکڑے گا۔ وہ اللہ کی رحمت اور فضل میں داخل ہوگا (۵) اور براہ راست اس (اللہ تعالیٰ) تک پہنچے گا (۶) اور جو اس (مقدس کتاب یعنی قرآن مجید) کے خلاف کرے گا (۷) اس کی گمراہی اور خرابی اسی سے سمجھ لیجئے۔

حاصل

مذکورۃ الصدر سات چیزوں کا حاصل یہ نکلا کہ جو کوئی بھی (مرد ہو یا عورت) اس قرآن مجید کی مخالفت کرے گا (۱) نہ وہ ہدایت پانے والا ہوگا (۲) نہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل کا مستحق ہوگا۔ (۳) اور نہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک پہنچیگا (۴) اور ایسے شخص کی گمراہی میں کوئی شک نہیں ہوگا۔

برادران اسلام

اس قرآن مجید کے نور ہونے کا ثبوت آپ پڑھ چکے ہیں اور اس کے اتباع کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مستحق ہونے کا ثبوت پیش کر چکا ہوں اور اس کی مخالفت کرنے والوں کیلئے گمراہی کا ثبوت بھی عرض کر چکا ہوں۔ اسلام میں اسی چیز کا نام

اتمام حجت

ہے۔ یعنی انسانوں کو دلائل کی روشنی میں پیغام حق ایسی طرح پہنچا دیا جائے کہ پورے طور پر اس پیغام کی صداقت ان کے ذہن میں آ جائے۔ تاکہ قیامت کے دن احکام الٰہی کی نافرمانی کا یہ عذر نہ کر سکیں کہ اے اللہ۔ ہمیں تو کسی تیرے بندے نے تیرا پیغام پورے طور پر سمجھایا ہی نہ تھا۔ ورنہ ہم ضرور تیرے احکام کی تعمیل کر کے آتے۔ اب اس گنہگار نے

قرآن مجید کے نور روشن ہونے اور اس پر عمل کرنے کے فوائد

اور عمل نہ کرنے کے نقصانات

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسی وضاحت سے پیش کر دیئے ہیں کہ نہ سمجھنے کا عذر تو باقی نہیں رہا۔ مبلغ اسلام کا بس اتنا ہی فرض ہوتا ہے۔ اس کے بعد تعمیل احکام الٰہی کرنا انسانوں کا اپنا کام ہے اور قیامت کے دن حساب لینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔

میرے اعلان کی شہادت

قرآن مجید سے ملاحظہ ہو فَذَكِّرْ ۖ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ ۝ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ۝ إِلَّا مَنْ تَوَلَّىٰ وَكَفَرَ ۝ فَيُعَذِّبُهُ اللَّهُ الْعَذَابَ الْأَكْبَرَ ۝ إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ ۝ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ۝ سورۃ الغاشیہ پ ۳۰ ۔ ترجمہ۔ پس آپ نصیحت کیجئے۔ بیشک آپ تو نصیحت کرنے والے ہیں۔ آپ ان پر کوئی داروغہ نہیں ہیں (کہ آپ ان لوگوں سے قرآن مجید پر عمل بھی ضرور کرائیں۔ یہ چیز آپ کے ذمہ نہیں ہے۔ بیشک ہماری طرف ہی ان کو لوٹ کر آنا ہے۔ پھر ہمارے ہی ذمہ ان کا حساب لینا ہے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

اب یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ

قرآن مجید اپنی روشنی میں کیا کچھ دکھاتا ہے

پہلی چیز

اللہ تعالیٰ کی توحید کا سبق پڑھاتا ہے

اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے متعلق قرآن مجید کا اعلان

اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ۚ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ ۚ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۚ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۖ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ ۖ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ۝ سورۃ البقرۃ ع ۳۴ ۔ پ ۳ ۔ ترجمہ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ زندہ ہے۔ سب کا تھامنے والا۔ نہ اس کو اونگھ دبا سکتی ہے نہ نیند۔ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے۔ سب اسی کا ہے۔ ایسا کون ہے جو اس کی اجازت کے سوا اس کے ہاں سفارش کر سکے۔ مخلوقات کے تمام ظاہر اور پوشیدہ حالات کو جانتا ہے اور وہ سب اس کی معلومات میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ مگر جتنا کہ وہ چاہے۔ اسکی کرسی نے سب آسمانوں اور زمین کو اپنے اندر لے رکھا ہے۔ اور اللہ کو ان دونوں کی حفاظت کچھ گراں نہیں گزرتی۔ اور وہی سب سے برتر عظمت والا ہے۔

توحید کے نقشے کے کئی منظر

پہلا منظر

اس آیت کے اندر اللہ تعالیٰ کی توحید کے نقشے کا منظر ملاحظہ ہو۔ اگر انسان اس نقشہ کو پورے طور پر سمجھ لے تو پھر شرک کبھی نہیں کر سکتا اور جو شخص تہ دل سے کلمہ طیبہ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ پڑھے اور توحید کا یہ نقشہ اس کے سامنے رہے اور اس آیت کی تعلیم کی برکت سے شرک سے پاک رہے اور عقیدہ میں یہ ہو کہ مذہب اسلام سچا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ان عقائد کے بعد خواہ کتنے بھی اور گناہ کرے۔ ایسے شخص کی نجات آخرت کی یقینی ہے۔ ان عقاید صحیحہ کے بعد دوسرے جتنے گناہ بھی ہوں اللہ تعالیٰ چاہے تو سب معاف فرما دے اور سیدھا جنت میں بھجوا دے تو بھی قادر ہے اور اگر اپنے انصاف کے قانون کے لحاظ سے گناہوں پر گرفت کرے اور دوزخ میں ڈال دے پھر بھی گناہوں کی سزا بھگتنے کے بعد عقیدہ توحید کی برکت سے ہمارا ایمان ہے۔ کہ یقیناً کسی نہ کسی وقت اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اسے ضرور دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل کر دے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا

یہ اعلان ہے

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ۝ سورۃ النساء ع ۱۸ ۔ پ ۵ ۔ ترجمہ۔ بے شک اللہ اس کو نہیں بخشتا۔ جو کسی کو اس کا شریک بنائے اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دے اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا۔ وہ بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا۔

دوسرا منظر

هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۖ هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ ۝ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ ۚ يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ سورۃ الحشر ع ۳ ۔ پ ۲۸ ۔ ترجمہ۔ وہی اللہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ سب چھپی اور کھلی باتوں کا جاننے والا ہے۔ وہ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ وہی اللہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ بادشاہ پاک ذات سلامتی دینے والا امن دینے والا نگہبان۔ زبردست۔ خرابی کا درست کرنے والا بڑی عظمت والا ہے۔ اللہ پاک ہے اس سے جو اس کے شریک ٹھہراتے ہیں وہی اللہ ہے پیدا کرنے والا۔ ٹھیک ٹھیک بنانے والا۔ صورت دینے والا اسی کے اچھے اچھے نام ہیں۔ سب چیزیں اسی کی تسبیح کرتی ہیں۔ جو آسمانوں میں اور زمین میں ہیں اور وہی زبردست حکمت والا ہے

اسماء الحسنیٰ کی مختصر تشریح

اللہ تعالیٰ کے مبارک نام جو گزشتہ آیات میں مذکور ہیں انکی مختصر تشریح عرض کرتا ہوں۔

اللہ

معبود حقیقی کا ذاتی نام ہے

لفظ اللہ (جل شانہٗ) اس ذات پاک کا نام ہے جو الوہیت کی تمام صفات کی جامع ہے۔ اسی لئے یہ اسم اللہ تعالیٰ کے ننانوے اسماء میں سے عظمت و شان میں سب سے بڑا ہے اور یہ اسم اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے۔ حقیقتہً یا مجازًا کسی دوسرے کے حق میں استعمال نہیں کیا جاتا۔

اَلرَّحْمٰنُ ۔ اَلرَّحِیْمُ

بڑا مہربان ۔ نہایت رحم والا

یہ دونوں اسم رحمت سے مبالغہ کے لئے مشتق ہیں اور رحمٰن میں زیادہ مبالغہ ہے۔ کیونکہ یہ دنیا اور آخرت کی رحمت کو شامل ہے۔ علاوہ اس کے اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ خاص ہے۔ رحمت سے یہ مراد ہے کہ محتاجوں سے بھلائی کی جائے

اللہ تعالیٰ کی رحمت دنیا اور آخرت کی نعمتوں پر شامل ہے اور یہ محض اس کی عنایت ہے۔ جس میں کوئی غرض اور کسی معاوضہ کا خیال نہیں۔

اَلْمَلِکُ

بادشاہ

مَلِک وہ ذات ہے جو اپنی ذات اور صفات میں ہر موجود سے مستغنی ہو اور ہر موجود ہر چیز میں اس کا محتاج ہو۔ خواہ ذات، و صفات میں۔ یا وجود و بقا میں اور ہر موجود اپنی ذات و صفات میں اسی کا مملوک ہو۔

اَلْقُدُّوْسُ

ہر نقصان سے پاک

بے حد پاک اور ہر نقصان سے بری۔ ہر خیال و وہم و گمان سے بالاتر اور انسان کے ہر فکر سے بلند۔

اَلسَّلَامُ

ہر عیب سے سلامت

اللہ تعالیٰ وہ ہے جس کی ذات ہر عیب سے پاک۔ اس کی صفات ہر نقص سے بالاتر اس کے افعال ہر شر سے خالی ہیں

اَلْمُؤْمِنُ

امن دینے والا

مومن وہ خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے۔ جس نے دنیا اور آخرت کی تمام مصیبتوں سے بچنے کے لئے اسباب مہیا کر دیئے ہیں۔ خواہ وہ مصائب روحانی ہوں یا جسمانی۔ مثلاً بھوک کے صدمہ کو دور کرنے کے لئے اناج پیدا کیا۔ پیاس کی مصیبت کا ازالہ پانی سے کیا۔ بیمار کے لئے دوائیں اور طبیب بہم پہنچائے۔ آخرت کے عذاب سے بچنے کے لئے بذریعہ انبیاء علیہم السلام اور کتب سماوی راہ نمائی فرمائی۔

غرضیکہ

سارے جہان میں ہر مخلوق (نباتات ہوں یا حیوانات ہوں یا انسان ہو) کی ہر مصیبت سے بچنے کے لئے فقط اسی اللہ تعالیٰ نے اسباب پیدا کئے ہیں۔ لہٰذا حقیقی امن دینے والا فقط ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

لہٰذا

ہر انسان کا بالعموم اور ہر مسلمان کا بالخصوص فرض ہے کہ ہر مصیبت سے بچنے کے لئے فقط اسی کے دروازہ کو کھٹکھٹائے۔ اس کے سوا غیر کے دروازہ پر جانا مسلمان کی کسر شان ہے

اَلْمُهَيْمِنُ

نگہبان

اپنی مخلوقات کے اعمال۔ رزق اور عمروں کی نگہداشت کرنے والا۔

لہٰذا

ہر مسلمان کا فرض ہے کہ ہر وقت اور ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی نگہبانی کا تصور دل میں رکھے تاکہ کہیں بھی اسکی مرضی کی خلاف ورزی نہ ہونے پائے۔ اللھم وفقنا لما تحب و ترضیٰ

اَلْعَزِيْزُ

غالب

جس کے متعلق یہ عقیدہ ہو کہ وہ ہمیشہ غالب ہی رہے گا۔ اس کے مقابلہ میں آنا حماقت اور نادانی ہے۔ لہٰذا عقلمندی یہ ہے کہ اس کے ہر حکم کے سامنے سر تسلیم خم کیا جائے۔

اَلْجَبَّارُ

سب سے زیادہ زور آور

جبار وہ ذات ہے جو اپنا ارادہ بالجبر بھی سب پر جاری کر سکے اور اس پر کسی دوسرے کا ارادہ نہ چل سکے اور جس کے قبضہ سے کوئی بھی نکل نہ سکے اور اس پر کسی کا ہاتھ نہ پڑ سکے۔ ایسی ذات فقط خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ کی ہے

اَلْمُتَكَبِّرُ

بڑائی کرنے والا

متکبر وہ ذات ہے جو اپنی ذات کے مقابلہ میں سب کو حقیر سمجھے۔ عظمت اور بڑائی فقط اپنے نفس کے لئے جائز سمجھے دوسروں کو اس نظر سے دیکھے جس طرح بادشاہ اپنے غلاموں کو دیکھا کرتے ہیں۔

حضرت عمرؓ سے روایت ہے

آپ نے منبر پر فرمایا۔ اے لوگو۔ متواضع بنو۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپؐ نے فرمایا جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع اختیار کی۔ اللہ تعالیٰ اس کو سرفراز فرمائے گا۔ وہ اپنے خیال میں ذلیل ہوگا اور لوگوں کی نظروں میں بہت بڑا ہوگا اور جس شخص نے تکبر کیا اللہ تعالیٰ اسے ذلیل کر دے گا۔ وہ لوگوں کی نظروں میں ذلیل اور اپنے خیال میں بڑا ہوگا۔ یہاں تک کہ وہ لوگوں کے ہاں کتے اور خنزیر سے بھی زیادہ ذلیل ہوگا۔ (رواہ البیہقی)

اَلْخَالِقُ اَلْبَارِئُ

ایک چیز سے دوسری بنانیوالا عدم سے وجود میں لانیوالا

اَلْمُصَوِّرُ

صورت دینے والا

یہ تینوں اسم پیدا کرنے کے معنی میں تقریباً برابر ہیں اور ہر ایک میں ایک خصوصیت بھی ہے خلق کی معنی پیدا کرنے سے پہلے اندازہ کرنا برأ کی معنی پیدا کرنا اور تصویر کی معنی صورت دینا۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کی پیدائش میں یہ تینوں درجے ایک ہی مرتبہ فوراً طے ہو جاتے ہیں۔ مگر رتبہ میں ایک دوسرے پر مقدم ہیں۔ عالم علوی اور سفلی میں عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک جو کچھ پیدا ہوا ہے۔ یا پیدا ہوگا۔ سب اللہ تعالیٰ کی صفات خلق برأ تصویر سے پیدا شدہ ہے یا ہوگا۔

اَلْحَكِيْمُ

حکم کرنے والا

حکم فیصلہ کرنے والا جس کے فیصلہ کو کوئی رد نہ کر سکے۔ مراتب حکم قضا و قدر توضیح مقصد کے لئے ایک مثال سمجھنے کی ضرورت ہے۔ مثلاً سائیکل کے ایجاد کرنے والے کے ذہن میں پہلے ایک خیال آیا۔ کہ اس قسم کی ایک چیز ایجاد کی جائے۔ جس کے دو پہیے ہوں۔ دونوں کے درمیان ایک زنجیر ہو۔ اوپر بیٹھنے کی جگہ ہو۔ اس خیالی تصور سے اس شخص کا نام حکم ہوگا اس کے بعد وہ اسباب مطلوبہ کو جمع کرتا ہے تاکہ مسببات پیدا ہوں۔ اس درجہ کا نام قضا ہے۔ بعد ازاں ترتیب دے کر وہ نتائج پیدا کر کے دکھاتا ہے۔ اس کا نام قدر ہے۔ احکم الحاکمین۔ خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ سارے نظام عالم کا کلمح البصر (آنکھ جھپکنے کی دیر) بلکہ اس سے بھی پہلے ایک نقشہ تجویز فرمایا۔ اس لحاظ سے وہ ذات پاک حکم کہلائی۔ بعد ازاں سارے نظام عالم کے اسباب کو جمع فرمایا۔ تاکہ مسببات وجود میں آئیں۔ یہ درجہ قضا کا ہوا۔ بعد ازاں

اسباب کو کام میں لا کر مسببات پیدا کر دکھائے۔ یہ درجۂ تقدیر ٹھہرا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال و الیہ المرجع والمآب (غزالیؒ)

دوسری چیز

قرآن مجید توحید کے بعد دوسری چیز جو انسانوں کے سامنے پیش کرتا ہے۔ وہ شرک ہے۔ اور شرک توحید کا بالکل مخالف اور اس کی پوری ضد اور اس کا پورا الٹ ہے جس طرح توحید کا خاصہ ہے کہ توحید پرست ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہ نہیں سکتا۔ اس کے بالمقابل جو شخص شرک کے عقیدے پر مرے۔ وہ کبھی بہشت میں جا نہیں سکتا۔ اس کی شہادت میں اللہ تعالیٰ کے دو اعلان ملاحظہ ہوں۔

پہلا

(اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ ۚ وَ مَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدِ افْتَرٰٓی اِثْمًا عَظِیْمًا ۝) سورۃ النساء ع ۷ - پ ۵ - ترجمہ بے شک اللہ اُسے نہیں بخشتا جو اس کا شریک کرے اور شرک کے ماسوا دوسرے گناہ جسے چاہے بخشتا ہے اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا۔ اس نے بڑا ہی گناہ کیا۔

حاصل

یہ نکلا کہ جو شخص شرک میں مبتلا رہتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوا۔ اسے اللہ تعالیٰ کبھی بھی نہیں بخشے گا۔ اور شرک ایک بہت بڑا جھوٹ ہے۔

دوسرا

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ ۚ وَ مَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا ۝) سورۃ النساء ع ۱۸ - پ ۵ ترجمہ بے شک اللہ اس کو نہیں بخشتا جو کسی کو اس کا شریک بنائے اور اس (شرک) کے سوا جسے چاہے بخش دے۔ اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا۔ وہ بڑی دُور کی گمراہی میں جا پڑا۔

حاصل

یہی نکلا کہ شرک اتنی بدترین چیز ہے کہ ارحم الراحمین کو اس گناہ سے اتنی نفرت ہے کہ یہ کسی کو نہیں بخشے گا۔

شرک سے اللہ تعالیٰ کی نفرت کا اندازہ

ملاحظہ ہو کہ تمام انسانوں میں سے آدمؑ سے لے کر نبی آخر الزمانؐ تک جتنے حضرات انبیاء علیہم السلام گزرے ہیں۔ وہ سب بارگاہ الٰہی میں مقبول اور محبوب اور تمام گناہوں سے پاک ہوتے آئے ہیں۔ ان حضرات سے نہ کبھی صغیرہ گناہ ہوا اور نہ کبھی کبیرہ گناہ ان سے ہوا۔ ان حضرات کی زندگی کا ہر لمحہ ہر منٹ بلکہ ہر سیکنڈ رضا الٰہی میں صرف ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مندرجہ ذیل اعلان سے یہ بات واضح ہوتی ہے جو قرآن مجید میں موجود ہے

(قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ۚ وَ بِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝) سورۃ الانعام ع ۲۰ - پ ۸ - ترجمہ کہہ دو۔ بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے

علیٰ ہذا القیاس

جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کا ایک ایک لمحہ رضاء الٰہی کے لئے وقف تھا۔ حتیٰ کہ حضور انورؐ کا انتقال بھی ہوا تو اسی راستہ پر چلتے ہوئے ہی ہوا۔ اسی پر تمام انبیاء علیہم السلام کی حیات طیبہ کو قیاس کر لیجئے۔ اللہ تعالیٰ کی شان بے نیازی ملاحظہ ہو۔ ان حضرات کے متعلق بھی یہی اعلان ہے کہ اگر ان سے بھی بفرض محال شرک ہو جاتا۔ تو انکی تمام نیکیاں ضائع ہو جاتیں۔

اللہ تعالیٰ کی بے نیازی کا اعلان ملاحظہ ہو

بطور نمونہ ۱۸ حضرات انبیاء علیہم السلام کے نام لے کر اعلان فرمایا کہ اگر یہ بھی شرک کرتے تو انکی بھی تمام نیکیاں ضائع ہو جاتیں

وَتِلْکَ حُجَّتُنَآ اٰتَیْنٰھَآ اِبْرٰھِیْمَ عَلٰی قَوْمِہٖ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ اِنَّ رَبَّکَ حَکِیْمٌ عَلِیْمٌ ۝ وَ وَھَبْنَا لَہٗٓ اِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ ؕ کُلًّا ھَدَیْنَا ۚ وَ نُوْحًا ھَدَیْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّیَّتِہٖ دَاوٗدَ وَ سُلَیْمٰنَ وَاَیُّوْبَ وَ یُوْسُفَ وَ مُوْسٰی وَھٰرُوْنَ ؕ وَکَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۝ وَ زَکَرِیَّا وَیَحْیٰی وَعِیْسٰی وَاِلْیَاسَ ؕ کُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَالْیَسَعَ وَیُوْنُسَ وَ لُوْطًا ؕ وَکُلًّا فَضَّلْنَا عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَ مِنْ اٰبَآئِھِمْ وَ ذُرِّیّٰتِھِمْ وَاِخْوَانِھِمْ وَاجْتَبَیْنٰھُمْ وَھَدَیْنٰھُمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ ذٰلِکَ ھُدَی اللّٰہِ یَھْدِیْ بِہٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ ؕ وَلَوْ اَشْرَکُوْا لَحَبِطَ عَنْھُمْ مَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝)

سورۃ الانعام ع ۱۰ پ ۷ - ترجمہ - اور یہ ہماری دلیل ہے کہ ہم نے ابراہیمؑ کو اس کی قوم کے مقابلہ میں دی تھی۔ ہم جس کے لئے چاہیں درجے بلند کرتے ہیں بے شک تیرا رب حکمت والا جاننے والا ہے اور ہم نے ابراہیمؑ کو اسحٰقؑ اور یعقوبؑ بخشا۔ ہم نے سب کو ہدایت دی اور اس سے پہلے ہم نے نوحؑ کو ہدایت دی اور اس کی اولاد میں سے داؤدؑ اور سلیمانؑ اور ایوبؑ اور یوسفؑ اور موسےٰؑ اور ہارونؑ ہیں اور اسی طرح ہم نیکوکاروں کو بدلہ دیتے ہیں اور زکریاؑ اور یحییٰؑ اور عیسیٰؑ اور الیاسؑ سب نیکوکاروں سے ہیں اور اسمٰعیلؑ اور الیسعؑ اور یونسؑ اور لوطؑ اور ہم نے سب کو جہان والوں پر بزرگی دی اور ان کے باپ دادوں اور ان کی اولاد اور ان کے بھائیوں میں سے بعضوں کو ہم نے ہدایت دی اور ہم نے انہیں پسند کیا اور سیدھی راہ پر چلایا۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے۔ اپنے بندوں کو جسے چاہے۔ اس پر چلاتا ہے اور اگر یہ لوگ شرک کرتے تو البتہ جو کچھ انہوں نے کیا تھا۔ سب کچھ ضائع ہو جاتا۔

عبرت کا مقام ہے

جن حضرات کا سطور بالا میں محسنین صالحین۔ فضلنا علی العٰلمین۔ ھدیناھم الی صراط مستقیم کے مبارک قبول سے اللہ تعالیٰ خود ذکر فرما رہا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے چیدہ اور برگزیدہ ہیں۔ کیونکہ سب انبیاء علیہم السلام ہیں ان کا ذکر فرما کر اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ اگر بفرض محال ان میں سے کسی سے شرک ہو جاتا تو اس کی سب نیکیاں برباد ہو جاتیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار انشاء اللہ تعالیٰ میں آگے چل کر اسی خطبہ میں عرض کروں گا کہ مسلمانوں میں

قرآن مجید کی تعلیم عام نہونے کے باعث ان کے عقائد میں ان کے اعمال میں کس قدر شرک کی کثرت ہے۔

کان کھول کر اور سنئے

سید الانبیاء خاتم النبیین۔ رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق بھی قرآن مجید میں اعلان ہے۔ کہ اگر بفرض محال آپؐ سے بھی شرک ہو جائے تو آپؐ کے تمام اعمال صالحہ کی بھی بارگاہ الٰہی میں کوئی قدر و قیمت نہیں رہیگی

اعلان ملاحظہ ہو

(لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝) سورۃ الزمر۔ ع ۴ پ ۲۴ ترجمہ۔ البتہ اگر آپ نے شرک کیا تو ضرور آپ کے اعمال بھی برباد ہو جائیں گے اور آپ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوں گے۔

خطرناک اعلان

برادران اسلام اور معزز خواتین۔ اس اعلان سے بڑھ کر اور خطرناک اعلان کون سا ہو سکتا ہے۔ جبکہ ہمارا ایمان ہے کہ سید المرسلینؐ خاتم النبیینؐ سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اور کوئی انسان زیادہ مقبول اور محبوب نہیں ہے۔ جب انہیں کے حق میں یہ خطرناک اعلان قرآن مجید میں آ گیا ہے۔ کہ اگر آپؐ نے شرک کیا تو ضرور آپؐ کے اعمال بھی برباد ہو جائیں گے۔ تو اس کے بعد اور کسی کی کیا مجال ہے کہ شرک کرے اور بارگاہ الٰہی میں مقبول رہے اور مردود نہ ہو۔

شرک کی عام فہم معنی

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی جو ذمہ داریاں اپنے اوپر لے رکھی ہیں ان ذمہ داریوں میں کسی اور کو بھی شریک کر لیا جائے۔ اس کی مثالیں ملاحظہ ہوں

پہلی ذمہ داری

قرآن مجید میں ایک اعلان ملاحظہ ہو کہ اپنی حاجتوں میں میرے سوا کسی کو بھی نہ پکارو

اس کا ثبوت نمبر ۱

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ ۝) سورۃ المومن ع ۶۔ پ ۲۴۔ ترجمہ۔ اور تمہارے رب نے فرمایا ہے۔ مجھے پکارو۔ میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ بے شک جو لوگ میری عبادت سے سرکشی کرتے ہیں۔ عنقریب وہ ذلیل ہو کر دوزخ میں داخل ہوں گے۔

حاصل

یہی نکلا کہ اگر ظاہری اسباب جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں۔ ان میں ہاتھ ڈالنے کے باوجود کام نہ بن سکے اور کسی غیبی طاقت کی امداد کی ضرورت پیش آئے تو اس صورت میں فقط اللہ تعالیٰ کو پکارا جائے کہ اے اللہ تو اپنے فضل سے میرا کام کر دے۔

ثبوت نمبر ۲

(هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝) سورۃ المومن ع ۷، پ ۲۴۔ ترجمہ۔ وہی ہمیشہ زندہ ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پھر اسی کو پکارو خاص اسی کی بندگی کرتے ہوئے۔ سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔

ثبوت نمبر ۳

(قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ۡ وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۭ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ۝) سورۃ الاعراف ع ۳ پ ۸۔ ترجمہ۔ کہدو میرے رب نے انصاف کا حکم دیا ہے اور ہر نماز کے وقت اپنے منہ سیدھے کرو اور اس کے خالص فرمانبردار ہو کر اسے پکارو۔ جس طرح تمہیں پہلے پیدا کیا ہے۔ اسی طرح دوبارہ پیدا ہو گے

ثبوت نمبر ۴

(وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۝) سورۃ الجن ع ۱۔ پ ۲۹۔ ترجمہ۔ اور بے شک مسجدیں اللہ کے لئے ہیں۔ پس تم اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو

یقین ہو گیا ہو گا

برادران اسلام قرآن مجید میں سے چار حوالے پیش کر چکا ہوں۔ جن میں تین حوالوں میں یہ ارشاد ہوا ہے کہ اپنی ہر حاجت میں ضرورت پیش آئے تو اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو۔ اور چوتھے حوالہ میں صاف طور پر اللہ جل شانہٗ نے اعلان فرمایا ہے کہ میرے سوا اور کسی کو نہ پکارو۔

شرک ہو جائیگا

اس مسئلہ میں ان چار تفصیلی معروضات پیش کئے جانے کے بعد کوئی شخص (جس کے کانوں تک میری آواز پہنچ جائے) یہ عذر نہیں کر سکے گا کہ اے اللہ مجھے تو اس چیز کا علم نہیں تھا کہ تیرے سوا کسی کو پکارنا شرک ہے

اور اگر قرآن مجید کی یہ آواز

نہ بھی پہنچے تو بھی کوئی کلمہ گو بارگاہ الٰہی میں یہ عذر نہیں کر سکے گا کہ اے اللہ مجھے تو علم نہیں تھا کہ غیر اللہ کو حاجت روائی کے لئے پکارنا شرک ہے۔ کیونکہ ایسے شخص پر یہ جرح ہو سکے گی کہ میں نے تو تمہاری طرف قرآن مجید بھیج دیا تھا۔ اگر تم نے اسے نہیں پڑھا اور نہیں سمجھا تو یہ تیرا قصور ہے نہ کہ میرا۔

کیا عرض کروں

آج کل مسلمانوں میں یہ شرک بکثرت پایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو توبہ کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں استقامت عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

دوسری ذمہ داری

اللہ تعالیٰ نے اولاد دینے کا اختیار اپنے ذمہ لیا ہوا ہے۔ اعلان ملاحظہ ہو۔

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ الذُّكُوْرَ ۝ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَاۗءُ عَقِيْمًا ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝) سورۃ الشوریٰ ع ۵۔ پ ۲۵۔ ترجمہ۔ آسمانوں اور زمین میں اللہ ہی کی بادشاہی ہے۔ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ جسے چاہتا ہے۔ لڑکیاں عطا فرماتا ہے۔ اور جسے چاہے لڑکے بخشتا ہے یا لڑکے اور لڑکیاں ملا کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے۔ بانجھ کر دیتا ہے بیشک وہ جاننے والا قدرت والا ہے۔

حاصل بالکل واضح ہے۔ جس میں

کسی مسلمان کو حقیر مت جانیے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی آدمی کے لیے یہی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے کسی مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے، اور اس کی تحقیر کرے۔ مسلمان کی ہر چیز دوسرے مسلمان کے لئے حرام ہے (یعنی اس پر دست دارزی حرام ہے) اس کا خون بھی اس کا مال بھی اور اس کی آبرو بھی۔ صحیح مسلم

ایک مسلمان کو تکلیف پہنچے تو سب مسلمانوں کو تکلیف محسوس کرنی چاہیے

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب مسلمان ایک شخص (کے مختلف اعضاء) کی طرح ہیں۔ اگر اس کی آنکھ دکھے تو اس کا سارا جسم درد محسوس کرتا ہے، اور اسی طرح اگر اس کے سر میں تکلیف ہو تو بھی سارا جسم تکلیف میں شریک ہوتا ہے۔ صحیح مسلم

ذرا جتنا بھی شک نہیں ہو سکتا کہ اولاد کا دینا یا نہ دینا اللہ تعالےٰ کے ہی اختیار میں ہے۔ دے یا نہ دے اور دے تو فقط لڑکیاں ہی دے یا فقط لڑکے ہی دے۔ یا دونوں قسمیں دے

صاف ظاہر ہے

مذکورۃ الصدر اعلان سے صاف ظاہر ہے کہ جب اولاد کا دینا اللہ تعالےٰ ہی کے اختیار میں ہے تو اولاد حاصل کرنے کیلئے فقط اسی کی بارگاہ میں دعا کرنی چاہیئے۔ اگر اولاد ملے گی تو اُسی کی بارگاہ سے۔ ورنہ اور کسی جگہ سے یا کسی شخص سے مل ہی نہیں سکتی۔ خواہ زمین پر رہنے والا ہو یا آسمان پر رہنے والا کوئی فرشتہ ہو۔

قرآن مجید کی تعلیم سے ناواقفیت

کی بنا پر آپ بہت سے مسلمان مردوں یا عورتوں کو دیکھیں گے کہ وہ اولاد نہ ہونے کے وقت اللہ تعالےٰ کا دروازہ چھوڑ کر غیر اللہ کے دروازوں پر جاتے ہیں۔ اور جب اولاد ہو جائے تو پھر شکریہ بھی انہیں کا ادا کرتے ہیں نہ کہ اللہ تعالےٰ کا۔ بلکہ بعض لوگ تو جہالت کے باعث یہاں تک کر گذرتے ہیں کہ جن کے متعلق ان کا خیال ہوتا ہے۔ ان کے نام کی بودی بھی بچے کے سر پر رکھتے ہیں اور صاف کہتے ہیں کہ یہ چوٹی فلاں کے نام کی رکھی ہوئی ہے۔ کیونکہ ان کی مہربانی سے یہ بچہ ملا ہے۔

توبہ کیجئے

اس خیال سے توبہ کیجئے۔ قرآن مجید کی روشنی میں اسی عقیدہ کو شرک کہا جائیگا اور پھر آپ جانتے ہیں کہ شرک کی کیا سزا ہے۔ مشرک کے لئے نہ شفاعت ہے اور نہ دوزخ سے نجات ہے۔ اللھم لاتجعلنا منھم

خیر خواہی

برادران اسلام۔ قرآن مجید کی روشنی میں جو اصلاحات پیش کرتا ہوں۔ اس میں ایک چیز تو یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کا پیغام آپ کو پہنچا رہا ہوں تاکہ وہ راضی ہو جائے اور دوسری بات یہ ہے کہ مجھے آپ کی خیر خواہی مدّ نظر ہے۔ تاکہ آپ قرآن مجید کی پیش کردہ ہدایات پر عمل نہ کرنیکے باعث قیامت کے دن مجرم قرار نہ دیئے جائیں۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

خطبہ یوم الجمعۃ ۲ر رجب المرجب ۱۳۷۹ھ مطابق یکم جنوری ۱۹۶۰ء عیسوی

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ - لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد

آخرت کی زندگی میں دربار الٰہی سے امن کا تمغہ حاصل کرنیوالے

ہمارے محاورات میں دو لفظ مستعمل ہیں۔ امن[1] اور بدامنی[2] بالفاظ دیگر

امن کی معنی چین ہے اور بدامنی کی معنی بے چینی ہے

اب قرآن مجید کی روشنی میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مرنیکے بعد کون لوگ چین میں ہونگے زیادہ مستحق کون ہے۔ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان میں شرک نہیں ملایا۔ امن انہیں کے لئے ہے اور وہی راہ راست پر ہیں۔

۱ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ

(وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ؕ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّيْ فِي اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ؕ وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ رَبِّيْ شَيْـًٔا ؕ وَسِعَ رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝ وَكَيْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا ؕ فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝) سورۃ الانعام ع ۹ پ ۷۔

ترجمہ۔ اور اس (ابراہیم علیہ السلام) کی قوم نے اس سے جھگڑا کیا۔ اس نے کہا۔ کیا تم مجھ سے اللہ کے ایک ہونے میں جھگڑتے ہو۔ اور اس نے میری راہنمائی کی ہے اور جنہیں تم شریک کرتے ہو۔ میں ان سے نہیں ڈرتا۔ مگر یہ کہ میرا رب مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے میرے رب نے علم کے لحاظ سے سب چیزوں پر احاطہ کیا ہوا ہے۔ کیا تم سوچتے نہیں اور میں تمہارے شریکوں سے کیوں ڈروں۔ حالانکہ تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ اللہ کا شریک ٹھہراتے ہو اس چیز کو جس کی اللہ نے تمہر کوئی دلیل نہیں اتاری۔ اگر تم کو کچھ سمجھ ہے۔ تو (بتاؤ) دونوں جماعتوں میں سے امن کا

شرک

یہ ہے کہ جو تعلق انسان کا فقط اللہ تعالیٰ سے ہی ہونا چاہیئے۔ وہ تعلق اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی سے بھی رکھے

شرک کی اس تعریف کو پیش نظر

رکھ کر قرآن مجید کی روشنی میں دیکھیئے کہ کون کون سا تعلق فقط اللہ تعالیٰ ہی سے رکھنا چاہیئے تھا اور کئی لوگ بے سمجھی اور قرآن مجید کی تعلیم سے ناواقفیت کے باعث اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں سے بھی رکھتے ہیں۔ اسکی مثالیں ملاحظہ ہوں۔

پہلی مثال

اولاد سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی دے نہیں سکتا

(هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ۝) سورۃ آل عمران ع ۴ پ ۳۔

ترجمہ۔ زکریاؑ نے وہیں اپنے رب سے دعا کی۔ کہا اے میرے رب مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما بیشک تو دعا کا سننے والا ہے

فقط انبیاء علیہم السلام

ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے بارگاہ الٰہی میں سب سے زیادہ معزز۔ سب سے زیادہ مقبول۔ سب سے زیادہ محبوب حضرات انبیاء علیہم السلام ہیں جب انبیاء علیہم السلام بھی اولاد حاصل کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں تو اور کون دم مار سکتا ہے کہ میں بھی اولاد دے سکتا ہوں۔

اب اگر کوئی شخص

اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے سے اولاد کی درخواست کرے کہ مجھے اولاد عطا فرمایئے تو یہی شرک ہوگا۔ واقعہ یہ ہے کہ آج کل بہت سے مسلمان اپنی جہالت کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کے دروازوں پر چل کر جاتے ہیں۔ کوئی چار میل کے فاصلہ پر۔ کوئی آٹھ میل کے فاصلہ پر کوئی دس میل کے فاصلہ پر جاتا ہے کہ ان کے مزار پر جاکر بیٹا مانگ لائیں۔ اسی کا نام شرک ہے۔ اگر ایسے لوگوں کا یہ عقیدہ ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی بھی اولاد دے نہیں سکتا۔ تو پھر اتنی دور جانے کی کیا ضرورت تھی۔ اللہ تعالیٰ کا تو قرآن مجید میں صاف اعلان ہے۔ کہ میں انسان کے گلے کی شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں۔

دوسری مثال

مسلمانوں میں شرک کی دوسری مثال ملاحظہ ہو کہ مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کے دروازوں پر مشکل کشائی کیلئے جاتے ہیں حالانکہ جن کے مزارات پر جاکر اپنی مشکل کشائی کے لئے معروضات پیش کرتے ہیں۔ اور حاجت پوری ہونیکے بعد چڑھاوے چڑھانے کا وعدہ کرکے آتے ہیں اور مشکل حل ہو جائے تو جس چڑھاوے کی منت مان کر آئے تھے ان کے مزارات پر جاکر وہ چڑھاوا چڑھاتے ہیں حالانکہ میرا یقین ہے کہ اولیاء کرام کا بلا استثنا یہی شیوہ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو کھینچ کر اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر لانا نہ کہ اللہ تعالیٰ کے دروازہ سے ہٹا کر اپنے دروازہ پر لانا۔ لہذا اپنی حاجتوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کے دروازہ پر جاکر پیش کرنا۔ اور اللہ تعالیٰ کام کر دے تو بجائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائیں غیر اللہ کا شکر بجا لانا یہ شرک بکثرت مسلمانوں میں پایا جاتا ہے۔ دعا

کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ اپنے سب بندوں کو (مرد ہوں یا عورتیں) اس شرک سے توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ میں ذمہ داری سے عرض کرتا ہوں کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام۔ بلکہ تمام مخلص مومن مرد اور عورتیں اس شرک سے پاک ہیں۔ ہاں مسلمانوں کا جاہل طبقہ جن کا تعلق کتاب و سنۃ کے کسی کامل عالم سے نہیں ہے۔ وہ لوگ اپنی جہالت اور نادانی سے اس شرک میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

شرک کی سزا

ملاحظہ ہو۔ اللہ تعالےٰ کا قرآن مجید میں اعلان ہے۔

(اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدِ افْتَرٰٓی اِثْمًا عَظِیْمًا) سورۃ النساء ع ۷۔ پ ۵۔

ترجمہ۔ بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا۔ جو اس کا شریک کرے اور شرک کے ماسوا دوسرے گناہ جسے چاہے بخشتا ہے اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا۔ اس نے بڑا ہی گناہ کیا۔

حاصل

یہ نکلا کہ جو شخص شرک کرتے ہوئے مر جائے وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہے گا۔ اور دوزخ سے کبھی نہیں نکلے گا۔ اللھم اعذنا منہ وجمیع المسلمین۔

نمبر ۲

(مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَۃِ فَلَہٗ خَیْرٌ مِّنْہَا وَھُمْ مِّنْ فَزَعٍ یَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ) سورۃ النمل ع ۷۔ پ ۲۰۔ ترجمہ۔ جو نیکی لائے گا۔ سو اسے اس سے بہتر بدلہ ملے گا اور وہ اس دن کی گھبراہٹ سے بھی امن میں ہونگے

شیخ الاسلام کا حاشیہ

"یعنی بڑی گھبراہٹ سے۔ کما قال تعالیٰ لَا یَحْزُنُھُمُ الْفَزَعُ الْاَکْبَرُ (انبیاء ع ۷)۔ اگر کم درجہ کی گھبراہٹ ہو تو اس آیت کے منافی نہیں"

حاصل

یہ نکلا کہ جو لوگ دُنیا سے نیکیاں کر کے جائیں گے۔ وہ قیامت کے دن اپنی نیکیوں کے باعث بڑی سخت گھبراہٹ سے امن میں رہیں گے۔ "یہی چیز تو واضح کی جا رہی ہے کہ قیامت کے دن امن یعنی چین کن لوگوں کو نصیب ہوگا"

نمبر ۳

(اِنَّ الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا لَا یَخْفَوْنَ عَلَیْنَا اَفَمَنْ یُّلْقٰی فِی النَّارِ خَیْرٌ اَمْ مَّنْ یَّاْتِیْٓ اٰمِنًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ اِنَّہٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ) سورہ حٰمٓ السجدہ ع ۵ پ ۲۴۔ ترجمہ بیشک جو لوگ ہماری آیتوں میں کجروی کرتے ہیں۔ وہ ہم سے چھپے نہیں رہتے۔ کیا وہ شخص جو آگ میں ڈالا جائے گا۔ بہتر ہے یا وہ جو قیامت کے دن امن سے آئے گا جو چاہو کرو۔ جو کچھ تم کرتے ہو۔ وہ دیکھ رہا ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

یعنی اللہ کی طرف دعوت دینے والوں کی زبان سے آیات تنزیہیہ سُن کر اور قرطاس دہر پر خدا کی آیات کونیہ کو دیکھ کر بھی جو لوگ کجروی سے باز نہیں آتے اور سیدھی سیدھی باتوں کو واہی تباہی شبہات پیدا کر کے ٹیڑھی بناتے ہیں۔ یا خواہ مخواہ توڑ موڑ کر ان کا مطلب غلط لیتے ہیں یا یوں ہی جھوٹ موٹ کے عذر اور بہانے تراش کر ان آیات کے ماننے میں ہیر پھیر کرتے ہیں ایسے ٹیڑھی چال چلنے والوں کو اللہ خوب جانتا ہے۔ ممکن ہے وہ لوگ اپنی مکاریوں اور چالاکیوں پر مغرور ہوں۔ مگر خدا سے ان کی کوئی چال پوشیدہ نہیں۔ جس وقت سامنے جائینگے دیکھ لیں گے۔ فی الحال اس نے ڈھیل دے رکھی ہے۔ مجرم کو ایک دم نہیں پکڑتا۔ اسی لئے آگے فرما دیا۔ "اعملوا ما شئتم انہ بما تعملون بصیر" یعنی اچھا جو تمہاری سمجھ میں آئے۔ کئے جاؤ۔ مگر یاد رہے کہ تمہاری سب حرکات اس کی نظر میں ہیں۔ ایک دن ان کا اکٹھا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ اب خود سوچ لو کہ ایک شخص جو اپنی شرارتوں کی بدولت جلتی آگ میں گرے اور ایک جو اپنی شرافت و سلامت روی کی بدولت ہمیشہ امن چین سے رہے۔ دونوں میں کون بہتر ہے۔

نمبر ۴

(وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَۃٍ مِّنْ نَّذِیْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْھَا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِہٖ کٰفِرُوْنَ وَقَالُوْا نَحْنُ اَکْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ۝ قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَآ اَمْوَالُکُمْ وَلَآ اَوْلَادُکُمْ بِالَّتِیْ تُقَرِّبُکُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓی اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ لَھُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَھُمْ فِی الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ۝) سورۃ السباع ع ۴-۵۔ پ ۲۲۔ ترجمہ۔ اور ہم نے جس کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا بھیجا۔ تو وہاں کے دولتمندوں نے یہی کہا کہ تم جو لے کر آئے ہو۔ ہم نہیں مانتے اور یہ بھی کہا کہ ہم مال اور اولاد میں تم سے بڑھ کر ہیں اور ہمیں کوئی عذاب نہ دیا جائے گا۔ کہہ دو میرا رب جس کے لئے چاہتا ہے۔ روزی کشادہ کر دیتا ہے۔ اور کم کر دیتا ہے لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے اور تمہارے مال اور اولاد ایسی چیز نہیں جو تمہیں مرتبہ میں ہمارے قریب کر دے۔ مگر جو ایمان لایا اور نیک کام کئے۔ پس وہی لوگ ہیں۔ جن کے لئے دگنا بدلہ ہے اس کا جو انہوں نے کیا اور وہی بالاخانوں میں امن سے ہوں گے۔

دولتمندوں میں سے فقط مغرور اور متکبر طبقہ

آج کل کے دولتمندوں میں سے فقط مغرور اور متکبر طبقہ سے اپیل کرتا ہوں کہ مذکورۃ الصدر آیتوں کو آنکھیں کھول کر ذرا غور سے پڑھیں کہ ان آیات کے آئینہ میں کہیں تمہیں اپنا منہ تو نظر نہیں آ رہا یہ یاد رکھئے کہ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد دنیا میں کوئی نبی نہیں آئے گا۔ حضور انورؐ کے مبارک دور سے قیامت تک علماء دین دنیا کے ہر خطہ میں قرآن مجید کا پیغام الٰہی ہاتھ میں لے کر جائیں گے اور وہاں کے باشندوں کو قرآن مجید کا پیغام پہنچائیں گے۔ پھر ان لوگوں میں سے بعض اسی وضع و قطع کے بھی دولت کے نشہ میں مخمور ہوں گے۔ جیسے کہ وہ لوگ تھے۔ جن کا ذکر مذکورہ آیات میں ہے۔ جو یہ کہتے تھے کہ ہم تمہاری باتوں کو نہیں مانتے اور پیغمبروں کے مقابلہ میں ان کی بیہودگی کا باعث دولت کا نشہ تھا۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں مالدار اور دولتمند ہونے کے لحاظ سے کوئی قدر و قیمت نہیں تھی۔ چنانچہ

آج کل بھی دولتمندوں میں بعض دولت کے نشہ میں بدمست ہونے والے ایسے دنیا دار موجود ہیں کہ جب علماء ربانی (جن کے دائیں ہاتھ میں قرآن ہوتا ہے اور بائیں ہاتھ میں احادیث نبویہ ہوتی ہیں) ان لوگوں کو تبلیغ حق فرماتے ہیں۔ تو وہ ان حق پرست علماء کرام کو توہین آمیز الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ اور ان کی پیش کردہ ہدایات ربانی اور ارشادات نبویہ کو ملا ازم کہہ کر ٹال دیتے ہیں العیاذ باللہ سے دعا کرتا ہوں کہ اس قسم کے لوگوں کو مذہب اور حاملین مذہب پر مذاق اڑانے کے گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ورنہ

یہ لوگ یاد رکھیں اس وقت جو نتیجہ دونوں جماعتوں کا سورۃ سبا میں بیان کیا گیا ہے۔ وہی نتیجہ ان مذاق اڑانے والوں کے حق میں بھی نکلے گا۔ تبلیغ حق کرنے والے گروہ کا نتیجہ (وَهُمْ فِي الْغُرُفَاتِ اٰمِنُوْنَ)۔ ترجمہ۔ اور وہی بالاخانوں میں (یعنی بہشت میں) امن سے ہوں گے اور ان کے مخالف (اُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ) وہ عذاب میں پکڑ کر حاضر کئے جائیں گے۔ وما علینا الا البلاغ۔

نمبر ۵

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ۝ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ۝ لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ۝ نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝) سورۃ الحجر ع ۴۔ پ ۱۴۔ ترجمہ۔ بے شک پرہیزگار باغوں اور چشموں میں رہیں گے۔ ان باغوں میں سلامتی اور امن سے جا کر رہو اور ان کے دلوں میں (جو دنیا میں) کینہ تھا۔ ہم وہ سب دور کر دینگے سب بھائی بھائی ہوں گے۔ تختوں پر آمنے سامنے بیٹھنے والے ہوں گے۔ انہیں وہاں کوئی تکلیف نہیں پہنچیگی اور نہ وہ وہاں سے نکالے جائیں گے۔ میرے بندوں کو اطلاع دے کہ بے شک میں بخشنے والا مہربان ہوں۔

نمبر ۶

(فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖٓ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰٓى اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ۭ يٰمُوْسٰٓى اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ۡ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ۝) (سورۃ القصص ع ۴۔ پ ۲۔ ترجمہ۔ پھر جب موسیٰ علیہ السلام وہ مدت پوری کر چکا اور اپنے گھر والوں کو لے کر چلا کوہ طور کی طرف سے ایک آگ دیکھی اپنے گھر والوں سے کہا ٹھہرو۔ میں نے ایک آگ دیکھی ہے۔ شاید تمہارے پاس وہاں کی کچھ خبر یا آگ کا انگارا لے آؤں۔ تاکہ تم سینکو پھر جب اس کے پاس پہنچا۔ تو میدان کے داہنے کنارے سے برکت والی جگہ میں ایک درخت سے آواز آئی کہ اے موسیٰ میں اللہ جہان کا رب ہوں اور یہ کہ اپنی لاٹھی ڈال دے۔ پھر جب اسے دیکھا کہ سانپ کی طرح لہرا رہا ہے تو منہ پھیر کر الٹا بھاگا۔ اور پیچھے مڑ کر نہ دیکھا۔ اے موسیٰ سامنے آ اور ڈر نہیں۔ بے شک تو امن والوں سے ہے۔

امن کی خوشخبری دنیا ہی میں مل گئی

حضرات انبیاء علیہم السلام چونکہ دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ سے شرف ہمکلامی پاتے رہتے ہیں۔ اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دنیا ہی میں یہ خوشخبری مل گئی کہ آپ کو بارگاہ الٰہی نے اپنے ان مقبول بندوں میں شامل فرما لیا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ہر گرفت اور ہر عذاب سے امن میں رہنے والے ہیں اللھم اجعلنا منھم بفضلک وکرمک ومنک۔ آمین یا الٰہ العالمین

مذکورۃ الصدر آیات میں جو قصہ ہے۔

اس کی تفصیل شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحبؒ کے بیان سے ملاحظہ ہو۔ "یہاں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ بہت بسط و تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ تاکہ سامعین سمجھ جائیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف قرآن کی وحی بھیجنا کوئی انوکھی بات نہیں۔ جس طرح پیشتر موسیٰ علیہ السلام کو وحی مل چکی ہے آپ کو بھی مل جیسے موسیٰ علیہ السلام کی وحی توحید وغیرہ کی تعلیم پر مشتمل تھی۔ آپ کی وحی میں بھی ان ہی اصول پر زور دیا گیا ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے تبلیغ حق میں جو صعوبات و شدائد برداشت کیں آپ کو بھی برداشت کرنی پڑیں گی اور جس طرح ان کو آخرکار کامیابی اور غلبہ نصیب ہوا اور دشمن مقہور ہوئے۔ آپ بھی یقیناً غالب و منصور ہونگے اور آپ کے دشمن تباہ و ذلیل کئے جائیں گے۔ چونکہ سورت کا آغاز انزال قرآن کے ذکر سے کیا گیا تھا۔ اسکے مناسب نبوت موسوی کے آغاز کا قصہ بیان فرماتے ہیں"

دعا

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی موسیٰ علیہ السلام کی طرح اسلام کے دشمنوں کے شر سے بچائے اور انکے مقابلہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح استقامت عطا فرمائے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح مرتے دم تک اسلام کا بول بالا کرنیکی توفیق عطا فرمائے اور اس ساری کوشش کرنے میں فقط رضائے الٰہی مطلوب اور مقصود بنانے کی توفیق نصیب ہو اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح ہمیں بھی اپنے ان بندوں میں شامل فرما دے جو دنیا میں رہتے ہوئے بھی بارگاہ الٰہی میں آمنین کی فہرست میں شامل ہو جاتے ہیں آمین یا الٰہ العالمین

نمبر ۷

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ ۝ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ يَّلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ۝ كَذٰلِكَ ۭ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ۝ يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِيْنَ ۝ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى ۚ وَوَقٰىهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝) سورہ الدخان ع ۳۔ پ ۲۵۔ ترجمہ۔ بے شک پرہیزگار ہی امن کی جگہ میں ہونگے باغوں اور چشموں میں۔ باریک ریشم اور گاڑھا پہن کر آمنے سامنے بیٹھے ہونگے۔ یونہی ہوگا اور ہم ان کا نکاح بڑی آنکھوں والی حوروں سے کر دیں گے۔ وہ اس میں ہر قسم کا میوہ امن و اطمینان سے طلب کریں گے۔ وہاں پہلی موت کے سوا اور موت کا مزہ نہ چکھیں گے اور انہیں اللہ دوزخ کے عذاب سے بچائیگا یہ آپ کے رب کا فضل ہوگا۔ یہی وہ بڑی کامیابی ہے۔

مذکورۃ الصدر انعامات متقیوں کیلئے ہونگے

متقی کسے کہتے ہیں

حق پرست علمائے کرام متقی کے معنی یہ کیا کرتے ہیں اَلْمُتَّقِيْ مَنْ يَّتَّقِيْ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ۔ ترجمہ۔ متقی وہ شخص ہے جو ہر اس چیز سے بچے جس کے کرنے سے اللہ تعالیٰ

نے منع کیا ہے۔ مثلاً عقائد کے سلسلہ میں انسان تین باطل عقیدوں سے بچے اور وہ شرک۔ کفر اور نفاق اعتقادی ہیں معاملات کرنے کے سلسلہ میں کسی کی ایک کوڑی بھی نہ کھائے۔ اگر کسی سے کوئی وعدہ کرے تو اُسے ٹھیک وقت پر پورا کر دکھائے۔ بات کرنے میں کبھی جھوٹ نہ بولے۔ نکاح کرتے وقت بیوی کو جتنا مہر کے دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اسے ضرور ادا کردے۔ ایسا نہ کرے کہ وعدہ کرنے کے بعد بیوی پر دباؤ ڈال کر اور اسے مجبور کرکے اس سے معافی لے لے۔ یہ بھی تقوٰے کے خلاف ہے اور منت وسماجت کرکے عورت کو معاف کرنے پر مجبور کرنا تقوٰے (پرہیزگاری) کے خلاف ہے اور بدعہدی ہے۔ یا شادی ہونے کے بعد بیوی کو مجبور کرنا کہ مجھے تمہارے ماں باپ کے گھر سے چوری کرکے وہ دستاویز لا دے جو انہوں نے مجھ سے نکاح کے وقت مہر کا لکھایا ہوا ہے۔ یہ چیز بھی تقوٰے کے خلاف ہے۔ بلکہ بدترین بدعہدی کی گھناؤنی تصویر ہے۔ کیا ایسی بیہودہ اور شرافت کے خلاف حرکتیں کرنے والے انسان اللہ تعالےٰ کے متقی بندوں کی فہرست میں آنے کے قابل ہیں؟ تجارت میں تقوٰے یہ ہے کہ گاہک سے جس چیز کے دام لے۔ وہ چیز واقعی اور کھری اور اصلی اسے دے۔ ایسا نہ کرے۔ کہ دام تو اصلی کے لے اور اسے نقلی چیز دے۔ مثلاً دام تو اصلی گھی کے لے۔ اور اسے نقلی یعنی بناوٹی گھی دے۔ یہ چیز بھی تقوٰی کے خلاف ہے۔ ایسے بد دیانت متقیوں کی فہرست میں شامل ہونے کے قابل نہیں ہیں۔ کیا اللہ تعالےٰ ایسے فریب کاروں اور دھوکے بازوں کو اپنے پرہیزگار بندوں میں شامل کریگا؟ ہرگز نہیں۔ مرد کی دوسری بیوی خاوند کی پہلی بیوی کے بچوں کو عموماً اس نگاہ سے نہیں دیکھتی۔ جس محبت اور پیار سے اپنے جنے ہوئے بچوں کو دیکھتی ہے۔ بلکہ جہاں تک ممکن ہو۔ پہلی بیوی کے بچوں کو تنگ کرتی رہتی ہے۔ یہ بھی تقوٰے کے خلاف ہے اور تقوٰے ہی کی برکت سے تو بہشت میں جانا ہے۔ پھر یہ سوتیلی ماں سوچ لے کہ قیامت کے دن بارگاہ الٰہی میں اس کا کیا حال ہوگا۔ اور اس کا ٹھکانا کہاں ہوگا۔

حضور انورؐ کی امت کے متقی خود امن پانیوالے اور انبیاء سابق علیہم السلام کو انکی امتوں کے الزام سے بری کرکے امن دلانے والے ہونگے

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا (الایۃ سورۃ البقرۃ ع ۱۷۔ پ ۲۔ ترجمہ اور اسی طرح ہم نے تمہیں برگزیدہ امت بنایا تاکہ تم اور لوگوں پر گواہ رہو۔ اور رسول تم پر گواہ ہو۔

شیخ الاسلامؒ کا حاشیہ

آیت کے مضمون کی وضاحت کے لئے حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحبؒ کا حاشیہ ملاحظہ ہو "یعنی جیسا تمہارا قبلہ کعبہ ہے۔ جو حضرت ابراہیمؑ کا قبلہ اور تمام قبلوں سے افضل ہے۔ ایسا ہی ہم نے تم کو سب امتوں سے افضل اور تمہارے پیغمبر کو سب پیغمبروں سے کامل اور برگزیدہ کیا۔ تاکہ اس فضیلت اور کمال کی وجہ سے تم تمام امتوں کے مقابلہ میں گواہ مقبول الشہادۃ قرار دیئے جاؤ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری عدالت اور صداقت کی گواہی دیں۔ جیسا کہ احادیث میں وارد ہے کہ جب پہلی امتوں کے کافر اپنے پیغمبروں کے دعوٰے کی تکذیب کریں گے اور کہیں گے کہ ہم کو تو کسی نے بھی دنیا میں ہدایت نہیں کی۔ اس وقت آپ کی امت انبیاءؑ کے دعوٰے کی صداقت پر گواہی دے گی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو اپنے امتیوں کے حالات سے پورے واقف ہیں۔ انکی صداقت وعدالت پر گواہ ہوں گے۔ اس وقت وہ امتیں کہیں گی کہ انہوں نے تو نہ ہمارا زمانہ پایا نہ ہم کو دیکھا۔ پھر گواہی کیسے مقبول ہو سکتی ہے۔ اس وقت آپؐ کی امت جواب دے گی کہ ہم کو خدا کی کتاب اور اس کے رسولؐ کے بتلانے سے اس امر کا علم یقینی ہوا۔ اس کی وجہ سے ہم گواہی دیتے ہیں

فائدہ۔ وَسَطًا (یہ لفظ آیت میں آیا ہے) یعنی معتدل کا یہ مطلب ہے۔ کہ یہ امت ٹھیک سیدھی راہ پر ہے۔ جس میں کچھ بھی کجی کا شائبہ نہیں اور افراط و تفریط سے بالکل بری ہے۔"

حضور انورؐ کی امت میں سے وہ لوگ کس فرقے کے ہونگے

جو آپ کی امت میں سے ہوں گے اور دربار الٰہی میں شہادت یہ دیں گے کہ انبیاء علیہم السلام نے بیشک اپنی اپنی امت کو پیغام حق پہنچایا تھا۔ انکی امتیں جھوٹ بول رہی ہیں کہ ہمارے پاس کوئی پیغمبر نہیں آیا تھا۔

کس فرقے کے سوال کا مطلب

یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں تہتر فرقے ہوں گے۔ اور اپنی امت کے تہتر فرقے ہونے کی اطلاع حضورؐ ہی نے دی ہے۔ اس لیئے ممکن ہے کہ خدام الدین کے پڑھنے والوں کی طبیعت میں یہ خیال آئے۔ لہذا اس شبہ کا حل بھی حضور انورؐ کی زبان مبارک سے سن لیجئے۔

حدیث شریف

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَأْتِيَنَّ عَلٰى أُمَّتِيْ كَمَا أَتٰى عَلٰى بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتّٰى إِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ أَتٰى أُمَّهٗ عَلَانِيَةً لَكَانَ فِيْ أُمَّتِيْ مَنْ يَصْنَعُ ذٰلِكَ وَإِنَّ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِيْ عَلٰى ثَلٰثٍ وَّسَبْعِيْنَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً قَالُوْا مَنْ هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِيْ۔ (رواہ الترمذی)

ترجمہ۔ عبداللہؓ بن عمرو سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ البتہ میری امت پر ضرور ضرور وہ دور آئے گا۔ جیسا کہ بنی اسرائیل پر آیا تھا۔ جس طرح کہ ایک پاؤں کا جوتا دوسرے پاؤں کے جوتے کے برابر ہوتا ہے۔ یہاں تک (برابری ہوگی) کہ اگر ان میں سے کوئی ایسا تھا۔ جس نے اپنی ماں سے (علانیہ) بدکاری کی تھی تو میری امت میں بھی ایسا ہوگا جو یہ فعل کریگا اور بنی اسرائیل بہتر فرقوں پر بٹ گئے تھے اور میری امت تہتر فرقوں پر بٹے گی (اور وہ) سب دوزخ میں جائیں گے۔ سوائے ایک فرقہ کے (یعنی فقط ایک فرقہ

میری امت میں سے بہشت میں جائے گا) لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ وہ کون سا فرقہ ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا جس طریقہ پہ میں اور میرے صحابہؓ کرام ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ بنی اسرائیل تو بہتر فرقوں پر بٹ گئے تھے اور مسلمان تہتر فرقوں میں بٹیں گے۔ اور ان تہتر میں سے فقط ایک فرقہ بہشت میں جائے گا۔ اور بہتر دوزخ میں جائیں گے

اس اعلان نبویؐ کے بعد

ہر مسلمان کو اپنے فرقے کے راہ نماؤں سے پوچھنے کا حق ہے اور بلکہ ضرور پوچھنا چاہیئے کہ جو دین آپ ہمیں سکھا رہے ہیں اور دوسروں پر ان چیزوں کا پابند نہ ہونے پر آپ طعن و تشنیع کر رہے ہیں یعنی اس فرقہ کے لوگوں پر الزام لگا رہے ہیں کہ وہ مذہبی رسوم کو ادا نہیں کرتے۔ اس لئے گمراہ ہیں۔ کیا یہ دینی رسوم (جو آپ سکھا رہے ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم ان دینی رسوم کو بجا لایا کرتے تھے۔ اس طرح کرنے سے انشاء اللہ تعالےٰ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ ہو جائے گا اور اگر راہ نمایان دین یہ فرمائیں کہ یہ مذہبی رسوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرامؓ تو نہیں کیا کرتے تھے۔ البتہ ان رسوم یا ان وظائف کے کرنے سے ثواب ہوتا ہے تو آپ ان سے یہ عرض کریں کہ چلو مان لیا جائے کہ ثواب ہوتا ہے۔ مگر آپ کو یہ حق کہاں سے پہنچتا ہے۔ کہ جو رسوم یا وظائف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرامؓ نے نہیں پڑھے۔ آپ ان وظائف کے پڑھنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری اُمت کو کیوں مجبور کرتے ہیں۔ یہ حق آپ کو کس نے دیا کہ دین میں کچھ چیزیں ایجاد کریں اور ساری امت کو مجبور کریں اور جو نہ پڑھے اس پر طعن و تشنیع کریں انشاء اللہ تعالیٰ اگر سارے راہ نمایان اسلام اس مذکور الصدر قاعدے کو مان لیں تو اسلامی فرقوں کے مذہبی جھگڑے مٹ سکتے ہیں۔

ما علینا الا البلاغ

اسلامی اخوّت اور بھائی چارے کے تقاضے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ تو خود اس پر ظلم و زیادتی کرے نہ دوسروں کا نشانہ ظلم بننے کے لئے اس کو بے مدد چھوڑے۔ اور جو کوئی اپنے ضرورت مند بھائی کی حاجت پوری کرے گا اللہ تعالیٰ کی حاجت روائی کرے گا۔ اور جو کسی مسلمان کو کسی تکلیف اور مصیبت سے نجات دلائے گا اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن کسی مصیبت اور پریشانی سے نجات عطا فرمائے گا۔ اور جو کسی مسلمان کی پردہ داری کرے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ داری کرے گا۔ صحیح بخاری

سچا اور کامل مومن بننے کی لازمی شرط

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قسم اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، کوئی بندہ سچا مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی نہ چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہو۔ صحیح بخاری

خطبہ یوم الجمعۃ مورخہ ۹ر رجب المرجب ۱۳۷۹ھ مطابق ۸ر جنوری ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اما بعد

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

میری تقریر کا موضوع ارکان سیرت کمیٹی نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم تجویز فرمایا ہوا ہے اور میں بھی انہیں حضرات کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اسی مقدس عنوان پر چند سطور ضبط تحریر میں لا کر اس اجتماع عظیم میں پیش کرنے کے لئے لایا ہوں۔

اگر چہ اس مقدس عنوان پر اپنی نوک قلم کو حرکت میں لانا میرے لئے بعینہ ویسا ہی ہے کہ جس طرح بقول بعض مفسرین حضرات حضرت یوسف علیٰ نبینا علیہ السلام کے خریداروں میں جہاں بڑے بڑے دولت مند بڑی بڑی گرانقدر رقمیں لے کر خریداری کے لئے حاضر ہوئے تھے۔ وہاں ایک بڑھیا سوت کی اٹی بھی لے کر آئی ہوئی تھی۔ لوگوں نے اس بڑھیا سے کہا۔ مائی اس غلام کے خرید کرنے کے لئے تو بڑے بڑے مالدار اپنے خزانوں کے منہ کھولنے کے ارادوں سے آئے ہوئے ہیں۔ تیرے سوت کی اٹی پر تمہیں کس طرح یوسف (علیہ السلام) ایسا غلام مل سکتا ہے۔

بڑھیا کا عجیب جواب

کہنے لگی۔ میں جانتی ہوں کہ اس سوت کی اٹی پر مجھے یوسف (علیہ السلام) ایسا دنیا بھر کا بے نظیر و بے مثل خوبصورت غلام کیسے مل سکتا ہے۔ مگر اس خیال سے اٹی لے کر اس مجمع میں آئی ہوں۔ تاکہ میرا نام بھی قیامت کے دن یوسف ؑ کے خریداروں میں تو شمار ہو۔

بعجلیہ

یہی حال میرا ہے کہ مجھ ایسا سیاہ کار گنہگار اور سید المرسلین خاتم النبیین۔ شفیع المذنبین۔ رحمۃ للعلمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاکیزہ سیرت پر طبع آزمائی اور خامہ فرسائی ایں چہ بوالعجبی است۔

مگر

سیرۃ کمیٹی کے اس اجلاس کا خاکہ کھینچنے والے حضرات نے مجھ سے مشورہ لئے بغیر اور منظوری حاصل کرنے کے سوا خود ہی اس گنہگار کے لئے یہ مضمون تجویز فرمایا اور یہاں تک جرأت فرمائی کہ اس مقدس اجتماع کے متعلق ایک بہت بڑا پوسٹر طبع کرا کر اور اس میں میرے نام پر یہ مقدس مضمون منسوب کر کے میرے ہاں بھجوا دیا۔ پوسٹر کے وصول ہونے کے بعد میں نے اپنا فرض عین خیال کیا۔ کہ باقی سب مشاغل کو نظر انداز کر کے اس دعوت کو بسر و چشم قبول کروں۔ کیونکہ اس دعوت کا تعلق اس مقدس وجود مسعود سے ہے۔ جس کی نظیر اس دنیا کی ابتدا سے لے کر اس کے خاتمے تک مل ہی نہیں سکتی۔ اور جس کے ساتھ میرا تعلق عقیدت۔ محبت اور اتباع کے باعث ٹھیک رہا۔ تو قیامت کے دن اسی کے حوض کوثر سے پانی پینا نصیب ہوگا۔ جس کی تاثیر کی برکت سے پچاس ہزار سال والے دن میں پھر پیاس نہیں لگے گی۔ جس کی گرمی کی شدت کا یہ حال ہوگا۔

حضور انور ؐ کا ارشاد ملاحظہ ہو

عَنِ الْمِقْدَادِ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تَدْنُو الشَّمْسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْخَلْقِ حَتّٰى تَكُوْنَ مِنْهُمْ كَمِقْدَارِ مِيْلٍ فَيَكُوْنُ النَّاسُ عَلٰى قَدْرِ اَعْمَالِهِمْ فِي الْعَرَقِ فَمِنْهُمْ مَنْ يَكُوْنُ اِلٰى كَعْبَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُوْنُ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُوْنُ اِلٰى حَقْوَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يُلْجِمُهُمُ الْعَرَقُ اِلْجَامًا وَاَشَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ اِلٰى فِيْهِ (رواہ مسلم)۔

ترجمہ۔ مقدادؓ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ نے فرمایا قیامت کے دن سورج لوگوں کے قریب ہوگا۔ یہاں تک کہ ان سے ایک میل کی مقدار کی بلندی پر ہوگا۔ پھر لوگ اپنے اعمال کے لحاظ سے پسینے میں ہونگے۔ بعض ایسے ہونگے جنکے ٹخنوں تک ہوگا۔ بعض ایسے ہونگے جنکے گھٹنوں تک ہوگا۔ اور بعض ان میں سے ایسے ہوں گے جن کی کمر تک ہوگا۔ اور بعض ان میں ایسے ہوں گے۔ جس کے منہ کے اندر لگام کی طرح ہوگا۔ اور آپؐ نے اپنے ہاتھ سے (لگام کی صورت دکھانے کیلئے) اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا

ایک فقرہ میں آپ کی بے نظیر سیرت کا اعلان

اللہ جل شانہٗ نے قرآن مجید کے ایک چھوٹے سے فقرے میں حضور انور ؐ کی سیرۃ مقدسہ کا بے نظیر نقشہ کھینچ کر رکھ دیا ہے۔ فرمایا ہے اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ سورۃ القلم ع ۱۔ پ ۲۹

ترجمہ۔ بے شک آپ تو بڑے ہی خوش خلق ہیں۔

نتیجہ

اللہ جل شانہٗ جس مقدس ہستی کے متعلق قرآن مجید میں خلق عظیم کے حامل ہونے کا اعلان فرمائے۔ کیا اس وجود سے بڑھ کر کسی کی سیرت کا درجہ بلند ہو سکتا ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا احمد علی صاحب اپنی علالت کے باعث اس جمعہ کیلئے خطبہ تحریر نہیں فرما سکے۔ اس لئے اس شمارہ میں ہم سیرت کے موضوع پر آپ کی ایک غیر مطبوعہ تقریر ہدیہ قارئین کرام کر رہے ہیں۔ حضرت کی موجودہ صحت کا خیال کرتے ہوئے ممکن ہے کہ شاید یہ سلسلہ چند ہفتے اور جاری رہے۔

اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں "یعنی اللہ تعالیٰ نے جن اعلیٰ اخلاق و ملکات پر آپ کو پیدا فرمایا۔ کیا دیوانوں میں ان اخلاق و ملکات کا تصور کیا جا سکتا ہے۔ ایک دیوانے کے اقوال و افعال میں قطعاً نظم و ترتیب نہیں ہوتی۔ نہ اس کا کلام اس کے کاموں پر منطبق ہوتا ہے۔ برخلاف اس کے آپ کی زبان قرآن ہے۔ اور آپ کے اعمال و اخلاق قرآن کی خاموش تفسیر۔ قرآن جس نیکی۔ جس خوبی اور بھلائی کی طرف دعوت دیتا ہے۔ وہ آپ میں فطرۃً موجود اور جس بدی اور زشتی سے روکتا ہے آپ قطعاً اس سے نفور و بیزار ہیں۔ پیدائشی طور پر آپ کی ساخت اور تربیت ایسی واقع ہوئی ہے کہ آپ کی کوئی حرکت اور کوئی چیز حد تناسب و اعتدال سے ایک انچ ادھر ادھر ہٹنے نہیں پاتی۔ آپ کا حسن اخلاق اجازت نہ دیتا تھا کہ جاہلوں اور کمینوں کے طعن و تشنیع پر کان دھریں۔ جس شخص کا خلق اس قدر عظیم اور مطمح نظر اس قدر بلند ہو۔ بھلا وہ کسی مجنون کے مجنون کہہ دینے پر کیا التفات کرے گا۔ آپ تو اپنے دیوانہ کہنے والوں کی نیک خواہی اور دردمندی میں اپنے کو گھلائے ڈالتے تھے۔ جس کی بدولت لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ کا خطاب بننے کی نوبت آئی تھی فی الحقیقت اخلاق کی عظمت کا سب سے زیادہ عمیق پہلو یہ ہے کہ آدمی دنیا کی ان حقیر ہستیوں سے معاملہ کرتے وقت خداوند قدوس کی عظیم ہستی سے غافل و ذاہل نہ ہو۔ جب تک یہ چیز قلب میں موجود رہیگی۔ تمام معاملات عدل و اخلاق کی میزان میں پورے اتریں گے۔

حضور انورؐ کی سیرت کے مختلف پہلو

عرض کرنا چاہتا ہوں اور ان پہلوؤں کے پیش کرنے کا نتیجہ یہ ہونا چاہیئے کہ ہر کلمہ گو مرد و عورت کا فرض ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر عمل حیات کو مشعل راہ ہدایت بنائے۔ چنانچہ اس عرضداشت کا

ثبوت

ملاحظہ ہو۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا اھ سورۃ الاحزاب ع ۳ - پ ۲۱ ترجمہ۔ البتہ تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اچھا نمونہ ہے۔ جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے۔ اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ جس شخص کا یہ عقیدہ ہے کہ میں نے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش ہونا ہے۔ اسے چاہیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر عمل حیات کو اپنے لئے دنیا کی زندگی کے ہر لمحہ اور ہر عمل میں مشعل راہ بنائے

نتیجہ

اس اتباع کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اس سے اللہ جل شانہٗ راضی ہو جائیگا اور جہنم سے بچ کر جنت میں پہنچ جائے گا۔ اللھم اجعلنا منھم۔

بطور مثال مختلف پہلوؤں کی تفصیل

اگر غور سے دیکھا جائے تو جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے آپؐ کی حیوٰۃ طیبہ کو اسوۂ حسنہ قرار دیا ہے تو معلوم ہوا کہ آپ کی مبارک زندگی کا ہر پہلو بے نظیر اور قابلِ صد تحسین ہے اور آپؐ کی مختلف حیثیتوں کو دیکھتے ہوئے یہ شعر یاد آتا ہے۔

حسنِ یوسف دمِ عیسےٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

مثلاً

کبھی دیکھا جائے تو مدینہ منورہ کی مسجد میں پنجوقتہ نماز کے آپؐ امام ہیں۔

کبھی دیکھا جائے تو حضور مدینہ منورہ کی جامع مسجد کے جمعہ کے خطیب ہیں۔

کبھی دیکھا جائے تو حضورؐ انور بحیثیت قاضی اور جج کے فیصلے فرما رہے ہیں۔

کبھی دیکھا جائے تو بحیثیت جرنیل فوج کے میدان جنگ میں فوجوں کو ترتیب دے رہے ہیں۔

کبھی دیکھا جائے تو حضور انور بحیثیت ایک بادشاہ کے سلاطین دنیا کے ہاں وفود بھیج رہے ہیں۔

کبھی دیکھا جائے تو مدینہ منورہ کی دنیا بھر کی مرکزی درسگاہ علم مسند درس پر درس علم و حکمت سے خدام کے قلوب کو منور فرما رہے ہیں۔

کبھی دیکھا جائے تو سلاطین کی طرح باہر سے آئے ہوئے وفود کو شرف ملاقات کا موقعہ عطا فرما رہے ہیں۔

کبھی دیکھا جائے تو میدان جنگ میں جب بڑے بڑے بہادروں کے قدم اکھڑ چکے ہیں تو دشمنان اسلام کو اس نعرہ سے مرعوب کر رہے ہیں۔ انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب۔ "میں جھوٹا نبی نہیں ہوں (کہ کفر کی ہیبت سے مرعوب ہو جاؤں۔) اور ویسے بھی میں ایسے دادا کا پوتا ہوں۔ اس لئے بھی میری خاندانی روایات کے خلاف ہے کہ دشمنوں سے مرعوب ہو کر میدان جنگ چھوڑ جاؤں۔

حضور انورؐ کی سیرت کا ایک پہلو

آپ کا تعلق باللہ

پہلا اعلان

اٰمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِن رَّبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ ۚ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ ۚ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۖ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ (سورہ البقرہ ع ۴۰ پ ۳ - ترجمہ۔ رسول نے مان لیا جو کچھ اس پر اس کے رب کی طرف سے اترا ہے۔ اور مسلمانوں نے بھی مان لیا سب نے اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور اس کی کتابوں کو اور اس کے رسولوں کو مان لیا ہے۔ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے رسولوں کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کرتے اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور مان لیا۔ اے ہمارے رب تیری بخشش چاہتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان اور آپؐ کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ایمان کی شہادت دی کہ سب مومن ہیں اور کچھ تفصیل بھی فرمائی ہے کہ فقط آپؐ پر ایمان نہیں لاتے۔ بلکہ آپؐ سے پہلے بھی جتنے انبیاء علیہم السلام دنیا میں آئے تھے ان سب پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے تمام فرشتوں اور تمام سابقہ کتب سماویہ پر بھی ایمان لاتے ہیں اور حضور انورؐ اور

اور آپؐ کے صحابہ کرام اعلان فرما رہے ہیں کہ اے اللہ ہمنے تیرے نازل کردہ احکام کو سُن لیا اور ہم ان سب کو مانتے ہیں۔ (یعنی ان احکام پر عمل بھی ضرور کریں گے۔) اے اللہ اگر تیرے احکام کی تعمیل میں کوئی قصور ہو جائے تو معاف فرما دیں۔ اے اللہ (ہمارا یقین ہے) ہم نے دنیا سے رخصت ہو کر پھر تیرے ہی حضور میں پیش ہونا ہے۔ (لہذا اس دن کی کامیابی کے لئے تیرے نازل کردہ احکام پر ضرور ہی عمل کریں گے)۔

سچّا کھرا اور اصلی امّتی

قرآن مجید کے مذکور الصدر اعلان کا نتیجہ یہ نکلیگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا کھرا اور اصلی امّتی کہدیجئے۔ یا مسلمان کہہ دیجئے۔ فقط وہ شخص ہوگا۔ جو مذکورۃ الصدر آیت کے نقل شدہ اعلانات کو تہ دل سے مانے ورنہ اگر ان احکام کو دل سے نہ مانے تو بے ایمان ہوگا۔ اور اگر دل سے تو مان لے۔ مگر عملی جامہ پہنانے سے قاصر ہو تو وہ مومن فاسق کہلائے گا۔ یعنی بد معاش

دوسرا اعلان

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ۚ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝) سورۃ الانعام ع ۲۰۔ پ ۸۔

ترجمہ۔ کہہ دو۔ بیشک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے۔ جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا تھا اور میں سب سے پہلے فرمانبردار ہوں۔

حاصل

یہ ہے کہ سید المرسلینؐ خاتم النبیینؐ نے اس آیت میں اپنے متعلق اعلان فرما دیا ہے کہ میری زندگی کا ایک ایک لمحہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے وقف ہے یعنی وہی کام کرونگا۔ جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو اور کوئی کام ایسا نہیں کروں گا۔ جس سے اللہ تعالےٰ ناراض ہو۔

نتیجہ

چونکہ ہر ایک مسلمان کو رسول اللہؐ کی پاکیزہ زندگی کو اپنے لئے مشعلِ راہ بنانے اور آپ کے نقش قدم پر چلنے پر مجبور کیا گیا ہے۔ لہذا اگر سب مسلمان حضور انورؐ کے اس اعلان نمبر دوم کا صحیح معنی میں اتباع کریں۔ تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ آپ کی امت میں سے ایک شخص بھی دوزخ میں نہیں جائے گا۔

تیسرا اعلان

فَاِنْ حَآجُّوْکَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْہِیَ لِلّٰہِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ؕ وَقُلْ لِّلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ وَالْاُمِّیّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ؕ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اھْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْکَ الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰہُ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝) سورہ آل عمران رکوع ۲۔ پ ۳۔

ترجمہ۔ پھر بھی اگر تجھ سے جھگڑیں۔ تو ان سے کہہ دیں کہ میں نے اپنا مُنہ اللہ کے حکم کے تابع کیا ہے اور ان لوگوں نے بھی جو میرے ساتھ ہیں اور ان لوگوں سے کہدے جنہیں کتاب دی گئی ہے اور ان پڑھوں سے۔ آیا تم بھی (اللہ کے حکم کے) تابع ہوتے ہو۔ پھر اگر وہ تابع ہوگئے تو انہوں نے بھی سیدھی راہ پالی۔ اور اگر وہ منہ پھیریں تو تیرے ذمے فقط پہنچا دینا ہے۔ اور اللہ بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔

خلاصہ

اس اعلان کا خلاصہ یہ ہے کہ میں نے اور میرے تابعداروں (یعنی صحابہ کرامؓ) نے اپنے آپ کو سپرد خدا کر دیا ہے۔ اب ہماری جانوں میں اللہ تعالیٰ ہی کا تصرف ہوگا۔ جو چاہے حکم فرمائے۔ ہماری ہر نقل و حرکت۔ ہر نشست و برخاست۔ اسی کے حکم کے تابع ہوگی۔ کھلائیگا تو کھائینگے کھانے سے منع کرے گا تو ہرگز نہیں کھائینگے پلائے گا تو پیئیں گے۔ اگر پینے سے روکدیگا تو ہرگز نہیں پیئیں گے (اسی کا نام روزہ ہے) پہننے کی اجازت دے گا تو پہنیں گے۔ اگر پہننے سے روک دے گا تو ہرگز نہیں پہنینگے مثلاً ریشم۔ پلائے گا تو پیئیں گے۔ اگر پینے سے منع کرے گا۔ تو ہرگز نہیں پیئیں گے۔ مثلاً شراب۔ جس مجلس میں بیٹھنے کی اجازت دے گا تو بیٹھیں گے۔ مثلاً مجلس اشاعت کتاب و سنت اور جس مجلس میں بیٹھنے سے منع کرے گا۔ ہرگز نہیں بیٹھیں گے۔ مثلاً مجلس کفار و منافقین جو اس وقت پکے اسلام کے دشمن تھے۔

علیٰ ہذا القیاس

جو نقشہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا میں نے سطور بالا میں پیش کیا ہے یہ در اصل ان کی سیرت مقدسہ سے میں نے اخذ کیا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس جو مسلمان اس پیش کردہ سانچے میں اپنی زندگی کو ڈھالیگا وہی کھرا۔ اصلی اور سچّا مسلمان ہوگا۔ ورنہ نہیں۔ اے مسلمان۔ کیا تو کھوٹی چیز بجائے کھری کے لینے پر راضی ہو سکتا ہے ہرگز نہیں۔

اپنے گریبان میں منہ ڈال کر

سوچ۔ کیا اللہ تعالےٰ نے نقلی اور کھوٹے مسلمانوں کے لئے بہشت تیار کیا ہوا ہے۔ بہشت کے مستحق فقط وہ مسلمان ہو سکتے ہیں جو اصلی۔ کھرے اور سچے ہوں اور کھرے اور کھوٹے کے پرکھنے کا معیار فقط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ ہیں۔ و ما علینا الا البلاغ۔

حضور انورؐ کی سیرت کا دوسرا پہلو

حضورؐ کا مومنین سے تعلّق

لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝ (سورۃ التوبہ ع ۱۴ پ ۱۱) ترجمہ۔ البتہ تحقیق تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول آیا ہے۔ اسے تمہاری تکلیف گراں معلوم ہوتی ہے۔ تمہاری بھلائی پر وہ حریص ہے۔ مومنوں پر نہایت شفقت کرنے والا مہربان ہے۔

شیخ الاسلامؒ کا حاشیہ

اس آیت پر حضرت مولانا شبیر احمد صاحبؒ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ "جس کے حسب و نسب اخلاق و اطوار اور دیانت و امانت سے تم خوب واقف ہو۔ جس چیز سے تم کو تکلیف یا سختی پہنچے وہ ان پر بہت بھاری ہے۔ ہر ممکن طریقہ سے آپؐ یہ ہی چاہتے ہیں کہ امت پر آسانی ہو اور دنیوی اور اخروی عذاب سے محفوظ رہے۔ اسی لئے جو دین آپ لائے۔ وہ بھی سہل اور نرم ہے۔ اور عمّال کو آپؐ یہ بھی نصیحت فرماتے تھے۔ یَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا (آسانی کرو سختی مت کرو) تمہاری خیر خواہی اور نفع رسانی کی خاص تڑپ ان کے دل میں ہے۔ لوگ دوزخ کی طرف بھاگتے ہیں۔ آپ ان کی کمریں پکڑ پکڑ کر ادھر سے ہٹاتے ہیں آپؐ

کی بڑی کوشش اور آرزو یہ ہے۔ کہ خدا کے بندے اصلی بھلائی اور حقیقی کامیابی سے ہمکنار ہوں۔ جہاد وغیرہ کا مقصد بھی خونریزی نہیں۔ بلکہ بحالت مجبوری سخت اپریشن کے ذریعہ سے بنی نوع انسان کے فاسد و مسموم اعضاء کو کاٹ کر اور خراب جراثیم کو تباہ کرکے امت کے مزاج عمومی کو صحت و اعتدال پر رکھتا ہے۔ جب آپ تمام جہان کے اس قدر خیر خواہ ہیں تو خاص ایمانداروں کے حال پر ظاہر ہے۔ کس قدر شفیق و مہربان ہونگے"

عبرت

موجودہ دور کے مسلمانوں کو بڑے غور سے اس آیت کے مفہوم پر غور کرنا چاہیئے۔ کہ جب ہمیں حضورؐ انور کے نقش قدم پر چلنے کا حکم دیا گیا ہے (جس کا ذکر پہلے آ چکا ہے) تو سوچنا چاہیئے کہ کیا ہم بھی واقعی آپؐ کی اُمت کے خیر خواہ کہلانے کے مستحق ہیں۔ موجودہ مسلمان قوم میں اکثریت ایسے افراد کی ہے جو مسلمانوں کو ہر ممکن دھوکہ فریب دے کر اور ان سے بد دیانتی کرکے انہیں ہر ممکن دُکھ دینا چاہتے ہیں۔

کیا

پاکستان میں ہندو آکر چوری کرتے ہیں۔ کیا ہندو آ کر ڈاکے ڈالتے ہیں۔ کیا ہندو آ کر مسلمانوں کی بہو بیٹیوں کو اغوا کرتے ہیں۔ کیا ہندو آ کر یہاں زنا کر جاتے ہیں۔ کیا ہندو دفتروں میں گھس کر مسلمانوں سے رشوت لے کر کھا جاتے ہیں۔ کیا ہندو یہاں آ کر رشوت لئے بغیر افسران بالا تک غریبوں اور حاجتمندوں کی درخواستیں نہیں پہنچاتے۔ کیا یہاں آ کر بڑے دکانداروں سے مال لے جاتے ہیں اور پھر وقت پر روپیہ ادا نہیں کرتے اور پھر بیچارے بڑے بڑے تاجروں کو مقدمہ لڑ لڑ کر بمشکل روپیہ وصول ہوتا ہے۔

اور کیا

یہی مسلمان ہیں جو پاکستان کی عزت کو اپنی دیانتداری سے سربلند کریں گے۔ کیا پاکستان کے یہی مسلمان ہیں جو دوسری قوموں سے اپنے بلند اخلاق کے باعث نیکنامی کا تمغہ لیں گے۔ میرے درد دل کا ترجمان ایک شعر ہے۔ وہ سُنئے ؎

دائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا
انما اشکو بثی و حزنی الی اللہ

حضور انورؐ کی سیرت کا تیسرا پہلو

مدینہ منورہ میں ایک ایسا دینی مدرسہ ہے جس میں فقط آسمانی کتاب کا درس دیا جاتا ہے۔ اس مدرسہ کی نظیر دنیا بھر میں نہیں پائی جاتی۔ کیونکہ سطح دنیا پر اس وقت فقط ایک ہی آسمانی کتاب موجود تھی۔ جس کا نام قرآن مجید ہے۔ ورنہ دوسری تمام آسمانی کتابیں سطح دنیا سے نیست و نابود ہو چکی تھیں اور اس آسمانی کتاب کے سطح دنیا پر لانے کا باعث بھی فقط رحمۃ للعلمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود مسعود ہی تھا۔ اور اس کے سب سے پہلے معلم خود حضور انورؐ ہیں۔ چنانچہ سورہ جمعہ رکوع ۱ پارہ ۲۸ میں آپؐ کے متعلق (وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ) کا اعلان کیا گیا ہے (ترجمہ) اور انہیں آپ کتاب (یعنی قرآن مجید) کی تعلیم دیتے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ مدینہ منورہ کے اس بے نظیر دینی مدرسہ کے مدرس بھی خود حضورؐ انور ہی ہیں۔ آپ پیغمبر بھی ہیں اور اس بےنظیر مدرسہ اسلامیہ کے مدرس بھی ہیں۔

حضور انورؐ کی سیرت کا چوتھا پہلو

آپ دنیا بھر کے انسانوں کے لئے امراض باطنی سے شفا دلانے کا فن بھی بدرجہ اتم و اکمل جانتے ہیں۔ جس کا نام تزکیہ نفس ہے۔ انسان کے اندر کئی روحانی امراض پائے جاتے ہیں اور عام طور پر انسانوں کو ان کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ جب تک کہ ہادی خاص طور پر توجہ نہ دلائے اور اگر خدانخواستہ ان امراض میں مبتلا رہتے ہوئے انسان دنیا سے رخصت ہوا تو وہ امراض قبر کو دوزخ کا گڑھا بنائیں گی۔ تو الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں ان امراض سے بھی صحابہ کرامؓ شفایاب ہو جاتے تھے۔ اس صفت مبارکہ کے لحاظ سے آپ کو سورہ جمعہ کے رکوع اول پارہ ۲۸ میں (وَيُزَكِّيهِمْ) اور انہیں پاک کرتا ہے کے عمدہ سے یاد فرمایا گیا ہے۔ حضور انورؐ کا یہ فرض آج کل صوفیائے عظام ادا کرتے ہیں۔ جو ان کے سلسلہ بیعت میں داخل ہو جائے۔ پھر وقتاً فوقتاً ان امراض روحانی کی اطلاع بھی دیتے رہتے ہیں اور ان کا علاج بھی بتلاتے ہیں۔ اور اپنی باطنی توجہ بھی اس شخص کی اصلاح کے لئے مبذول فرماتے رہتے ہیں۔ بفضلہ تعالےٰ اس طرح پر ایک مدت مدید کے بعد طالب حق کی واقعی اصلاح ہو جاتی ہے پھر اس بندہ خدا پر یہ اشعار صادق آتے ہیں ؎

نہ تھی حال کی جبکہ اپنے خبر
نظر آتے تھے سب کے عیب و ہنر
پڑی حال پہ جبکہ اپنے نظر
کسی کا کوئی عیب ہی نہ رہا

ایک طالب مولیٰ کی تمنا

صدقے میں تیرے ساقی مشکل آسان کر دے
ہستی میری مٹا دے خاک بیجان کر دے

اصلی اور سچا صوفی

وہ ہے۔ جس میں کتاب و سنت کے اتباع کا رنگ پورے طور پر پایا جائے اگر خدانخواستہ ایک شخص صوفیانہ بھیس میں ہمارے سامنے آئے اور لاکھوں مُرید بھی ساتھ لائے جو اس کے ساتھ بیعت کا تعلق رکھتے ہوں۔ اگر وہ کتاب و سنت کا متبع نہیں ہے تو میں دوستوں سے کہا کرتا ہوں کہ ایسے صوفی کی طرف عقیدتمندی سے نگاہ اٹھا کر دیکھنا بھی گناہ ہے اور اس کی بیعت کرنا حرام ہے۔ اور بے خبری میں ہو جائے تو اس کو توڑ کر کسی متبع کتاب و سنت کے ساتھ تعلق جوڑنا فرض عین ہے۔ اگر خدانخواستہ بیعت نہ توڑی اور اسی کے ساتھ جڑے رہے۔ تو جہاں وہ جائے گا۔ تمہیں بھی وہیں جانا پڑے گا۔ وما علینا الا البلاغ۔

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۶ر رجب المرجب ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۵ر جنوری ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ۔ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پانچواں پہلو، حضور انورؐ سارے جہان کیلئے رحمت ہیں

اعلان شاہنشاہی

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ سورۃ الانبیاء ع ۷۔ پ ۱۷۔ ترجمہ اور ہم نے تو تمہیں تمام جہان کے لوگوں کے حق میں رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

اس سے بڑھ کر اور کوئی اعزاز نہیں ہو سکتا

جب خالق الخلق مالک الملک اللہ تعالیٰ جل شانہٗ و عز اسمہٗ خود ارشاد فرما رہا ہے کہ سارے جہان کے لئے حضورؐ انور کو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے تو اس سے بڑھ کر اور کوئی بڑا اعزاز ہو ہی نہیں سکتا۔ اور

عالمین کے لفظ میں حیوانات بھی شامل ہیں

حضور انورؐ کی حیوانات پر رحمت کے واقعات ملاحظہ ہوں۔

ہرنی پر رحمت

وَاسْتَعَانَتْ ظَبْيَةٌ قَدْ شَدَّهَا
جَاهِلٌ دَامَ اقْتِنَاصًا فَاحْتَبَلْ

ترجمہ۔ ایک ہرنی نے آپؐ سے فریاد کی۔ جس کو ایک ایسے شکاری نے باندھ رکھا تھا جو بارادہ شکار (اس کو پھانس چکا تھا) اور) وہ پھنس گئی تھی۔

يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَطْلِقْنِيْ اَعُدْ
بَعْدَ اِرْضَاعِيْ لِخَشْفٍ مُنْحَزِلْ

ترجمہ۔ اے خدا کے نبیؐ آپ مجھ کو کھول دیجئے۔ تاکہ میں اپنے ضعیف اور چھوڑے ہوئے بچوں کو دودھ پلا کر واپس آ جاؤں۔

حَلَّهَا تَعْدُوْا وَتَتْلُوْا اَنَّهٗ
خَاتَمُ الرُّسُلِ وَحَلَّالُ الْعُضَلْ

ترجمہ۔ آپؐ نے اس کو کھول دیا تو وہ دوڑتی ہوئی اور یہ کہتی ہوئی چلی کہ آپؐ یقیناً آخری پیغمبرؐ اور مشکلوں کی گرہ کھول دینے والے ہیں۔

ثُمَّ عَادَتْ تَقْتَفِيْ اٰثَارَهَا
لِلْاِسَارِ مَا اَخَلَّتْ بِالْاَجَلْ

ترجمہ۔ پھر پچھلے پیروں لوٹ کر قید ہونے کے لئے آ گئی اور وعدے کی مدت میں کچھ بھی خلل نہ ڈالا۔

ثُمَّ خَلَّاهَا تَصِيْحُ فِي الْفَلَا
لِعُلْنِ التَّوْحِيْدِ جَهْرًا لَا تَمَلْ

ترجمہ۔ پھر آپ نے (باجازت شکاری) اس کو چھوڑ دیا کہ وہ جنگل میں چیخ چیخ کر توحید خداوندی کا اعلان کرتی اور نہ تھکتی تھی۔

حاصل

یہ نکلا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسے انسانوں کے لئے رحمت ہیں۔ ویسے ہی حیوانات کے لئے بھی رحمت ہیں۔

ایک اونٹ پر شفقت

وَالْبَعِيْرُ اِذْ اَرَادُوْا نَحْرَهٗ
جَاءَ وَالتَّجَابُعِيْنِ تَنْمَهِلْ

ترجمہ۔ ایک اونٹ کے مالکوں نے اس کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو وہ آپؐ کے پاس اشکبار آنکھوں سے آیا۔

ثُمَّ فِيْ اُذْنَيْهِ تَاجٰى مُفْصِحًا
مَا بِهٖ مِنْ اَزْمَةِ الْبَلْوٰى نَزَلْ

ترجمہ۔ اور وہ مصیبت گوش گزار کی جو اس پر پڑی تھی

فَاشْتَرَاهُ ثُمَّ خَلَّاهُ سُدًى
لَا يُعَنّٰى فَهُوَ مِنْ حُرِّ الْجَمَلْ

ترجمہ:۔ آپؐ نے اس کو لے کر بے مہار چھوڑ دیا۔ تو وہ آزاد ہو کر پھرنے لگا۔

یہ واقعہ اس حدیث شریف سے ماخوذ ہے۔ جس کو طبرانی اور ابونعیم نے بروایت یعلیٰؓ بن مرہ بیان کیا ہے۔ کہ ایک مرتبہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو ایک اونٹ کو چلاتے ہوئے دیکھا۔ اونٹ نے آپؐ کو سجدہ کیا۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ ہم کو سجدہ کرنے کا اونٹ کی نسبت زیادہ حق حاصل ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اگر میں خدا کے سوا کسی کو کسی کے لئے سجدہ کرنے کا حکم کرتا تو عورتوں کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کیا کریں۔ تم لوگ جانتے ہو کہ یہ اونٹ کیا کہہ رہا ہے۔ یہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے مالکوں کی چالیس سال تک خدمت کی۔ اب جبکہ میں بوڑھا ہو گیا۔ تو انہوں نے میری خوراک کم کر دی اور کام زیادہ لینا شروع کر دیا۔ اب ان کے یہاں ایک تقریب ہے۔ تو انہوں نے چھری لے کر میرے ذبح کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ حضورؐ نے اونٹ کے مالکوں سے یہ سرگذشت کہلا بھیجی۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ خدا کی قسم اس نے بالکل سچ کہا۔ آپؐ نے فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ تم اس کو میرے لئے چھوڑ دو۔ (چنانچہ چھوڑ دیا گیا)

ضروری نوٹ:۔ یہ دونوں واقعے حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحبؒ سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند کی کتاب (لامیۃ المعجزات) سے لئے گئے ہیں۔

اپنے رحمت ہونے کے متعلق حضورؐ کا اپنا اعلان

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّمَا اَنَا رَحْمَةٌ مُهْدَاةٌ (رواہ الدارمی والبیہقی فی شعب الایمان) ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ سوائے اس کے نہیں کہ میں (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) بھیجی ہوئی رحمت ہوں

چھٹا پہلو

حضورؐ انور کا حلم اور مسکین نوازی

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ كُنْتُ اَمْشِيْ مَعَ

رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْہِ بُرْدٌ نَجْرَانِیٌّ غَلِیْظُ الْحَاشِیَۃِ فَاَدْرَکَہُ اَعْرَابِیٌّ فَجَبَذَہٗ بِرِدَائِہٖ جَبْذَۃً شَدِیْدَۃً وَرَجَعَ نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ بَحْرِ الْاَعْرَابِیِّ حَتّٰی نَظَرْتُ اِلٰی صَفْحَۃِ عَاتِقِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ اَثَّرَتْ بِھَا حَاشِیَۃُ الْبُرْدِ مِنْ شِدَّۃِ جَبْذَتِہٖ ثُمَّ قَالَ یَا مُحَمَّدُ مُرْ لِیْ مِنْ مَالِ اللّٰہِ الَّذِیْ عِنْدَکَ فَالْتَفَتَ اِلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ضَحِکَ ثُمَّ اَمَرَ لَہٗ بِعَطَاءٍ (متفق علیہ)۔

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا اور آپ نجران (مقام کا نام) کی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ جس کے کنارے موٹے تھے۔ راستہ میں آپ کو ایک دیہاتی ملا۔ جس نے آپؐ کی چادر کو پکڑ کر اس قدر سختی سے اپنی طرف کھینچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سینے کے قریب کھچ کر آ گئے۔ میں نے دیکھا تو آپؐ کی چادر کے کنارے نے آپ کی گردن پر نشان ڈال دیا تھا۔ پھر اس دیہاتی نے کہا۔ اے محمدؐ اللہ کا وہ مال جو تیرے پاس ہے مجھے اس میں سے دلا۔ آپؐ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ پھر ہنسے۔ پھر آپؐ نے اس کو کچھ دیئے جانے کا حکم دیا۔

تعجب خیز حلم (بردباری)

کہاں سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام اور کہاں ایک جاہل۔ آداب سے ناآشنا دیہاتی۔ اور پھر یہ بے ادبی کہ زبان سے تو عرض نہیں کرتا اور پچھلی طرف چادر مبارک اس قدر شدید جھٹکا دے کر کھینچتا ہے۔ کہ حضورؐ انورؐ اس کی چھاتی سے آ کر لگ جاتے ہیں اور اتنا شدید جھٹکا دیا کہ حضورؐ انور کی چادر مبارک کے سخت کناروں کی رگڑ سے حضورؐ کے کندھے پر نشان پڑ گئے۔ اس کے علاوہ یہ بے ادبی کہ روکھا نام یا محمدؐ کہہ کر پکارتا ہے۔ اتنی شدید بے ادبی کرنے کے بعد امر کے لفظ سے مطالبہ کرتا ہے۔ جس طرح کوئی شخص اپنے ماتحت کو حکم دیتا ہے۔ کہ مجھے وہ مال دلا جو تیرے پاس ہے۔ بے ادبی وہ اور مطالبہ یہ۔ حضور انورؐ کے اخلاق حمیدہ کا کمال ملاحظہ ہو کہ آپ اسے دیکھ کر ہنس پڑے۔ گویا چہرے پر رنجیدگی کا ذرا اثر بھی ظاہر نہیں ہونے دیا اور ایسے بے ادب گنوار کی شفقت سے فرمائش پوری کر دی۔

برادرانِ اسلام

اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھئے۔ اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھئے۔ پھر فیصلہ کیجئے کہ ہم میں سے کتنے کھرے محمدیؐ ہیں۔ اور کتنے کھوٹے ہیں اور کتنے اصلی محمدیؐ ہیں اور کتنے نقلی۔ اور کتنے سچے محمدیؐ ہیں۔ اور کتنے جھوٹے۔ وما علینا الا البلاغ۔

ساتواں پہلو

حضورِ انورؐ کی بے نظیر سخاوت

عَنْ اَنَسٍؓ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَنَمًا بَیْنَ جَبَلَیْنِ فَاَعْطَاہُ اِیَّاہُ فَاَتٰی قَوْمَہٗ فَقَالَ اَیْ قَوْمِ اَسْلِمُوْا فَوَاللّٰہِ اِنَّ مُحَمَّدًا یُعْطِیْ عَطَاءً مَا یَخَافُ الْفَقْرَ (رواہ مسلم) ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی بکریاں مانگیں کہ جو دو پہاڑوں کے درمیانی نالہ کو بھر دیں۔ آپ نے اس کو اتنی ہی بکریاں دیدیں پھر وہ شخص اپنی قوم میں آیا اور کہا۔ اگر مسلمان ہو جاؤ تو خدا کی قسم محمد اتنا دیتے ہیں کہ پھر افلاس کا ڈر نہیں رہتا۔

کیا

حضور انورؐ کے سوا کوئی شخص اتنے مال سے محض حسبتہ للہ دستبردار ہو سکتا ہے ہرگز نہیں۔ کیونکہ مال میں تو دنیا دار کی جان ہوتی ہے۔ یہ پیغمبر ہی کی شان ہو سکتی ہے کہ سب کچھ راہ خدا میں دے کر خالی ہاتھ محض اپنے اللہ تعالےٰ پر بھروسہ کر کے مطمئن ہو کر بیٹھ جائے۔

آٹھواں پہلو

حضورِ انورؐ کا خود تکلیف اٹھا کر مخلوق خدا کو راضی کرنا

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰی الْغَدَاۃَ جَاءَ خَدَمُ الْمَدِیْنَۃِ بِاٰنِیَتِھِمْ فِیْھَا الْمَاءُ فَمَا یُؤْتٰی بِاِنَاءٍ اِلَّا غَمَسَ یَدَہٗ فِیْھَا (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تھے۔ مدینہ کے (لوگوں کے) خادم اپنے برتن لے کر آ جاتے تھے۔ جن میں پانی ہوتا تھا۔ پھر جو برتن بھی لاتے تھے۔ آپ اس میں اپنا ہاتھ ڈبو دیتے تھے۔" پھر بعض اوقات سردی کی (موسم کی) صبح کو آپ کے پاس آتے پھر بھی ان پانی کے برتنوں میں ہاتھ ڈبو دیتے تھے۔"

باوجود یکہ

سردی کی موسم میں ٹھنڈے پانی میں ہاتھ ڈبونے سے کتنی تکلیف ہوتی ہو گی اور یہ بھی پتہ نہیں کہ وہ برتن کتنے ہوتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انورؐ محض خلق اللہ کے دل خوش کرنے کے لئے اپنی جان کو یہ تکلیف پہنچاتے تھے۔

نواں پہلو

حضور انورؐ نے غصہ میں آ کر نہ کبھی فحش لفظ منہ سے نکالے۔ نہ کسی پر لعنت کی اور نہ کبھی گالی دی

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ لَمْ یَکُنْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَّلَا لَعَّانًا وَّلَا سَبَّابًا کَانَ یَقُوْلُ عِنْدَ الْمَعْتَبَۃِ مَا لَہٗ تَرِبَ جَبِیْنُہٗ (رواہ البخاری) ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ فحش گو تھے نہ لعنت کرنے والے اور نہ گالیاں دینے والے تھے۔ جب آپؐ کو کسی پر غصہ آتا تو صرف اتنا فرماتے۔ کیا کرتا ہے۔ تیری پیشانی خاک آلود ہو۔

نتیجہ

چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع ہر مسلمان کے لئے ضروری بلکہ اشد ضروری ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ مذکورہ بالا حدیث شریف کے آئینے میں اپنا منہ دیکھے۔ پھر خود فیصلہ کرے کہ اصلی مسلمان ہے یا نقلی۔ کھرا مسلمان ہے یا کھوٹا سچا مسلمان ہے یا جھوٹا۔ وما علینا الا البلاغ۔

دسواں پہلو

حضور انورؐ نے اپنے خون کے پیاسوں کے لئے بھی بددعا نہیں فرمائی

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُدْعُ عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ قَالَ اِنِّیْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا وَ اِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَۃً (رواہ مسلم) ترجمہ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا۔ عرض کی گئی یا رسول اللہؐ مشرکوں کے لئے تو بددعا فرمایئے۔ فرمایا۔ مجھ کو لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا ہے۔ بلکہ مجھ کو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے

برادران اسلام

حضور انورؐ کی سیرت کے یہ پہلو فقط تبرک حاصل کرنے کے لئے نہ سنیں۔ بلکہ یوں خیال کیجئے کہ مبلغین دین نبویؐ میں سے ایک ادنیٰ سے ادنیٰ گنہگار مسلمان سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاکیزہ سیرت کے یہ پہلو پیش کرکے آپ پر اتمام حجۃ کر رہا ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ قیامت کے دن امام الانبیاءؐ کے حضور میں ایک سچے مسلمان کی حیثیت سے پیش ہوں تو آپ کا فرض ہے کہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کے سانچے میں اپنے آپ کو ڈھالنے کی کوشش کیجئے۔

گیارہواں پہلو

حضور انورؐ گھر میں اپنے اہل وعیال کے کام بھی کرتے تھے

عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَۃَ مَا کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَصْنَعُ فِیْ بَیْتِہٖ قَالَتْ کَانَ یَکُوْنُ فِیْ مِھْنَۃِ اَھْلِہٖ تَعْنِیْ خِدْمَۃَ اَھْلِہٖ فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوۃُ خَرَجَ اِلَی الصَّلٰوۃِ (رواہ البخاری) ترجمہ اسودؓ سے روایت ہے۔ کہا میں نے عائشہؓ سے پوچھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کیا کیا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا گھر کے کام میں ہاتھ بٹایا کرتے تھے۔ یعنی اپنے گھر والوں کی خدمت کیا کرتے تھے اور جب نماز کا وقت آجاتا تو نماز کو چلے جاتے۔

حاصل

یہ ہے کہ باوجود اس مقام اعلےٰ پر پہنچنے کے جس کے متعلق یہ کہا جائے تو بالکل صحیح ہوگا۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر پھر بھی مزاج میں کوئی تعلّی نہیں ہے کہ اپنے گھر والوں کی کسی خدمت کو اپنے حق میں کسر شان سمجھیں۔

دُعا

اللہ تعالےٰ ہمیں بھی اپنے اہل وعیال کے ساتھ ایسے ہی حسن سلوک سے زندگی بسر کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یاالٰہ العالمین

ورنہ

یاد رکھئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سُن لیجئے۔ خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ ترجمہ۔ تم میں سے بھلا وہ آدمی ہے۔ جو اپنے بال بچوں کے حق میں بھلا ہو۔

یعنی

اپنے بال بچوں کے ساتھ جس کا سلوک اچھا نہیں ہے۔ وہ شریف یا بھلا مانس کہلانے کا مستحق نہیں ہو سکتا۔

بارہواں پہلو

حضور انورؐ کے اخلاق کی بلندی کبھی کسی کو نہیں مارا

ہاں میدان جہاد کے حالات اس سے مستثنیٰ ہیں

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ مَا ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَیْئًا قَطُّ بِیَدِہٖ وَلَا امْرَاَۃً وَلَا خَادِمًا اِلَّا اَنْ یُّجَاھِدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَمَا نِیْلَ مِنْہُ شَیْءٌ قَطُّ فَیَنْتَقِمُ مِنْ صَاحِبِہٖ اِلَّا اَنْ یُّنْتَھَکَ شَیْءٌ مِنْ مَحَارِمِ اللّٰہِ فَیَنْتَقِمُ لِلّٰہِ (رواہ مسلم) ترجمہ۔ عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے کبھی کسی چیز کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا نہ عورت کو اور نہ خادم کو۔ مگر جبکہ آپؐ خدا کی راہ میں جہاد کرتے تھے (تو اپنے ہاتھ سے دشمنوں کو مارتے تھے) اور جب آپؐ کو کوئی چیز پہنچتی (یعنی کسی سے تکلیف روحانی یا جسمانی) تو آپؐ اس کا انتقام نہ لیتے تھے۔ مگر جبکہ کوئی شخص خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں کو استعمال کرتا یا ممنوع کاموں کو کرتا تو آپ اس کی سزا دیتے تھے۔

تیرھواں پہلو

حضور انورؐ کے اخلاق اتنے بلند تھے کہ اگر خادم سے نقصان بھی ہو جاتا تو بھی اسے کچھ نہ کہتے

بلکہ یوں فرماتے کہ جب کوئی بات ہونے والی ہوتی ہے تو ہو کر رہتی ہے

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ خَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَا ابْنُ ثَمَانَ سِنِیْنَ خَدَمْتُہٗ عَشْرَ سِنِیْنَ فَمَا لَامَنِیْ عَلٰی شَیْءٍ قَطُّ اَتٰی فِیْہِ عَلٰی یَدَیَّ فَاِنْ لَامَنِیْ لَائِمٌ مِنْ اَھْلِہٖ قَالَ دَعُوْہُ فَاِنَّہٗ لَوْ قُضِیَ شَیْءٌ کَانَ۔ ھذا لفظ المصابیح وروی البیھقی فی شعب الایمان مع تفسیر یسیر

ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے کہ میں نے آٹھ سال کی عمر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ہے اور دس سال تک آپؐ کی خدمت کرتا رہا ہوں لیکن آپؐ نے کبھی کسی چیز کے ضائع ہونے پر بھی مجھ کو ملامت نہیں کی اور آپؐ کے گھر والوں میں سے کوئی بھی اگر مجھ کو ملامت کرتا تو آپؐ فرما دیتے اس کو چھوڑ دو (ملامت نہ کرو) جب کوئی بات ہونے والی ہوتی ہے۔ ضرور ہو کر رہتی ہے۔

اخلاق عالیہ کی کتنی بلندی ہے۔

واقع یہ ہے کہ عموماً بچوں سے اپنی ناتجربہ کاری اور کم عقلی کے باعث غلطیاں ہوتی ہی رہتی ہیں۔ ایسے حالات میں آپ جانتے ہیں کہ ماں باپ کو بھی بچوں کی اس قسم کی غلطیوں پر غصہ آ ہی جاتا ہے۔ غصہ میں آکر زبانی سرزنش تو ہر شخص اپنے بچوں کو کرتا ہی ہے اور ایسے انسان بھی بکثرت پائے جاتے ہیں کہ مارتے بھی ہیں مگر رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوصلے کا کمال دیکھئے۔ کہ دس سال کے عرصہ میں نہ کبھی خادم کو مارا اور نہ کبھی ڈانٹا۔ بلکہ حضورؐ کے گھر والوں میں سے کسی نے خادم کو کچھ کہا تو آپؐ نے فرمایا کچھ نہ کہو جو بات تقدیر میں مقدر ہوتی ہے۔ وہ ہو کر ہی رہتی ہے۔

چودھواں پہلو

حضور انورؐ کی مسلمان سے ہمدردی

عَنْ اَنَسٍؓ یُحَدِّثُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَعُوْدُ الْمَرِيْضَ وَيَتْبَعُ الْجَنَازَةَ وَيُجِيْبُ دَعْوَةَ الْمَمْلُوْكِ وَيَرْكَبُ الْحِمَارَ لَقَدْ رَاَيْتُهٗ يَوْمَ خَيْبَرَ عَلٰى حِمَارٍ خِطَامُهٗ لِيْفٌ رواہ ابن ماجہ والبیہقی فی شعب الایمان ۔ ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات اس طرح بیان کرتے تھے کہ آپؐ بیمار کی بیمار پرسی کرتے ۔ جنازہ کے ساتھ جاتے ۔ غلام کی دعوت قبول فرما لیتے اور گدھے پر سوار ہوتے تھے ۔ خیبر کے دن میں نے آپؐ کو ایک گدھے پر سوار دیکھا ۔ جس کی باگ کھجور کے پوست کی تھی ۔

حاصل

یہ ہے کہ حضور اقدسؐ کے مزاج میں نہ فخر تھا نہ کبر تھا ۔ نہ مغلوب الغضب تھے ۔ بلکہ عام مسلمانوں کے ساتھ نشست و برخاست رکھنا اور ان کی ہر ممکن خدمت کرنا یہ حضورؐ کا عام معمول تھا ۔

اللھم اھدنا الصراط المستقیم وارزقنا اتباع نبیبک صلی اللہ علیہ وسلم بفضلک ورحمتک یا ارحم الراحمین ۰

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر بیعت لینا

حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے بیعت کی تھی ۔ نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے پر اور ہر مسلمان کے ساتھ مخلصانہ خیر خواہی پر ۔ صحیح بخاری

ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر حقوق

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ایک مسلم کے دوسرے مسلم پر پانچ حق ہیں: سلام کا جواب دینا ۔ بیمار کی عیادت کرنا ۔ جنازے کے ساتھ جانا ۔ دعوت قبول کرنا ۔ اور چھینک آنے پر یرحمک اللہ (اللہ تجھ پر رحم کرے) کہہ کے اس کے لئے دعائے رحمت کرنا ۔ صحیح بخاری

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۳ رجب المرجب ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۲ جنوری ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد

سورۃ یوسف میں حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ میں کئی طرح کی عبرتیں نصیحتیں ہیں کیونکہ

اس سورۃ کے اخیر میں خود اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے (لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ) سورہ یوسف ع ۱۲۔ پ ۱۳۔ ترجمہ۔ البتہ تحقیق اُن کے قصّہ میں عقلمندوں کے لئے عبرت (نصیحت) ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلامؒ

یعنی یہ کوئی افسانہ یا ناول نہیں۔ تاریخی حقائق ہیں جن سے عقلمندوں کو سبق لینا چاہیئے

اس اعلان الٰہی

کی بنا پر مسلمانوں کو بالعموم اور علماء کرام کو بالخصوص سوچنا چاہیئے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ میں ہمارے لئے کون کون سی عبرتیں (نصیحتیں) ہیں اسی نقطۂ نگاہ سے آج برادران اسلام کی خدمت میں اپنی سمجھ کے مطابق کچھ نصائح عرض کرنا چاہتا ہوں۔ وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَّشَآءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ترجمہ۔ اللہ تعالےٰ جس کے لئے چاہے اسے سیدھے راستے کی طرف رہنمائی فرما دیتا ہے۔

پہلی

اللہ تعالےٰ بعض اوقات اپنے مقبول بندوں کو ان کے آئندہ پیش آنے والے حالات کے متعلق بذریعہ خواب اطلاع دے دیتا ہے۔ چنانچہ حضرت یوسفؑ کے خواب کی تعبیر حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھی فرمائی ہے کہ بیٹا آئندہ چل کر تمہیں اللہ تعالےٰ اپنے دادا (اسحٰق علیہ السلام) اور پڑدادا ابراہیمؑ) والی نعمتوں سے سرفراز فرمائے گا۔

ان تحریر کردہ سطور کا ثبوت ملاحظہ ہو

حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب

(إِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِأَبِيْهِ يٰٓأَبَتِ إِنِّيْ رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ) سورہ یوسف رکوع ۱ پ ۱۲۔ ترجمہ۔ جب یوسفؑ نے اپنے باپ سے کہا۔ اے میرے باپ بیشک میں نے (خواب میں) دیکھا ہے کہ گیارہ ستارے اور سورج اور چاند مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کی تعبیر

(وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَأْوِيْلِ الْأَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ أَتَمَّهَا عَلٰٓى أَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ إِبْرٰهِيْمَ وَإِسْحٰقَ ط إِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝) سورۃ یوسف رکوع ۱ پ ۱۲۔ ترجمہ۔ اور اسی طرح تیرا رب تجھ کو برگزیدہ کریگا۔ اور تجھ کو باتوں کے ٹھکانے پر لگانا سکھلائے گا۔ اور اپنا انعام تجھ پر اور یعقوبؑ کے گھر پر پورا کریگا جیسا تیرے دو باپ دادوں پر اس سے پہلے ابراہیمؑ اور اسحٰقؑ پر پورا کیا ہے بے شک تیرا رب جاننے والا حکمت والا ہے۔

اس خواب کی عملی تعبیر سورۃ یوسف کے رکوع ۱۱ میں

(فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰٓى إِلَيْهِ أَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ط وَرَفَعَ أَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ج وَقَالَ يٰٓأَبَتِ هٰذَا تَأْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ط وَقَدْ أَحْسَنَ بِيْٓ إِذْ أَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْ بَعْدِ أَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ إِخْوَتِيْ ط إِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ ط إِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝) سورۃ یوسف ع ۱۱۔ پ ۱۳۔ ترجمہ پھر جب یوسف علیہ السلام پر داخل ہوئے۔ اپنے پاس اپنے ماں باپ کو جگہ دی اور کہا مصر میں داخل ہو۔ اللہ نے چاہا تو (مصر میں) امن سے رہنے والے ہوں گے اور اپنے ماں باپ کو تخت پر اونچا بٹھایا اور اس کے سامنے سب سجدہ میں گرے اور کہا اے باپ کہ یہ میرے اس پہلے خواب کی تعبیر ہے۔ اس کو میرے رب نے سچ کر دکھایا اور اس نے مجھ پر احسان کیا۔ جب مجھے قید خانہ سے نکالا اور تمہیں گاؤں سے لے آیا۔ اس کے بعد کہ شیطان مجھ میں اور میرے بھائیوں میں جھگڑا ڈال چکا تھا۔ میرا رب جو کرنا چاہتا ہے تدبیر سے کرتا ہے۔ بیشک وہی خبردار حکمت والا ہے۔

خواب کی تعبیر

ہر شخص نہیں کر سکتا۔ یہ بھی ایک خاص قسم کا ملکہ ہوتا ہے۔ جس کو اللہ تعالےٰ چاہتا ہے۔ عطا فرماتا ہے۔ میرے احباب جب کبھی اپنے خوابوں کی تعبیر مجھ سے دریافت کرتے ہیں۔ میں صاف طور پر کہہ دیتا ہوں کہ بھائی مجھے یہ فن نہیں آتا۔

میرے بیان کی تائید

حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو یہ خوشخبری سنائی ہے (وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَأْوِيْلِ الْأَحَادِيْثِ) اس فقرے کا ترجمہ ابھی اوپر لکھا گیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ خوابوں کی تعبیر کا علم بھی اللہ تعالےٰ جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ چنانچہ ان حضرات میں سے ایک حضرت یوسف علیہ السلام بھی تھے۔

شیخ الاسلامؒ کے حواشی

مذکورۃ الصدر آیت پر حضرت مولانا

شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حواشی مزید وضاحت کے لئے پیش کئے جاتے ہیں۔ تحریر فرماتے ہیں "یعنی جس طرح ایسا اچھا خواب دکھلایا۔ اسی طرح محض جاذبۂ رحمت سے اپنی بارگاہ قرب میں تجھ کو خصوصی مقام عطا فرمائے گا۔ چنانچہ نبوت عطا فرمائی۔ اور طرح طرح کی ظاہری اور باطنی نوازشیں کیں۔ مثلاً تعبیر رؤیا۔ مثلاً خواب سن کر ان کے اجزاء کو ذہانت اور فراست سے ٹھکانے پر لگا دینا۔ یا ہر بات کے موقعہ و محل کو سمجھنا اور معاملات کے عواقب و نتائج کو فوراً پرکھ لینا۔ یا خدا اور پیغمبروں کے ارشادات اقوام و امم کے قصص اور کتب منزلہ کے مضامین کی تہ تک پہنچ جانا یہ سب چیزیں تاویل الاحادیث کے فتحت میں مندرج ہو سکتی ہیں (اور) اخروی نعمتوں کے ساتھ دنیوی نعمتیں عطا فرمائے گا۔ نبوت کے ساتھ بادشاہت میں حصہ دیگا۔ اور شدائد و محن سے نجات دے کر خوشحالی و فراغ بالی کی زندگی نصیب کرے گا۔ یعقوبؑ کے گھرانے کو دنیوی مکروہات اور مادی تکلیفوں سے رہائی دے گا۔ اور آئندہ ان کی نسل سے بڑے بڑے پیغمبر اور بادشاہ پیدا کرے گا۔ اور حضرت یعقوب (علیہ السلام) نے تواضعاً اپنا نام نہیں لیا۔ اپنے والد اسحاقؑ اور انکے والد حضرت ابراہیمؑ کا ذکر فرمایا۔ حضرت ابراہیمؑ کو خدا نے اپنا خلیل اور نبی بنایا۔ ان کے دشمن نمرود کو ہلاک کیا۔ آگ کے شعلوں کو ان کے لئے گلزار بنا دیا۔ حضرت اسحاق (علیہ السلام) کو نبوت عطا کی۔ پھر ان کے صلب سے حضرت یعقوب (علیہ السلام) جیسا نبی پیدا کیا۔ جس سے تمام انبیائے بنی اسرائیل کا سلسلہ چلا۔ حدیث صحیح میں ہے۔ الکریم بن الکریم بن الکریم بن الکریم۔ یوسف بن یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم۔ (تنبیہ) حضرت یعقوبؑ نے جو پیش گوئی کی اس کا کچھ حصہ تو غالباً حضرت یوسفؑ کے خواب سے سمجھے۔ اور اس سے کہ اتنی چھوٹی عمر میں ایسا موزوں و مبارک خواب دیکھا اور کچھ حضرت یوسفؑ کے خصائل و شمائل سے یا وحی الٰہی کے ذریعہ سے مطلع ہوئے ہوں گے۔

دوسری (عبرت)

اِذْ قَالُوْا لَیُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰٓی اَبِیْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ؕ اِنَّ اَبَانَا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ اِقْتُلُوْا یُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا یَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِیْكُمْ وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِیْنَ ۝) سورہ یوسف ع ۲۔ پ ۱۲۔

ترجمہ۔ جب انہوں نے (بھائیوں نے) کہا۔ البتہ یوسف اور اس کا بھائی ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ پیارا ہے۔ حالانکہ ہم ان سے زیادہ قوت والے ہیں۔ بیشک ہمارا باپ صریح غلطی میں ہے

اللہ تعالےٰ اپنے تجویز کردہ کام کو

دنیا کے سلسلہ اسباب کے ذریعہ سے پورا کیا کرتا ہے۔ چنانچہ یہی چیز جو میں نے عرض کی ہے۔ حضرت مولانا الشاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں نہایت وضاحت سے بیان فرمائی ہے۔ اہل علم حضرات بآسانی اس میں دیکھ سکتے ہیں۔

مذکورۃ الصدر آیات

میں اسی قاعدہ پر عمل ہوا ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حواشی میں یہ عبارت ملاحظہ ہو۔ "اور اخروی نعمتوں کے ساتھ دنیوی نعمتیں عطا فرمائے گا۔ نبوت کے ساتھ بادشاہت میں حصہ دے گا۔ اور شدائد و محن سے نجات دے کر خوشحالی و فراغ بالی کی زندگی نصیب کرے گا۔

پہلے شدائد و محن

یعنی بہت زیادہ سخت مصیبتوں کا دور آئے گا۔ اس کے بعد اللہ تعالےٰ ایسی سرفرازی عطا فرمائے گا کہ بادشاہت میں بھی حصہ مل جائے گا۔

چونکہ

سرزمین شام میں تو کوئی بادشاہی نہیں ہے۔ جس میں حضرت یوسفؑ کو حصہ مل سکے اور شام سے قریب تر بادشاہی مصر کی ہے۔ اب اللہ تعالےٰ حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر میں پہنچا کر وہاں کی بادشاہت میں حصہ دار بنانا چاہتے ہیں۔ اب مصر میں پہنچانے کی تدبیر یہ ہوتی ہے کہ (حضرت الشاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے قاعدہ کے مطابق) سوتیلے بھائیوں کے دلوں میں حسد ڈال کر حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے باپ سے جدا کرایا جاتا ہے۔ اگر اور کوئی اجنبی شخص حضرت یوسف علیہ السلام کو اکیلا علیحدہ لے جانے کی درخواست کرتا۔ تو شاید یہ کبھی نہ مانتے۔ اب یوسفؑ کے بھائی اپنے چھوٹے بھائی کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتے ہیں۔ اب یہ فطرتی چیز ہے کہ باپ ان دس بیٹوں کی درخواست کو شفقت پدری کے لحاظ سے ماننے کے لئے مجبور ہو گیا ہے۔

بھائیوں کی درخواست ملاحظہ ہو

(قَالُوْا یٰٓاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰی یُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ۝ اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا یَّرْتَعْ وَیَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝) یوسف ع ۲۔ پ ۱۲

ترجمہ۔ انہوں نے کہا اے ہمارے باپ کیا بات ہے کہ تو یوسف کے متعلق ہمارا اعتبار نہیں کرتا اور ہم تو اس کے خیرخواہ ہیں۔ کل کو اسے ہمارے ساتھ بھیج تاکہ خوب کھائے اور کھیلے اور البتہ ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کی طرف سے ایک خطرہ کا پیش کرنا

(قَالَ اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ یَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ۝) سورہ یوسف ع ۲ پ ۱۲) فرمایا۔ مجھ کو اس بات کا غم ہے۔ کہ تم اس کو لے جاؤ اور اس بات سے ڈرتا ہوں کہ اس کو بھیڑیا کھا جائے اور تم اس سے غافل ہی رہو۔ (یعنی تمہیں پتہ بھی نہ لگے اور بھیڑیا اسے ہڑپ کر جائے)

بیٹوں پر شفقت نے باپ کو مجبور کر دیا

قَالُوْا لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّآ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝) سورہ یوسف ع ۲۔ پ ۱۲۔ ترجمہ۔ انہوں نے کہا کہ اگر اس کو بھیڑیا کھا گیا اور ہم ایک طاقتور جماعت ہیں (ایسی صورت میں) بیشک ہم البتہ نقصان اٹھانیوالے ہونگے (یعنی یہ ناممکن ہے کہ ہم دس جوانوں کی جماعت کے ہوتے ہوئے بھیڑیا یوسفؑ

کو کھا جائے، بالآخر حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے دس بیٹوں کے ساتھ حضرت یوسفؑ کو جنگل میں بھیجنا منظور فرمالیا۔ (حضرت شاہ صاحبؒ کے اصول کے مطابق اللہ تعالےٰ نے اپنی تقدیر کو اپنی حسن تدبیر سے کامیاب فرما ہی لیا۔

تیسری عبرت

یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام گناہوں سے معصوم تھے۔ انکے علاوہ اللہ تعالیٰ جسکو چاہے گناہوں سے معصوم رکھ سکتا ہے ورنہ پیغمبر زادوں کا بھی خطاؤں سے معصوم ہونا ضروری نہیں ہے

اس کی شہادت ملاحظہ ہو

کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی ایک غلط بات بنا کر باپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں

(وَجَآءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ ۝ قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ۝ وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ۭ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۭ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۭ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰي مَا تَصِفُوْنَ ۝) سورہ یوسف ع ۲- پ ۱۲- ترجمہ- اور اپنے باپ کے پاس اندھیرا پڑے روتے ہوئے آئے (آکر) کہا۔ اے ہمارے باپ ہم ایک دوسرے سے آگے نکلنے کو دوڑنے لگے اور ہم نے یوسفؑ کو اپنے اسباب کے پاس چھوڑا۔ پھر اس کو بھیڑیا کھا گیا اور تو ہمارے کہنے پر یقین تو نہیں کرے گا (کیونکہ ان کے دل میں خود چور ہے کہ یہ ایک غلط بات کہہ رہے ہیں۔ اور اس کے کرتے پر لہو لگا کر ایک غلط بات بنا کر لائے (یعقوب علیہ السلام نے) فرمایا (یہ ہرگز نہیں ہوسکتا) بلکہ تمہارے دلوں نے ایک بات تمہیں بنادی ہے۔ اب صبر ہی بہتر ہے اور اللہ ہی سے مدد مانگتا ہوں۔ اس بات پر جو تم ظاہر کرتے ہو۔

میرا تجویز کردہ عنوان ثابت ہوگیا

سطور بالا کو غور سے پڑھیئے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے صاحبزادے ایک من گھڑت قصہ بنا کر اپنے والد ماجد کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ جن میں ان سے دو خطائیں ہوتی ہیں۔ پہلی یہ کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا ہے اور دوسری یہ کہ یوسف علیہ السلام کے کرتے پر کسی ذبح شدہ جانور کا خون لگا کر لائے ہیں اور کہتے یہ ہیں کہ یہ یوسفؑ کا خون ہے

سنتے ہی رد کر دیا

حضرت یعقوبؑ نے ان کا بیان سنتے ہی رد کر دیا اور فرمایا کہ تمہارے دلوں نے تمہیں ایک بات بنا دی ہے۔ ورنہ اصلیت یہ نہیں ہے۔ واقعہ بھی یہی ہو سکتا ہے کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب سن کر اس کی تعبیر عجیب فرما چکے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو دربار الٰہی میں فلاں فلاں عزت کے مقام نصیب ہوں گے تو وہ اس بناوٹی قصے کو کیسے مان سکتے ہیں

چوتھی عبرت

اللہ تعالےٰ اپنی تقدیر پوری کرنے کیلئے اسباب خود مہیا کر لیتا ہے مثلاً

اللہ تعالےٰ کی تقدیر میں ایک شخص کی موت اس طرح پر مقدر ہے کہ اونٹ سے گر کر مرے گا حالانکہ یہ شخص کسی بہت بڑے شہر میں رہنے والا ہے جہاں آمد و رفت یا تانگے پر ہوتی ہے یا موٹر پر یا ریل گاڑی پر۔ اب دیکھئے کہ تقدیر الٰہی غالب آتی ہے۔ وہ شخص کسی کام کیلئے اپنے شہر سے دور کسی شہر کی طرف جاتا ہے۔ جب اسٹیشن سے اترتا ہے تو اسٹیشن سے اس شہر تک جانے کے لئے (جو پانچ میل پر ہے) اونٹ ہی کی سواری ملتی ہے۔ اب وہ ناچار ہو کر اونٹ پر سوار ہوتا ہے۔ راستہ میں اونٹ جا رہا تھا کہ آگے سے کوئی برات آ رہی تھی تو برات والوں نے اپنے شوق سے ڈھول بجایا۔ اونٹ ڈر گیا اور ڈر کر اچھلنا کودنا شروع کر دیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ یہ شخص اونٹ سے گر گیا اور گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی اور فوراً ہی اس کی موت واقع ہوگئی۔ اب اس ناگہانی واقعہ کا بظاہر تو مجرم کوئی نہیں ہوگا نہ اونٹ والا نہ ڈھول والا۔ کیونکہ ڈھول کی آواز سے سب اونٹ تو اچھلتے نہیں۔ کیونکہ کئی اونٹ اس آواز کے سننے کے عادی ہوتے ہیں۔ مجرم تو کوئی نہیں ہوگا۔ مگر دیکھ لیجئے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی تقدیر پوری کرنے کے لئے ایک سبب پیدا کر لیا۔ بعینہٖ اسی طرح

تقدیر الٰہی حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر میں پہنچانے کے لئے تدبیریں کرتی ہے

تدبیر اوّل

(وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ۭ قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ ۭ وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍۢ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزّٰهِدِيْنَ ۝) سورہ یوسف ع ۲- پ ۱۲- ترجمہ- اور ایک قافلہ آیا۔ پھر اپنا پانی بھرنے والا بھیجا۔ اس نے اپنا ڈول لٹکایا۔ کہنے لگا۔ کیا خوشی کی بات ہے۔ یہ ایک لڑکا ہے اور اس کو تجارت کا مال سمجھ کر چھپا لیا اور اللہ جاننے والا تھا جو کچھ وہ کر رہے تھے۔

شیخ الاسلامؒ کی زبانی واقعہ کی تفصیل

ملاحظہ ہو حضرت مولانا شبیر احمد صاحبؒ اس کنوئیں کے واقعہ کی یوں تفصیل فرماتے ہیں۔ کہتے ہیں۔ تین روز تک یوسف علیہ السلام کنوئیں میں رہے۔ قدرت الٰہی نے حفاظت کی۔ ایک بھائی یہودا کے دل میں ڈال دیا کہ وہ ہر روز کنوئیں میں کھانا پہنچا آتا تھا۔ ویسے بھی سب بھائی خبر رکھتے تھے کہ مریں نہیں۔ کسی دوسرے ملک کا مسافر نکال کر لے جائے تو ہمارے درمیان سے یہ کانٹا نکل جائے۔ سچ ہے "گل است سعدی و در چشم دشمناں خار است" ترجمہ (سعدی ایک پھول ہے اور دشمنوں کی آنکھ میں کانٹا ہے) مدین سے مصر کو جانے والا ایک قافلہ ادھر سے گذرا۔ انہوں نے کنواں دیکھ کر اپنا آدمی پانی بھرنے کو بھیجا۔ اس نے ڈول ڈالا تو حضرت یوسفؑ چھوٹے تو تھے ہی ڈول میں ہو بیٹھے اور رسی ہاتھ سے پکڑ لی۔ کھینچنے والے نے نکالا حسن و جمال دیکھ کر بے ساختہ خوشی سے پکارا کہ یہ تو عجیب لڑکا ہے۔ بڑی قیمت کو بکیگا کھینچنے والے نے اس واقعہ کو دوسرے ہمراہیوں سے چھپانا چاہا کہ اوروں کو خبر ہوگی تو سب شریک ہو جائیں گے۔ شاید یہ ظاہر کیا کہ یہ غلام اس کے مالکوں نے مجھ کو دیا ہے تاکہ مصر کے بازار میں فروخت کروں۔ بھائی تو بے وطن کرنا چاہتے تھے اور قافلہ والے بیچ کر دام وصول کرنے کا ارادہ کر رہے تھے۔ اور خدا تعالےٰ خزائن مصر کا مالک بنانا چاہتا تھا۔ وہ اگر چاہتا تو ان کارروائیوں کو ایک سیکنڈ میں روک دیتا لیکن اس کی مصلحت تاخیر میں تھی۔ اس لئے سب چیزوں کو جانتے اور دیکھتے ہوئے انہیں ڈھیل دی گئی۔

تدبیر دوم

(وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍۢ بَخْسٍ دَرَاهِمَ

مَعْدُوْدَةٍ وَّكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزَّاهِدِيْنَ ۝
سورہ یوسف ع ۲ - پ ۱۲ - ترجمہ - اور اس کو بھائی ناقص قیمت پر بیچ آئے - گنتی کی چند پیسوں پر اور وہ اس سے بیزار ہو رہے تھے -

شیخ الاسلام کا بیان ملاحظہ ہو -

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں - یعنی "اس قدر ارزاں بیچنے سے تعجب مت کرو - وہ اتنے بیزار تھے کہ مفت ہی دے ڈالتے تو مستبعد نہ تھا جو پیسے مل گئے - غنیمت سمجھا - بعض مفسرین کہتے ہیں - آیت میں اس بیع کا ذکر ہے - جو قافلہ والوں نے مصر پہنچ کر کی - اگر ایسا ہو تو کہا جائے گا کہ پڑی ہوئی چیز کی قدر نہ کی (کیونکہ وہ مفت ملی تھی) اور یہ اندیشہ رہا کہ پھر کوئی آ کر دعوے نہ کر بیٹھے - نیز آبق (بھگوڑا) ہونے کا عیب سن چکے تھے - اس لئے سستے داموں بیچ ڈالا - والظاہر ہو الاوّل واللہ اعلم

پانچویں عبرت

وہی یوسف علیہ السلام جو ملک شام میں غلام ہونے کی حیثیت سے ایک چونّی کی قیمت پر بکے تھے - اللہ تعالےٰ نے مصر میں پہنچا کر مدار المہام (سلطنت مصر کے نظام کے کرتا دھرتا) کے ہاں پہنچایا - اور اس نے اپنا بیٹا بنا لیا - آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں - کہ سلطنت مصر کے رکن اعظم کا بیٹا ہونیکے لحاظ سے حضرت یوسف علیہ السلام کی کتنی عزت بڑھ گئی ہوگی - اب لوگ ان کا احترام ایسا کرتے ہیں - جیسا شہزادوں کا کیا جاتا ہے -

اس پانچویں عبرت کا حاصل

یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو انسان کو فرش سے اٹھا کر سلطنت کے تخت پر بٹھا سکتا ہے - چنانچہ تیرھویں پارہ کے پہلے رکوع میں یہ اعلان آ رہا ہے - (وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِيْ) ترجمہ اور بادشاہ نے کہا اس کو میرے پاس لے آؤ - میں اس کو اپنے کام میں خالص کر سکوں - مولانا شبیر احمد صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں یعنی میرا مشیر خاص رہے گا -

کیا یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا عجیب کرشمہ نہیں ہے

کہ وہی شخص جو ایک چونّی پر غلام ہو کر بکا تھا - مملکت مصر کے نظام سلطنت کے چلانے میں شاہ مصر کا جوڑی دار بنا دیا گیا ہے - یعنی اسکی رائے مملکت مصر کے چلانے میں شاہ مصر کی رائے کے مساوی ہے - وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ علیٰ ما یشاء قدیر -

اس بلند مقام پر پہنچنے سے پہلے دو امتحانوں میں کامیابی

ابھی جو میں نے عجیب کرشمہ کے نام سے مضمون عرض کیا ہے - اس بلند مقام پر پہنچنے سے پہلے حضرت یوسف علیہ السلام کو دو امتحان پیش آئے ہیں - اور وہ دو امتحان ایسے ہیں کہ جن میں اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل والا انسان ہی کامیاب ہو سکتا ہے - ورنہ عام انسانوں کی مجال نہیں کہ کامیاب ہو سکیں -

پہلا امتحان

عزیز مصر کی بیگم کا یوسفؑ پر بہتان

(وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗٓ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ۭ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوَايَ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ۭ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْۗءَ وَالْفَحْشَاۗءَ ۭ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ۝ وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ۭ قَالَتْ مَا جَزَاۗءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْۗءًا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ) سورہ یوسف ع ۳ - پ ۱۲ - ترجمہ - اور جب پہنچ گیا یوسفؑ اپنی جوانی کو ہم نے اُسے حکم اور علم دیا اور نیکی والوں کو ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں اور اس کو اس عورت نے جس کے گھر میں تھا - اپنا جی تھامنے سے پھسلایا (تاکہ اس عورت کا کہا مان جائے) اور دروازے بند کر دیئے اور (عورت نے) کہا شتابی کر (یوسفؑ نے) کہا - وہ عزیز میرا مالک ہے (اس نے) مجھ کو اچھی طرح رکھا ہے - بیشک جو لوگ بے انصاف ہوں وہ بھلائی نہیں پاتے اور البتہ تحقیق اس عورت نے اس کا ارادہ کر لیا تھا - اور اگر نہ ہوتا - یہ کہ اپنے رب کی قدرت دیکھی تو (یوسف علیہ السلام) اس کا ارادہ کر لیتے - یوں ہی ہوا - تاکہ ہم اس سے برائی اور بے حیائی ہٹا لیں - بیشک وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے تھے -

چھٹی عبرت

آیات کے ترجمہ کی گذشتہ سطور سے یہ عبرت حاصل ہوتی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے مقبول بندوں کو جب گناہ کی طرف مائل کرنے والے اسباب گھیرا ڈال لیتے ہیں تو وہ حضرات بارگاہ الٰہی میں تہ دل سے دعا کرتے ہیں - کہ اے اللہ میں تو اس برائی کرنے سے سخت بیزار ہوں تو محض اپنے فضل سے مجھے اس گناہ سے بچا - اس وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت ان کی دستگیری کرتی ہے اور ایسے اسباب مہیا ہو جاتے ہیں کہ وہ اس گناہ سے بچ نکلتے ہیں - جیسا کہ حضرت یوسفؑ اس خطرناک موقعہ سے بچ نکلے - مجھے اس قسم کے بعض واقعات معلوم ہیں - مضمون کی طوالت کے لحاظ سے عرض نہیں کرنا چاہتا

ساتویں عبرت

اللہ تعالےٰ اپنے مقبول بندوں کی مصیبتوں میں ضرور امداد فرماتا ہے - عزیز مصر کی بیگم کے رشتہ داروں میں سے ایک شخص کی شہادت ملاحظہ ہو - جس سے یقین ہو جاتا ہے کہ عزیز کی بیگم مجرم ہے اور حضرت یوسفؑ بالکل بری الذمہ ہیں -

شہادت ملاحظہ ہو

(وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَآ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ۭ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ۝ يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ۚ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ ۝) سورہ یوسف ع ۳ پ ۱۲ ترجمہ - اور عورت کے لوگوں میں سے ایک گواہ نے گواہی دی - اگر اس کا کرتہ آگے سے پھٹا ہے تو عورت سچی ہے اور وہ جھوٹا ہے - اور اگر اس کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہے تو یہ جھوٹی ہے اور وہ سچا ہے - پھر جب عزیز نے اس کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا دیکھا - کہا بیشک یہ تم عورتوں کا ایک فریب ہے - البتہ تمہارا فریب بڑا ہے - یوسفؑ اس ذکر کو جانے دے اور (اے) عورت تو (خدا) سے اپنا گناہ بخشوا تو ہی گنہگار تھی -

نتیجہ

دیکھ لیجئے نتیجہ وہی ہے جو میں نے چھٹی عبرت کے نام سے ذکر کیا - اللہ تعالیٰ کی امداد نے حضرت یوسفؑ کا دامن کیسا پاک کر دکھایا ہے -

یہ گواہ کون تھا

اسکی تفصیل شیخ الاسلامؒ کی تحریر سے ملاحظہ ہو

"عورت نے الزام یوسف (علیہ السلام) پر رکھا کہ اس نے مجھ سے یہ ارادہ کیا۔ ایسے شخص کی سزا یہ ہونی چاہیئے کہ جیلخانہ بھیجا جائے یا کوئی اور سخت مار پڑے اب یوسفؑ کو واقعہ ظاہر کرنا پڑا کہ عورت نے میرے نفس کو بے قابو کرنا چاہا۔ میں نے بھاگ کر جان بچائی۔ یہ جھگڑا ابھی چل رہا تھا۔ کہ خود عورت کے خاندان کا ایک گواہ عجیب طریقہ سے یوسف (علیہ السلام) کے حق میں گواہی دینے لگا۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شیر خوار بچہ تھا۔ جو خدا کی قدرت سے حضرت یوسف علیہ السلام کی براءت و وجاہت عند اللہ ظاہر کرنے کو بول پڑا اور بعض علماءؒ کہتے ہیں کہ بچہ نہیں کوئی مرد دانا تھا جس نے ایسی پتہ کی بات کہی۔ واللہ اعلم۔ (اگر گواہ شیر خوار بچہ تھا۔ جیسا کہ بعض معتبر روایات میں ہے۔ تب تو اس کا بولنا اور ایسی گواہی دینا جو انجام کار یوسفؑ کے حق میں مفید ہو۔ خود مستقل دلیل یوسف ؑ کی سچائی کی تھی۔ کرتہ کا آگے یا پیچھے سے پھٹا ہونا شہادت سے بطور ایک علامت اور قرینہ کے سمجھنا چاہیئے اور اگر گواہ کوئی مرد دانا تھا تو بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ خارجی طریقہ سے حقیقت حال پر مطلع ہو چکا تھا مگر اس نے نہایت دانائی سے ایسے پیرایہ میں شہادت دی۔ جو دفعۃً کسی کی جانبداری پر بھی محمول نہ ہو اور آخر کار یوسف (علیہ السلام) کی براءت ثابت کر دے۔ جو پیرایہ اظہار واقعہ کا اس نے اختیار کیا۔ وہ غیر جانبداروں کے نزدیک نہایت معقول تھا۔ کیونکہ اگر عورت کے دعوے کے موافق یوسفؑ نے (معاذ اللہ) اس کی طرف اقدام کیا تو ان کا چہرہ عورت کی طرف ہوگا۔ تو ظاہر یہ ہے کہ کشمکش میں کرتہ بھی سامنے سے پھٹے اور اگر یوسف (علیہ السلام) کا کہنا صحیح ہے کہ عورت مجھ کو اپنی طرف بلاتی تھی۔ میں دروازہ کی طرف بھاگا۔ اس نے پکڑنے کے لئے میرا تعاقب کیا تو کھلی ہوئی بات ہے کہ کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوگا۔ کیونکہ اس صورت میں یوسفؑ اس کی طرف متوجہ نہیں تھے۔ بلکہ ادھر سے پیٹھ پھیر کر بھاگ رہے تھے۔ بہرحال جب دیکھا گیا کہ کرتہ آگے سے نہیں۔ پیچھے سے پھٹا ہے تو عزیز نے سمجھ لیا کہ یہ سب عورت کا مکر و فریب ہے۔ یوسفؑ قصور وار نہیں چنانچہ اس نے صاف کہہ دیا۔ کہ زلیخا کی پُر فریب کارروائی اسی قسم کی ہے جو عموماً عورتیں کیا کرتی ہیں۔ اس نے (عزیز مصر نے) یوسف علیہ السلام) سے استدعا کی کہ جو ہونا تھا ہو چکا۔ آئندہ اس کا ذکر مت کرو کہ سخت رسوائی اور بدنامی کا موجب ہے اور عورت سے کہا کہ یوسف سے یا خدا سے اپنے قصور کی معافی مانگ یقیناً قصور تیرا ہی ہے۔

برہان رب سے کیا مراد ہے

قرآن مجید کی آیت میں (وھم بھا لولا اَنْ رَّاٰ بُرْھَانَ رَبِّہٖ) ترجمہ اور یہ ہوتا کہ دیکھی قدرت اپنے رب کی تو یوسفؑ بھی (شاید) ارادہ کر ہی لیتے ۔ برہان کے متعلق حضرت شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحبؒ کا بیان ملاحظہ ہو۔ "برہان دلیل و حجت کو کہتے ہیں۔ یعنی اگر یوسف علیہ السلام اس وقت اپنے رب کی دلیل نہ دیکھتے تو قلبی میلان پر چل پڑتے۔ دلیل کیا تھی۔ زنا کی حرمت شناعت (برائی) کا وہ عین الیقین جو حق تعالیٰ نے ان کو عطا فرمایا یا وہی دلیل جو خود انہوں نے زلیخا کے مقابلہ میں اِنَّہٗ رَبِّیْٓ اَحْسَنَ مَثْوَایَ اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ کہہ کر پیش کی۔ بعض کہتے ہیں کہ خدا کی قدرت سے اس وقت حضرت یعقوب علیہ السلام نظر آئے کہ انگلی دانتوں میں دبائے سامنے کھڑے ہیں۔ بعض نے کہا کہ کوئی غیبی تحریر نظر پڑی جس میں اس فعل سے روکا گیا تھا۔ واللہ اعلم۔

بہرحال

حضرت یوسف علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے اس موقعہ پر اپنی عصمت کو بچا سکے۔ ورنہ ایسے محیر العقول اسباب کے جمع ہو جانے پر اپنی عصمت اور عفت کو بچانا سوائے اللہ تعالیٰ کے خاص فضل کے بڑا ہی مشکل بلکہ تقریباً محالات میں سے ہے۔ جبکہ مرد کی جوانی بھی پورے شباب پر ہو۔ اور ایک شاہی گھرانے کی عورت برائی پر پوری آمادہ ہو۔ و ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

آٹھویں عبرت

عالم شباب کی مرغوب ترین خواہش سے خوف خدا کے باعث اور اس کے مقابلہ میں جیلخانہ کی تنگ و تاریک کوٹھڑی میں رہنے کو ترجیح دینا یہ مقربین الٰہی کا شیوہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان حضرات کی سی استقامت عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

مصلحت کی بنا پر ظاہر کرنا نہیں چاہتا

بفضلہ تعالیٰ مجھے اس قسم کے چند واقعات معلوم ہیں۔ مگر مصلحت کی بناء پر کسی کا پردہ فاش کرنا نہیں چاہتا۔

بیگم عزیز مصر کا دو مرتبہ حضرت یوسفؑ کی پاکدامنی کی شہادت دینا (پہلی مرتبہ)

وَقَالَ نِسْوَةٌ فِی الْمَدِیْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ؕ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَیْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّیْنًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَیْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَیْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِیْمٌ ۝ قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِیْ لُمْتُنَّنِیْ فِیْهِ ؕ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ؕ وَلَئِنْ لَّمْ یَفْعَلْ مَاۤ اٰمُرُهٗ لَیُسْجَنَنَّ وَلَیَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِیْنَ ۝) سورہ یوسف ع ۴ پ ۱۲ ترجمہ اور اس شہر میں عورتیں کہنے لگیں۔ عزیز کی عورت اپنے غلام سے اس کے جی کی خواہش کرتی ہے۔ اس کا دل اس کی محبت میں فریفتہ ہو گیا ہے۔ ہم تو اس کو صریح خطا پر دیکھتی ہیں (یعنی اپنے ہی زر خرید غلام پر فریفتہ ہو جانا۔ بیگم عزیز کی شان کے شایاں نہیں ہے) پھر جب اس (بیگم عزیز) نے ان کا فریب سنا۔ (عورتوں کی گفتگو کو مکر و فریب کہا کہ مکاروں کی طرح چھپ چھپ کر یہ باتیں کرتی تھیں اور زلیخا پر طعن کر کے گویا اپنی پارسائی کا اظہار مقصود تھا۔ حالانکہ یوسفؑ کے بیمثل حسن و جمال کا شہرہ جس عورت کے کان میں پڑتا تھا۔ اس کی دید کا اشتیاق دل میں چٹکیاں لینے لگتا تھا۔ کچھ بعید نہیں کہ زلیخا پر طعن و تشنیع اور نکتہ چینی کرنے والیوں کے دلوں میں بھی غرض پوشیدہ ہو کہ زلیخا کو غصہ دلا کر کسی ایسی حرکت پر آمادہ کر دیں جو یوسف (علیہ السلام) کے دیدار کا سبب بن جائے یا زلیخا کے دل میں اسکی نفرت بٹھا کر اپنی طرف مائل کرنے کا موقعہ نکالیں اور یہ بھی ممکن ہے۔ کہ زلیخا نے بعض عورتوں کو اس معاملہ میں اپنا راز دار بنایا ہو۔ اس نے رازداری کی جگہ پردہ در

اور خورد گیری شروع کر دی۔ بہر حال ان کی گفتگو کو لفظ "مکر" سے ادا کرنے میں یہ سب احتمالات ہیں۔ (بقیہ السطور من حواشی الشیخ) (فریب سننے کے بعد) ان کو بلوا بھیجا اور ان کے واسطے ایک مجلس تیار کی اور ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں چھری دی (یعنی پھل چیر کر کھانے کیلئے) اور کہا (اسے) یوسف ان کے سامنے نکل آ۔ پھر جب اس کو دیکھا ششدر رہ گئیں اور (یوسف علیہ السلام کی دید میں محو حیرت ہو کر) اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے اور کہنے لگیں حاشا للہ کہ یہ شخص آدمی نہیں۔ یہ تو کوئی بزرگ فرشتہ ہے۔ (زلیخا نے) کہا یہ وہی ہے کہ اس کے متعلق تم نے مجھ کو طعنہ دیا تھا۔ میں نے اس سے جی لینا چاہا تھا۔ پھر اس نے تھام رکھا۔ اور بے شک جو میں اس کو کہتی ہوں اگر نہ کریگا تو ضرور قید میں پڑیگا اور بے عزت ہوگا۔

زلیخا کا یہ آخری حربہ تھا

کہ اگر میرا کہنا نہیں مانے گا تو قید کیا دوں گی اور یہ ذلیل ہو جائے گا۔

زلیخا کے مقابلہ میں پیغمبر خدا آیا ہوا ہے

اسکی استقامت کا ملاحظہ فرمایئے

رقَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْہِ) سورہ یوسف ع ۴ پ ۱۳۔ ترجمہ۔ یوسف (علیہ السلام) نے کہا۔ اے میرے رب مجھ کو قید پسند ہے اس بات سے جس کی طرف مجھ کو بلاتی ہیں۔

اس گناہ کی سزا کے مقابلہ میں جیلخانہ میں جانا کوئی حقیقت نہیں رکھتا

بیگم عزیز تو بدکاری کی دعوت دے رہی ہے۔ جس کی سزا دوزخ ہے۔ جس کی آگ دنیا کی آگ سے ۶۹ حصے زیادہ گرم ہے دنیا کی آگ ایک حصہ گرم ہے اور دوزخ کی آگ ۷۰ حصہ گرم ہے۔

یہ چیز محال ہے

کہ نعوذ باللہ پیغمبر خدا ہو کر اس سزا کے مقابلہ میں عزیز مصر کی بیگم کی درخواست مان لے۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام تو ہر صغیرہ اور کبیرہ گناہ سے محفوظ ہوتے ہیں۔

حضرت یوسفؑ کی عصمت کی بیگم عزیز کی طرف سے دوبار شہادت

رقَالَ الْمَلِکُ ائْتُوْنِیْ بِہٖ فَلَمَّا جَآءَہُ

الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰی رَبِّکَ فَاسْئَلْہُ مَا بَالُ النِّسْوَۃِ الّٰتِیْ قَطَّعْنَ اَیْدِیَہُنَّ ط اِنَّ رَبِّیْ بِکَیْدِھِنَّ عَلِیْمٌ ۝ قَالَ مَا خَطْبُکُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ یُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِہٖ ط قُلْنَ حَاشَ لِلّٰہِ مَا عَلِمْنَا عَلَیْہِ مِنْ سُوْٓءٍ ط قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ الْئٰنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ز اَنَا رَاوَدْتُّہٗ عَنْ نَّفْسِہٖ وَ اِنَّہٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝) سورہ یوسف ع ۷، پ ۱۲۔ ترجمہ۔ اور بادشاہ نے کہا جبکہ حضرت یوسفؑ دو امتحانوں میں کامیاب ہو چکے۔ پہلا عزیز مصر کے بہتان میں مبتلا ہونے کے بعد خود اسی کے زبان سے ثابت ہو گیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام بالکل پاک ہیں اور اس معاملہ میں عزیز مصر کی بیگم خود مجرم تھی اور دوسرا امتحان جبکہ مصر کے بادشاہ کے خواب کی تعبیر کرنے میں مملکت مصر کے تمام عقلا عاجز رہے اور حضرت یوسف علیہ السلام نے وہ تعبیر کی کہ جس کے باعث مملکت مصر کے باشندے ہلاک اور تباہ ہونے سے بچ گئے۔ شاہ مصر سمجھ گئے کہ میری مملکت میں یوسفؑ جیسا عقیلی اور فہیم اور دانا اور کوئی آدمی نہیں ہے۔ اس لئے اسی کو اپنے تمام امور میں مشیر بنا کر رکھنا چاہیئے۔

چنانچہ جب شاہ مصر کا نمائندہ

جیل خانہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس یہ پیغام لے کر پہنچا تو حضرت یوسفؑ نے فرمایا۔ پہلے ان عورتوں سے تو میرے متعلق دریافت کرو۔ میرا معاملہ انہیں کے ذریعہ سے صاف ہو سکتا ہے۔ معاملہ صاف ہو کر بری ہونیکے بعد جیل سے نکل سکتا ہوں۔ چنانچہ وہ نمائندہ بادشاہ کے ہاں واپس گیا۔ اس وقت بیگم عزیز اور دوسری عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی کی شہادت دی وہ شہادت ملاحظہ ہو۔

قَالَ مَا خَطْبُکُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ یُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِہٖ ط قُلْنَ حَاشَ لِلّٰہِ مَا عَلِمْنَا عَلَیْہِ مِنْ سُوْٓءٍ ط قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ الْئٰنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ز اَنَا رَاوَدْتُّہٗ عَنْ نَّفْسِہٖ وَ اِنَّہٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝) سورۃ یوسف ع ۷، پ ۱۲۔ ترجمہ بادشاہ نے عورتوں کو کہا۔ کیا تمہاری کیا حقیقت ہے۔ جب تم نے یوسفؑ کو اس کے نفس کی خیانت سے پھسلایا۔ انہوں نے کہا خدا کی پناہ، ہم نے اس میں کوئی برائی نہیں پائی (یعنی وہ بالکل پاک دامن ہے)۔ عزیز کی عورت بولی۔ اب سچی بات کھل گئی۔ میں نے اس کو اس کے نفس کے متعلق پھسلایا تھا اور وہ سچا ہے۔

بادشاہ نے اپنا مشیر خاص بنالیا

(وَ قَالَ الْمَلِکُ ائْتُوْنِیْ بِہٖٓ اَسْتَخْلِصْہُ لِنَفْسِیْ ج فَلَمَّا کَلَّمَہٗ قَالَ اِنَّکَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَکِیْنٌ اَمِیْنٌ ۝) سورہ یوسف ع ۷، پ ۱۳۔ ترجمہ۔ اور بادشاہ نے کہا اس کو میرے پاس لے آؤ۔ میں اس کو اپنے کام میں خالص کر رکھوں۔ پھر جب (بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ السلام سے) بات چیت کی۔ کہا واقعی تو نے آج سے ہمارے پاس معتبر ہو کر جگہ پائی۔

وضاحت کیلئے شیخ الاسلامؒ کا حاشیہ ملاحظہ ہو

(بادشاہ) کچھ پہلے سے معتقد ہو چکا تھا۔ باتیں سن کر بالکل ہی گرویدہ ہو گیا اور حکم دیا کہ آج سے آپ ہمارے پاس نہایت معزز و معتبر ہو کر رہیں گے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ اب عزیز کا علاقہ موقوف کیا (جو مصر کے داخلہ کے وقت آ رہا تھا)۔ اپنی صحبت میں رکھا۔

سر دست انہیں آٹھ

عبرتوں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ یہ آٹھ عبرتیں سورہ یوسف کے ساتویں رکوع تک کی عرض کی گئی ہیں۔ حالانکہ سورہ یوسف کے کل بارہ رکوع ہیں۔ اس لحاظ سے آخر سورۃ تک اور بھی کئی عبرتیں (نصیحتیں) پیش کی جا سکتی ہیں۔

مذکورۃ الصدر آٹھ عبرتوں سے عام فہم نتائج یہ نکلتے ہیں

پہلا نتیجہ

یہ نکلتا ہے کہ حقیقی امن اور چین کسی کو بھی اس دنیا میں نصیب نہیں ہو سکتا۔ بد اخلاق بد کردار شریر الطبع انسان تو بجائے خود رہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور پسندیدہ اور چیدہ بندوں کو بھی چین نصیب نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ انبیاء علیہم السلام کو بھی اس دنیا میں چین نصیب نہیں ہو سکا۔ دوسرے انسانوں کے لئے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ انکی تکلیفیں گناہوں کے باعث ہوتی ہیں۔ مگر حضرات انبیاء علیہم السلام تو گناہوں سے معصوم اور پاک ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ اس جہان میں جتنی انبیاء علیہم السلام پر تکلیفیں آتی ہیں۔ اتنی اور کسی پر نہیں آتیں۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اَشَدُّ الْبَلَاءِ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ

ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ ؛ ترجمہ سب سے زیادہ تکلیفیں انبیا (علیہم السلام) کو پیش آتی ہیں۔ اس کے بعد جوں جوں کوئی شخص اخلاق حمیدہ میں ان سے زیادہ قریب ہوگا۔ اسی مقدار اس پر زیادہ تکلیفیں آئیں گی۔ لہذا ثابت ہو گیا کہ دنیا امن اور چین کا حقیقی مقام نہیں ہے۔ راحت اور اطمینان کا اصلی مقام آخرت ہے۔ لہذا اس جہان میں راحت اور آرام کے سامان مہیا کرنیکی ضرورت ہے جو شخص وہ اسباب دنیا کی زندگی میں جمع کر کے ساتھ لے جائے گا۔ وہ اس جہان میں جا کر آرام پائے گا اور ان

سب اسباب کا گُر ایک ہی ہے

اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد پیدا ہونیوالے انسانوں کے لئے فقط یہ ہے۔ کہ قرآن مجید کی ہدایات کے سانچے میں اپنے آپ کو اس طرح ڈھالا جائے۔ جس طرح کہ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اپنے آپ کو ڈھالا تھا۔

دوسرا نتیجہ

یہ ہے کہ چونکہ شیطان کی فطرت کا یہ تقاضا ہے کہ انسانوں کو آپس میں لڑایا جائے تاکہ انکی دنیا کی زندگی بھی بے چینی سے گزرے اور باہمی عداوتوں اور لڑائیوں کے باعث انکی آخرت بھی برباد ہو جائے اس لئے قاعدہ کلیہ ہے سوائے حضرات انبیاء علیہم السلام یا دوسرے اللہ تعالیٰ کے چیدہ اور برگزیدہ بندوں کے شاید ہی کوئی اور مستثنیٰ ہو۔ ورنہ ایک باپ کی اولاد میں پھوٹ ڈلواتا ہے اور ایک دوسرے کے خلاف حسد اور کینہ اور بُغض کی آگ بھڑکاتا ہے۔

مثلاً

اگر ایک بھائی کو اللہ تعالیٰ نے آسودہ حال بنایا ہے۔ تو دوسرا بھائی اسکی آسودہ حالی کو دیکھ کر خوش نہیں ہوتا اور اس کے دل میں یہ خیال نہیں آتا کہ اے اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے میرے بھائی کو آسودہ حال بنایا ہے۔ اے اللہ میرے بھائی کو تو اور رزق عطا فرما اور اے اللہ تیرے خزانہ میں کوئی کمی نہیں ہے مجھے بھی اسیطرح آسودہ حال بنا دے

بلکہ اس تباہ حال

بھائی کا دل اسکی آسودگی کو دیکھ کر جلتا ہے اور عموماً (الا ماشاء اللہ) ایسا آدمی کوئی شاذ ہی ہوگا جو یہ تباہی نہ چاہتا ہو) وہ تنگدست بھائی یہ چاہتا ہے کہ میرے بھائی پر کوئی ایسی آفت آئے کہ وہ بھی میری طرح تنگدست اور تباہ حال ہو جائے۔ اسی کا نام حسد ہے

حسد کے متعلق ارشاد نبویؐ

ملاحظہ ہو (اِنَّ الْحَسَدَ یَاْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ)؛ ترجمہ بے شک حسد (انسان کی) نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے۔ جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔ چنانچہ

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں

سے جو کچھ بھی یوسف علیہ السلام کے متعلق کارروائی ہوئی اسی حسد کی بنا پر تھی۔

حسد کا علاج

یہ ہے کہ دل کو سمجھایا جائے کہ ہر شخص کے رزق کی تقسیم اللہ تعالیٰ نے خود فرمائی ہوئی ہے۔ اس لیے ہر شخص کو وہی رزق ملتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں مقدر ہے لہذا ہمارے بھائی کا ہماری تنگدستی کے سلسلہ میں کیا قصور ہے۔ یہ تو نہیں ہوا کہ رزق کی تقسیم اس کے اختیار میں تھی۔ اس نے خود زیادہ لے لیا اور ہمیں تھوڑا دیا۔ اگر ایسا ہوتا تو پھر ہمیں اس پر اعتراض کرنے کا حق تھا۔ لہذا شرافت کا تقاضا یہی ہے کہ اپنے بھائی کو کسی طرح مورد الزام نہ بنایا جائے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے رزق کی وسعت کے لئے دل سے دعا کی جائے۔

تیسرا حصہ

باوجودیکہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بھائیوں نے اتنا ستایا تھا۔ پھر بھی جب حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اقتدار عطا فرمایا اور بھائی تباہ حال ہو کر ان کے پاس آئے تو ماتھے پر بل بھی نہ لائے اور انہیں ذرہ بھر نہیں جتلایا۔ بلکہ انکی تنگدستی پر رحم کھا کر اناج کی بوریاں بھر بھر کر دیں۔ اور ان کا روپیہ بھی واپس کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں کو بھی

یہ اخلاق عطا فرمائے

کہ خواہ برادری کتنا ہی دکھ دے اور تکلیف پہنچائے بایں‌ہمہ ہمیں ان کی دی ہوئی تکالیف کو بھلانے کی توفیق عطا فرمائے۔ بلکہ ان کی ہر ممکن خدمت کرنیکی توفیق دے آمین یا الٰہ العالمین

چوتھا نتیجہ

جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بیگم عزیز مصر کی دعوت کو رد کرنے کی توفیق عطا فرمائی تھی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسے خطرناک مواقع میں اپنے ایمان کو سلامت رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بلکہ ہر ایسے دنیاوی نفع کو نظر انداز کرنے کی توفیق عطا فرمائے جس سے آخرت کے برباد ہونے کا خطرہ ہو خواہ وہ دنیاوی نفع کروڑوں روپوں کا کیوں نہ ہو۔

دُعا

اللہ تعالیٰ ان پیش کردہ عبرتوں سے ہمیں بھی مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہماری بھی باطنی اصلاح ہو جائے۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح دنیا میں عزت پائیں اور ان کی طرح بارگاہ الٰہی میں بھی عزت اور رحمت کی نگاہ سے دیکھے جائیں۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

خطبہ یوم الجمعۃ مورخہ ۳۰ر رجب المرجب ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۹ر جنوری ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْدُ

آج دنیا میں زندہ اور باقی مذہب فقط اسلام ہے

اس کا سبب

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی نازل کردہ کتابوں میں سے مذہب اسلام کی آسمانی کتاب "قرآن مجید" فقط محفوظ ہے اور کوئی مذہب زندہ نہیں رہ سکتا۔ جب تک اس کی آسمانی کتاب محفوظ نہ رہے۔ اور تو اور قریب تر کی آسمانی کتاب

انجیل بھی عیسائیوں کے ہاں محفوظ نہیں رہی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر گئے ابھی ایک سو سال بمشکل گذرنے پایا تھا۔ جبکہ قسطنطین بادشاہ نے ایک نیس (کانفرنس) اس غرض کے لئے پادریوں کی بلائی تھی۔ تاکہ انجیل آسمانی ان بہت ساری انجیلوں میں سے منتخب کرکے بتلائیں۔ جو بہت سی دنیا میں پھیل گئی تھیں۔ پادریوں نے آکر سب انجیلوں کو ایک میز پر رکھ دیا اور کہا کہ اس میز کو ہلائیں۔ جو انجیل کا نسخہ سب سے پہلے گرے۔ وہ آسمانی ہے۔

اس سے معلوم ہوا

کہ پادریوں میں بھی کوئی بھی حافظ نہیں تھا۔ اور نہ کوئی پادری یہ کہہ سکا کہ میرے پاس آسمانی انجیل کا نسخہ موجود ہے۔ اور وہ واقعی اور اصلی انجیل کا نسخہ ہے۔ حالانکہ انجیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسری سب آسمانی کتابوں کے اخیر میں نازل ہوئی تھی۔

بخلاف قرآن مجید کے

قرآن مجید کے دنیا میں سینکڑوں حافظ ہر ملک میں موجود ہیں اور رہتے آئے ہیں۔ اگر کوئی ظالم بادشاہ بفرض محال قرآن مجید کے سب نسخے لے جائے۔ تو سینکڑوں حافظ قرآن مجید کو ایک دن میں لکھ کر پیش کر سکتے ہیں۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ

اللہ تعالےٰ کا ہر کام بے نظیر ہوتا ہے

اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں اعلان فرمایا تھا۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ سورہ الحجر ع ۱۔ پ ۱۴۔ ترجمہ۔ ہم نے یہ نصیحت اتاری ہے اور بے شک ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔

حاشیہ شیخ الاسلامؒ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ اپنے حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ "یعنی تمہارا استہزاء و تمسخر اور قرآن لانے کی طرف جنون کی نسبت کرنا قرآن و حامل قرآن پر قطعاً اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ یاد رکھو اس قرآن کے اتارنے والے ہم ہیں اور ہم ہی نے اسکی ہر قسم کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔ جس شان اور ہیئت سے وہ اترا ہے۔ بدوں ایک شوشہ یا زبر زیر کی تبدیلی کے چار دانگ عالم میں پہنچ کر رہے گا۔ اور قیامت تک ہر طرح کی تحریف لفظی و معنوی سے مصئون رکھا جائیگا زمانہ کتنا ہی بدل جائے۔ مگر اس کے اصول و احکام کبھی نہ بدلیں گے۔ زمانہ کی فصاحت و بلاغت اور علم و حکمت کی موشگافیاں کتنی ہی ترقی کر جائیں۔ پر قرآن کی صوری و معنوی اعجاز میں اصلاً ضعف و انحطاط محسوس نہ ہوگا۔ الخ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قرآن مجید کے پہنچانے کا حکم

(یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ ط وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ ط وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ ط اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَ ۝) سورہ المائدہ ع ۱۰ پ ۶۔ ترجمہ۔ اے رسول جو کچھ پر تیرے رب کی طرف سے اترا ہے۔ اُسے پہنچا دے۔ اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو اسکی پیغمبری کا حق ادا نہ کیا۔ اور اللہ تجھے لوگوں سے بچائے گا۔ بے شک اللہ کافروں کی قوم کو راستہ نہیں دکھاتا۔

رسول اللہ ﷺ نے کافروں کو پہنچایا

اس کا ثبوت

(وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِھٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِیْہِ لَعَلَّکُمْ تَغْلِبُوْنَ ۝) سورۃ حٰمٓ السجدہ ع ۴۔ پ ۲۴۔ ترجمہ۔ اور کافروں نے کہا۔ اس قرآن کو نہ سنو۔ اور اس میں غل مچاؤ تاکہ تم غالب آ جاؤ۔ اس سابقہ آیت سے معلوم ہوا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کافروں تک پہنچا دیا تھا۔ کیونکہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں قرآن مجید سناتے تھے۔ تب وہ غل مچاتے تھے۔

اور عیسائیوں اور یہودیوں کو قرآن مجید پہنچانے کا ثبوت

(قُلْ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰی شَیْءٍ حَتّٰی تُقِیْمُوا التَّوْرٰىۃَ وَالْاِنْجِیْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ ط وَلَیَزِیْدَنَّ کَثِیْرًا مِّنْھُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ طُغْیَانًا وَّکُفْرًا ج فَلَا تَاْسَ عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ ۝) سورۃ المائدہ ع ۱۰ پ ۶۔ ترجمہ کہدو۔ اے اہل کتاب تم کسی راہ پر نہیں جب تک تم توراۃ اور انجیل اور جو چیز تمہارے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے۔ قائم نہ کرو۔ ضرور ہے کہ یہ فرمان جو تم پر نازل ہوا ہے۔ ان میں سے اکثر کی سرکشی اور انکار کو اور زیادہ بڑھائے گا۔ مگر انکار کرنے والوں کے حال پر کچھ افسوس نہ کرو۔

اس سے ثابت ہوا

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام قرآن یہود و نصاریٰ کو بھی پہنچا دیا تھا۔

بعثت نبوی ﷺ کے وقت

دنیا میں تین ہی قومیں آباد تھیں۔ بت پرست اور یہود اور نصاریٰ۔ تینوں قوموں کو تبلیغ قرآن کر دی گئی۔ بالفاظ دیگر

تبلیغ اسلام کر دی گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا اور اللہ تعالےٰ نے اپنا وعدہ عصمت کا پورا کر دیا۔ کیونکہ آپ کو تبلیغ حق کرنے پر اللہ تعالےٰ نے عصمت کا وعدہ کیا تھا۔

اس خطبہ کی ابتداء سے اب تک جو بیان کیا گیا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر قرآن مجید نازل ہوا ہے۔ جس کی دعوت مشرکین دنیا اور یہود و نصاریٰ کو دی گئی ہے۔ جس کا ثبوت ما قبل میں دیا جا چکا ہے۔

اب مسلمانوں سے کہا جاتا ہے

نمبر ۱

(قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءٌ) سورہ حٰم السجدہ ع ۵۔ پ ۲۴۔ ترجمہ۔ کہدے (یہ قرآن) ایمانداروں کے لئے ہدایت اور شفاء ہے۔

نمبر ۲

وَهٰذَا كِتٰبٌ أَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ) سورہ الانعام ع ۲۰۔ پ ۸۔ ترجمہ۔ یہ برکت والی کتاب ہم نے اتاری ہے۔ سو اس کا اتباع کرو اور ڈرو۔ تاکہ تم پر رحم کیا جائے

نمبر ۳

(وَهٰذَا كِتٰبٌ أَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُصَدِّقُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ أُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ۗ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ يُؤْمِنُونَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ) سورۃ الانعام ع ۱۱۔ پ ۷۔ ترجمہ۔ اور یہ کتاب جسے ہم نے اتارا ہے برکت والی ہے۔ ان کی تصدیق کرنے والی ہے جو اس سے پہلے تھیں۔ اور تاکہ تو مکہ والوں کو اور اس کے آس پاس والوں کو ڈرائے۔ اور جو لوگ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

نمبر ۴

(وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِينَ) سورہ النحل ع ۱۲ پ ۱۴۔ ترجمہ۔ اور ہم نے تجھ پر ایک ایسی کتاب نازل کی ہے۔ جس میں ہر چیز کا کافی بیان ہے اور وہ مسلمانوں کے لئے ہدایت اور رحمت اور خوشخبری ہے۔

نمبر ۵

(وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ) الایہ سورۃ المائدہ ع ۷ پ ۶۔ ترجمہ۔ ہم نے تجھ پر سچی کتاب اتاری۔ جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنیوالی ہے اور ان کے مضامین پر نگہبانی کرنے والی ہے۔ سو تو ان میں اس کے موافق حکم کر جو اللہ نے اتارا ہے اور جو حق تیرے پاس آیا ہے۔ اس سے منہ نہ موڑ۔

لہذا

گذشتہ اس خطبہ میں جو کچھ لکھا جا چکا ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے۔ کہ اول نمبر مسلمان خود قرآن مجید کا اتباع کریں اور

قرآن مجید کا اتباع کرنے میں مسلمانوں کا فرض ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل کو پیش نظر رکھیں یہی اتباع سنت ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ملاحظہ ہو

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيرًا ۝ سورۃ الاحزاب ع ۳۔ پ ۲۱۔ ترجمہ۔ البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے۔ جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت زیادہ یاد کرتا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ ہمیں حکم دے رہا ہے کہ رسول اللہ کا نمونہ اختیار کرو اسی لئے میں صاف طور پر کہا کرتا ہوں کہ جو شخص بھی منکر حدیث ہے۔ وہ منکر قرآن ہے اور جو منکر قرآن ہے۔ وہ خارج از اسلام ہے۔ لہذا اتباع قرآن تب ہی صحیح ہو سکتا ہے۔ جب اتباع سنت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا جائے۔ ورنہ اللہ تعالےٰ کا مقصد پورا نہیں ہوگا۔ اور اتباع قرآن نہیں ہوگا۔

مثلاً نماز اور روزہ اور زکوٰۃ اور حج کے بہت سے مسائل ایسے ہیں۔ جب تک اتباع سنت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ کریں معلوم ہی نہیں ہو سکتے۔

مسلمانوں کا فرض

نمبر ۱

چونکہ آسمانی کتاب دنیا بھر میں فقط ان کے پاس موجود ہے۔ جسے قرآن مجید کے مقدس نام سے پکارا جاتا ہے۔ اس لئے مسلمانوں کا فرض ہے کہ اسے اپنا معمول بہ بنائیں مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ قیامت آنے والی ہے اور قیامت کے دن حساب و کتاب ہوگا اور حساب و کتاب کی بنا انہیں دو چیزوں پر ہوگی کہ اللہ تعالےٰ کے احکام کی تعمیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کو پیش نظر رکھ کر کہاں تک کی تھی۔

نمبر ۲

مسلمانوں میں ایسے آدمی ضرور پیدا ہونے چاہئیں جو اس قرآن کے احکام کی تعمیل کے علاوہ مسلمانوں کو تبلیغ کیا کریں۔ تاکہ مسلمان کہلاتے ہوئے کہیں قرآن مجید کی مخالفت نہ کر بیٹھیں۔ اور قیامت کے دن انہیں شرمسار نہ ہونا پڑے اور تاکہ یہ مسلمان الٹا گناہگار ہوتے ہوئے اللہ تعالےٰ کو ملزم نہ بنائیں اور قیامت کے دن یہ نہ کہیں۔ "رَبَّنَا مَا جَاءَنَا مِنْ نَّذِيرٍ" ترجمہ۔ اے رب ہمارے پاس تیری طرف سے کوئی ڈرانیوالا نہیں آیا تھا۔

مبلغ دین کا طرز عمل

وہی ہونا چاہیئے جو انبیاء علیہم السلام کا ہوا کرتا تھا۔ سورہ شعراء پارہ ۱۹ ع ۲ میں حضرت نوح[1] علیہ السلام۔ حضرت ہود[2] علیہ السلام۔ حضرت صالح[3] علیہ السلام۔ حضرت لوط[4] علیہ السلام حضرت شعیب[5] علیہ السلام سے اعلان کرایا گیا ہے کہ میں تم سے کسی قسم کا معاوضہ تبلیغ حق پہنچانے میں نہیں مانگتا۔ اور سورہ فرقان کے رکوع ۵ میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلان کرایا گیا ہے کہ میں تمہیں تبلیغ حق کرنے میں کسی قسم کا معاوضہ نہیں مانگتا۔ چنانچہ وہ اعلان ملاحظہ ہو۔ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِلَّا مَنْ شَاءَ أَنْ يَّتَّخِذَ

جائز معاملات میں مسلمان بھائیوں کی مدد کیجیے!

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو مسلمان کسی دوسرے مسلمان بندے کو کسی ایسے موقع پر بے مدد چھوڑے گا جس میں اس کی عزت پر حملہ ہو، اور اس کی آبرو اتاری جاتی ہو، تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی ایسی جگہ اپنی مدد سے محروم رکھے گا جہاں وہ اللہ کی مدد کا خواہش مند ہو گا۔ اور جو کسی مسلمان بندے کی ایسے موقع پر مدد اور حمایت کرے گا جہاں اس کی عزت و آبرو پر حملہ ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے موقع پر اس کی مدد فرمائے گا جہاں وہ اس کی نصرت کا خواہش مند ہو گا۔ سنن ابی داؤد

اِلٰی رَبِّہٖ سَبِیْلًا ۝ وَتَوَکَّلْ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِہٖ ؕ وَکَفٰی بِہٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِہٖ خَبِیْرَا ۝ ۔ سورہ الفرقان ع ۵ پ ۱۹۔ ترجمہ۔ کہدو میں اس (تبلیغ) پر تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا۔ مگر جو شخص اپنے رب کی طرف راستہ معلوم کرنا چاہے (فقط وہ میرے پاس آکر پوچھ لے اور تمہاری ضرورتیں کیسی پوری ہونگی) اور تم اس زندہ خدا پر بھروسہ رکھو جو کبھی نہ مرے گا (وہ تمہاری ضرورتیں خود بخود پوری کرے گا) اور اس کی حمد اور تسبیح کرتے رہو اور وہ اپنے بندوں کے گناہوں سے کافی خبردار ہے۔

اس قسم کے مبلغین قرآن مجید

سے تبلیغ حق پوری ہوتی ہے تاکہ دنیادار یہ عذر نہ کر سکیں کہ ہم اس خطرہ کی بنا پر نہیں سنتے تھے تاکہ ہمیں کچھ دینا نہ پڑے و ما علینا الا البلاغ

اللہ تعالیٰ سے رزق حاصل کرنیکے دو طریقے

ایک تو یہ ہے جو عام لوگ استعمال کرتے ہیں وہ "مِنْ حَیْثُ یَحْتَسِبُ" کہلاتا ہے مثلاً ایک سوداگر دو ہزار کا مال لا کر دکان میں رکھتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ لوگ ضرور آئیں گے اور اس مال کو خرید کر کے لے جائیں گے۔ مجھے بھی ضرور کچھ نفع دے کر ہی لے جائیں گے اور دوسرا رزق حاصل کرنے کا طریقہ "مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ" کہلاتا ہے۔ اسے عام اصطلاح میں توکل کہا جاتا ہے۔ اور یہ طریقہ عام طور پر اہل اللہ یعنے فقراء کی صحبت میں حاصل ہوتا ہے۔ اسے توکل کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید کے مبلغ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین ہیں۔ اس لئے انہیں دوسرا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے۔ و ما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

خطبہ یوم الجمعہ مورخہ ۷ر شعبان ۱۳۷۹ھ مطابق ۵ر فروری ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا

مسلمانوں کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع لازمی ہے

(وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝)۔ سورۃ الحشر ع ۱ پ ۲۸

ترجمہ۔ اور جو کچھ تمہارے پاس رسول لے کر آئے۔ پس تم اس کو پکڑ لو۔ اور جس چیز سے تمہیں منع کرے۔ اس سے باز آ جاؤ۔ اور ڈرو اللہ (تعالیٰ) سے۔ تحقیق اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت

کے کچھ حالات بیان کئے جاتے ہیں۔ تاکہ مسلمان ان سے عبرت حاصل کریں۔

حضورؐ کی صداقت وامانت

جب آپ پچیس سال کے ہوئے۔ تو حضرت خدیجہ بنت خویلد جو کہ قریش میں ایک مالدار عورت تھی اور تاجروں کو اکثر مضاربت پر اپنا مال دیتی رہا کرتی تھیں۔ آپؐ کے صدق و امانت حسن و معاملہ و اخلاق کی خبر سن کر آپ سے درخواست کی کہ میرا مال شام کی طرف لے جایئے۔ اور میرا غلام میسرہ آپ کے ساتھ جائیگا۔ آپ نے قبول فرما لیا۔ یہاں تک کہ آپ شام میں پہنچے اور کسی موقعہ پر آپؐ ایک درخت کے نیچے اُترے۔ وہاں ایک راہب کا صومعہ تھا۔ اس راہب نے آپؐ کو دیکھا اور میسرہ سے پوچھا یہ کون شخص ہیں۔ میسرہ نے کہا کہ قریش کے اہل حرم میں سے ایک شخص ہیں۔ راہب نے کہا کہ اس درخت کے نیچے بجز نبی کے کبھی کوئی نہیں اُترا۔ آپ شام سے خوب نفع لے کر واپس ہوئے۔ اور میسرہ نے دیکھا کہ جب دھوپ تیز ہوتی تھی تو دو فرشتے آپؐ پر سایہ کرتے تھے۔ جب آپ مکہ معظمہ پہنچے تو حضرت خدیجہؓ کو ان کا مال سپرد کیا تو دیکھا تو دوگنا یا اس کے قریب نفع ہوا۔ یہ تو آپ کے صدق کی بین دلیل تھی اور میسرہ نے ان سے اس راہب کا قول اور فرشتوں کے سایہ کرنے کا قصہ بیان کر دیا۔

ورقہ بن نوفل کی رائے

حضرت خدیجہؓ نے ورقہ بن نوفل سے جو کہ ان کے چچازاد بھائی اور عیسائی مذہب کے بڑے عالم تھے۔ ذکر کیا۔ ورقہ نے کہا کہ اے خدیجہؓ اگر یہ بات صحیح ہے تو محمدؐ اس امت کے نبی ہیں اور مجھ کو (کتب سماویہ) سے معلوم ہے کہ اس امت میں ایک نبی ہونے والا ہے۔ اور اس کا یہی زمانہ ہے۔ حضرت خدیجہؓ بڑی عاقلہ تھیں۔ یہ سب سن کر آپؐ کے پاس پیغام بھیجا کہ میں آپ کی قرابت اور اشرف القوم اور امین اور خوش خو اور صادق القول ہونے کے سبب آپؐ سے نکاح کرنا چاہتی ہوں۔ آپ نے اپنے چچاؤں سے ذکر کیا اور ان کے اہتمام سے نکاح ہو گیا۔ اس راہب کا نام نسطورا تھا۔

آپؐ کا امین ہونا

آپ جب پینتیس سال کے ہوئے قریش نے خانہ کعبہ کو از سر نو تعمیر کرنے کا ارادہ کیا۔ جب حجر اسود کے موقعہ پر تعمیر کی نوبت پہنچی۔ تو ہر قبیلہ اور ہر شخص یہی چاہتا تھا کہ حجر اسود کو اس کی جگہ پر میں رکھوں۔ قریب تھا کہ ان میں تلوار چلے۔ آخر عقلمندوں نے یہ مشورہ دیا کہ مسجد حرام کے دروازہ سے جو سب سے پہلے آئے۔ اس کے فیصلہ پر عمل کیا جائے سو سب سے اول حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ سب دیکھ کر کہنے لگے کہ یہ محمدؐ ہیں امین ہیں اور آپ کو نبوت سے پہلے امین کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ اور آپؐ کی خدمت میں معاملہ پیش کیا گیا۔ آپ نے فرمایا ایک بڑا کپڑا لاؤ اور وہ لایا گیا۔ آپؐ نے حجر اسود اپنے ہاتھ مبارک سے اس کپڑے میں رکھا اور فرمایا کہ ہر قبیلہ کا آدمی اس چادر کا ایک ایک پلہ تھام لے اور خانہ کعبہ تک لاویں۔ جب وہاں تک پہنچا۔ آپ نے خود اس کو اٹھا کر اس کے موقعہ پر رکھ دیا۔ اس فیصلہ سے سب راضی ہو گئے۔ اٹھانے کا شرف تو سب کو حاصل ہو گیا۔ اور چونکہ آپ نے فرمایا تھا۔ کہ سب آدمی اسکے موقع پر رکھنے کے لئے اپنا وکیل بنا دیں تو اس طرح میں بھی سب شریک ہو گئے۔ نزول وحی میں اور کفار کی مخالفت میں جب آپ چالیس برس کے ہوئے تو خلوت محبوب ہو گئی۔

آپ پر پہلی وحی کا آنا

آپ غار حرا میں تشریف لے جاتے اور وہاں کئی کئی روز رہتے۔ اور نبوت سے چھ مہینے پہلے سے آپ سچے خواب دیکھنے لگے تھے کہ ایک مرتبہ اچانک ربیع الاوّل کی آٹھویں دوشنبہ کے دن جبرئیل علیہ السلام آئے اور سورہ اقراء کی شروع والی آئتیں آپ پر لائے۔ اور آپ مشرف بہ نبوت ہوئے۔ اس کے ایک عرصہ بعد سورۃ مدثر کی آئتیں اوّل کی نازل ہوئیں۔ تو آپؐ نے حسب حکم فَاَنْذِرْ دعوت شروع کی۔ بس کفار نے عداوت اور ایذا شروع کر دی۔ لیکن ابوطالب آپؐ کی حمایت کرتے تھے ایک بار کفار نے جمع ہو کر ابوطالب سے کہا کہ یا تو تم محمدؐ کو ہمارے حوالے کر دو۔ ورنہ ہم تم سے لڑیں گے۔ انہوں نے حوالہ کرنا قبول نہ کیا۔ کفار نے آپ کے قتل کا مصمم ارادہ کیا۔ ابوطالب آپؐ کو لے کر مع تمام بنی ہاشم و بنی مطلب کے ایک گھاٹی میں واسطے محافظت کے جا رہے اور کفار نے آپؐ سے اور بنی ہاشم و بنی مطلب سے برادری قطع کر دی۔ اور سوداگروں کو منع کر دیا کہ ان لوگوں کے پاس کوئی چیز نہ بیچیں اور ایک کاغذ قطع تعلق کے عہد کا لکھ کر خانہ کعبہ میں لٹکا دیا۔ تین سال تک آپ بنی مطلب و بنی ہاشم اس گھاٹی میں نہایت تکلیف میں رہے۔ آخر کار آپ کو بوحی الٰہی اس بات کی اطلاع ہوئی کہ کیڑے نے اس عہد نامہ کا کاغذ بالکل کھا لیا ہے۔ بجز اللہ کے نام کے کہ اس میں کہیں کہیں تھا۔ ایک حرف نہیں چھوڑا۔ آپ نے یہ واقعہ ابوطالب سے بیان فرمایا۔ انہوں نے گھاٹی سے نکل کر یہ بات قریش سے بیان کی اور

اس کاغذ کو دیکھو۔ اگر محمدؐ کا بیان غلط نکلے تو ہم انہیں تمہارے حوالے کر دیں گے اور اگر صحیح نکلے تو اتنا تو ہو کہ تم اس قطع رحم اور عہد بد سے باز آؤ۔ قریش نے خانہ کعبہ سے اتار کر اس کاغذ کو دیکھا۔ واقع میں کیڑا اس کاغذ کو سوائے اللہ کے نام کے کھا گیا تھا۔ تب قریش اس ظلم سے باز آئے۔ اور عہد نامہ کو چاک کر ڈالا۔ ابوطالب آپ کو اور بنی ہاشم و بنی مطلب کو لے کر گھاٹی سے نکل آئے اور آپ بدستور دعوت الی اللہ میں مشغول رہے اور یہ عہد نامہ ستھ نبوت کو لٹکایا گیا تھا۔ اور کاتب کا ہاتھ خشک ہو گیا تھا۔ اور نبوت کے سال دہم میں گھاٹی سے باہر آئے۔ اور اسی سال حصار شعب سے نکلنے کے آٹھ ماہ بعد ابوطالب کا انتقال ہو گیا تھا اور ان کے تین دن بعد حضرت خدیجہؓ کی وفات ہو گئی۔ بعد وفات خدیجہؓ کے آپؐ کے دو نکاح قرار پائے۔ ایک حضرت عائشہؓ کے ساتھ کہ اس وقت چھ سال کی تھیں اور دوسرا نکاح حضرت سودہ بنت زمعہ سے کہ بیوہ تھیں کہ مکہ میں ہوا۔ حضرت عائشہؓ مدینہ منورہ میں آ کر جبکہ ۹ سال کی تھیں رخصتی ہوئی اور حضرت سودہؓ بنت زمعہ آپؐ کے ساتھ مدینہ منورہ میں آئیں۔

آپ کا طائف کی دعوت اسلام کے لئے جانا

آپ سال دہم طائف کی طرف تشریف لے گئے۔ تاکہ ابو طالب کی وفات کے بعد بنی ثقیف سے دعوت اسلام دے کر اگر وہ قبول کریں۔ تو ان سے مدد لیں۔ لیکن وہاں کے سرداروں نے اسلام قبول نہ کیا۔ بلکہ سفلے لوگوں کو بہکا کر آپ کو بہت تکلیف پہنچائی۔

خادموں سے آپؐ کا سلوک

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ خَدَمْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِیْنَ فَمَا قَالَ لِیْ اُفٍّ وَّلَا لِمَ صَنَعْتَ وَلَا اَلَّا صَنَعْتَ متفق علیہ۔ ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال خدمت کی ہے۔ پس مجھے کبھی اتنے عرصہ میں آپ نے اُف بھی نہ کہا اور نہ کبھی کہا کہ تم نے کیوں کیا اور نہ کبھی کہا۔ آیا تو نے (ابھی تک) نہیں کیا۔

حاصل

یہ ہے کہ خدام سے ہمیشہ نرمی سے پیش آتے تھے۔

اجنبیوں سے نرمی کا برتاؤ کرتے تھے

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ کُنْتُ اَمْشِیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْہِ بُرْدٌ نَجْرَانِیٌّ غَلِیْظُ الْحَاشِیَۃِ فَاَدْرَکَہٗ اَعْرَابِیٌّ فَجَبَذَہٗ بِرِدَائِہٖ جَبْذَۃً شَدِیْدَۃً وَ رَاَجَ نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ نَحْرِ الْاَعْرَابِیِّ حَتّٰی نَظَرْتُ اِلٰی صَفْحَۃِ عَاتِقِ رَسُوْلِ اللّٰہِ قَدْ اَثَّرَتْ بِھَا حَاشِیَۃُ الْبُرْدِ مِنْ شِدَّۃِ جَبْذَتِہٖ ثُمَّ قَالَ یَا مُحَمَّدُ مُرْ لِیْ مِنْ مَالِ اللّٰہِ الَّذِیْ عِنْدَکَ فَالْتَفَتَ اِلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ضَحِکَ ثُمَّ اَمَرَ لَہٗ بِعَطَاءٍ متفق علیہ۔ ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے۔ کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا اور آپؐ پر چادر نجرانی تھی۔ موٹے کنارے والی۔ پس آپؐ کو ایک اعرابی نے کھینچا۔ ساتھ اس کی چادر کے سخت کھینچنا۔ اور گرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعرابی کے سینہ میں۔ یہاں تک دیکھا میں نے طرف کنارے کندھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحقیق اثر کیا تھا۔ اس میں چادر کے کنارے نے اس کے سخت کھینچنے کے سبب سے۔ پھر کہا (یعنے کھینچنے کے بعد) اے محمدؐ میرے لئے حکم کر اللہ کے مال میں سے جو تیرے پاس ہے (یعنی وہ مجھے بھی دیا جاوے)۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ پھر آپ ہنسے۔ پھر حکم واسطے اس کے دینے کا کیا۔

آپ سب سے زیادہ بہادر تھے

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَاَجْوَدَ النَّاسِ وَاَشْجَعَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَزِعَ اَھْلُ الْمَدِیْنَۃِ ذَاتَ لَیْلَۃٍ فَانْطَلَقَ النَّاسُ قِبَلَ الصَّوْتِ فَاسْتَقْبَلَھُمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ سَبَقَ النَّاسَ اِلَی الصَّوْتِ وَھُوَ یَقُوْلُ لَمْ تُرَاعُوْا لَمْ تُرَاعُوْا وَھُوَ عَلٰی فَرَسٍ لِاَبِیْ طَلْحَۃَ عُرْیٍ مَا عَلَیْہِ سَرْجٌ وَفِیْ عُنُقِہٖ سَیْفٌ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْتُّہٗ بَحْرًا (متفق علیہ) ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے اچھے تھے (یعنی خلق میں) اور سب لوگوں سے سخی تھے اور سب لوگوں سے بہادر تھے اور البتہ تحقیق ایک مرتبہ مدینہ والے رات کے وقت پریشان ہوئے (یعنی یہ خیال کیا۔ کہ شاید کوئی غنیم حملہ کرنے کے لئے آ گیا ہے۔ اس لئے رات کے وقت مدینہ والوں نے ان کا شور سنا) پس لوگ اس آواز کی طرف گئے۔ پس سامنے سے ملے انہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم تحقیق لوگوں سے پہلے پہنچ گئے تھے طرف آواز کے۔ اور آپ کہہ رہے تھے نہ ڈرو نہ ڈرو۔ اور آپ ابی طلحہؓ کے گھوڑے پر سوار تھے۔ اس پر زین بھی نہیں تھی۔ اور آپ کی گردن میں تلوار تھی۔ پس آپ نے فرمایا۔ میں نے اس گھوڑے کو دریا دکی طرح تیز چلتا ہوا) پایا۔

آپ سے جو چیز مانگی جائے (اگر ہوتی) تو کبھی انکار نہ فرماتے

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَیْئًا قَطُّ فَقَالَ لَا (متفق علیہ) ترجمہ۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے۔ کہا نہ سوال کئے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز کا کبھی۔ پھر فرمایا ہو۔ نہ۔

زیادہ سے زیادہ چیز بھی آپؐ سے مانگی گئی اور آپؐ نے عطا فرمائی

عَنْ اَنَسٍؓ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَنَمًا بَیْنَ جَبَلَیْنِ فَاَعْطَاہُ اِیَّاہُ فَاَتٰی قَوْمَہٗ فَقَالَ اَیْ قَوْمِ اَسْلِمُوْا فَوَاللّٰہِ اِنَّ مُحَمَّدًا لَیُعْطِیْ عَطَاءً مَا یَخَافُ الْفَقْرَ (رواہ مسلم) ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ تحقیق ایک شخص نے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا اتنی بکریوں کا جو دو پہاڑوں کے درمیان آئیں (یعنی اتنی زیادہ ہوں) پھر اس کو آپ نے اتنی ہی بکریاں دیں۔ پھر وہ شخص اپنی قوم کے پاس آیا۔ پھر کہا۔ اے میری قوم مسلمان ہو جاؤ۔ پس قسم ہے اللہ تعالےٰ کی۔ تحقیق محمدؐ اتنی عطا دیتا ہے جو تنگدستی کا خوف نہیں رہتا۔

(آپ کا ارشاد کہ مجھے بخیل نہیں پاؤ گے اور نہ جھوٹا اور نہ بزدل)

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ بَيْنَمَا هُوَ يَسِيْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْفَلَهٗ مِنْ حُنَيْنٍ فَعَلَّقَتِ الْاَعْرَابُ يَسْئَلُوْنَهٗ حَتّٰى اضْطَرُّوْهُ اِلٰى سَمُرَةٍ فَخَطَفَتْ رِدَاءَهٗ فَوَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَعْطُوْنِيْ رِدَائِيْ لَوْ كَانَ لِيْ عَدَدُ هٰذِهِ الْعِضَاهِ نَعَمًا لَقَسَمْتُهٗ بَيْنَكُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْنِيْ بَخِيْلًا وَّ لَا جَبَانًا (رواہ البخاری) —

ترجمہ۔ جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے جبکہ وہ واپس آ رہا تھا۔ آپؐ کے ساتھ آپؐ کے حنین سے واپسی کے وقت پھر آپؐ کو جانگلیوں نے پکڑ لیا جو آپ سے سوال کرتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کو مجبور کیا کیکر کے درخت کی طرف اس کیکر کے درخت سے آپؐ کی چادر اٹک گئی۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر گئے۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ مجھے میری چادر دے دو۔ اگر میرے پاس ان کیکروں جتنے اونٹ ہوں۔ البتہ میں ان کو تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا۔ پھر تم نہ پاتے مجھ کو بخیل اور نہ جھوٹا اور نہ بزدل۔

آپ لوگوں کے لئے تکلیف اٹھا لیتے تھے

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ جَاءَ خَدَمُ الْمَدِيْنَةِ بِاٰنِيَتِهِمْ فِيْهَا الْمَاءُ فَمَا يُؤْتٰى بِاِنَاءٍ اِلَّا غَمَسَ يَدَهٗ فِيْهَا فَرُبَّمَا جَاءُوْهُ بِالْغَدَاةِ الْبَارِدَةِ فَيَغْمِسُ يَدَهٗ فِيْهَا (رواہ مسلم) ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز پڑھتے تھے۔ مدینہ (منورہ) کے خادم اپنے برتن لاتے تھے۔ جن میں پانی ہوتا تھا۔ پس کوئی برتن نہیں لاتے تھے۔ مگر آپ اس میں ہاتھ ڈبو دیتے تھے۔ پس بسا اوقات سردی کے وقت صبح کو برتن لاتے تھے۔ اس وقت بھی ہاتھ ڈبو دیتے تھے۔

آپ کسی کو بد دعا نہیں دیتے تھے

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ قَالَ اِنِّيْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا وَاِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً (رواہ مسلم) ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا گیا یا رسول اللہ مشرکوں کے لئے بد دعا کیجئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا ہوں۔ (بلکہ) مجھے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔

آپ ہاتھ سے گھر کا کام کاج بھی کرتے تھے

عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فِيْ بَيْتِهٖ قَالَتْ كَانَ يَكُوْنُ فِيْ مِهْنَةِ اَهْلِهٖ تَعْنِيْ خِدْمَةَ اَهْلِهٖ فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ (رواہ البخاری) ترجمہ۔ اسودؒ سے روایت ہے۔ کہا میں نے حضرت عائشہؓ سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کرتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا اپنے گھر والوں کے کام کاج میں لگے رہتے تھے۔ یعنی گھر والوں کی خدمت میں (مصروف رہتے تھے)۔ پھر جب حاضر ہوتی تھی نماز نکلتے طرف نماز کے۔

آپ گناہ کے کام سے ہمیشہ بچتے تھے اور اپنی ذات کیلئے بدلہ نہیں لیتے تھے

عَنْ عَائِشَةَ مَا خُيِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَمْرَيْنِ قَطُّ اِلَّا اَخَذَ اَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ اِثْمًا فَاِنْ كَانَ اِثْمًا كَانَ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهٖ فِيْ شَيْءٍ قَطُّ اِلَّا اَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمَ لِلّٰهِ بِهَا (متفق علیہ) ترجمہ۔ عائشہؓ سے روایت کی گئی ہے۔ نہیں اختیار دیئے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو کاموں میں کبھی بھی۔ مگر ان دونوں میں سے آسان کو لیا۔ جب تک وہ گناہ نہ ہوتا۔ پس اگر گناہ ہو تو ہوتے آپ سب سے دور۔ اس کام سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی کسی چیز میں اپنی ذات کے لئے بدلہ نہیں لیا۔ مگر یہ کہ اللہ کی حرمت توڑی جائے تو اس حرمت کے سبب سے بدلہ لیتے تھے۔

آپؐ فحش گو نہیں تھے اور نہ آپؐ بازاروں میں شور مچانیوالے تھے

عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ لَمْ يَكُنْ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَّلَا مُتَفَحِّشًا وَّلَا سَخَّابًا فِي الْاَسْوَاقِ وَلَا يَجْزِيْ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَعْفُوْ وَيَصْفَحُ (رواہ الترمذی)۔ ترجمہ عائشہؓ سے روایت ہے۔ آپؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فحش گو نہیں تھے اور نہ آپ بہ تکلف فحش کلام فرماتے تھے اور نہ آپ بازاروں میں شور مچاتے تھے اور برائی کے بدلہ میں برائی نہیں کرتے تھے۔ بلکہ معاف کر دیتے تھے اور درگذر کر دیتے تھے۔

آپ بیمار پرسی کرتے تھے اور جنازہ کے ساتھ جاتے تھے اور غلاموں (آزاد شدہ) کی دعوت بھی قبول فرما لیتے تھے

عَنْ اَنَسٍ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَعُوْدُ الْمَرِيْضَ وَيَتْبَعُ الْجَنَازَةَ وَيُجِيْبُ دَعْوَةَ الْمَمْلُوْكِ وَيَرْكَبُ الْحِمَارَ لَقَدْ رَاَيْتُهٗ يَوْمَ خَيْبَرَ عَلٰى حِمَارٍ خِطَامُهٗ لِيْفٌ (رواہ ابن ماجۃ والبیہقی فی شعب الایمان)۔ ترجمہ۔ انس سے روایت ہے۔ آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق روایت فرماتے تھے۔ تحقیق آپؐ بیمار پرسی فرماتے تھے اور جنازہ کے پیچھے بھی جاتے تھے اور غلام (آزاد شدہ) کی دعوت قبول فرماتے تھے۔ اور گدھے پر بھی سوار ہو لیتے تھے۔ البتہ تحقیق میں نے آپؐ کو خیبر کے دن گدھے پر سوار دیکھا۔ جس کی لگام پوست خرما کی تھی۔

آپ اکثر خاموش رہتے تھے

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَوِيْلَ الصَّمْتِ (رواہ فی شرح السنۃ)۔
ترجمہ۔ جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے فرماتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت چپ رہنے والے تھے۔

آپؐ کی کلام بالکل واضح ہوتی تھی

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ كَانَ فِيْ كَلَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْتِيْلٌ وَتَرْسِيْلٌ (رواہ ابو داؤد) ترجمہ۔ جابرؓ سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام میں وضاحت ہوتی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر تبسم فرماتے تھے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ قَالَ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَكْثَرَ تَبَسُّمًا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (رواہ الترمذی) ترجمہ۔ عبداللہ بن الحارث بن جزء نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ میں نے تبسم کرنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بال بچوں پر بہت مہربانی فرماتے تھے

عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا كَانَ أَرْحَمَ بِالْعِيَالِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِبْرَاهِيْمُ ابْنُهُ مُسْتَرْضِعًا فِيْ عَوَالِي الْمَدِيْنَةِ فَكَانَ يَنْطَلِقُ وَنَحْنُ مَعَهُ فَيَدْخُلُ الْبَيْتَ وَإِنَّهُ لَيُدَخِّنُ وَكَانَ ظِئْرُهُ قَيْنًا فَيَأْخُذُهُ فَيُقَبِّلُهُ ثُمَّ يَرْجِعُ قَالَ عَمْرٌو فَلَمَّا تُوُفِّيَ إِبْرَاهِيْمُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ ابْنِيْ وَإِنَّهُ مَاتَ فِي الثَّدْيِ وَإِنَّهُ لَظِئْرَيْنِ تُكَمِّلَانِ رَضَاعَهُ فِي الْجَنَّةِ (رواہ مسلم) ترجمہ۔ عمرو بن سعید سے روایت ہے اور وہ حضرت انس سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا میں نے کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ رحم کرنے والا نہیں پایا۔ جو اپنے عیال پر رحم کرنے والا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا ابراہیم مدینہ (منورہ) کے عوالی میں دودھ پینے والا تھا۔ پھر آپ جاتے تھے اور ہم آپ کے ساتھ ہوتے تھے۔ پھر آپ اس گھر میں داخل ہوتے تھے اور اس گھر دھواں ہوتا تھا اور آپ کے صاحبزادہ کا ظئر یعنی جو عورت دودھ پلاتی تھی۔ اس کا خاوند لوہار تھا۔ پس آپ بیٹے کو اٹھاتے تھے اور اسے چومتے تھے۔ پھر گھر لوٹ آتے تھے۔ عمرو نے کہا۔ پھر جب ابراہیم وفات پاگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق ابراہیم میرا بیٹا دودھ پینے کی حالت میں فوت ہوگیا ہے اور دودھ پلانے والی اس کو جنت میں دودھ پلاتی ہیں۔ جو اس کی رضاعت کو جنت میں پورا کریں گی۔

قرضخواہ کے ساتھ آپؐ نے سختی تو کی آپ کی نرمی دیکھ کر وہ مسلمان ہوگیا

عَنْ عَلِيٍّؓ أَنَّ يَهُوْدِيًّا كَانَ يُقَالُ لَهُ فُلَانٌ حِبْرٌ كَانَ لَهُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَنَانِيْرُ فَتَقَاضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ يَا يَهُوْدِيُّ مَا عِنْدِيْ مَا أُعْطِيْكَ قَالَ فَإِنِّيْ لَا أُفَارِقُكَ يَا مُحَمَّدُ حَتّٰى تُعْطِيَنِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذًا أَجْلِسُ مَعَكَ فَجَلَسَ مَعَهُ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ الْآخِرَةَ وَالْغَدَاةَ وَكَانَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَهَدَّدُوْنَهُ وَيَتَوَعَّدُوْنَهُ فَفَطَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الَّذِيْ يَصْنَعُوْنَ بِهِ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَهُوْدِيٌّ يَحْبِسُكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنَعَنِيْ رَبِّيْ أَنْ أَظْلِمَ مُعَاهَدًا وَغَيْرَهُ فَلَمَّا تَرَجَّلَ النَّهَارُ قَالَ الْيَهُوْدِيُّ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَشَطْرُ مَالِيْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَنَّ وَاللّٰهِ مَا فَعَلْتُ بِكَ الَّذِيْ فَعَلْتُ بِكَ إِلَّا لِأَنْظُرَ إِلٰى نَعْتِكَ فِي التَّوْرَاةِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ مَوْلِدُهُ بِمَكَّةَ وَمُهَاجِرُهُ بِطَيْبَةَ وَمُلْكُهُ بِالشَّامِ لَيْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيْظٍ وَلَا سَخَّابٍ فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا مُتَزَيِّنٍ بِالْفُحْشِ وَلَا قَوْلِ الْخَنَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَإِنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَهٰذَا مَالِيْ فَاحْكُمْ فِيْهِ بِمَا أَرَاكَ اللّٰهُ وَكَانَ الْيَهُوْدِيُّ كَثِيْرَ الْمَالِ (رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ) ترجمہ۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے۔ تحقیق ایک یہودی تھا۔ جس کو عالم کہا جاتا تھا۔ اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمے کچھ دینار تھے۔ پھر اس یہودی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تقاضا کیا۔ پھر آپؐ نے اس سے فرمایا۔ اے یہودی نہیں ہے میرے پاس جو تمہیں دے دوں۔ اس یہودی نے کہا میں آپؐ سے جدا نہیں ہوں گا۔ اے محمدؐ۔ یہاں تک کہ تو مجھے میرا قرض دے پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تب تک میں بھی تیرے پاس ہی بیٹھا رہونگا۔ پس آپ اس کے پاس ہی رہے پھر پڑھی رسول اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر اور مغرب اور پچھلی عشاء کی نماز اور (دوسرے دن کی) صبح اور رسول اللہؐ کے صحابہؓ کرام اس یہودی کو ڈانٹتے تھے اور اس کو خوف دلاتے تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس کیا جو کچھ وہ کر رہے تھے۔ پس انہوں نے کہا۔ یا رسول اللہؐ ایک یہودی آپ کو بند کرکے بیٹھا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے میرے رب نے منع کیا ہے اس بات سے کہ میں معاہد پر ظلم کروں اور اس کے غیر پر۔ پھر جب اوپر آیا سورج یہودی نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد انک رسول اللہ اور آدھا میرا مال اللہ کے راہ میں خیرات ہے۔ خبردار قسم ہے خدا کی نہیں کیا میں نے ساتھ تیرے۔ وہ جو کیا میں نے۔ مگر تاکہ دیکھوں جو صفت تیری توراۃ میں ہے۔ محمد بن عبداللہ اس کی پیدائش کی جگہ مکہ معظمہ ہے اور اس کی ہجرت کی جگہ طیبہ (جو مدینہ منورہ کا دوسرا نام ہے) اور ملک اس کا شام تک ہوگا۔ اور وہ تند خو نہیں ہوگا۔ اور نہ سخت طبع ہوگا۔ اور نہ بازاروں میں شور مچانے والا ہوگا۔ اور نہ فحش گو ہوگا۔ اور نہ سخت مزاج ہوگا۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ تحقیق تو اللہ کا رسول ہے اور یہ ہے میرا مال۔ پس تو حکم کر اس میں جو تمہیں اللہ سمجھائے۔ اور یہ یہودی بہت مالدار تھا۔

خطبہ یوم الجمعہ مورخہ ۱۴ر شعبان ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۲ر فروری ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ۔ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى۔ اما بعد
قولہ تعالیٰ۔ سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَى الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ۔ الآیۃ

واقعہ معراج شریف

یہ مبارک واقعہ ۱۲ سنہ نبوت کا ہے جس کے راوی بائیس حضرات صحابہ کرامؓ ہیں اور چار صحابیاتؓ ہیں۔ آپؐ فرماتے ہیں کہ میں حطیم میں لیٹا ہوا تھا۔ آپؐ کا سینہ اوپر سے پیٹ کے نیچے تک چاک کیا گیا۔ اور آپؐ کا دل نکالا گیا اور ایک زرین طشت میں زمزم شریف کا پانی تھا اس سے آپؐ کا دل دھویا گیا۔ پھر ایک دوسرا طشت آیا۔ جس میں ایمان اور حکمت تھے۔ وہ دل میں بھر دیئے گئے اور اس کے اصلی مقام پر اس کو رکھ دیا گیا۔

دابہ لایا گیا

پھر آپؐ کے پاس ایک جانور سفید رنگ کا حاضر کیا گیا جو براق کہلاتا ہے۔ جو اس قدر برق رفتار تھا کہ اپنی منتہائے نظر پر قدم رکھتا تھا اور اس جانور پر زین اور لگام لگا ہوا تھا۔ جس وقت آپؐ سوار ہونے لگے تو وہ شوخی کرنے لگا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اسے کہا کہ تجھے کیا ہوا آپؐ سے زیادہ مکرم عند اللہ کوئی شخص سوار نہیں ہوا۔ پس اس کہنے سے اسے پسینہ آ گیا اور آپؐ اس پر سوار ہوئے۔ اور جبرئیل علیہ السلام نے آپؐ کی رکاب پکڑی۔ اور میکائیل علیہ السلام نے لگام تھامی۔ یہ شوخی براق کی غصباً نہ تھی۔ بلکہ خوشی کے سبب سے تھی۔

آپؐ کا گذر ایسی زمین پر ہوا جس میں کھجور کثرت سے تھے

جب آپؐ منزل مقصود کو روانہ ہوئے آپؐ کا گذر ایسی زمین پر ہوا۔ جس میں کھجور کے درخت کثرت سے تھے۔ جبرئیل علیہ السلام نے آپؐ سے کہا کہ اتر کر یہاں نفل پڑھئے۔ آپؐ نے اتر کر نماز پڑھی۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ آپؐ نے یثرب (مدینہ) میں نماز پڑھی۔ پھر ایک سفید زمین پر آپؐ کا گذر ہوا۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ اتر کر نماز پڑھئے۔ آپؐ نے نماز پڑھی۔ جبرائیلؑ نے کہا۔ آپؐ نے مدین میں نماز پڑھی۔ پھر بیت اللحم پر گذر ہوا۔ وہاں بھی نماز پڑھوائی اور کہا کہ یہ وہ جگہ ہے۔ جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اور ایک روایت میں بجائے مدین طور سینا ہے کہ آپؐ نے طور سینا پر نماز پڑھی ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا ہے۔

واقعات عجیبہ برزخ

آپؐ کا گذر ایک بڑھیا پر ہوا۔ جو راستے پر کھڑی تھی۔ آپؐ نے دریافت فرمایا کہ اے جبرئیلؑ یہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ چلیئے چلیئے۔ آپؐ چلتے رہے پھر ایک بوڑھا راستہ سے بچا ہوا ملا کہ آپؐ کو بلاتا ہے۔ کہ اے محمدؐ ادھر آیئے۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ چلیئے چلیئے۔ اور آپؐ کا ایک جماعت پر گذر ہوا۔ کہ انہوں نے آپؐ کو بایں الفاظ سلام کیا۔ السلام علیک یا اوّل۔ السلام علیک یا آخر السلام علیک یا حاشر۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ ان کو جواب دیجئے۔

پھر

جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ وہ بڑھیا جو آپؐ نے دیکھی وہ دنیا تھی۔ سو دنیا کی اتنی عمر باقی رہ گئی ہے جیسی بڑھیا کی رہ جاتی ہے اور جس نے آپؐ کو پکارا تھا۔ وہ شیطان تھا اور اگر شیطان اور دنیا کے پکارنے کا جواب دے دیتے تو آپؐ کی امت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی۔ اور جنہوں نے آپؐ کو سلام کیا تھا۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام تھے اور آپؐ کا گذر ایسی قوم پر ہوا جو ایک ہی دن میں بو بھی لیتے ہیں اور کاٹ بھی لیتے ہیں۔ اور جب کاٹتے ہیں۔ پھر وہ کھیت ویسا ہی ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ کاٹنے سے پہلے تھا۔ آپؐ نے جبرئیلؑ سے پوچھا۔ یہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں۔ ان کی نیکی سات سو گنا تک بڑھتی ہے اور وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کا نعم البدل عطا فرماتا ہے۔ پھر ایک قوم پر گذر ہوا۔ جن کے سر پتھر سے پھوڑے جاتے ہیں اور جب وہ کچلے جا چکتے ہیں۔ پھر گذشتہ حالت پر ہو جاتے ہیں اور یہ سلسلہ بند نہیں ہوتا آپؐ نے پوچھا۔ اے جبرئیلؑ یہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو فرض نماز سے سرگرانی کرتے ہیں یعنی نماز فرض ہی نہیں پڑھتے۔ پھر ایک قوم پر آپؐ کا گذر ہوا۔ کہ ان کی شرمگاہ پر آگے اور پیچھے چیتھڑے لپٹے ہوئے اور وہ مویشی کی طرح چر رہے تھے اور زقوم اور جہنم کے پتھر کھا رہے تھے۔ آپؐ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں ادا کرتے اور ان پر اللہ تعالیٰ نے ظلم نہیں کیا اور آپؐ کا رب اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔ پھر آپؐ کا گذر ایک قوم پر ہوا۔ جن کے سامنے ایک ہنڈیا میں پکا ہوا گوشت رکھا ہے اور ایک ہنڈیا میں کچا سڑا ہوا گوشت رکھا ہے۔ وہ لوگ اس سڑے ہوئے کچے گوشت کو کھا رہے ہیں اور پکا ہوا گوشت نہیں کھاتے۔ آپؐ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ یہ آپؐ کی امت میں سے وہ مرد ہے جس کے پاس حلال طیب بیوی ہو اور پھر غیر عورت کے پاس جاوے یعنی اپنی بیوی کے پاس نہ جاوے۔ اسی طرح وہ عورت ہے جو اپنے حلال طیب شوہر کے پاس سے اٹھ کر کسی دوسرے مرد کے پاس آوے۔ پھر ایک شخص پر گذر ہوا۔ جس نے ایک بڑا گٹھا لکڑیوں کا جمع کر رکھا ہے اور وہ اس کو اٹھا نہیں سکتا اور وہ اس میں اور لا لا کر رکھتا ہے آپؐ نے پوچھا یہ کیا ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ یہ آپؐ کی امت میں سے ایسا شخص ہے۔ جس کے ذمے لوگوں کے بہت سے حقوق و امانت ہیں۔ جن کے ادا

پر قادر نہیں اور وہ اور زیادہ لاتا چلا جاتا ہے۔ پھر آپؐ کا ایسی قوم پر گذر ہوا جن کی زبانیں اور ہونٹ آہنی مقراضوں سے کاٹے جا رہے ہیں اور جب کٹ چکتے ہیں تو پھر حالتِ سابقہ پر ہو جاتے ہیں اور یہ سلسلہ بند نہیں ہوتا۔ آپؐ نے پوچھا یہ کیا ہے۔ جبرائیلؑ نے کہا کہ یہ گمراہی میں ڈالنے والے واعظ ہیں۔ پھر آپؐ کا گذر ایک چھوٹے پتھر پر ہوا۔ جس میں سے ایک بڑا بیل پیدا ہوتا ہے۔ پھر وہ بیل اس پتھر کے اندر جانا چاہتا ہے۔ لیکن جا نہیں سکتا۔ آپؐ نے پوچھا یہ کیا ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ اُس شخص کا حال ہے جو ایک بڑی بات مُنہ سے نکالے۔ پھر نادم ہو۔ مگر اس کو واپس کرنے پر قادر نہیں۔ پھر ایک وادی پر گذر ہوا۔ اور وہاں ایک پاکیزہ خُنک ہوا اور مُشک کی خوشبو آئی اور ایک آواز سُنی آپؐ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ یہ جنت کی آواز ہے کہ کہتی ہے کہ اے رب جو مجھ سے وعدہ کیا ہے مجھ کو دیجئے۔ کیونکہ میرے بالاخانے اور استبرق اور حریر اور سندس اور عبقری اور موتی اور مونگے اور چاندی اور سونا اور گلاس اور طشتریاں اور دستہ دار کوزے اور مرکب اور شہد اور پانی اور دودھ اور شراب بہت کثرت کو پہنچ گئے تو اب میرے وعدہ کی چیز (یعنی سکان جنت) مجھ کو دیجئے (کہ وہ ان نعمتوں کو استعمال کریں) اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہوا کہ تیرے لئے تجویز کیا گیا ہے ہر مسلم اور مسلمہ اور مومن اور مومنہ اور جو مجھ پر اور میرے رسولوں پر ایمان لاوے اور میرے ساتھ شرک نہ کرے اور میرے سوا کسی کو خدا نہ مانے اور جو مجھ سے ڈرے گا۔ وہ مامون رہے گا اور جو مجھ سے مانگے گا۔ میں اُس کو دونگا اور مجھ کو قرض دے گا میں اس کو جزا دوں گا۔ اور جو مجھ پر توکل کرے گا۔ میں اس کو کفایت کروں گا۔ میں اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ بیشک مومنوں کو فلاح حاصل ہوئی اور اللہ تعالیٰ جو احسن الخالقین ہے۔ بابرکت ہے۔ جنت نے کہا کہ میں راضی ہو گئی

پھر ایک وادی پر گذر ہوا اور ایک وحشتناک آواز سُنی اور بدبو محسوس ہوئی۔ آپؐ نے پوچھا یہ کیا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا۔ کہ یہ جہنم کی آواز ہے۔ کہتی ہے۔ کہ اے رب مجھ سے جو وعدہ کیا ہے (یعنی دوزخیوں سے بھرنے کا) مجھ کو عطا فرما۔ کیونکہ میری زنجیریں اور طوق اور شعلے اور گرم پانی اور پیپ اور عذاب بہت کثرت کو پہنچ گئے اور میرا قعر بہت دراز اور گرمی بہت تیز ہو گئی۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہوا کہ تیرے لئے تجویز کیا گیا ہے ہر مشرک اور مشرکہ اور کافر اور کافرہ اور ہر متکبر معاند جو یوم حساب پر یقین نہیں رکھتا۔ دوزخ نے کہا کہ میں راضی ہو گئی

آپؐ کو پکارنا

ابو سعیدؓ کی روایت میں بیہقی سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا مجھ کو داہنی طرف سے ایک پکارنے والے نے پکارا کہ میری طرف نظر کیجئے میں آپؐ سے کچھ دریافت کرنا ہوں میں نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا۔ پھر ایک نے مجھ کو بائیں طرف سے اسی طرح پکارا۔ میں نے اس کو بھی جواب نہیں دیا۔ اور اس روایت میں یہ بھی ہے کہ ایک عورت نظر پڑی جو اپنے ہاتھوں کو کھولے ہوئے ہے اور اسپر ہر قسم کی آرائش ہے جو خدا تعالیٰ نے بنائی ہے۔ اس نے بھی کہا اے محمدؐ میری طرف نظر کیجئے۔ میں آپؐ سے کچھ دریافت کروں گی۔ میں نے اس کی طرف التفات نہیں کیا اور اسی حدیث میں ہے کہ جبرئیلؑ نے آپؐ سے کہا کہ پہلا پکارنے والا یہود کا داعی تھا۔ اگر آپؐ اس کو جواب دیتے تو آپؐ کی اُمت یہودی ہو جاتی۔ اور دُوسرا پکارنے والا نصاریٰ کا داعی تھا اگر آپؐ اس کو جواب دیتے تو آپؐ کی اُمت نصرانی ہو جاتی اور وہ عورت دنیا تھی۔ (یعنی اس کے پکارنے پر جواب دینے کا اثر یہ ہوتا کہ اُمت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی۔)

اسی حدیث بالا میں ہے کہ پھر آپؐ آسمان دنیا پر تشریف لے گئے اور وہاں آدمؑ کو دیکھا اور وہاں بہت سے خوان رکھے دیکھے کہ جن پر پاکیزہ گوشت رکھا ہوا ہے۔ مگر ان پر کوئی شخص نہیں۔ اور دوسرے خوانوں پر سڑا ہوا گوشت رکھا ہے اور ان پر بہت سے آدمی بیٹھے کھا رہے ہیں جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وُہ لوگ ہیں جو حلال چھوڑتے ہیں اور حرام کھاتے ہیں اور اسی روایت میں یہ بھی ہے کہ آپؐ کا گذر ایسی قوم پر ہوا۔ جن کے پیٹ کوٹھریوں جیسے ہیں۔ جب ان میں سے کوئی اُٹھتا ہے۔ فوراً گر پڑتا ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے آپؐ سے کہا کہ یہ سود کھانے والے ہیں اور آپؐ کا گذر ایسی قوم پر ہوا۔ کہ ان کے لب اُونٹ کے سے ہیں۔ جو چنگاریاں نگلتے ہیں اور وہ ان کے اسفل سے نکل رہی ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وُہ لوگ ہیں جو یتیموں کا مال ظُلماً کھاتے تھے اور آپؐ کا ایسی عورتوں پر گذر ہوا۔ جو کہ پستانوں سے (بندھی ہوئی) لٹک رہی تھیں اور وہ زنا کرانے والیاں تھیں۔ اور آپؐ کا گذر ایسی قوم پر ہوا۔ جن کے پہلو کا گوشت کاٹا جاتا تھا اور ان ہی کو کھلایا جاتا تھا اور وہ لوگ عیب چین تھے۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت

ہے کہ جب آپؐ کو معراج کرائی گئی تو بعض ایسے انبیاءؑ پر آپؐ کا گذر ہوا۔ جن کے ساتھ بڑا مجمع تھا اور بعض ایسوں پر گذر ہوا۔ جن کے ساتھ چھوٹا مجمع تھا۔ اور بعض کے ساتھ کوئی بھی نہیں تھا۔ یہاں تک کہ آپؐ کا گذر ایک بہت بڑے مجمع پر ہوا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہیں۔ کہا گیا کہ موسےٰؑ اور ان کی قوم ہیں۔ لیکن اپنا سر اُٹھایئے اور دیکھئے۔ سو دیکھتا کیا ہوں۔ کہ اتنا عظیم الشان مجمع ہے کہ سب آفاق کو گھیر رکھا ہے۔ اور کہا گیا کہ یہ آپؐ کی امت ہے اور ان کے علاوہ آپؐ کی اُمت میں سے ستر ہزار اور ہیں۔ جو جنت میں بے حساب داخل ہونگے اور آپؐ نے ارشاد فرمایا یہ وہ ہیں۔ جو داغ نہیں لگاتے اور جھاڑ پھونک نہیں کرتے۔ اور شگون نہیں لیتے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔

اسی سفر میں جب آپؐ بیت المقدس پہنچے

تو ایک مؤذن نے اذان کہی اور تکبیر کہی۔ ہم سب صف باندھ کر منتظر کھڑے تھے کہ کون امام بنے۔ سو میرا ہاتھ جبرئیلؑ نے پکڑ کر آگے کھڑا کر دیا۔ میں نے سب کو نماز پڑھائی۔ جب میں فارغ ہوا۔ جبرئیلؑ نے مجھ سے کہا۔ آپؐ کو خبر ہے کن لوگوں نے آپؐ کے پیچھے نماز پڑھی۔ میں نے کہا کہ نہیں۔ انہوں نے کہا کہ جتنے نبی مبعوث ہوئے سب نے آپؐ کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ جب نماز پوری ہو گئی تو ملائکہ عظام نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ تمہارے ہمراہ کون ہیں۔ انہوں نے کہا کہ محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہیں۔ ملائکہ نے کہا۔ کیا ان کے پاس پیام الٰہی (نبوت کے لئے یا آسمانوں پر بلانے

کے لئے) بھیجا گیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہاں فرشتوں نے کہا کہ اللہ تعالےٰ ان پر تحیت نازل فرمادے۔ کہ بہت اچھے بھائی اور بہت اچھے خلیفہ ہیں (یعنی ہمارے بھائی اور اللہ تعالےٰ کے خلیفہ)

پھر وہاں سے جبرئیل علیہ السلام

مجھے لے گئے۔ پھر میرے ساتھ جبرئیلؑ گئے۔ یہاں تک کہ پہنچے آسمان دُنیا تک۔ پس آسمان کا دروازہ کھولنے کے لیے کہا گیا۔ جو دروازہ کھلوانا چاہتا ہے۔ وُہ کون صاحب ہے۔ کہا جبرئیلؑ۔ کہا گیا اور تیرے ساتھ کون ہے کہا محمدؐ۔ کہا گیا اور جبرئیلؑ کو اس کے لئے بھیجا گیا تھا۔ کہا ہاں۔ کہا پس اچھا آنا آیا۔ پھر دروازہ کھولا گیا۔ پس جب وہاں پہنچا۔ پس ناگہاں وہاں آدم علیہ السلام تھے۔ پس جبرئیل علیہ السلام نے کہا۔ یہ تمہارا باپ آدمؑ ہے۔ پھر اس پر سلام کہہ۔ پھر میں نے سلام کہا اس پر۔ پس اس نے مجھ پر سلام لوٹایا۔ پھر کہا مرحبا ہو بیٹے صالح کو اور نبی صالح کو۔ پھر جبرئیل علیہ السلام لے چڑھے۔ یہاں تک دوسرا آسمان آیا۔ پھر کھولنے کا مطالبہ کیا۔ کہا گیا کون ہے۔ کہا جبرئیلؑ۔ کہا گیا اور تیرے ساتھ کون ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا میرے ساتھ محمدؐ ہے۔ کہا گیا کہ انکی طرف آپ کو بھیجا گیا تھا۔ اس نے کہا ہاں۔ کہا گیا مرحبا ہو اس کو۔ پس اچھا آنا آئے۔ پھر دروازہ کھولا گیا۔ پھر جب میں اوپر چڑھا تو ناگہاں یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کو پایا اور دونوں خالہ کے بیٹے ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا یہ یحییٰؑ اور یہ عیسیٰؑ ہے۔ پس ان دونوں پر سلام کہو۔ پس میں نے سلام کہا۔ پھر لوٹایا ان دونوں نے۔ پھر مرحبا ہو بھائی صالح اور نبی صالح کو۔ پھر جبرئیلؑ لے چڑھے مجھے تیسرے آسمان پر۔ پھر دروازہ کھولنے کے لیے کہا (اندر سے) کہا گیا۔ کون۔ کہا جبرئیلؑ۔ کہا گیا اور تیرے ساتھ کون ہے۔ کہا محمدؐ ہے۔ کہا گیا۔ اور تحقیق اس کی طرف بھیجا گیا تھا۔ انہوں نے فرمایا ہاں۔ کہا گیا مرحبا ہو اس پر۔ پس اچھا آنا آئے۔ پھر کھولا گیا۔ پھر جب اوپر چڑھا ناگہاں یوسف علیہ السلام تھے۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا۔ یہ یوسف علیہ السلام ہے۔ ان پر سلام کہیے۔ پس میں نے ان پر سلام کیا۔ پھر انہوں نے بھی سلام لوٹایا۔ پھر کہا مرحبا ساتھ نبی صالح کے اور بھائی صالح کے۔ پھر لے کر چڑھے مجھے جبرئیل علیہ السلام۔ یہاں تک آیا چوتھا آسمان۔ پھر دروازہ کھولنے کیلئے کہا۔ کہا گیا کون۔ کہا جبرئیلؑ۔ کہا گیا اور تیرے ساتھ کون ہے۔ کہا محمدؐ ہیں۔ کہا گیا اور تحقیق اس کے لئے آپ بھیجے گئے تھے کہا ہاں۔ کہا اس کو مرحبا ہو۔ پس اچھا آنا آئے۔ پھر دروازہ کھولا گیا۔ پس جب میں اوپر چڑھا۔ پس ناگہاں ہارونؑ کہا یہ ہارون علیہ السلام ہیں۔ پس ان پر سلام کہہ۔ پھر سلام کیا میں نے آپ پر پس لوٹایا انہوں نے مجھ پر۔ پھر فرمایا۔ مرحبا ہو بھائی صالح کو اور نبی صالح کو۔ پھر اوپر چڑھا کر مجھ کو لے گئے۔ یہاں تک چھٹا آسمان آیا۔ پھر کھولنے کیلئے کہا۔ کہا گیا کون ہے۔ کہا جبرئیلؑ۔ کہا اور کون ہے تیرے ساتھ۔ کہا محمدؐ۔ کہا اور تحقیق بھیجے گئے تھے طرف اس کے۔ کہا ہاں۔ کہا گیا مرحبا ہو اس کو پس اچھا آنا آئے۔ پھر کھولا گیا۔ پس جب میں چڑھا۔ تو ناگہاں موسیٰ علیہ السلام کہا یہ موسیٰ علیہ السلام ہے اس پر سلام کیجئے پھر میں نے ان پر سلام کیا۔ پھر سلام کا جواب دیا۔ پھر کہا مرحبا ہو نبی صالح اور بھائی صالح کو۔ پھر جب میں گذر گیا۔ تو روئے۔ کہا گیا واسطے اس کے۔ کونسی چیز آپ کو رُلاتی ہے۔ کہا اس لئے روتا ہوں۔ کیونکہ ایک نوجوان میرے بعد بھیجا گیا۔ داخل ہونگے جنت میں اسکی اُمت میں سے اکثر ان سے جو میری امت میں سے داخل ہونگے پھر چڑھا کر لے گیا یعنی جبرئیل علیہ السلام ساتویں آسمان پر پھر دروازہ کھولنے کے لیے کہا جبرئیل علیہ السلام نے۔ کہا گیا کون۔ کہا جبرئیلؑ کہا گیا اور تیرے ساتھ کون ہے کہا محمدؐ۔ کہا گیا اور اس کی طرف بھیجا گیا تھا۔ کہا ہاں۔ کہا اس کو مرحبا ہو۔ پس اچھا آنا آئے۔ پس جس وقت میں اندر گیا۔ پس ناگہاں ابراہیم علیہ السلام جبرئیلؑ نے کہا یہ تیرا باپ ابراہیمؑ ہے۔ پس اس پر سلام کر۔ پس میں نے اس پر سلام کہا پھر اس نے سلام کو لوٹایا۔ پھر کہا مرحبا ہو بیٹے صالح اور نبی صالح کو۔ پھر مجھ کو سدرۃ المنتہیٰ کی طرف بلند کیا گیا۔ سو اس کے بیر اتنے بڑے بڑے تھے۔ جیسے مقام ہجر کے مٹکے اور اس کے پتے ایسے تھے۔ جیسے ہاتھی کے کان۔ جبرئیلؑ نے کہا یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے اور وہاں چار نہریں ہیں دو اندر کو جا رہی ہیں۔ اور دو باہر کو آ رہی ہیں۔ میں نے پوچھا اے جبرئیلؑ یہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ جو اندر کو جاتی ہیں یہ جنت میں دو نہریں ہیں اور باہر جو آ رہی ہیں یہ نیل اور فرات ہے۔ پھر میرے پاس ایک برتن شراب کا اور دُوسرا دودھ کا تیسرا شہد کا لایا گیا۔ میں نے دُودھ کو اختیار کیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ فطرت (یعنی دین) ہے۔ جس پر آپؐ اور آپؐ کی امت قائم رہے گی اور بخاری کی ایک روائیت میں ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ کی جڑ میں یہ چار نہریں ہیں اور مسلم میں یہ ہے کہ اس کی جڑ سے یہ چار نہریں نکلتی ہیں اور ابن ابی حاتم نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ ابراہیمؑ کے دیکھنے کے بعد مجھ کو ساتویں آسمان کے بالائے سطح پر لے گئے

پھر

مجھ پر رات دن پچاس نمازیں فرض ہوئیں۔ پھر میں واپس ہوا اور موسےٰؑ پر گذرا۔ تو انہوں نے پوچھا کہ آپ کو کیا حکم ہوا۔ میں نے کہا پچاس نمازوں کا رات دن میں حکم ہوا۔ انہوں نے فرمایا کہ آپؐ کی امت سے پچاس نمازیں ہرگز رات دن میں نہ پڑھی جاویں گی واللہ میں آپؐ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کر چکا ہوں۔ اور بنی اسرائیل کو خوب بھگت چکا ہوں اپنے رب کے پاس (یعنی اس مقام کو جہاں یہ حکم ہوا تھا) واپس جایئے۔ اور اپنی امت کے لئے تخفیف کی درخواست کیجئے۔ واپس گیا۔ سو اللہ تعالےٰ نے دس نمازیں کم کر دیں میں پھر موسےٰ علیہ السلام کے پاس آیا انہوں نے پھر اسی طرح کہا۔ میں پھر لوٹا سو دس اور کم کر دیں میں پھر موسیٰؑ کے پاس آیا۔ انہوں نے پھر اسی طرح کہا میں پھر لوٹا۔ سو دس اور کم کر دیں۔

ہیں پھر موسےٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔ انہوں نے پھر اسی طرح کہا۔ میں پھر لوٹا تو مجھ کو ہر روز میں دس نمازوں کا حکم ہوا۔ پھر میں موسےٰ علیہ السلام کے پاس آیا انہوں نے پھر اسی طرح کہا۔ میں پھر لوٹا سو ہر روز میں پانچ نمازوں کا حکم رہ گیا موسےٰ علیہ السلام نے کہا کہ آپ کی امت (یعنی سب امت) ہر دن میں پانچ نمازیں بھی نہ پڑھ سکیگی اور میں آپ سے قبل لوگوں کا تجربہ کر چکا ہوں اور بنی اسرائیل کو بھگت چکا ہوں۔ پھر اپنے رب کے پاس جایئے اور اپنے لئے اور تخفیف مانگئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ میں نے اپنے رب سے بہت درخواست کی۔ یہاں تک کہ میں شرما گیا۔ لیکن اب راضی ہوتا ہوں اور تسلیم کرتا ہوں۔ آپؐ فرماتے ہیں جب وہاں سے آگے بڑھا۔ ایک پکارنے والے نے (حق تعالےٰ کی جانب سے) پکارا۔ میں نے اپنا فرض جاری کر دیا اور اپنے بندوں سے تخفیف کر دی ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

مسلمان کا دفاع کرنے والے کا اجر

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی بددین منافق کے شر سے بندہ مومن کی حمایت کی تو اللہ تعالیٰ قیامت میں ایک فرشتہ مقرر فرمائے گا جو اس کے گوشت (یعنی جسم) کو آتش دوزخ سے بچائے گا۔ اور جس کسی نے کسی مسلمان بندے کو بدنام کرنے اور گرانے کے لئے اس پر کوئی الزام لگایا تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم کے پل پر قید کر دے گا، اس وقت تک کے لئے کہ وہ اپنے الزام کی گندگی سے پاک صاف نہ ہو جائے۔ سنن ابی داؤد

مسلمان کی عزت وآبرو کی حفاظت کرنے کا ثواب

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے تھے کہ جب کوئی مسلمان اپنے کسی مسلم بھائی کی آبرو پر ہونے والے حملہ کا جواب دے تو اللہ تعالیٰ کا یہ ذمہ ہو گا کہ وہ قیامت کے دن جہنم کی آگ کو اس سے دور کرے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ (اور ہمارے ذمہ ہے ایمان والوں کی مدد کرنا)۔ شرح السنہ

خطبہ یوم الجمعہ مورخہ ۱۷ر شعبان ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۹ر فروری ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ۔ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔ اَمَّا بَعْدُ

رمضان المبارک کون کون سی برکتیں ساتھ لایا

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ ؕ وَمَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰی مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ سورہ البقرہ ع ۲۳۔ پ ۲۲۔

ترجمہ۔ رمضان کا وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کے واسطے ہدایت ہے اور ہدایت کی روشن دلیلیں اور حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے۔ سو جو کوئی تم میں سے اس مہینے کو پالے تو اس کے روزے رکھے اور جو کوئی بیمار یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں سے گنتی پوری کرے۔ اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر تنگی نہیں چاہتا اور تاکہ تم گنتی پوری کرلو اور تاکہ تم اللہ کی بڑائی بیان کرو۔ اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت دی شکر کرو۔

مذکورہ بالا آیت کے ارشادات کی فہرست

(۱) قرآن مجید کا نزول لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر رمضان مبارک میں ہوا۔ پھر آسمان دنیا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتا رہا۔

(۲) قرآن شریف میں لوگوں کے لئے ہدایت ہے۔

(۳) اور ہدایت کی روشن دلیلیں ہیں

(۴) اور قرآن شریف حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے۔

(۵) جو شخص رمضان المبارک میں موجود ہو وہ رمضان کا روزہ ضرور رکھے۔

(۶) اور جو شخص بیمار یا مسافر ہو (وہ روزہ چھوڑ دے) اور دوسرے دنوں میں گنتی پوری کر دے

قرآن مجید کون کون سی برکتیں اپنے ساتھ لایا

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۙ وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝ سورہ بنی اسرائیل ع ۹۔ پ ۱۵۔ ترجمہ۔ اور ہم قرآن میں ایسی چیزیں نازل کرتے ہیں کہ وہ ایمانداروں کے حق میں شفا اور رحمت ہیں اور ظالموں کو اس سے اور زیادہ نقصان پہنچتا ہے۔

مذکورہ بالا آیت میں مومنوں کیلئے دو برکتوں کا ذکر

(۷) قرآن مجید مومنوں کے حق میں شفا ہے۔

(۸) قرآن مجید مومنوں کے حق میں رحمت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کیوں نازل فرمایا

وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَیْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْـًٔا وَّلَا یَهْتَدُوْنَ ۝ سورہ البقرہ ع ۲۱۔ پ ۲۔ ترجمہ۔ اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ اس (قرآن مجید) کی پیروی کرو جو اللہ نے نازل کیا ہے تو کہتے ہیں بلکہ ہم تو اسکی پیروی کریں گے۔ جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔ کیا اگرچہ ان کے باپ کچھ بھی نہ سمجھتے ہوں اور نہ سیدھی راہ پائی ہو۔

حاصل

مذکورۃ الصدر آیت کا حاصل یہ ہے کہ قرآن مجید اتباع کے لئے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے

قرآن مجید کے فرمان سے منہ موڑنا نفاق ہے

وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰی مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَی الرَّسُوْلِ رَاَیْتَ الْمُنٰفِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۝ سورۃ النساء ع ۹ پ ۵۔ ترجمہ۔ اور جب انہیں کہا جاتا ہے جو چیز اللہ نے نازل کی ہے۔ اس کی طرف آؤ اور رسول کی طرف آؤ تو تو منافقوں کو دیکھیگا کہ تجھ سے پہلو تہی کرتے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ جو شخص مسلمان کہلا کر قرآن مجید کے فیصلے سے منہ موڑے گا وہ منافق کہلائے گا۔ سچا کوئی مسلمان یہ حرکت نہیں کر سکتا۔

قرآن مجید سے ہٹنا گمراہی ہے

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ یَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا ۝ سورۃ النساء ع ۲۰۔ پ ۵

ترجمہ۔ اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول پر یقین لاؤ اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر نازل کی ہے اور اس کتاب پر جو پہلے نازل کی تھی۔ اور جو کوئی اللہ کا انکار کرے اور اسکے فرشتوں کا اور اس کی کتابوں کا اور اسکے رسولوں کا اور قیامت کے دن کا تو وہ شخص بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا۔

حاصل

یہ نکلا کہ جو شخص قرآن مجید پر نہ چلے۔ وہ گمراہ ہے۔ اللھم اعذنا منہ

قرآن مجید با برکت چیز ہے

وَ هٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَ مَنْ حَوْلَهَا ؕ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰی صَلَاتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ۝ سورۃ الانعام ع ۱۱ - پ ۷ - ترجمہ - اور یہ کتاب جسے ہم نے اتارا ہے۔ برکت والی ہے انکی تصدیق کرنے والی ہے جو اس سے پہلے تھیں اور تاکہ تو مکہ والوں کو اور اس کے آس پاس والوں کو ڈرائے۔ اور جو لوگ آخرت پر یقین رکھتے ہیں وہی اس پہ ایمان لاتے ہیں اور وہی اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ قرآن مجید با برکت چیز ہے اور جو لوگ آخرت پر یقین رکھتے ہیں وہی اس پر ایمان لاتے ہیں اور وہی اپنی نماز کی حفاظت بھی کرتے ہیں۔ اللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ

رمضان کے متعلق احادیث

(۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَفِیْ رِوَایَةٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّیَاطِیْنُ وَفِیْ رِوَایَةٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ (متفق علیہ)

ترجمہ - ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان آتا ہے۔ آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطان کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔

(۲) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ فِی الْجَنَّةِ ثَمَانِیَةُ اَبْوَابٍ مِنْهَا بَابٌ یُسَمّٰی الرَّیَّانَ لَا یَدْخُلُهٗ اِلَّا الصَّآئِمُوْنَ (متفق علیہ) ترجمہ - سہل بن سعدؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہشت میں آٹھ دروازے ہیں۔ ان میں سے ایک دروازہ ہے۔ جس کا نام ریّان ہے۔ اس میں سوائے روزہ داروں کے کوئی داخل نہیں ہوگا۔

(۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِهٖ ۚ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِهٖ وَمَنْ قَامَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِهٖ (متفق علیہ)

ترجمہ - ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ جو شخص رمضان کے روزے رکھے۔ در آنحالیکہ اس میں ایمان ہو اور طلب ثواب کی خاطر رکھے۔ اسکے سب پہلے گناہ بخشے جائیں گے اور جو شخص رمضان کی راتوں کو قیام کرے در آنحالیکہ اس میں ایمان ہو اور طلب ثواب کی خاطر قیام کرے تو اسکے بھی سب گناہ بخشے جائینگے اور جو شخص لیلۃ القدر میں قیام کرے در آنحالیکہ اس میں ایمان ہو اور طلب ثواب کی خاطر قیام کرے۔ اس کے بھی سب پہلے گناہ بخشے جائیں گے۔

(۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ یُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰی سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّهٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ یَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَطَعَامَهٗ مِنْ اَجْلِیْ لِلصَّآئِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَ فَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَآءِ رَبِّهٖ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّآئِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْكِ وَالصِّیَامُ جُنَّةٌ وَ اِذَا كَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ اِمْرُءٌ صَآئِمٌ (متفق علیہ) ترجمہ - ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر عمل آدمؑ کے بیٹے کا بڑھایا جاتا ہے۔ (یعنی ایک عمل کا دس گنا ثواب ملتا ہے) نیکی اپنے سے دس گنا۔ بلکہ سات سو گنا تک۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ مگر روزہ پس تحقیق وہ میرے لیے ہے۔ اور میں اس کا بدلہ ہوں۔ چھوڑتا ہے اپنی خواہش نفسانی کو میرے لیے اور کھانے کو بھی۔ روزے دار کیلئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی روزہ کھولنے کے وقت اور ایک خوشی اپنے رب کی ملاقات کے وقت اور البتہ بو روزہ دار کے منہ کی اللہ تعالےٰ کے ہاں زیادہ خوشبودار ہے کستوری کی خوشبو سے بھی اور روزہ ڈھال ہے۔ اور جب کبھی کسی ایک کے روزے کا دن ہو پھر نہ تو ہمبستری کی باتیں کرے اور نہ شور وغل کرے۔ پس اگر اس کو کوئی گالی دے یا اس سے لڑے۔ پھر روزہ دار کہدے تحقیق میں روزہ دار ہوں (یعنی تمہیں اس لئے جواب نہیں دیتا کہ روزہ دار ہوں۔)

(۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ اَوَّلُ لَیْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّیَاطِیْنُ وَمَرَدَةُ الْجِنِّ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ یُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ یُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ وَ یُنَادِیْ مُنَادٍ یَا بَاغِیَ الْخَیْرِ اَقْبِلْ وَ یَا بَاغِیَ الشَّرِّ اَقْصِرْ وَ لِلّٰهِ عُتَقَآءُ مِنَ النَّارِ وَ ذٰلِكَ كُلَّ لَیْلَةٍ (رواہ الترمذی وابن ماجۃ و رواہ احمد۔ ترجمہ - ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب پہلی رات رمضان کے مہینہ کی ہوتی ہے۔ پابزنجیر شیطان کر دیئے جاتے ہیں اور شریر جنوں میں سے (بھی پابزنجیر کر دیئے جاتے ہیں) اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ پس ان میں سے کوئی دروازہ کھولا نہیں جاتا اور بہشت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ پس ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا۔ اور منادی ندا کرتا ہے اے نیکی کے طلب کرنے والے تو آگے بڑھ اور اے برائی کے کرنے والے چھوڑ دے اور اللہ کیلئے دوزخ سے نجات پانے والے ہوتے ہیں۔ اور یہ ہر رات (رمضان شریف کے میں) ہوتا ہے۔

(۶) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصِّیَامُ وَالْقُرْاٰنُ یَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ یَقُوْلُ الصِّیَامُ اَیْ رَبِّ اِنِّیْ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْهِ وَیَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ اَنَا مَنَعْتُهُ النَّوْمَ فَشَفِّعْنِیْ فِیْهِ فَیُشَفَّعَانِ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان) ترجمہ - عبداللہؓ بن عمرو سے روایت ہے۔ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ روزہ اور قرآن دونوں بندے کے لئے شفاعت کریں گے۔ روزہ کہیگا اب رب میرے تحقیق میں نے اسے کھانے اور خواہشات پوری کرنے سے

دن کو روکا۔ پھر میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرما۔ اور قرآن کہے گا۔ میں نے اس کو رات کے وقت سونے نہیں دیا تھا۔ پس میری شفاعت اسکے حق میں قبول فرما۔ پھر دونوں کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

وَعَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ آخِرِ يَوْمٍ شَعْبَانَ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيْمٌ شَهْرٌ مُبَارَكٌ شَهْرٌ فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللّٰهُ صِيَامَهٗ فَرِيْضَةً وَّقِيَامَ لَيْلِهٖ تَطَوُّعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِيْهِ بِخَصْلَةٍ مِّنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْهِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى سَبْعِيْنَ فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَشَهْرُ الْمَوَاسَاةِ وَشَهْرٌ يُزَادُ فِيْهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ مَنْ فَطَّرَ فِيْهِ صَائِمًا كَانَ لَهٗ مَغْفِرَةً لِذُنُوْبِهٖ وَعِتْقَ رَقَبَةٍ مِّنَ النَّارِ وَكَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يُّنْقَصَ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْءٌ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَيْسَ كُلُّنَا نَجِدُ مَا نُفَطِّرُ بِهِ الصَّائِمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي اللّٰهُ هٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰى مَذْقَةِ لَبَنٍ اَوْ تَمْرَةٍ اَوْ شَرْبَةٍ مِّنْ مَّاءٍ وَمَنْ اَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ مِنْ حَوْضِيْ شَرْبَةً لَا يَظْمَأُ حَتّٰى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهٗ رَحْمَةٌ وَاَوْسَطُهٗ مَغْفِرَةٌ وَاٰخِرُهٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوْكِهٖ فِيْهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ وَاَعْتَقَهٗ مِنَ النَّارِ

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔ ترجمہ۔ سلمان فارسیؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں شعبان کے آخری دن میں خطبہ دیا۔ پھر فرمایا۔ اے لوگو! تمہیں ایک بڑے مہینے نے ڈھانپا ہے۔ مبارک مہینہ ہے۔ ایسا مہینہ ہے جس میں ایک رات ہزار مہینہ سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ کا روزہ رکھنا فرض کیا ہے اور اس کی رات کا قیام نفل ہے۔ جو شخص اس میں ایک نیکی کے ساتھ قرب حاصل کرے گا۔ اس نے مثل اس کی اجر پایا۔ جس نے کہ فرض ادا کیا۔ ماسوا اس رمضان کے اور جس نے فرض ادا کیا وہ ایسا ہوگا۔ گویا کہ ستر فرض ادا کئے۔ سوائے رمضان کے۔ اور وہ مہینہ صبر کا ہے۔ اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ اور مہینہ ہمدردی کا ہے۔ اور ایسا مہینہ ہے کہ اس میں مومن کا رزق زیادہ کیا جاتا ہے۔ جو شخص اس میں روزہ دار کو روزہ افطار کرائیگا یہ روزہ کھلوانا اس کی مغفرت کا باعث بن جائیگا اور اس کی گردن کو دوزخ سے آزاد کرانے کا باعث بن جائے گا۔ اور اس کے لئے مثل اجر اس روزہ دار کے ہوگا۔ سوائے اس کے کہ اس روزہ دار کے اجر سے کچھ کم کیا جائے۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ ہم میں سے ہر ایک کے پاس ایسی چیز نہیں ہوتی۔ جس سے کہ روزہ دار کا روزہ افطار کرائے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہی ثواب اس کو بھی دیگا جس نے روزہ دار کا افطار ایک دودھ کے گھونٹ پر کرایا۔ یا ایک کھجور سے کرایا یا پانی کے ایک گھونٹ سے کرایا اور جس نے روزہ دار کو پورا پیٹ بھر کے پلایا۔ اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض سے اتنا پلائے گا کہ وہ جنت میں جانے تک پیاسا ہی نہ ہوگا۔ اور رمضان ایسا مہینہ ہے کہ ابتدا اس کی رحمت ہے اور درمیان اس کا بخشش ہے اور اس کا آخر دوزخ سے آزادی ہے۔ اور جو شخص اس مہینہ میں اپنے غلام سے تخفیف کریگا اللہ تعالیٰ اس کو بھی بخش دے گا اور اس کو دوزخ سے آزاد کر دیگا۔

ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا محافظ ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے، اور مومن دوسرے مومن کا بھائی ہے، اس کے ضرر کو اس سے دفع کرتا ہے اور اس کے پیٹھ پیچھے اس کی پاسبانی اور نگرانی کرتا ہے۔ سنن ابی داؤد

خطبہ یوم الجمعۃ مورخہ ۲۸ شعبان ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۶ فروری ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى۔ اَمَّا بَعْدُ

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے وعدے کس کس قسم کے کس کس کے ساتھ مومنین کے ساتھ وعدے

۱

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ (سورۃ المائدہ ع ۲ پ ۶)

ترجمہ۔ اللہ نے ایمان والوں سے اور جو نیک کام کرتے ہیں۔ بخشش اور بڑے اجر کا وعدہ کیا ہے

ایمان اور اسلام کی معنی جو حدیث شریف میں آئی ہے

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ اِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيْدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا يُرٰى عَلَيْهِ اَثَرُ السَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهٗ مِنَّا اَحَدٌ حَتّٰى جَلَسَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِسْلَامِ قَالَ الْاِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا قَالَ صَدَقْتَ فَعَجِبْنَا لَهٗ يَسْاَلُهٗ وَيُصَدِّقُهٗ قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِيْمَانِ قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ قَالَ صَدَقْتَ الخ۔

ترجمہ۔ عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے فرمایا۔ ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں بیٹھے ہوئے تھے ناگہاں ظاہر ہوا ہم پر ایک آدمی جو نہایت سفید کپڑوں والا تھا۔ نہایت سیاہ بالوں والا اس پر کوئی سفر کا اثر نظر نہیں آتا تھا۔ اور نہ اس کو ہم میں سے کوئی پہچانتا تھا یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ پھر اپنے دونوں گھٹنوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں گھٹنوں کے ساتھ ملا دیا اور اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اپنی دونوں رانوں پر رکھ دیا اور کہا اے محمدؐ مجھے اسلام کے متعلق خبر دے۔ آپؐ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو گواہی اس بات کی دے کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ اور تحقیق محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور تو نماز پڑھے اور تو زکوٰۃ دے اور تو رمضان کے روزے رکھے اور تو حج بیت اللہ کا کرے۔ اگر وہاں جانے کی توفیق ہو۔ کہا تو نے سچ کہا ہے۔ پھر ہم نے تعجب کیا۔ آپؐ سے پوچھتا ہے اور پھر کہتا ہے) کہ آپؐ نے سچ فرمایا ہے۔ کہا۔ مجھے خبر دیجئے ایمان کس چیز کا نام ہے آپؐ نے فرمایا۔ ایمان یہ ہے کہ اللہ پر ایمان لائے اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اسکے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر اور تو ایمان لائے اللہ تعالےٰ کی تقدیر پر اچھی اور بُری تقدیر سب اُسی کی طرف سے ہے۔ اس شخص نے فرمایا۔ آپؐ نے سچ فرمایا۔

۲

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ (سورۃ التوبہ ع ۹ پ ۱۱)

ترجمہ۔ اللہ نے ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو باغوں کا وعدہ دیا ہے۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی۔ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے اور عمدہ مکانوں اور ہمیشگی کے باغوں میں اور رضاء اللہ کی ان سب سے بڑی ہے۔ یہی وہ بڑی کامیابی ہے۔ اللھم اجعلنا منھم

۳

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ۭ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۭ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰي وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ۚ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ فِيْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ۭ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ۝ (سورۃ الاحقاف ع ۲ پ ۲۶)

ترجمہ۔ اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرنے کی تاکید کی کہ اسے اسکی ماں نے تکلیف سے اُٹھائے رکھا۔ اور اسے تکلیف سے جنا اور اس کا حمل اور دُودھ چھڑانا تیس مہینے میں ہے۔ یہاں تک کہ جب وُہ اپنی جوانی کو پہنچا اور چالیس سال کی عمر کو پہنچا تو اس نے کہا اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ میں تیری نعمت کا شکر کروں جو تو نے مجھ پر انعام کی اور میرے والدین پر اور میں نیک عمل کروں جسے تو پسند کرے اور میرے لئے میری اولاد میں اصلاح کر۔ بیشک میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔ اور بیشک میں فرمانبرداروں میں ہوں۔ یہی وہ لوگ ہیں۔ جن سے ہم وہ نیک عمل قبول کرتے ہیں جو انہوں نے کئے اور بہشتیوں میں شامل کرکے ان کے گناہوں سے درگذر کرتے ہیں۔ یہ اس وعدے کے مطابق ہے جو ان سے کیا گیا تھا۔

۴ اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ

يَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۖ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّآ أُولُوا الْأَلْبَابِ ۝ (سورۃ البقرہ ع ۳۷۔ پ ۳)

ترجمہ۔ شیطان تمہیں تنگدستی کا وعدہ دیتا ہے اور بے حیائی کا حکم کرتا ہے اور اللہ تمہیں اپنی بخشش اور فضل کا وعدہ دیتا ہے اور اللہ بہت کشائش کرنے والا سب کچھ جاننے والا ہے۔

کفار کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے وعدے

۱

(وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْأَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۚ إِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝) سورۃ ہود ع ۲۔ پ ۱۲۔ ترجمہ۔ اور جو کوئی سب فرقوں میں سے اس کا منکر ہو تو اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ سو تو قرآن کی طرف شبہ میں نہ رہ۔ بے شک یہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے۔ لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔

حاصل

یہ ہے کہ منکرین قرآن کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اللھم لاتجعلنا منھم

۲

وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ۗ أَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ۗ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ۗ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ۗ كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ ۙ لَمْ يَلْبَثُوْٓا إِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ۗ بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ سورۃ الاحقاف ع ۴ پ ۲۶۔ اور جس دن کافر آگ کے سامنے لائے جائیں گے (ان سے کہا جائے گا) کیا یہ امر واقعی نہیں ہے کہیں گے۔ ہمیں اپنے رب کی قسم ضرور امر واقعی ہے۔ ارشاد ہوگا تو اپنے کفر کے بدلہ میں اس کا عذاب چکھو۔ پھر صبر کر جیسا کہ عالی ہمت رسولوں نے کیا ہے اور ان کے لئے جلدی نہ کر گویا کہ وہ جس دن (عذاب دیکھیں گے۔ جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے (تو انہیں ایسا معلوم ہوگا) کہ ایک دن میں سے ایک گھڑی بھر رہے تھے۔ آپ کا کام پہنچا دینا تھا۔ سو کیا نافرمان لوگوں کے سوا اور کوئی ہلاک ہوگا۔

۳

قَالَ رَبِّ فَأَنْظِرْنِيْٓ إِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝ إِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ۝ قَالَ رَبِّ بِمَآ أَغْوَيْتَنِيْ لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِيْنَ ۝ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ ۝ إِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ۝ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِيْنَ ۝ (سورۃ الحجر ع ۲۔ پ ۱۴) ترجمہ۔ کہا اے میرے رب تو پھر مجھے قیامت کے دن تک مہلت دے۔ فرمایا بے شک تجھے مہلت ہے۔ وقت معلوم کے دن تک کہا اے میرے رب جیسا تو نے گمراہ کیا ہے۔ البتہ ضرور ضرور میں انہیں ان کے گناہوں کو مرغوب کر کے دکھاؤنگا اور ان سب کو گمراہ کروں گا۔ سوائے تیرے اُن بندوں کے جو ان میں مخلص ہونگے فرمایا یہ راستہ مجھ تک سیدھا ہے بیشک میرے بندوں پر تیرا کچھ بھی بس نہیں چلیگا مگر جو گمراہ ہوں ان میں سے تیرا تابعدار ہوگا۔ اور بے شک ان سب کا وعدہ دوزخ پر ہے

۴

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۝ أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ آدَمَ أَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ إِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ وَّأَنِ اعْبُدُوْنِيْ ۗ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝ وَلَقَدْ أَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ۗ أَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ۝ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰى أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ أَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ (سورہ یٰس ع ۴۔ پ ۲۳) ترجمہ۔ اے مجرمو آج الگ ہو جاؤ۔ اے آدم کی اولاد۔ کیا میں نے تمہیں تاکید نہ کر دی تھی کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا کیونکہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے اور یہ کہ میری ہی عبادت کرنا یہ سیدھا راستہ ہے اور البتہ اس نے تم میں سے بہت لوگوں کو گمراہ کیا تھا۔ کیا پس تم نہیں سمجھتے تھے۔ یہی دوزخ ہے۔ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ آج اس میں داخل ہو جاؤ۔ اس کے بدلے جو تم کفر کیا کرتے تھے۔ آج ہم ان کے مونہوں پر مُہر لگا دیں گے اور ہمارے ساتھ ان کے ہاتھ بولیں گے اور ان کے پاؤں شہادت دینگے اسپر جو وہ کیا کرتے تھے۔

۵

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ ۖ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ إِلَّآ أَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا أَنْفُسَكُمْ ۖ مَا أَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ أَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ۚ إِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَآ أَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ۗ إِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ ۝ (سورہ ابراہیم ع ۴۔ پ ۱۳) ترجمہ۔ اور جب فیصلہ ہو چکے گا تو شیطان کہے گا کہ بے شک اللہ تعالےٰ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا اور میں نے بھی وعدہ کیا تھا۔ پھر میں نے وعدہ خلافی کی اور میرا تم پر اس کے سوا کوئی زور نہ تھا۔ کہ میں نے تمہیں بُلایا۔ پھر تم نے میری بات کو مان لیا۔ پھر مجھے الزام نہ دو اور اپنے آپ کو الزام دو۔ نہ میں تمہارا فریادرس ہوں اور نہ تم میرے فریادرس ہو۔ میں خود تمہارے اس فعل سے بیزار ہوں۔ کہ تم اس سے پہلے مجھے شریک بناتے تھے۔ بے شک ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

۶

وَإِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ۖ يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا ۗ قُلْ أَفَأُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمُ ۗ النَّارُ ۖ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ سورۃ الحج ع ۹ پ ۱۷۔ ترجمہ اور جب انہیں ہماری کھلی کھلی آیتیں پڑھ کر سنائی جائیں۔ تو تم منکروں کے چہروں پر ناراضگی دیکھو گے قریب ہوتے ہیں کہ جو لوگ ہماری آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں۔ ان پر حملہ کر دیں۔

کہدو۔ کیا میں تمہیں اس سے بھی بدتر بات بتاؤں۔ آگ ہے کہ جس کا اللہ نے منکروں سے وعدہ کیا ہے اور وہ بُری جگہ ہے۔

ع۱
(فَاِنَّ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ذَنُوْبًا مِّثْلَ ذَنُوْبِ اَصْحَابِهِمْ فَلَا یَسْتَعْجِلُوْنِ ۝ فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ یَّوْمِهِمُ الَّذِیْ یُوْعَدُوْنَ ۝) سورۃ الذاریات ع ۳ پ ۲۶

ترجمہ۔ پس بے شک ان کے لئے جو ظالم ہیں۔ حصہ ہے۔ جیسا کہ ان کے ساتھیوں کا حصہ تھا۔ تو وہ مجھ سے جلدی کا مطالبہ نہ کریں۔ پس ہلاکت ہے ان کیلئے جو کافر ہیں۔ اس دن جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔

منافقوں سے وعدہ الٰہی

ع۱
(وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ هِیَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ۝ كَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْۤا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ؕ فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِیْ خَاضُوْا ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝) سورہ توبہ ع ۹۔ پ ۱۰ ۔ ترجمہ۔ اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کو دوزخ کا وعدہ دیا ہے۔ وہی انہیں کافی ہے۔ اور اللہ نے ان پر لعنت کی ہے اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے۔ جس طرح تم سے پہلے لوگ تم میں طاقت سے زیادہ تھے اور مال اور اولاد میں بھی زیادہ تھے پھر وہ اپنے حصہ سے فائدہ اٹھا گئے اور تم نے اپنے حصہ سے فائدہ اُٹھایا جیسے تم سے پہلے لوگ اپنے حصہ سے فائدہ اُٹھا گئے اور تم بھی انہیں کی سی چال چلتے ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ جن کے اعمال دنیا اور آخرت میں ضائع ہو گئے اور وُہی نقصان اٹھانے والے ہیں۔

ع۲
(وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝ فَلَمَّاۤ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِیْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى یَوْمِ یَلْقَوْنَهٗ بِمَاۤ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا یَكْذِبُوْنَ ۝ اَلَمْ یَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ۝) سورۃ التوبہ ع ۱۰ پ ۱۱ ۔ ترجمہ۔ اور بعضے ان میں سے وہ ہیں۔ جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر وہ ہمیں اپنے فضل سے دے تو ہم ضرور خیرات کیا کریں گے۔ اور نیکوں میں سے ہو جائیں۔ پھر جب اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا تو اس میں بخل کرنے لگے اور منہ موڑ کر پھر بیٹھے تو نتیجہ یہ ہوا کہ اس دن تک کہ اللہ سے ملیں گے۔ اللہ نے ان کے دلوں میں نفاق پیدا کر دیا۔ اس لئے کہ جو انہوں نے اللہ سے وعدہ کیا تھا اسے پُورا نہ کیا اور اس لئے کہ جھوٹ بولا کرتے تھے۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ ان کا بھید اور ان کا مشورہ جانتا ہے اور یہ کہ اللہ غیب کی باتیں جاننے والا ہے

ع۳
(یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ ؕ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ۝ یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ یَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ یَّتُوْبُوْا یَكُ خَیْرًا لَّهُمْ ۚ وَاِنْ یَّتَوَلَّوْا یُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِیْمًا ۙ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِی الْاَرْضِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ ۝) سورۃ التوبہ ع ۱۰ پ ۱۰ ۔ ترجمہ۔ اے نبی کافروں اور منافقوں سے لڑائی کر اور ان پر سختی کر اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بُری جگہ ہے۔ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم نے نہیں کہا اور بیشک اُنہوں نے کفر کا کلمہ کہا ہے اور مسلمان ہونیکے بعد کافر ہو گئے اور انہوں نے قصد کیا ایسی چیز کا جو نہیں پا سکے اور یہ سب کچھ اس کا بدلہ تھا۔ کہ انہیں اللہ نے اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے دولتمند کر دیا ہے۔ سو اگر وہ توبہ کریں تو ان کے لئے بہتر ہے اور اگر وہ منہ پھیر لیں تو اللہ انہیں دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب دے گا اور روئے زمین پر کوئی دوست اور کوئی مددگار نہیں ہوگا

آخری عرضداشت

اللہ تعالےٰ ہر ایک مسلمان کو وہ ایمان عطا فرمائے جو اس کے ہاں مقبول ہو۔ اور اس معنی میں مسلمان بنائے کہ ہمارا اسلام اسکی بارگاہ میں مقبول ہو اور اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو نفاق سے بچائے اور سچّا اور کھرا مسلمان بنائے جو اس کے ہاں اسلام کی معنی ہے اور ہم سب مسلمانوں کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ آمین یاالٰہ العالمین

اللہ تعالیٰ کی طرف سے فساق کی تباہی کا اعلان

ع۱
(وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۝ وَاِذَاۤ اَرَدْنَاۤ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْیَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِیْهَا فَفَسَقُوْا فِیْهَا فَحَقَّ عَلَیْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِیْرًا ۝) سورہ بنی اسرائیل ع ۲ پ ۱۵ ترجمہ۔ اور ہم سزا نہیں دیتے۔ جبتک کسی رسول کو نہیں بھیج لیتے اور جب ہم بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو وہاں کے دولتمندوں کو کوئی حکم دیتے ہیں پھر وہ وہاں نافرمانی کرتے ہیں۔ تب ان پر حجت پوری ہو جاتی ہے (اور) ہم اسے برباد کر دیتے ہیں۔

ع۲
(قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ یُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ؕ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِیْنَ ۝ وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّاۤ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا یَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا یُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ۝ فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ وَیَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ؕ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ یَّفْرَقُوْنَ ۝ لَوْ یَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَیْهِ وَهُمْ یَجْمَحُوْنَ ۝) سورۃ التوبہ ع ۷ پ ۱۰ ترجمہ۔ کہدو۔ تم خوشی سے خرچ کرو۔ یا ناخوشی سے۔ تم سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ بے شک تم نافرمان لوگ ہو اور ان کے خرچ کے قبول ہونے

سے کوئی چیز مانع نہیں ہوئی۔ سوائے اس کے کہ انہوں نے اللہ اور اسکے رسول سے کفر کیا ہے اور نماز میں سُست ہو کر آتے ہیں اور ناخوش ہو کر خرچ کرتے ہیں۔ سو تو ان کے مال اور اولاد سے تعجب نہ کر۔ اللہ یہی چاہتا ہے کہ ان چیزوں کی وجہ سے دنیا کی زندگی میں انہیں عذاب دے اور کفر کی حالت میں ان کی جانیں نکلیں۔ اور اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ بے شک تم میں سے ہیں حالانکہ وہ تم میں سے نہیں ہیں۔ لیکن وُہ ڈرتے ہیں۔ اگر وہ پناہ کی جگہ یا غار یا گھسنے کی جگہ پائیں تو دوڑ سے ہوئے ادھر جائیں۔

غیبت کرنے والے کو خاموش کروا دیجیے!

حضرت اسماء بنت یزید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس بندے نے اپنے کسی مسلمان بھائی کے خلاف کی جانے والی غیبت اور بدگوئی کا اس کی عدم موجودگی میں دفاع کیا تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے کہ دوزخ کی آگ سے اس کو آزادی بخش دے۔ شعب الایمان

ایمان کا افضل درجہ کیا ہے؟

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ ایمان کا افضل درجہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمھاری محبت و مودت اور تمھاری نفرت و عداوت بس اللہ کے واسطے ہو، اور تمھاری زبان اللہ کے ذکر میں استعمال ہو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کے علاوہ اور کیا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اور یہ کہ تم سب لوگوں کے وہی پسند کرو جو اپنے لئے چاہتے اور پسند کرتے ہو اور اس چیز اور اس حالت کو سب لوگوں کے لئے ناپسند کرو جس کو اپنے لئے ناپسند کرتے ہو۔ مسند احمد

خطبہ یوم الجمعۃ مورخہ ۵ رمضان المبارک ۱۳۷۹ھ مطابق ۴ مارچ ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ دارالتفسیر انوالہ لاہور

نزول قرآن مجید کے مقاصد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کا قرآن مجید پر ایمان لانا اور کفار کا قرآن مجید سننے سے انکار اور اس کا نتیجہ

ع ۱

(الٓرٰ ۟ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِ ۙ) سورۃ ابراہیم ع ۱ - پ ۱۳ - ترجمہ۔ یہ ایک کتاب ہے ہم نے اسے تیری طرف نازل کیا ہے تاکہ تو لوگوں کو ان کے رب کے حکم سے اندھیروں سے روشنی کی طرف غالب تعریف کئے ہوئے کے راستہ کی طرف نکالے (یعنی اللہ) جس کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اور کافروں پر افسوس کہ انہیں سخت عذاب ہونا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ آپ قرآن مجید کے ذریعہ سے مشرکوں کو توحید خداوندی کی طرف بلائیں اور کافروں کو ایمان کی دعوت دیں اور مسلمان بے نمازوں کو نماز کی دعوت دیں اور زکوٰۃ نہ دینے والوں کو مال کی زکوٰۃ پر آمادہ کریں۔ کہ زکوٰۃ ادا نہیں کروگے تو یہ سزا ملے گی اور باوجود استطاعت کے حج نہیں کروگے تو یہ سزا ملے گی۔ علیٰ ہذا القیاس آپ ان مجرم انسانوں کو ڈرا کر گناہوں کے اندھیروں سے نکال کر ہدایت کی روشنی میں لائیں گے۔ تاکہ قیامت کے ان ان جرموں کی سزاؤں سے لاعلمی کا عذر پیش نہ کرسکیں اور سیدھے راستہ پر آجائیں۔

ع ۲

(وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۟ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ۟ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ۟) سورۃ الشعراء ع ۱۱ - پ ۱۹ - ترجمہ اور یہ قرآن رب العالمین کا اتارا ہوا ہے۔ اسے امانتدار فرشتہ لے کر آیا ہے۔ تیرے دل پر تاکہ تو ڈرانے والوں میں سے ہو۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا تقاضا یہ تھا کہ تمہاری تربیت کرے اور تمہیں تمہارے فرائض سمجھائے اور جن چیزوں سے تمہیں بچنا چاہیئے۔ وہ سمجھائے۔ تاکہ تم صحیح معنی میں انسان بن جاؤ۔ اور یہی رب العالمین کی ربوبیت کا تقاضا تھا۔

ع ۳

(تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا) سورۃ الفرقان ع ۱ - پ ۱۸ - ترجمہ۔ وہ بڑی برکت والا ہے۔ جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل کیا۔ تاکہ تمام جہان کے لئے ڈرانے والا ہو۔

حاصل

یہ ہے کہ قرآن مجید لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرانے والا ہے کہ یہ گناہ کروگے تو یہ سزا ملے گی۔ تاکہ لوگ اس سزا کے خوف سے گناہوں سے بچیں۔

ع ۴

(اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجَا ۜ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۙ مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ۙ وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۟ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ ؕ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ؕ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ۝) سورہ الکہف ع ۱ پ ۱۵۔ ترجمہ۔ سب تعریف اللہ کے لئے ہے۔ جس نے اپنے بندہ پر کتاب اتاری اور اس میں ذرا بھی کجی نہیں رکھی ٹھیک اتاری۔ تاکہ اس سخت عذاب سے ڈرائے جو اس کے ہاں ہے اور ایمانداروں کو خوشخبری دے جو اچھے کام کرتے ہیں کہ ان کیلئے اچھا بدلہ ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اور انہیں بھی ڈرائے جو کہتے ہیں کہ اللہ اولاد رکھتا ہے ان کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں ہے اور نہ ان کے باپ دادا کے پاس تھی۔ کیسی سخت بات ہے جو ان کے زبانوں سے نکلتی ہے۔ وہ لوگ بالکل جھوٹ کہتے ہیں۔

ع ۵

(وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ) سورۃ بنی اسرائیل ع ۹ - پ ۱۵ - ترجمہ۔ اور ہم قرآن میں ایسی چیزیں نازل کرتے ہیں کہ وہ ایمانداروں کے حق میں شفا اور رحمت ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ ایماندار قرآن مجید کی برکت سے شفا پائیں گے۔ یعنی روحانی امراض سے مثلاً شرک اور کفر اور نفاق سے اور ایمانداروں کے حق میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کو کھینچ کر لائے گا۔

ع ۶

(وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ۙ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ۝ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۝) سورہ بنی اسرائیل ع ۱۰ پ ۱۵ ترجمہ۔ اور اگر ہم چاہیں تو جو کچھ ہم نے تیری طرف وحی کی ہے۔ اسے اٹھالیں

پھر تجھے اس کے لئے ہمارے مقابلہ میں کوئی حمائتی نہ ملے مگر یہ صرف تیرے رب کی رحمت ہے۔ بے شک مجھ پر اس کی بڑی عنایت ہے۔ کہہ دو اگر سب آدمی اور سب جن مل کر بھی ایسا قرآن لانا چاہیں تو ایسا نہیں لا سکتے۔ اگرچہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کا مددگار کیوں نہ ہو۔

۷

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَ قُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۝) سورۃ الحجر ع ۱۔ پ ۱۴ ترجمہ۔ یہ آئتیں کتاب کی ہیں اور قرآن واضح کی۔ کافر بڑی حسرت کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہو جاتے۔

حاصل

یہ ہے کہ جو لوگ قرآن مجید پر ایمان نہیں لاتے۔ وہ آئندہ حسرت کھائیں گے۔ کہ کاش کہ قرآن مجید پر ایمان لے آتے تو بہتر ہوتا۔

۸

الٓمّٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ؕ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝) سورۃ الرعد ع ۱ پ ۱۳۔ ترجمہ۔ یہ کتاب کی آئتیں ہیں اور جو کچھ تجھ پر تیرے رب سے اترا سو حق ہے اور لیکن اکثر آدمی ایمان نہیں لاتے۔

حاصل

کہ قرآن مجید تو واقعی اللہ تعالےٰ کا نازل کیا ہوا ہے۔ لیکن اکثر آدمی اسے نہیں مانتے۔ اللھم لا تجعلنا منھم

۹

طٰهٰ ۚ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ۙ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۝) سورہ طٰہٰ ع ۱ پ ۱۶ ترجمہ۔ ہم نے تجھ پر قرآن اسلیئے نازل نہیں کیا کہ تم تکلیف اٹھاؤ۔ بلکہ اس شخص کے لئے نصیحت ہے جو ڈرتا ہے۔ فقط

حاصل

یہ ہے کہ قرآن مجید اس شخص کیلئے نصیحت ہے جو خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔

۱۰

(لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ) سورۃ الانبیاء ع ۱ پ ۱۷۔ ترجمہ۔ البتہ تحقیق ہم نے تمہارے پاس ایک ایسی کتاب بھیجی ہے جس میں تمہارے لئے نصیحت ہے کیا پس تم نہیں سمجھتے۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے تمہاری خیر خواہی کے سبب سے یہ قرآن مجید نازل فرمایا ہے۔ تاکہ تمہیں اپنی بد اعمالیوں پر گرفت سے پہلے اطلاع ہو جائے اور بد اعمالیوں کے نتائج سن کر تم اپنی اصلاح کر لو۔

۱۱

طٰسٓ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۙ هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝) سورۃ النمل ع ۱ پ ۱۹۔ ترجمہ یہ آئتیں قرآن اور کتاب روشن کی ہیں۔ ایمانداروں کے لئے ہدایت اور خوشخبری ہے اور وہ لوگ جو نماز ادا کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

۱۲

الٓمّٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۚ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۙ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ سورہ لقمان (پ ۲۱) ترجمہ یہ آئتیں حکمت والی کتاب کی ہیں جو نیک بختوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے وہ جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور وہ لوگ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ اپنے رب کی ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ نجات پانیوالے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ قرآن مجید ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کے لئے جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ عذاب الٰہی سے نجات پانے والے ہیں۔

۱۳

الٓمّٓ ۚ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝) سورۃ السجدہ ع ۱ پ ۲۱۔ ترجمہ۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ کتاب جہان کے پالنے والے کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔

حاصل

ربوبیت الٰہی کا تقاضا یہ تھا کہ انسانوں کی راہ نمائی کی جائے۔ تاکہ یہ گمراہ ہو کر دنیا سے نہ لوٹیں اور اپنی عاقبت شیطان کے گمراہ کرنے کی وجہ سے خراب نہ کر بیٹھیں۔

۱۴

حٰمٓ ۚ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۙ غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ۙ ذِى الطَّوْلِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝) سورۃ المومن ع ۱ پ ۲۴۔ ترجمہ۔ یہ کتاب اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہے جو غالب ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ گناہ بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا سخت عذاب دینے والا قدرت والا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ گناہ بخشنے پر قادر اور توبہ قبول کرنے والا ہے۔ اور مخالفین قرآن کو سخت عذاب دینے والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کا قرآن مجید پر ایمان لانا

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۫ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۫ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ؗ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۟ وَاغْفِرْ لَنَا ۟ وَارْحَمْنَا ۟ اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝) سورۃ البقرہ رکوع ۴ پ ترجمہ

رسول نے مان لیا جو کچھ اس پر اس کے رب کی طرف سے اُترا ہے اور مسلمانوں نے بھی مان لیا سب نے اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور اس کی کتابوں کو اور اس کے رسولوں کو مان لیا ہے کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے رسولوں کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کرتے۔ اور کہتے ہیں ہم نے سُنا اور مان لیا۔ اے ہمارے رب تیری بخشش چاہتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اللہ کسی کو اس کی طاقت کے سوا تکلیف نہیں دیتا۔ نیکی کا فائدہ بھی اسی کو ہوگا اور بُرائی کی زد بھی اسی پر پڑے گی۔ اے رب ہمارے اگر ہم بھول جائیں یا غلطی کریں تو ہمیں نہ پکڑ۔ اے رب ہمارے اور ہم پر بھاری بوجھ نہ رکھ جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر رکھا تھا۔ اے رب ہمارے اور ہم سے وہ بوجھ نہ اٹھوا۔ جس کی ہمیں طاقت نہیں اور ہمیں معاف کر دے اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر تو ہی ہمارا کار ساز ہے۔ کافروں کے مقابلہ میں تو ہماری مدد کر۔

کفار کا قرآن مجید سننے سے انکار اور اس کا نتیجہ

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ۝ فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ ۭ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ۝ سورہ حٰمٓ السجدہ ع ۴۔ پ ۲۴۔ ترجمہ اور کافروں نے کہا کہ تم اس قرآن کو نہ سُنو اور اس میں غل مچاؤ۔ تاکہ تم غالب ہو جاؤ۔ پس ہم ضرور کافروں کو سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔ اور ہم انہیں ان کے بدترین اعمال کا بدلہ دیں گے جو وہ کیا کرتے تھے اللہ کے دشمنوں کی یہی سزا آگ ہی ہے ان کے لئے اس میں ہمیشہ رہنے کا گھر ہے۔ اس کا بدلہ جو ہماری آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے اور کافر کہیں گے ہمیں وہ لوگ دکھا۔ جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا۔ جنّوں اور انسانوں میں سے ہم انہیں اپنے قدموں کے نیچے ڈالدیں تاکہ وہ بہت ہی ذلیل ہوں۔

۲

اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ۭ اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ سورہ حٰمٓ السجدہ ع ۵۔ پ ۲۴۔ ترجمہ۔ بے شک جو لوگ ہماری آیتوں میں کجروی کرتے ہیں وہ ہم سے چھپے نہیں رہتے۔ کیا وہ شخص جو آگ میں ڈالا جائے گا بہتر ہے یا وہ جو قیامت کے دن امن سے آئیگا جو چاہو کرو۔ جو کچھ تم کرتے ہو۔ وہ دیکھ رہا ہے۔

حاصل

جو لوگ اللہ تعالےٰ کی آیتوں سے بے راہ روی اختیار کرتے ہیں۔ وہ قیامت کے دن اس بے راہروی کی سزا پائیں گے۔

۳

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَاۗءَهُمْ ۚ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ۝ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ۭ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ۝ سورہ حٰمٓ السجدہ ع ۵ پ ۲۴۔ ترجمہ۔ وہ لوگ جنہوں نے نصیحت سے انکار کیا۔ جبکہ وہ ان کے پاس آئی اور تحقیق وہ البتہ عزت والی کتاب ہے۔ جس میں نہ آگے اور نہ پیچھے سے غلطی کا دخل ہے۔ حکمت والے تعریف کئے ہوئے کی طرف سے نازل کی گئی ہے

۴

وَكَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ۝ قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ ۭ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝ سورۃ الزخرف ع ۲ پ ۲۵۔ ترجمہ۔ اور اسی طرح ہم نے آپ سے پہلے کسی گاؤں میں بھی کوئی ڈرانے والا بھیجا تو وہاں کے دولتمندوں نے (یہی) کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر پایا اور ہم انہیں کے پیرو ہیں۔ رسول نے کہا اگرچہ میں تمہارے پاس اس سے بہتر طریقہ لاؤں۔ جس پر تم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔ انہوں نے کہا جو کچھ تو لایا ہے۔ ہم اس کے منکر ہیں۔ پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا۔ پھر دیکھ جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا۔

خطبہ یوم الجمعۃ مورخہ ۱۲ رمضان المبارک ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۱ مارچ ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ

بارگاہ الٰہی میں نیکی کرنے (احسان) کے نتائج

ع ۱

وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَا اِلَيْكَ ط قَالَ عَذَابِيْ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ج وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ط فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ط فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۱۹ پ ۹)

ترجمہ۔ اور ہمارے لئے اس دنیا میں اور آخرت میں بھلائی لکھ۔ ہم نے تیری طرف رجوع کیا۔ فرمایا۔ میں اپنا عذاب جسے چاہتا ہوں کرتا ہوں اور میری رحمت سب چیزوں سے وسیع ہے۔ پس وہ رحمت ان کے لئے لکھوں گا جو ڈرتے ہیں اور جو زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ لوگ جو اس رسول کی پیروی کرتے ہیں جو نبی اُمّی ہے۔ جسے اپنے ہاں توراۃ اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیکی کا حکم کرتا ہے اور بُرے کام سے روکتا ہے اور ان کے لئے سب پاک چیزیں حلال کرتا ہے اور ان پر ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے۔ اور ان پر سے ان کے بوجھ اور وہ قیدیں اتارتا ہے جو ان پر تھیں۔ سو جو اس پر ایمان لائے اور اس کی حمایت کی اور اسے مدد دی اور اس نور کے تابع ہوئے جو اس کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔ یہی لوگ نجات پانیوالے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے جو دعا کی تھی کہ اے اللہ تو ہمارے ساتھ دنیا اور آخرت میں بھلائی کر۔ اس دُعا کے قبول کرنے میں یہ شرطیں لگائی گئی ہیں کہ جو لوگ آپ کی اُمت میں سے یہ شرطیں پوری کریں گے۔ ان کے ساتھ دنیا اور آخرت میں بھلائی کی جائے گی کہ جو لوگ تیری اُمت میں سے نبی اُمّی پر (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ایمان لائیں گے۔ جو انہیں نیکی کا حکم کرے گا اور بُرائی سے روکے گا اور پاکیزہ چیزیں ان پر حلال کرے گا اور ناپاک چیزیں حرام کرے گا۔ جو لوگ اسکی مدد کریں گے اور اس نور (یعنی قرآن مجید) کا اتباع کریں گے۔ جو اس پر نازل کیا گیا ہوگا۔ وہ نجات پائیں گے۔

بطریق اولیٰ

حضرت موسےٰ علیہ السلام کی اُمت کے ساتھ بھلائی کرنے میں یہ دو شرطیں لگائی گئی ہیں کہ اس نبی اُمّی (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کا اتباع کریں گے۔ اور قرآن مجید کی تابعداری کریں گے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی اُمت کے دنیا اور آخرت کی بھلائی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطریق اولیٰ ان دو شرطوں سے مشروط ہوگی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو مانیں۔ اور قرآن مجید پر عمل کریں۔ تب اس امت کی نجات ہوگی۔

وما علینا الا البلاغ

ع ۲

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ط وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ط وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ۝ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ ط كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ (سورۃ النحل ع ۴ پ ۱۴)

ترجمہ۔ جنہوں نے نیکی کی ہے (ان کے لئے) اس دنیا میں بھی بہتری ہے اور البتہ آخرت کا گھر تو بہت ہی بہتر ہے اور پرہیزگاروں کا کیا اچھا گھر ہے۔ ہمیشہ رہنے کے باغ جن میں وہ داخل ہوں گے۔ ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ جو چاہیں گے انہیں وہاں ملے گا۔

حاصل

نیکی کرنے والوں کے لئے دنیا میں بھی بہتری ہے اور ایسے پرہیزگاروں کے لئے آخرت میں ہمیشہ رہنے والے باغ ملیں گے۔ ان کے نیچے نہریں بہتی ہونگی اور جو چاہیں گے انہیں وہاں ملے گا اور انہیں کہا جائے گا ان نیکیوں کو جو تم دنیا میں کیا کرتے تھے۔ آج تمہیں یہ جنت نصیب ہوئی ہے۔ اللھم اجعلنا منھم

ع ۳

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ۝ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِئِيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ط نِعْمَ الثَّوَابُ ط وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ۝ (سورۃ الکہف ع ۴ پ ۱۵)

ترجمہ۔ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے ہم بھی اس کا اجر ضائع نہیں کریں گے جس نے اچھے کام کئے۔ وہی لوگ ہیں جن کے لئے ہمیشہ رہنے والے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہونگی۔ انہیں وہاں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور باریک اور موٹے ریشم کا لباس پہنیں گے۔ وہاں تختوں پر

تکیئے لگانے والے ہوں گے۔ کیا ہی اچھا بدلہ ہے اور کیا ہی اچھی آرامگاہ ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ جنہوں نے اچھے کام کئے انہیں پانچ انعام ملیں گے (۱) ہمیشہ رہنے کے لئے باغ۔ (۲) ان کے نیچے نہریں بہتی ہونگی (۳) انہیں وہاں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ (۴) وہاں انہیں باریک اور موٹے ریشم کا لباس پہنایا جائے گا (۵) وہاں تختوں پر تکیہ لگانے والے ہوں گے اللھم اجعلنا منھم۔

۴ع

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰی لِلذّٰكِرِیْنَ ۝ وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ۝ (سورۃ ہود ع ۱۰ پ ۱۲) ترجمہ۔ اور دن کے دونوں طرف اور کچھ حصہ رات کا نماز قائم کر۔ بے شک نیکیاں برائیوں کو دور کرتی ہیں۔ یہ نصیحت حاصل کرنے والوں کے لئے نصیحت ہے اور صبر کر بیشک اللہ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا

حاصل

یہ کہ دن کے دونوں حصوں میں (اول اور آخر) نماز پڑھ (اے نمازی) اس طرح نیکیاں کرنے سے تمہاری برائیاں معاف ہو جائیں گی۔ ان کی سزا نہیں ملے گی۔

حاشیہ شیخ الاسلام رح

حضرت۔ مولانا شبیر احمد صاحب رح شیخ الاسلام پاکستان اس آیت پر حاشیہ تحریر فرماتے ہیں۔ یعنی نمازوں کا قائم رکھنا خدا کی یادگاری ہے۔ جیسے دوسری جگہ فرمایا "اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ" یا یہ مطلب ہے کہ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ کا ضابطہ یاد رکھنے والوں کے لئے یاد رکھنے کی چیز ہے۔ جسے کبھی فراموش نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اس سے مومن کو نیکیوں کی طرف خاص ترغیب ہوتی ہے۔ حضرت شاہ صاحب رح لکھتے ہیں کہ "نیکیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو تین طرح، جو نیکیاں کرے اسکی برائیاں معاف ہوں اور جو نیکیاں اختیار کرے اس سے خو برائیوں کی چھوٹے۔ اور جس ملک میں نیکیوں کا رواج ہو وہاں ہدایت آئے اور گمراہی ہٹے۔ لیکن تینوں جگہ وزن غالب چاہیئے۔ جتنا میل اتنا صابون"

۵ع

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَی اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ (سورۃ حٰمٓ السجدہ رکوع ۵ پارہ ۲۴) ترجمہ۔ اور اس سے بہتر کس کی بات ہے جس نے لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا اور خود بھی اچھے کام کئے۔ اور کہا بے شک، میں بھی فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

۶ع

لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی وَزِیَادَةٌ ؕ وَلَا یَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (سورہ یونس ع ۳ پ ۱۱) ترجمہ۔ جنہوں نے بھلائی کی۔ ان کے لئے بھلائی ہے اور زیادتی بھی اور ان کے منہ پر سیاہی اور رسوائی نہیں چڑھے گی وہ بہشتی ہیں۔ وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے

حاصل

یہ کہ جو لوگ نیکی کریں گے۔ اللہ تعالےٰ ان کے منہ پر سیاہی اور رسوائی نہیں چڑھائے گا۔

۷ع

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّیِّئَةِ فَلَا یُجْزٰۤی اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ۝ (سورۃ انعام ع ۲۰ پ ۸) ترجمہ جو کوئی ایک نیکی کریگا۔ اس کیلئے دس گنا اجر ہے۔ اور جو بدی کریگا سو اسے اسی کے برابر سزا دی جائیگی اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

حاصل

یہ ہے کہ جو شخص ایک نیکی کرے گا وہ ایک نیکی کے بدلہ میں دس گنا اجر پائے گا۔ اللھم اجعلنا منھم

۸۔ هٰذَا ذِكْرٌ ؕ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ۝ مُتَّكِـِٕیْنَ فِیْهَا یَدْعُوْنَ فِیْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِیْرَةٍ وَّشَرَابٍ ۝ (سورہ ص ع ۲ پ ۲۳) ترجمہ۔ یہ نصیحت ہے اور بے شک پرہیزگاروں کے لئے اچھا ٹھکانا ہے۔ ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں ان کے لئے ان کے دروازے کھولے جائینگے وہاں تکیہ لگا کر بیٹھیں گے۔ وہاں بہت سے میوے اور شراب طلب کریں گے

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے پرہیزگار بندوں کے لئے اچھا ٹھکانا ہوگا۔ ہمیشہ رہنے کے باغ ہوں گے۔ وہاں ہر چیز انہیں میسر ہوگی۔ اللھم اجعلنا منھم

۹ع

وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَی التَّهْلُكَةِ ۚۛ وَاَحْسِنُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۝ سورۃ البقرہ ع ۲۴ پ ۲۔ ترجمہ۔ اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ اور اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالو اور نیکی کرو بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

حاصل

کہ اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کرو اور ہوتے ہوئے اس کو صحیح مصرف میں خرچ نہ کرنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے

۱۰ع

ذٰلِكَ الَّذِیْ یُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ قُلْ لَّاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی ؕ وَمَنْ یَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِیْهَا حُسْنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝ (سورۃ الشوریٰ ع ۳۔ پ ۲۵) ترجمہ۔ یہی وہ فضل ہے جس کی اللہ اپنے بندوں کو خوشخبری دیتا ہے جو ایمان لائے اور نیک کام کئے۔ کہہ دو میں تم سے اس پر کوئی اجرت نہیں مانگتا۔ بجز رشتہ داری کی محبت کے اور جو نیکی کمائے گا تو ہم اس میں اس کے لئے بھلائی زیادہ کر دیں گے۔ بے شک اللہ (تعالےٰ) بخشنے والا قدر دان ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ جو شخص نیکی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے اس عمل کو اور زیادہ خوبصورت کر دے گا۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

خطبہ یوم الجمعۃ مورخہ ۱۹ رمضان المبارک ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۸ مارچ ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ ۔ اما بعد،

(۱) موجودہ دور کے بعض مسلمانوں میں بھی اقوام سابقہ کی ناجائز رسمیں پائی جاتی ہیں

(۲) جنت میں کون ہمیشہ اور دوزخ میں ہمیشہ کون رہینگے

قوم نوح علیہ السلام کی طرح بعض مسلمان بھی بجائے اللہ تعالیٰ کے اپنی حاجت روائی کیلئے اپنے بزرگوں کی قبروں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہیں

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم ود۔ سواع یغوث یعوق نسر کی عبادت کرتی تھی جو ان کے بزرگ۔ خدا یاد کرنے والے تھے۔ جب انہوں نے وفات پائی تو نوح علیہ السلام کی قوم نے ان کے مجسمے بنا کر ان کی عبادت کرنا شروع کر دی۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سورۃ نوحؑ کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں "یہ ان کے بتوں کے نام ہیں۔ (یعنی ود۔ سواع۔ یغوث۔ یعوق۔ نسر) ہر مطلب کا ایک الگ بت بنا رکھا تھا۔ وہ ہی بت پھر عرب میں آئے اور ہندوستان میں بھی۔ اسی قسم کے بت بشنو۔ برہما۔ اندر۔ شو۔ اور ہنومان وغیرہ کے ناموں سے مشہور ہیں اسکی مفصل تحقیق حضرت شاہ عبدالعزیزؒ نے تفسیر عزیزی میں کی۔ بعض روایات میں ہے کہ پہلے زمانہ میں کچھ بزرگ لوگ تھے۔ ان کی وفات کے بعد شیطان کے اغوا سے قوم نے انکی تصویریں بطور یادگار بنا کر کھڑی کر لیں۔ پھر ان کی تعظیم ہونے لگی۔ شدہ شدہ پرستش کرنے لگے۔ العیاذ باللہ

پھر نوح علیہ السلام

اس قوم کی طرف مبعوث کئے گئے۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ وَّ لٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَ اَنْصَحُ لَكُمْ وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰی رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِیُنْذِرَكُمْ وَ لِتَتَّقُوْا وَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَیْنٰهُ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗ فِی الْفُلْكِ وَ اَغْرَقْنَا الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِیْنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۸ - پ ۸) ترجمہ۔ البتہ تحقیق ہم نے نوح (علیہ السلام) کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ پھر فرمایا اے میری قوم اللہ (تعالیٰ) کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ میں تم پر بڑے عذاب کے دن سے ڈرتا ہوں اس کی قوم کے سرداروں نے کہا۔ تحقیق ہم البتہ تجھے کھلم کھلا گمراہی میں دیکھتے ہیں۔ کہا اے میری قوم میں ہرگز گمراہ نہیں ہوں۔ اور لیکن میں رب العلمین کی طرف سے رسول ہوں۔ تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں اور میں اللہ کی طرف سے جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ آیا تمہیں اس بات کا تعجب ہے کہ آیا تمہارے پاس ذکر تمہارے رب کی طرف سے تم میں سے ایک آدمی پر۔ تاکہ تمہیں ڈرائے اور تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ اور تاکہ تم رحم کیے جاؤ۔ پھر جھٹلایا۔ انہوں نے اس کو۔ پھر ہم نے اس کو نجات دی اور وہ لوگ جو اس کے ساتھ تھے کشتی میں اور غرق کیا ان لوگوں کو جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ تحقیق وہ لوگ اندھے تھے۔

بزرگوں نے کبھی یہ نہیں فرمایا

کہ اللہ تعالیٰ کا دروازہ چھوڑ کر ہمارے دروازہ پر آؤ۔ تو تمہاری حاجتیں پوری ہو جائیں گی۔

بلکہ

بزرگان دین تو ہمیشہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر خلق خدا کو لاتے ہیں۔

بزرگان دین ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اللہ تعالیٰ کا ہی دروازہ دکھایا ہے۔

یہ رسم در اصل

یہود و نصاریٰ سے آئی ہے۔ کوئی عالم اس حدیث کا انکار نہیں کر سکتا۔ آپؐ نے فرمایا کہ میری اُمت یہود و نصاریٰ کے نقش قدم پر چلے گی۔ یہاں تک ان میں سے اگر کسی نے اپنی ماں سے علانیہ زنا کیا تھا تو میری امت میں بھی ایسا ہوگا۔ کہ اپنی ماں سے علانیہ زنا کرے۔

لہذا

کوئی عالم اس حدیث شریف سے بھی انکار نہیں کر سکتا۔ لَعَنَ اللّٰهُ الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَآئِهِمْ مَسَاجِدَ = ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا

معلوم ہوتا ہے

کہ حضرات اولیائے کرام کی قبروں پر سجدہ

کرنے کی رسم یہود و نصاریٰ سے آئی ہے۔

ورنہ

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین سے بڑھ کر جتنے وہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عاشق تھے اور کوئی کب کسی بزرگ کا عاشق ہو سکتا ہے۔ جب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم آپؐ کی قبر پر سجدہ نہیں کرتے تھے تو اور کون بڑا بزرگ ہو سکتا ہے۔ جس کی قبر پر سجدہ کیا جائے۔

ادب

بزرگان دین رحمہم اللہ کا ادب یہ ہے کہ ان کے بتلائے ہوئے دین پر آدمی عمل کرے

میں نے بھی

خاندان قادری کے اپنے بزرگ دیکھے ہیں کبھی کسی نے اپنے مریدوں کو یہ تلقین نہیں کی کہ آکر ہماری قبروں پر سجدہ کرنا بلکہ سب حضرات کو دیکھا ہے کہ اپنے تابوداروں کو ذکر الٰہی کی تلقین فرماتے تھے۔ اللھم اہد قومی فانہم لا یعلمون۔

وہ رسمیں ساتھ لائے ہیں

میں کہا کرتا ہوں کہ سوائے سادات حضرات اور انصاری حضرات کے ہم سب لوگ ہندو سے مسلمان ہوئے ہیں۔ کوئی دو پشت سے مسلمان ہے کوئی تین پشت سے مسلمان ہے۔ علیٰ ہذا القیاس مسلمان ہم کہلاتے ہیں مگر کئی رسمیں ہندوانہ ہم میں پائی جاتی ہیں اور کہنہ ہونے کے باعث وہ کفر کی رسمیں اسلام کی جزء بن گئی ہیں۔ جو ان رسموں کی مخالفت کرے وہ گویا کہ اسلام کی مخالفت کرتا ہے۔ ان رسموں میں سے ایک رسم

قوالی

ہے۔ ہندو ہونے کے وقت میں بتوں کو خوش کرنے کے لئے ان کے سامنے گانے بجاتے تھے۔ جب مسلمان ہو گئے تو ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اتباع کرنا چاہیئے۔ اب ہمیں ان رسموں سے باز آجانا چاہیئے۔ اب جو قوالی کا منکر ہو اسپر بھی طعن کیا جاتا ہے۔ قوالی میں تین چیزیں ہوتی ہیں۔ ایک آدمی دو طبلے بجاتا ہے اور دوسرا تالیاں بجاتا ہے اور تیسرا گانا گاتا ہے۔ کیا یہ رسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ میں تھی۔

ہرگز نہیں تھی

تو یہ دین کا کب جزء بن گئی۔ دین اصلی اور دین نبوی وہی ہے جو آپؐ نے صحابہ کرامؓ کو سکھلایا تھا۔

عرس کرنا

یہ رسم بھی در اصل ہندوؤں سے آئی ہوئی ہے۔ کیا صحابہ کرامؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عرس کرتے تھے۔ ہرگز نہیں۔ دراصل جب ہم لوگ (سوائے سادات کرام اور انصاریوں) ہندو تھے۔ تب سراد کیا کرتے تھے سرادوں کا ہندوؤں کا ایک ہفتہ ہوتا ہے۔ کیونکہ جو مرے گا۔ وہ سات دنوں میں کسی نہ کسی دن مرے گا۔ لہذا ان میں جو بھی ہفتہ کے دن مرے گا اس کا سراد اسی دن ہوگا۔ اور جو اتوار کو مرے گا ان سب کا سراد اتوار کے دن ہوگا۔ گویا کہ سارے مردوں کو ثواب پہنچا دیں گے۔ مسلمانوں کی طرح تھوڑے ہی اپنی دولت لٹاتے ہیں کہ بارہ مہینے عرس کرتے رہیں۔ یہ عرس کی رسم بھی ایک جزو اسلام بن گئی ہے۔ جو نہ کرے اس پر طعن کیا جاتا ہے۔ نماز پڑھنے والے اور عرس نہ کرنے والے مسلمان پر طعن کرتے ہیں اور نماز نہ پڑھنے اور عرس کرنیوالے کو پکا مسلمان سمجھتے ہیں

دعا

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت دے اور صحیح اور اصلی اسلام کو سمجھیں آمین یا الٰہ العالمین

میں بھی حنفی اور قادری ہوں

کیا حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یا حضرت شیخ عبدالقادرؒ مذکورۃ الصدر رسمیں بجالاتے تھے۔ جب نہیں کرتے تھے تو پھر سوائے اس کے نہیں کہ یہ چیزیں ہندوؤں سے آئی ہیں۔ جیسے ذکر کر چکا ہوں۔

لہذا

یہ رسمیں اسلام کا جزو نہیں۔ اگر ہوتیں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ بھی ضرور بجا لاتے اور نہ حنفیت کی جزء ہیں اگر ہوتیں تو حضرت امام ابوحنیفہؒ بجالاتے اور نہ قادریت کی جزء ہیں۔ اگر قادریت کی جزء ہوتیں تو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ضرور بجا لاتے

اصلی دین

فقط وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو سکھایا اور صحابہ کرامؓ نے تابعین کو سکھایا اور تابعین حضرات نے تبع تابعین کو سکھایا۔

بفضلہ تعالےٰ وہ دین بھی زندہ رہیگا

کیونکہ اس کے زندہ رکھنے کا اللہ تعالیٰ نے خود ذمہ اٹھایا ہوا ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ سورۃ حجر ع ۱ پ ۱۴ ترجمہ۔ تحقیق ہم نے یہ نصیحت اتاری ہے اور تحقیق ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

لہذا

خود ساختہ دین والے خواہ کتنا ہی بدنام کیوں نہ کریں۔ مگر بایں ہمہ ایسے لوگ دنیا میں ضرور موجود رہیں گے جو دین الٰہی کو زندہ رکھیں

شیطان کو اس بات کا اقرار ہے

قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ ۝ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ۝ (سورۃ الحجر ع ۳ پ ۱۴۔ ترجمہ۔ کہا۔ اے میرے رب جیسا تو نے مجھے گمراہ کیا ہے البتہ ضرور ضرور میں انہیں ان کے گناہوں کو مرغوب کر کے دکھاؤں گا۔ اور ان سب کو گمراہ کروں گا۔ سوائے تیرے ان بندوں کے جو ان میں مخلص ہوں گے۔ فرمایا یہ راستہ مجھ تک سیدھا ہے۔ بیشک میرے بندوں پر تیرا کچھ بھی بس نہیں چلے گا۔ مگر جو گمراہوں میں سے تیرا تابعدار ہوا

ایماندار لوگوں پر شیطان کا داؤ چل بھی نہیں سکتا

اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ۝ (سورۃ النحل ع ۱۳ پ ۱۴۔ ترجمہ۔ اس کا زور ان پر نہیں چلتا جو ایمان رکھتے ہیں اور اپنے

رب پر بھروسہ کرتے ہیں اس کا زور تو انہیں پر ہے جو اسے دوست بناتے ہیں - اور جو اللہ کے ساتھ شریک مانتے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ شیطان کا زور ایمانداروں پر نہیں چلتا - اس کا زور ان لوگوں پر چلتا ہے جو اسے اپنا دوست بناتے ہیں اور جو اللہ کے ساتھ شریک مانتے ہیں۔

لڑکیوں کو جائداد میں سے حصّہ نہ دینا

یہ رسم بھی مسلمانوں میں ہندوؤں سے آئی ہوئی ہے - حالانکہ قرآن مجید میں واضح طور پر موجود ہے کہ لڑکی کو لڑکے سے آدھا دیا جائے۔ یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْٓ اَوْلَادِکُمْ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ الایۃ سورۃ النساء ع ۲ - ترجمہ - اللہ تعالےٰ تمہاری اولاد کے حق میں تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے الخ۔

اب مسلمان کا فرض

ہے کہ اس حکم کی تعمیل کرے - اگر یہ حکم دل سے بھی نہیں مانتا تو مسلمان ہی نہیں ہے اور اگر دل سے مانتا ہے اور عملاً مخالف ہے تو فاسق ہے - جو مسلمان ہی نہیں رہتا اس کے لئے شفاعت بھی نہیں ہے - البتہ فاسق کے لئے شفاعت ہے

دولہا کے سر پر سہرا باندھنا

یہ رسم بھی کفار کی تھی جو مسلمانوں میں آئی ہے - اب جاہل مسلمان اس کو ضروری سمجھتے ہیں - حالانکہ یہ کوئی اسلامی رسم نہیں ہے - میں تو سہرا سر پر ہونے کی حالت میں نکاح نہیں پڑھا کرتا - یا تو سہرا اُتار دیں یا دولہا کے گلے میں ڈال دیں - پھر پڑھتا ہوں -

دُعا

اللہ تعالےٰ مسلمانوں کی حالت پر رحم کرے کہ بہت سی رسمیں انہوں نے کافروں سے لے رکھی ہیں -

ڈھولک بجانا

یہ بھی ہندوؤں کی رسم ہے کہ جس گھر میں شادی ہو اس میں ڈھولک بجائی جائے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرنے والے اس رسم سے پرہیز کرتے ہیں۔

دولہا کو گھوڑی پر چڑھانا

جب دولہا سسرال میں شادی کرنے جائے تو برات خواہ پیدل جائے - مگر دولہا کو ضرور گھوڑی چڑھایا جائے یہ رسم بھی ہندوؤں کی ہے - مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس سے پرہیز کریں -

ایک نئی رسم

چند سال سے مسلمانان لاہور نے ایک رسم ایجاد کی ہے کہ جب برات شادی کرنے جائے تو گولے چھوڑے جائیں - یہ رسم بھی خلاف شرع ہے مسلمانوں کا فرض ہے کہ خلاف شرع رسموں سے اپنے آپ کو بچائیں اور جہاں تک ممکن ہو - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کریں - ورنہ قیامت کے دن خلاف شرع رسموں کے باعث کہیں پکڑے نہ جائیں

جنت میں خلود کن لوگوں کیلئے ہے

ع ۱

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا جَزَآءًۢ بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝

ترجمہ - بے شک جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے - پھر اسی پر جمے رہے - پس ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہونگے یہی بہشتی ہیں - اس میں ہمیشہ رہیں گے - بدلے ان کاموں کے جو وہ کیا کرتے تھے

ع ۲

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلٰوتِھِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِلزَّکٰوۃِ فٰعِلُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِفُرُوْجِھِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰٓی اَزْوَاجِھِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُھُمْ فَاِنَّھُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِاَمٰنٰتِھِمْ وَعَھْدِھِمْ رٰعُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلَوٰتِھِمْ یُحَافِظُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ط ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ۝ (سورۃ المومنون ع ۱ پ ۱۸ -) ترجمہ بے شک ایمان والے کامیاب ہو گئے جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں اور جو بیہودہ باتوں سے منہ موڑنے والے ہیں - اور جو زکوٰۃ دینے والے ہیں اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں مگر اپنی بیویوں یا لونڈیوں پر - اس لیے کہ ان میں کوئی الزام نہیں - پس جو شخص اسکے علاوہ طلب گار ہو تو وہی حد سے نکلتے ہیں - اور جو اپنی امانتوں اور اپنے وعدوں کا لحاظ رکھنے والے ہیں اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہیں - وہی وارث ہیں جو جنت الفردوس کے وارث ہوں گے - وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے -

ع ۳

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ۝ (سورۃ البقرہ ع ۶ پ ۱) ترجمہ - اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے - وہی بہشتی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہینگے -

ع ۴

وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ ط کُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْھَا مِنْ ثَمَرَۃٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا ھٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ وَاُتُوْا بِہٖ مُتَشَابِھًا ط وَلَھُمْ فِیْھَآ اَزْوَاجٌ مُّطَھَّرَۃٌ ۙ وَّھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ۝ (سورۃ البقرہ ع ۳ پ ۱) ترجمہ اور ان لوگوں کو خوشخبری دے جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ ان کے لئے باغ ہیں - ان کے نیچے نہریں بہتی ہیں - جب انہیں وہاں کا کوئی پھل کھانے کو ملے گا تو کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہمیں اس سے پہلے ملا تھا اور انہیں ہم شکل پھل دیئے جائیں گے اور ان کے لئے وہاں پاکیزہ عورتیں ہونگی اور وہ وہیں ہمیشہ رہیں گے -

ع ۵

وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ وَسَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَجَنَّۃٍ عَرْضُھَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ط وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ ذَکَرُوا اللّٰہَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِھِمْ ص وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ ق وَلَمْ یُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ جَزَآؤُھُمْ مَّغْفِرَۃٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا

جو دوسروں پر رحم نہ کرے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم رہے گا

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس شخص پر اللہ کی رحمت نہ ہوگی، جو (س کے پیدا کئے ہوئے) انسانوں پر رحم نہ کھائے گا، اور ان کے ساتھ رحم دلی کا معاملہ نہ کرے گا۔ صحیح بخاری

تم زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم کرے گا

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رحم کھانے والوں اور رحم دلی کا معاملہ کرنے والوں پر رحمٰن کی خاص رحمت ہو گی۔ تم زمین والی مخلوق کے ساتھ رحم کا معاملہ کرو، آسمان والا تم پر رحمت فرمائے گا۔ سنن ابی داؤد

وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝ (سورۃ آل عمران پ۴) ۔ ترجمہ۔ اور اللہ اور رسول کی تابعداری کرو۔ تاکہ تم رحم کئے جاؤ اور اپنے رب کی بخشش کی طرف دوڑو۔ اور بہشت کی طرف جس کا عرض آسمان اور زمین ہے جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے جو خوشی اور تکلیف میں خرچ کرتے ہیں۔ اور غصہ ضبط کرنے والے ہیں اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں اور اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور وہ لوگ جب کوئی کھلا گناہ کر بیٹھیں یا اپنے حق میں ظلم کریں تو اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں اور سوائے اللہ کے گناہ بخشنے والا کون ہے اور اپنے کئے پر وہ اڑتے نہیں۔ اور وہ جانتے ہیں۔ یہ لوگ ان کا بدلہ ان کے رب کے ہاں سے بخشش ہے۔ اور باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی۔ ان باغوں میں ہمیشہ رہنے والے ہونگے۔ اور کام کرنے والوں کی کیسی اچھی مزدوری ہے۔

دوزخ میں ہمیشہ کون لوگ رہیں گے

۱

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ۝ (سورۃ النساء، پ۵

بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا جو اس کا شریک کرے اور شرک کے ماسوا دوسرے گناہ جسے چاہے بخشتا ہے اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا۔ اس نے بڑا ہی گناہ کیا۔

۲

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝ (سورہ البقرہ ع ۱۹ پ۲ ۔ ترجمہ۔ بے شک جنہوں نے انکار کیا اور انکار ہی کی حالت میں مر بھی گئے۔ تو ان پر اللہ کی لعنت ہے۔ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی بھی۔ وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ ان سے عذاب ہلکا نہ کیا جائے گا اور نہ وہ مہلت دیئے جائیں گے۔

۳

اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝ لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ۝ ۴۵

وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (سورۃ الزخرف ع ۷۔ پ۲۵۔ ترجمہ بے شک عذاب دوزخ ہی میں ہمیشہ رہینگے ان سے عذاب ہلکا نہ کیا جائے گا اور وہ اسی میں مایوس پڑے رہیں گے اور ہمنے تو ان پر ظلم نہیں کیا۔ لیکن وہ خود ہی ظالم تھے۔ وما علینا الا البلاغ واللہ بصیر بالعباد

حدیث صحیح میں بروایت ثوبان رضی اللہ عنہ آیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے روزے رکھے رمضان کے اور چھ روزے اس کے بعد تو اس کو تمام سال کے روزے حاصل ہونگے۔ (یعنی ثواب)

خطبہ یوم الجمعہ مورخہ ۲۶ رمضان المبارک ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۵ مارچ سنہ ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دامت برکاتہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد

دعوت القرآن

قرآن مجید نجات کا ذمہ دار ہے

الٓمّٓ ۚ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۭ

ترجمہ۔ یہ وہ کتاب ہے۔ جس میں کوئی بھی شک نہیں۔ پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے جو بن دیکھے ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے۔ اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور جو ایمان لاتے ہیں۔ اس پر جو اتارا گیا۔ آپؐ پر اور جو آپؐ سے پہلے اتارا گیا۔ اور آخرت پر بھی وہ یقین رکھتے ہیں

۲

قرآن مجید اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لاتا ہے

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝ سورہ ابراہیم ع ۱۔ پ ۱۳۔ ترجمہ۔ یہ ایک کتاب ہے۔ ہم نے اسے تیری طرف نازل کیا ہے۔ تاکہ تو لوگوں کو ان کے رب کے حکم سے اندھیروں سے روشنی کی طرف غالب تعریف کئے ہوئے کے راستہ کی طرف نکالے

یعنی

قرآن شریف اللہ تعالیٰ کے مخالف چلنے سے بچائے اور اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق چلائے

۳

قرآن مجید کی تاثیر

وَاَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۭ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝ سورۃ حشر پ ۲۸ ع ۳۔ ترجمہ۔ اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو آپ اسے دیکھتے کہ اللہ کے خوف سے جھک کر پھٹ جاتا اور ہم یہ مثالیں لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں۔ تاکہ وہ غور کریں۔

خلاصہ

اللہ تعالیٰ کے اس اعلان سے معلوم ہوا کہ جو لوگ قرآن مجید سے ہدایت نہیں لیتے ان کے دل پتھر سے بھی زیادہ سخت ہیں کہ پتھر اس کتاب سے اثر پذیر ہو سکتا ہے لیکن ان کے دل اثر نہیں پاتے۔

۴

قرآن مجید کا اتباع کرو گے تو خدا تعالیٰ کی رحمت کو کھینچ کر لائیگا

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ سورۃ الانعام ع ۲۰۔ پ ۸۔ ترجمہ۔ یہ برکت والی کتاب ہم نے اتاری ہے۔ سو اس کا اتباع کرو اور ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اس کتاب (یعنی قرآن مجید) کا اتباع کرو اور مخالفت کرنے سے خدا تعالیٰ سے ڈرو۔ تب تم پر رحم الٰہی ہوگا۔

۵

قرآن شریف سے اعراض کرنیوالوں کیلئے بڑا عذاب ہوگا

سَنَجْزِي الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ۝ سورۃ الانعام ع ۲۰ پ ۸

ترجمہ۔ جو لوگ ہماری آیتوں سے منہ موڑتے ہیں۔ ہم انہیں ان کے منہ موڑنے کے باعث بڑے عذاب کی سزا دیں گے۔

قرآن مجید سب سے پہلے سبق توحید پڑھاتا ہے

۱

وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ سورۃ المائدہ ع ۱۰ پ ۶ ترجمہ۔ حالانکہ سوائے ایک معبود کے کوئی اور معبود نہیں ہے۔ اور اگر وہ اس بات سے باز نہ آئیں گے جو وہ کہتے ہیں۔ تو ان میں سے کفر پر قائم رہنے والوں کو دردناک عذاب پہنچیگا۔

۲

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝ سورۃ المائدہ ع ۳۔ پ ۶۔ ترجمہ۔ اور آسمانوں اور زمین اور ان دونوں کے درمیان کی سلطنت اللہ ہی کے لئے ہے اور اسی کی طرف لوٹ جانا ہے۔

۳

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ۝ سورۃ السباء ع ۳۔ پ ۲۲ ترجمہ۔ کہدو۔ جن کا اللہ کے سوا تمہیں گھمنڈ ہے انہیں پکارو۔ وہ نہ تو آسمان ہی میں ذرہ بھر اختیار رکھتے ہیں اور نہ زمین میں اور نہ ان کا ان میں کچھ حصہ ہے اور نہ ان میں سے اللہ کا کوئی مددگار ہے

۴

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ جَزَاۗءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ سورۃ الاحقاف ع ۲۔ پ ۲۶۔ ترجمہ۔ بے شک جن لوگوں نے کہا کہ رب ہمارا اللہ ہے۔ پھر اسی پر جمے رہے۔ پس ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہونگے۔ یہی بہشتی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

۵

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ۝ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۝ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ۭ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ۝) سورۃ ابراہیم ع ۵ پ ۱۳

ترجمہ۔ اللہ وہ ہے۔ جس نے آسمان اور زمین بنائے اور آسمان سے پانی نازل کیا۔ پھر اس سے تمہارے کھانے کو پھل نکالے اور کشتیاں تمہارے تابع کر دیں۔ تاکہ دریا میں اس کے حکم سے چلتی رہیں اور نہریں تمہارے تابع کر دیں۔ اور سورج اور چاند کو تمہارے تابع کر دیا جو ہمیشہ چلنے والے ہیں اور تمہارے لئے رات اور دن کو تابع کیا اور جو چیز تم نے اس سے مانگی۔ اس نے تمہیں دی اور اگر اللہ کی نعمتیں شمار کرنے لگو۔ تو انہیں شمار نہ کر سکو۔ بے شک انسان بڑا بے انصاف ناشکرا ہے۔

کلمہ توحید پڑھنے کے بعد نماز پڑھنے کا حکم

ع ۱

(وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ)۔ اور نماز پڑھو سورۃ البقرہ ع ۵ پ ۱۔ یعنی نماز التزام سے پڑھو۔ یہ نہ ہو کہ کبھی پڑھی اور کبھی نہ پڑھی

ع ۲

روزہ رکھنے کا حکم

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝) سورۃ البقرہ ع ۲۳ پ ۲۔ ترجمہ اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔ جس طرح ان لوگوں پر فرض کئے گئے تھے۔ جو تم سے پہلے تھے۔ تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔

زکوٰۃ دینے کا حکم

(وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ) البقرہ ع ۵ پ ۱۔

ترجمہ۔ اور زکوٰۃ دو

جس کی ملکیت میں

ہو اُس پر زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔ مثلاً زیور عورت کی ملکیت میں ہوتے ہیں۔ اس لئے جو عورت کے زیور ہوں ان کی زکوٰۃ نکالنا عورت کے ذمہ فرض ہے۔ اگر نہ نکالے تو عورت زکوٰۃ نہ دینے کی ذمہ دار نہ کہ مرد گنہگار ہو گا۔

ع ۳

حج کرنے کا حکم

(وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۝) سورۃ آل عمران ع ۱۰ پ ۴۔ ترجمہ اور لوگوں کو اس گھر کا حج کرنا اللہ کا حق ہے۔ جو شخص اس تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصطلاح میں مذکورۃ الصدر کاموں کے کرنے کا نام اسلام ہے

چنانچہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اسلام کی معنی دریافت کی تو آپؐ نے یہی جواب فرمایا۔ چنانچہ اس کا ثبوت ملاحظہ ہو

حدیث شریف

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ اِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيْدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا يُرٰى عَلَيْهِ اَثَرُ السَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهٗ مِنَّا اَحَدٌ حَتّٰى جَلَسَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِسْلَامِ قَالَ الْاِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا قَالَ صَدَقْتَ فَعَجِبْنَا لَهٗ يَسْاَلُهٗ وَيُصَدِّقُهٗ الْحَدِيْث۔ ترجمہ۔ عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے فرمایا ایک وقت ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ ناگہاں ہم پر ایک آدمی ظاہر ہوا۔ جو نہایت سفید کپڑوں والا تھا۔ نہایت سیاہ بالوں والا تھا۔ نہ اس پر کوئی سفر کا اثر دیکھا جاتا تھا اور نہ اس کو کوئی آدمی پہچانتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا پس اپنے دونوں گھٹنوں کو آپؐ کے گھٹنوں کے ساتھ ملا دیا اور اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اپنی رانوں پر رکھ دیا اور کہا اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم مجھے اسلام کے متعلق اطلاع دیجئے۔ آپ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور خدا نہیں ہے اور تحقیق محمد اللہ کے رسول ہیں اور تو قائم کرے نماز اور تو دے زکوٰۃ۔ اور تو رمضان کے روزے رکھے اور اگر تجھے طاقت ہو تو بیت اللہ کا حج کرے (یہ سن کر) فرمایا۔ آپؐ نے ٹھیک فرمایا۔ پھر ہم نے اس پر تعجب کیا۔ آپ سے پوچھتا ہے (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسلام کے معنی سے واقف نہیں۔ اور جب فرمایا۔ آپ نے سچ فرمایا ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے جانتا تھا۔

قرآن مجید اپنے عہد کو پورا کرنے کا حکم دیتا ہے

(اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ۝) سورۃ بنی اسرائیل ع ۴۔ پ ۱۵۔

ترجمہ۔ اور عہد پورا کرو بے شک عہد کی باز پرس ہو گی۔

معاملات کے متعلق پورا بھرو اور تولو

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝) سورہ بنی اسرائیل ع ۴۔ پ ۱۵۔ ترجمہ۔ اور ناپ تول کر دو تو پورا ناپو اور صحیح ترازو سے تول کر دو۔ یہ بہتر ہے اور انجام بھی اس کا اچھا ہے

ورنہ دوزخ میں جاؤ گے

(وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۝ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۝) سورہ المطففین ع ۱ پ ۳۔ ترجمہ۔ کم تولنے والوں کے لئے تباہی ہے۔ وہ لوگ کہ جب لوگوں سے ماپ کر لیں تو پورا لیں اور جب ان کو ماپ یا تول کر دیں تو گھٹا کر دیں۔

آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۣ الآیہ۔ سورہ النساء ع ۵ پ ۵

ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ۔ مگر یہ کہ آپس کی خوشی سے تجارت ہو۔

یتیموں کا مال ناحق نہ کھاؤ

(اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَ سَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا ۝) سورۃ النساء ع ۱۰ پ ۴ ترجمہ۔ بے شک جو لوگ یتیم کا مال ناحق کھاتے ہیں۔ وہ اپنے پیٹ آگ سے بھرتے ہیں۔ اور عنقریب آگ میں داخل ہوں گے۔

تقسیم میراث کے متعلق

(یُوْصِیْکُمُ اللّٰهُ فِیْۤ اَوْلَادِکُمْ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ) الآیۃ سورۃ النساء ع ۲۔ پ ۴۔ ترجمہ۔ اللہ تعالےٰ تمہاری اولاد کے حق میں تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک مرد کا دو عورتوں کے برابر حصہ ہے۔

عورتوں کو رواج کے باعث جائداد میں سے حصہ نہ دینا کفر ہے۔ اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ اللہ تعالےٰ جو لوگ لڑکیوں کا حصہ نہیں دیتے اور خود کھا جاتے ہیں۔ ان کے حق میں داخلہ دوزخ کا وعید ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَ سَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا ۝ سورۃ النساء ع ۱۔ پ ۴۔ ترجمہ بے شک جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں۔ وہ اپنے پیٹ آگ سے بھرتے ہیں اور عنقریب آگ میں داخل ہوں گے

زنا کے قریب نہ جاؤ

(وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤی اِنَّهٗ کَانَ فَاحِشَةً ؕ وَ سَآءَ سَبِیْلًا ۝) سورہ بنی اسرائیل ع ۴ پ ۱۵ ترجمہ۔ اور زنا کے قریب نہ جاؤ۔ بے شک وہ بے حیائی ہے اور بُری راہ ہے۔

شراب نہ پیو۔ جُوا نہ کھیلو۔ اور بت فال کے تیر سب سے بچو

(یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝) سورہ مائدہ ع ۱۲ پ ۷۔ اے ایمان والو شراب اور جُوا اور بُت اور فال کے تیر سب شیطان کے گندے کام ہیں۔ سو ان سے بچتے رہو۔ تاکہ تم نجات پاؤ۔

قیامت پر ایمان لاؤ

(لَیَجْمَعَنَّکُمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ لَا رَیْبَ فِیْهِ

الآیہ۔ سورۃ النساء ع ۱۱ پ ۵ ترجمہ۔ بے شک قیامت کے دن تم سب کو جمع کرے گا۔

حاصل

یہ ہے کہ مسلمان کو قیامت کے دن جمع ہونے میں شک نہیں ہونا چاہیئے۔

نتیجہ

اس عقیدے کا نتیجہ یہ ہونا چاہیئے کہ ہر مسلمان کو اپنے فرائض اور ذمہ داریاں ادا کرنی چاہئیں تاکہ اس دن اللہ تعالےٰ کے سامنے اور مسلمانوں کے روبرو ذلیل اور رسوا نہ ہونا پڑے۔ وما علینا الا البلاغ واللہ یھدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم

کامیاب زندگی والے

ع ۱

(قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ وَ الَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ وَ الَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّکٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝ وَ الَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰۤی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ وَ الَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَ عَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝ وَ الَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝) سورۃ المومنون ع ۱ پ ۱۸۔ ترجمہ۔ بے شک ایمان والے کامیاب ہو گئے جو اپنی نماز میں عاجزی کرنیوالے ہیں اور جو بیہودہ باتوں سے منہ موڑنے والے ہیں اور جو زکوٰۃ دینے والے ہیں اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ مگر اپنی بیویوں یا لونڈیوں پر اس لئے کہ ان میں کوئی الزام نہیں۔ پس جو شخص اسکے علاوہ طلبگار ہو تو وہی حد سے نکلنے والے ہیں اور جو اپنی امانتوں اور اپنے وعدہ کا لحاظ رکھنے والے ہیں اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں وہی وارث ہیں جو جنت الفردوس کے وارث ہونگے

حاصل

یہ ہے کہ عنوان سابق والی آٹھ شرطیں جس مرد یا عورت میں پائی جائیں گی۔ وہ بہشت میں داخل ہونگے اور وہ شرطیں یہ ہیں پہلی ایمان (ایمان کے معنی پہلے بیان ہو چکے ہیں) دوسری نماز۔ تیسری۔ بیہودہ کاموں سے منہ موڑنیوالے مثلاً مرغے لڑانا۔ کبوتر اڑانا۔ بینڈھے لڑانا۔ سانڈھ لڑانا۔ رنڈیوں کے تماشے کرانا وغیرہ

پچھلی شرط زکوٰۃ ادا کرنا جسکی ملکیت نصاب زکوٰۃ ہو۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

عام طور پر عورتیں اپنے زیورات کی زکوٰۃ نہیں نکالتیں۔ حالانکہ ان کے زیورات کی زکوٰۃ نکالنا ان کے ذمہ فرض ہے۔ نہ کہ ان کے مردوں کے ذمہ ہے۔ ہاں یہ ٹھیک ہے کہ اگر انکی زکوٰۃ دس روپے نکلتی ہے تو وہ زیور بیچ کر نہ دے۔ بلکہ اپنے مرد سے لے کر ادا کر دے۔ اگر چہ سونے کے ہوں یا چاندی کے ہر سال بازار سے۔ بھاؤ دریافت کر لیں اور جتنا روپیہ واجب الادا ہو زکوٰۃ ادا کر دیں۔

پانچویں شرط۔ کہ وہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے۔ یعنی ناجائز جگہ پر ان کا استعمال نہ کریں۔ چھٹی وہ اپنی امانتوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ جو امانت رکھیں وہ باقاعدہ ادا کریں۔ یعنی امانتوں کے دینے میں دیر نہ کریں۔ جب کوئی اپنی امانت مانگے فوراً ادا کر دینے والے

ساتویں اپنے وعدے کو پورا کرنے والے۔

آٹھویں اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے یعنی ایسے نہ ہوں جو کبھی پڑھ لیں اور کبھی نہ پڑھیں

ع ۲

(وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝ وَ الَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا ۝ وَ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا کَانَ غَرَامًا ۝ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا ۝ وَ الَّذِیْنَ اِذَاۤ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَ لَمْ یَقْتُرُوْا وَ کَانَ بَیْنَ ذٰلِکَ قَوَامًا ۝ وَ الَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَ لَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ لَا یَزْنُوْنَ ۚ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ یَلْقَ اَثَامًا ۝ یُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ یَخْلُدْ فِیْهٖ مُهَانًا ۝ اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَ کَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝ وَ مَنْ تَابَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ یَتُوْبُ اِلَی اللّٰهِ مَتَابًا ۝ وَ الَّذِیْنَ لَا یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَ اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا کِرَامًا ۝ وَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِّرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ یَخِرُّوْا عَلَیْهَا صُمًّا وَّ عُمْیَانًا ۝ وَ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۝ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝ سورۃ الفرقان ع ۶ پ ۱۹ ۔ ترجمہ۔ اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر دبے پاؤں چلتے ہیں ۔ اور جب ان سے بے سمجھ لوگ بات کریں ۔ تو کہتے ہیں سلام ہے اور وہ لوگ جو اپنے رب کے سامنے سجدہ میں اور کھڑے ہو کر رات گزارتے ہیں اور وہ لوگ جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم سے دوزخ کا عذاب دور کر دے ۔ بیشک اس کا عذاب پوری تباہی ہے ۔ بیشک وہ برا ٹھکانا اور بُری قیامگاہ ہے ۔ اور وہ جب خرچ کرتے ہیں تو فضول خرچی نہیں کرتے اور نہ تنگی کرتے ہیں اور ان کا خرچ ان دونوں کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے اور وہ جو اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور اس شخص کو ناحق قتل نہیں کرتے ۔ جسے اللہ نے حرام کر دیا ہے اور زنا نہیں کرتے ۔ اور جس شخص نے یہ کیا وہ گناہ میں جا پڑا قیامت کے دن اسے دُگنا عذاب ہوگا اور اس میں ذلیل ہو کر پڑا رہے گا ۔ مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک کام کئے ۔ سو انہیں اللہ برائیوں کی جگہ بھلائیاں بدل دے گا ۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور جس نے توبہ کی اور نیک کام کئے تو وہ اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے ۔ اور جو بیہودہ باتوں میں شامل نہیں ہوتے اور جب بیہودہ باتوں کے پاس سے گذریں تو شریفانہ طور سے گزرتے ہیں اور وہ جب انہیں ان کے رب کی آیتوں سے سمجھایا جاتا ہے تو ان پر بہرے اندھے ہو کر نہیں گرتے اور وہ جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما ۔ اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا دے ۔ یہی لوگ ہیں ۔ جنہیں ان کے صبر کے بدلہ میں جنت کے بالاخانے دیئے جائیں گے ۔

قیامت کے دن کا نقشہ

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَيَقُوْلُ هَاۗؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ۝ اِنِّىْ ظَنَنْتُ اَنِّىْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ۝ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ۝ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْۗـًٔا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ۝ سورۃ الحاقہ ع ۱ پ ۲۹ ۔ ترجمہ۔ جس کو اس کا اعمالنامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائیگا سو وہ کہے گا ۔ لو میرا اعمالنامہ پڑھو ۔ بیشک میں سمجھتا تھا کہ میں اپنا حساب دیکھوں گا ۔ سو وہ دل پسند عیش میں ہوگا ۔ بلند بہشت میں جس کے میوے جھکے ہوں گے ۔ کھاؤ اور پیو ان کاموں کے بدلے میں جو تم نے گزشتہ دنوں میں آگے بھیجے تھے ۔

وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ۝ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ۝ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ۝ مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ ۝ هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ ۝ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۝ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ۝ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ۝ اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ۝ وَلَا يَحُضُّ عَلٰي طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ۝ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ۝ لَّا يَاْكُلُهٗٓ اِلَّا الْخٰطِـُٔوْنَ ۝ سورۃ الحاقہ ع ۱ ۔ پ ۲۹ ۔ ترجمہ۔ اور جس کا اعمالنامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا گیا تو کہے گا ۔ اے کاش میرا اعمالنامہ نہ ملتا اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے ۔ (کاش وہ موت) خاتمہ کرنے والی ہوتی ۔ میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا ۔ مجھ سے میری حکومت بھی جاتی رہی ۔ اسے پکڑو ۔ پس اسے طوق پہنا دو ۔ پھر اسے دوزخ میں ڈال دو ۔ پھر ایک زنجیر میں جس کا طول ستر گز ہے اسے جکڑ دو ۔ بے شک وہ اللہ پر یقین نہیں رکھتا تھا جو بڑا عظمت والا ہے ۔ اور نہ مسکین کے کھانا کھلانے کی رغبت دیتا تھا ۔ سو آج اس کا یہاں کوئی دوست نہیں اور نہ کھانا ہے مگر زخمیوں کا دھوون ۔ اسے سوائے گناہگاروں کے کوئی نہیں کھائے گا ۔

حاصل

یہ ہے کہ پہلا نقشہ بہشتیوں کا ہے اور دوسرا دوزخیوں کا ۔ اللھم اعذنا منہ بفضلک ورحمتک یا ارحم الراحمین ۔ وما علینا الا البلاغ

مخلوق کے ساتھ اچھائی کرنے والا اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہے

حضرت انس اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ساری مخلوق اللہ کی عیال (گویا اس کا کنبہ) ہے اس لئے اللہ کو زیادہ محبوب اپنی مخلوق میں وہ آدمی ہے جو اللہ کی عیال (یعنی اس کی مخلوق) کے ساتھ احسان اور اچھا سلوک کرے ۔ شعب الایمان للبیہقی

خطبہ یوم الجمعہ مورخہ ۴ شوال المکرم سنہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۸ اپریل سنہ ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دامت برکاتہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد

دوزخی کون ہیں اور اُن کے ساتھ سلوک کیسا ہوگا

بہشتی کون ہیں اور اُن کے ساتھ سلوک کیسا ہوگا

دوزخی کون ہیں اور ان کے ساتھ سلوک کیسا ہوگا

۱

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِیْھِمْ نَارًا کُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُھُمْ بَدَّلْنٰھُمْ جُلُوْدًا غَیْرَھَا لِیَذُوْقُوا الْعَذَابَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَزِیْزًا حَکِیْمًا ۝ (سورۃ النساء رکوع ۸ - پارہ ۵)

ترجمہ۔ بیشک جن لوگوں نے ہماری آیتوں سے انکار کیا۔ انہیں ہم آگ میں ڈالیں گے۔ جس وقت ان کی کھالیں جل جائیں گی تو ہم ان کی اور کھالیں بدل دیں گے تاکہ عذاب چکھتے رہیں۔ بیشک اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

۲

قَالَ ادْخُلُوْا فِیْ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِکُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِی النَّارِ کُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّۃٌ لَّعَنَتْ اُخْتَھَا حَتّٰی اِذَا ادَّارَکُوْا فِیْھَا جَمِیْعًا قَالَتْ اُخْرٰھُمْ لِاُوْلٰھُمْ رَبَّنَا ھٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِھِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ۝ قَالَ لِکُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَقَالَتْ اُوْلٰھُمْ لِاُخْرٰھُمْ فَمَا کَانَ لَکُمْ عَلَیْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا کُنْتُمْ تَکْسِبُوْنَ ۝ سورۃ الاعراف رکوع ۴ پارہ ۸

ترجمہ۔ فرمائے گا۔ جنوں اور آدمیوں میں سے جو امتیں تم سے پہلے ہو چکیں۔ ان کے ساتھ دوزخ میں داخل ہو جاؤ۔ جب ایک امت داخل ہوگی تو دوسری پر لعنت کرے گی۔ یہاں تک کہ جب اس میں سب گر جائیں گے تو ان کے پچھلے پہلوں سے کہیں گے اے رب ہمارے ہمیں انہوں نے گمراہ کیا۔ سو تو انہیں آگ کا دُگنا عذاب دے فرمائے گا کہ دونوں کو دُگنا ہے۔ لیکن تم نہیں جانتے۔ اور پہلے پچھلوں سے کہیں گے۔ پس تمہیں ہم پر کوئی فضیلت نہیں ہے۔ پس بسبب اپنی کمائی کے عذاب چکھو۔

۳

وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ کُلُّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ ۝ مِّنْ وَّرَآئِہٖ جَھَنَّمُ وَیُسْقٰی مِنْ مَّآءٍ صَدِیْدٍ ۝ یَّتَجَرَّعُہٗ وَلَا یَکَادُ یُسِیْغُہٗ وَیَاْتِیْہِ الْمَوْتُ مِنْ کُلِّ مَکَانٍ وَّمَا ھُوَ بِمَیِّتٍ وَمِنْ وَّرَآئِہٖ عَذَابٌ غَلِیْظٌ ۝ سورۃ ابراہیم رکوع ۳ پارہ ۱۳۔

ترجمہ۔ اور پیغمبروں نے فیصلہ چاہا اور ہر ایک سرکش نامراد ہوا۔ اور اس کے آگے دوزخ ہے۔ اور اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا۔ جسے گھونٹ گھونٹ پیئے گا۔ اور اسے گلے سے نہ اُتار سکے گا۔ اور اس کو ہر طرف سے موت آئے گی اور وہ نہیں مرے گا۔ اور اس کے پیچھے سخت عذاب ہوگا۔

۴

اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ۝ طَعَامُ الْاَثِیْمِ ۝ کَالْمُھْلِ یَغْلِیْ فِی الْبُطُوْنِ ۝ کَغَلْیِ الْحَمِیْمِ ۝ خُذُوْہُ فَاعْتِلُوْہُ اِلٰی سَوَآءِ الْجَحِیْمِ ۝ ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِہٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِیْمِ ۝ ذُقْ ۝ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْکَرِیْمُ ۝ اِنَّ ھٰذَا مَا کُنْتُمْ بِہٖ تَمْتَرُوْنَ ۝ سورۃ الدخان رکوع ۳ پارہ ۲۵ - ترجمہ۔ بیشک تھوہر کا درخت گنہگاروں کا کھانا ہے۔ پگھلے ہوئے تانبے کی طرح پیٹوں میں کھولے گا۔ جیسے پکتا ہوا پانی کھولتا ہے۔ اسے پکڑ لو۔ پس اسے دوزخ کے درمیان دھکیل کر لے جاؤ۔ پھر اس کے سر پر عذاب کا کھولتا ہوا پانی ڈالو۔ چکھ بیشک تو بڑا عزت والا بزرگی والا ہے۔ بیشک یہی ہے۔ جس کی نسبت تم شک کیا کرتے تھے۔

۵

وَاِنَّ لِلطّٰغِیْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ ۝ جَھَنَّمَ یَصْلَوْنَھَا فَبِئْسَ الْمِھَادُ ۝ ھٰذَا فَلْیَذُوْقُوْہُ حَمِیْمٌ وَّغَسَّاقٌ ۝ وَّاٰخَرُ مِنْ شَکْلِہٖٓ اَزْوَاجٌ ۝ ھٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَکُمْ ۝ لَا مَرْحَبًا بِھِمْ ۝ اِنَّھُمْ صَالُوا النَّارِ ۝ قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ ۝ لَا مَرْحَبًا بِکُمْ ۝ اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْہُ لَنَا ۝ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا ھٰذَا فَزِدْہُ عَذَابًا ضِعْفًا فِی النَّارِ ۝ وَقَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰی رِجَالًا کُنَّا نَعُدُّھُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ۝ اَتَّخَذْنٰھُمْ سِخْرِیًّا اَمْ زَاغَتْ عَنْھُمُ الْاَبْصَارُ ۝ سورۃ ص رکوع ۴ پارہ ۲۳

ترجمہ۔ اور تحقیق سرکشوں کے لئے برا ٹھکانا ہے۔ یعنی دوزخ جس میں گرینگے پس وہ کیسی بُری جگہ ہے۔ یہ ہے۔ پھر وہ اس کو چکھیں۔ جو کھولتا پانی اور پیپ ہے۔ اور اس شکل کی اور بھی کئی طرح کی چیزیں ہوں گی۔ یہ ایک جماعت ہے۔ جو تمہارے ساتھ دوزخ میں داخل ہونے والی ہے (متبوع کہیں گے) ان پر خدا کی مار یہ بھی دوزخ ہی میں آرہے ہیں۔ (تابع ہونے والے) کہیں گے۔ بلکہ تم پر خدا کی مار۔ تم ہی تو اس بلا کو ہمارے سامنے لائے جو بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔ تابع کہیں گے۔ اے ہمارے رب جو اس بلا کو ہمارے آگے لایا۔ اسے آگ میں دگنا عذاب دے اور کہیں گے۔ کہ جن لوگوں کو ہم دنیا میں برا سمجھتے تھے۔ ہمیں دکھائی کیوں نہیں دیتے۔ کیا ہم ان سے (ناحق) مسخر کرتے تھے۔ یا ان سے ہماری نگاہیں پھر گئی ہیں۔

۶

لَنْ تَنْفَعَکُمْ اَرْحَامُکُمْ وَلَآ اَوْلَادُکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَفْصِلُ بَیْنَکُمْ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝ سورۃ الممتحنہ رکوع ۱ پارہ ۲۸

ترجمہ۔ نہ تمہیں تمہارے رشتے ناطے اور نہ تمہاری اولاد قیامت کے دن نفع

دینگے۔ وہ تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا۔ اور جو تم کرتے ہو۔ اللہ اسے خوب دیکھتا ہے۔

۲

وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُوْتَ کِتٰبِیَهْ ۚ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِیَهْ ۚ یٰلَیْتَهَا کَانَتِ الْقَاضِیَةَ ۚ مَاۤ اَغْنٰی عَنِّیْ مَالِیَهْ ۚ هَلَكَ عَنِّیْ سُلْطٰنِیَهْ ۚ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۚ ثُمَّ الْجَحِیْمَ صَلُّوْهُ ۚ ثُمَّ فِیْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ۚ اِنَّهٗ كَانَ لَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ ۙ وَلَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْكِیْنِ ۚ فَلَیْسَ لَهُ الْیَوْمَ هٰهُنَا حَمِیْمٌ ۙ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِیْنٍ ۙ لَّا یَاْكُلُهٗۤ اِلَّا الْخٰطِـُٔوْنَ ۝ سورہ الحاقۃ رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ۔ اور جس کا اعمال نامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا گیا۔ تو کہیگا۔ اے کاش میرا اعمال نامہ نہ ملتا۔ اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے۔ کاش وہ (موت) خاتمہ کرنے والی ہوتی۔ میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا۔ مجھ سے میری حکومت جاتی رہی۔ اسے پکڑو۔ پس اسے طوق پہنا دو۔ پھر اسے دوزخ میں ڈال دو۔ پھر ایک زنجیر میں جس کا طول ستر گز ہے اسے جکڑ دو۔ بے شک وہ اللہ پر یقین نہیں رکھتا تھا۔ جو بڑا عظمت والا ہے۔ اور نہ وہ مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتا تھا۔ سو آج اس کا یہاں کوئی دوست نہیں۔ اور نہ کھانا ہے۔ مگر زخموں کا دھوون۔ اسے گنہگاروں کے سوا کوئی نہیں کھائے گا

۳

وَلِلَّذِیْنَ كَفَرُوْا عَذَابُ جَهَنَّمَ ۚ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ۝ اِذَاۤ اُلْقُوْا فِیْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِیْقًا وَّهِیَ تَفُوْرُ ۙ تَكَادُ تَمَیَّزُ مِنَ الْغَیْظِ ؕ كُلَّمَاۤ اُلْقِیَ فِیْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَاۤ اَلَمْ یَاْتِكُمْ نَذِیْرٌ ۝ قَالُوْا بَلٰی قَدْ جَآءَنَا نَذِیْرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ ۚ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ كَبِیْرٍ ۝ وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِیْۤ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ۝ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ۝ سورۃ الملک رکوع ۱ پارہ ۲۹۔

ترجمہ۔ اور جنہوں نے اپنے رب کا انکار کیا۔ ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور وہ بہت بری جگہ ہے۔ جب اس میں ڈالے جائیں گے۔ تو اس کے شور کی آواز سنیں گے۔ اور وہ جوش مارتی ہوگی۔ ایسا معلوم ہوگا کہ جوش کی وجہ سے ابھی پھٹ پڑے گی۔ جب اس میں ایک گروہ ڈالا جائے گا۔ تو ان سے دوزخ کے داروغہ پوچھیں گے۔ کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا۔ وہ کہیں گے۔ ہاں بیشک ہمارے پاس ڈرانے والا آیا تھا۔ پر ہم نے جھٹلا دیا۔ اور کہہ دیا کہ اللہ نے کچھ بھی نازل نہیں کیا تم خود بڑی گمراہی میں پڑے ہوئے ہو۔ اور کہیں گے کہ اگر ہم نے سنا یا سمجھا ہوتا تو ہم دوزخیوں میں نہ ہوتے۔ پھر وہ اپنے گناہ کا اقرار کریں گے۔ سو دوزخیوں پر پھٹکار ہے۔

بہشتی کون ہیں۔ اور ان کے ساتھ کیسا سلوک ہوگا

۱

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ۝ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ یُحَلَّوْنَ فِیْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّیَلْبَسُوْنَ ثِیَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕیْنَ فِیْهَا عَلَی الْاَرَآئِكِ ؕ نِعْمَ الثَّوَابُ ؕ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ۝ سورۃ الکہف رکوع ۱۴ پارہ ۱۵ ترجمہ۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے۔ اور اچھے کام کئے ہم بھی ان کا اجر ضائع نہیں کریں گے جس نے اچھے کام کئے وہی لوگ ہیں جن کے لئے ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں ان کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی۔ انہیں وہاں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور باریک اور موٹے ریشم کا لباس پہنیں گے۔ وہاں تختوں پر تکئے لگانے والے ہوں گے۔ کیا ہی اچھا بدلہ ہے اور کیا ہی اچھی آرام گاہ ہے۔

۲

هٰذَا ذِكْرٌ ؕ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ۝ مُتَّكِـِٕیْنَ فِیْهَا یَدْعُوْنَ فِیْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِیْرَةٍ وَّشَرَابٍ ۝ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ۝ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِیَوْمِ الْحِسَابِ ۝ اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ۝ سورۃ ص رکوع ۶ پارہ ۲۳

ترجمہ۔ یہ نصیحت ہے اور بے شک پرہیزگاروں کے لئے اچھا ٹھکانا ہے۔ ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں۔ ان کیلئے ان کے دروازے کھولے جائیں گے۔ وہاں تکیہ لگا کر بیٹھیں گے۔ وہاں بہت سے میوے اور شراب طلب کریں گے۔ اور ان کے پاس نیچی نگاہ والی ہم عمر عورتیں ہوں گی۔ یہی ہے جس کا تم سے حساب کے دن کے لئے وعدہ کیا جاتا ہے بیشک یہ ہمارا رزق ہے۔ جو کبھی ختم نہیں ہوگا۔

۳

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ۘ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَیُطِیْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ سَیَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۝ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَمَسٰكِنَ طَیِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ سورۃ توبہ۔ رکوع ۹ پارہ ۱۰۔ ترجمہ۔ اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ نیکی کا حکم کرتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے ہیں یہی لوگ جن پر اللہ رحم کرے گا۔ بیشک اللہ زبردست حکمت والا ہے اللہ نے ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتوں کو باغوں کا وعدہ فرمایا ہے۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ اور عمدہ مکانوں اور ہمیشگی کے باغوں میں اور اللہ کی رضا ان سب سے بڑی ہے۔ یہی وہ بڑی کامیابی ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ جو مرد اور عورتیں ایمان لاتے ہیں۔ اور نیکی کا حکم کرتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں۔ اور نماز التزام سے پڑھتے ہیں۔ اور زکوٰۃ ہمیشہ ادا کرتے ہیں۔ غرضیکہ ہر معاملہ میں اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کا حکم مانتے ہیں۔ ان کے لئے بہشت میں داخل کرنے کا وعدہ کیا گیا ہے لہٰذا ہر مسلمان کا (خواہ مرد ہو یا عورت) فرض ہے کہ اللہ تعالےٰ کی داخلہ جنت کی شرائط کو پورا کرے۔

اَللّٰھُمَّ وفقنا لما تحب وترضیٰ

ع ۴

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ سورۃ التوبہ رکوع ۱۳ پارہ ۱۱ ترجمہ:- اور جو لوگ قدیم پہلے ہجرت کرنے والوں اور مدد دینے والوں میں سے اور وہ لوگ جو نیکی میں ان کی پیروی کرتے ہیں۔ اللہ ان سے راضی ہوا۔ اور وہ اس سے راضی ہوئے ان کے لئے ایسے باغ تیار کئے ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔

نجات پانے والے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس طرح یہود و نصاریٰ میں بہتر فرقے ہو گئے تھے۔ اسی قسم کے بہتر فرقے میری امت میں بھی ہونگے اور فرمایا۔ کہ وہ دوزخ میں جائینگے البتہ میری اُمت میں ایک تہتر واں فرقہ یہود و نصاریٰ سے زائد ہوگا۔ اور وہ بہشت میں جائے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا۔ وہ کون سا ہوگا۔ آپ نے فرمایا۔ (ما انا علیہ و اصحابی) ترجمہ۔ جس طریقہ پر میں اور میرے صحابہ کرام ہیں۔

لہٰذا

ہر مسلمان خواہ مرد ہو یا عورت کا فرض ہے کہ ہر کام کرتے وقت رسولؐ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرے اور ان کی تابعداری سے نہ ہٹے۔

ع ۵

اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۙ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ۙ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْۗءَ الْحِسَابِ ۙ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَاۗءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۝ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَاۗىِٕهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۚ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ ۭ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۝ سورۃ الرعد رکوع ۳۴ پارہ ۱۳ ترجمہ۔ سمجھتے تو عقل والے ہی ہیں۔ وہ لوگ جو اللہ کے عہد کو پورا کرتے ہیں۔ اور اس عہد کو نہیں توڑتے۔ اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں۔ جس کے ملانے کو اللہ نے فرمایا ہے۔ اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور برے حساب کا خوف رکھتے ہیں۔ اور وہ جنہوں نے اپنے رب کی رضامندی کے لئے صبر کیا۔ اور نماز قائم کی۔ اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کیا۔ اور برائی کے مقابلہ میں بھلائی کرتے ہیں۔ انہیں کے لئے آخرت کا گھر ہے۔ ہمیشہ رہنے کے باغ جن میں وہ خود بھی رہیں گے اور ان کے باپ دادا اور بیویوں اور اولاد میں سے بھی جو نیکوکار ہیں۔ اور ان کے پاس فرشتے ہر دروازہ سے آئیں گے۔ کہیں گے۔ تم پر سلامتی ہو۔ تمہارے صبر کرنے کی وجہ سے پھر آخرت کا گھر کیا ہی اچھا ہے۔

ع ۶

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۚ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَاۗءَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۚ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰي صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ۭ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ سورۃ المومنون رکوع ۱ پارہ ۱۸ ترجمہ۔ بیشک ایمان والے کامیاب ہو گئے۔ جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں۔ اور جو بیہودہ باتوں سے منہ موڑنے والے ہیں۔ اور جو زکوٰۃ دینے والے ہیں۔ اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں مگر اپنی بیویوں یا لونڈیوں پر اس لئے کہ ان میں کوئی الزام نہیں۔ پس جو شخص اس کے علاوہ طلب گار ہو تو وہی حد سے نکلنے والے ہیں۔ اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں وہی وارث ہیں جو جنت الفردوس کے وارث ہونگے وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے

خلاصہ

ان آیتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ مندرجہ صفتوں والے مسلمان جنت میں جائیں گے:-

(پہلی) ایمان۔
(دوسری) اپنی نمازوں میں عاجزی کرنیوالے
(تیسری) فضول باتوں سے بچنے والے مثلاً مُرغ لڑانا، یا کبوتر اڑانا، یا مینڈھے لڑانا، یا شادیوں میں مجرے کرانا، وغیرہ
(چوتھی) زکوٰۃ ادا کرنے والے۔ اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے۔
(پانچویں) امانتوں کی حفاظت کرنیوالے (یعنی جو ان کے پاس رکھے۔
(چھٹی) اپنے عہدوں کو پُورا کرنیوالے
(ساتویں) اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

غور کی دعوت

مسلمان مردوں اور عورتوں کو اپنی حالت پر غور کرکے دیکھنا چاہیئے کہ آیا یہ صفتیں پائی جاتی ہیں — ؟

خطبہ یوم الجمعۃ مورخہ ۱۱ شوال المکرم ۱۳۷۹ھ مطابق ۸ اپریل ۱۹۶۰ء

جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ۔ اما بعد

انسان کی بُری صفتوں میں سے ایک صفت ظلم بھی ہے

(۱) کبھی انسان اللہ تعالیٰ کی ہدایات پر عمل نہ کرنے سے ظالم بنتا ہے

اس کا ثبوت

(سَآءَ مَثَلَانِ الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ۝) (سورۃ الاعراف ع ۲۲ پ ۹ ۔ ترجمہ ۔ جنھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ۔ ان کی بُری مثال ہے اور وہ اپنا ہی نقصان کرتے رہے ۔

حاصل

یہ ہے کہ ان لوگوں نے مخالفت تو احکام الٰہی کی کی ۔ لیکن اس مخالفت میں اللہ تعالیٰ کا کیا بگڑا ۔ بلکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرکے اپنے اوپر بھی ظلم کیا کہ جہنم میں جائیں گے

۲

کبھی انسانوں کی حق تلفی کرکے اپنے اوپر ظلم کرتا ہے ۔

اس کا ثبوت

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۝ سورۃ النساء ع ۱ پ ۴ ۔ ترجمہ ۔ بے شک جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں ۔ وہ اپنے پیٹ آگ سے بھرتے ہیں ۔ اور عنقریب آگ میں داخل ہونگے

حاصل

یہ ہے کہ یتیموں کا مال ناحق کھانے سے ظلم کرتے ہیں اور ایسے ظالم جہنم میں جائیں گے

سب سے بڑا ظلم جو مرنے کے بعد کبھی معاف نہیں ہوگا

۳

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ۝ سورۃ النساء رکوع ۷ پ ۵ ترجمہ

بیشک اللہ اسے نہیں بخشتا جو اس کا شریک کرے اور شرک کے ماسوا دوسرے گناہ جسے چاہے بخشتا ہے ۔ اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا ۔ اس نے بڑا ہی گناہ کیا ۔

معاف ہوسکتا ہے

شرک سے اگر مشرک زندگی میں توبہ کرے تو معاف ہوسکتا ہے اور اگر مرنے کے بعد عذاب الٰہی میں مبتلا ہونے پر توبہ کرے ۔ تو ہرگز معاف نہیں ہوسکتا ۔

۴

وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ ۝ فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝ سورۃ الاعراف رکوع ۱ پ ۸ ۔ ترجمہ ۔ اور کتنی بستیاں ہم نے ہلاک کردی ہیں ۔ جن پر ہمارا عذاب رات کو آیا ۔ یا ایسی حالت میں کہ دوپہر کو سونے والے تھے ۔ جس وقت ان پر ہمارا عذاب آیا ۔ پھر ان کی یہی پکار تھی ۔ کہتے تھے بیشک ہم ہی ظالم تھے ۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں ۔ "یعنی جب ان کے ظلم و عدوان اور کفر و عصیان کی حد ہو چکی تو دنیا کی لذات و شہوات میں منہمک اور عذاب الٰہی سے بالکل بیفکر ہو کر خواب استراحت کے مزے لینے لگے ۔ کہ یکایک ہمارے عذاب نے آدبوچا ۔ پھر ہلاکت آفرینیوں کے اس دہشتناک منظر اور ہنگامۂ دار و گیر میں ساری طمطراق بھول گئے ۔ چاروں طرف سے انا کنا ظلمین کی چیخ و پکار کے سوا کچھ سنائی نہ دیتا تھا ۔ گویا اس وقت انہیں واضح ہوا اور اقرار کرنا پڑا ۔ کہ خدا کسی پر ظلم نہیں کرتا ۔ ہم خود ہی اپنے جانوں پر ظلم کرتے رہے ہیں ۔

۵

(وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۚ وَمَا كَانَ مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ۝) سورۃ القصص ع ۶ ۔ پ ۲۰ ۔ ترجمہ ۔ اور تیرا رب بستیوں کو ہلاک نہیں کرتا ۔ جب تک کہ ان کے بڑے شہر میں پیغمبر نہ بھیج لے جو انہیں ہماری آیتیں پڑھ کر سنائے اور ہم بستیوں کو ہلاک نہیں کیا کرتے مگر اس حالت میں کہ وہاں کے باشندے ظالم ہوں ۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پہلے نبی انکی اصلاح کے لئے بھیجا کرتے تھے ۔ جب نبی کے سمجھانے کے بعد اتمام حجت ہونے پر بھی نہ سمجھتے تھے تب ان پر عذاب الٰہی آتا تھا ۔ فاعتبروا یا اولی الابصار ۔

۶

(وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ۝ لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ ۝ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ۝) سورۃ الانبیاء ع ۲ پ ۱۷ ۔ ترجمہ ۔ اور ہم نے بہت سی بستیوں کو جو ظالم تھیں غارت کردیا ہے اور ان کے بعد ہم نے اور قومیں پیدا کیں ۔ پھر جب انہوں نے ہمارے عذاب کی آہٹ پائی تو وہ فوراً وہاں سے بھاگنے لگے ۔ مت بھاگو اور لوٹ جاؤ ۔ جہاں تم نے عیش کیا تھا اور اپنے گھروں میں جاؤ ۔ تاکہ تم سے پوچھا جائے کہنے لگے ۔ ہائے ہماری کمبختی ۔ بے شک ہم ہی ظالم تھے ۔ سو انکی یہی پکار رہی ۔ یہاں تک کہ ہم نے انہیں ایسا کردیا ۔ جس طرح کھیتی کٹی ہوئی ہو اور وہ بجھ کر رہ گئے ۔

حاصل

یہ نکلا کہ جب ان لوگوں پر عذاب الٰہی آیا تو انہوں نے خود تسلیم کیا کہ ہم ظالم تھے ۔ اس اقرار کرنے پر بھی جو عذاب الٰہی ان پر آچکا تھا ۔ نہ ٹلا اس سے معلوم ہوا کہ عذاب الٰہی جب نافرمانوں پر آپہنچے تب انکی توبہ قبول نہیں ہوتی ۔

ع ۷

اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝ لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ۝ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ؕ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ۝ لَقَدْ جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ۝) سورۃ الزخرف ع ۷ - پ ۲۵ - ترجمہ - بے شک گنہگار عذاب دوزخ ہی میں ہمیشہ رہیں گے۔ ان سے ہلکا نہ کیا جائے گا۔ اور وہ اس میں مایوس پڑے رہیں گے - اور ہم نے تو ان پر ظلم نہیں کیا۔ لیکن وہ خود ہی ظالم تھے۔ اور وہ پکاریں گے - اے مالک (دربان دوزخ کا نام ہے) تیرا پروردگار ہمارا کام تمام کر دے گا۔ وہ کہے گا بے شک تمہیں تو ہمیشہ رہنا ہے۔ ہم تو تمہارے پاس سچا دین لا چکے اور لیکن اکثر تم میں سے دین حق سے نفرت کرتے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں سچا دین پہنچایا تھا۔ مگر تم نے اسے قبول نہیں کیا۔ اب تم اس روگردانی کا مزہ چکھو اب کیا ہو سکتا ہے ؎

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں
سدا عیش دوراں دکھاتا نہیں

وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝ وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ؕ وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ۝) سورۃ الشوریٰ ع ۵ پ ۲۵ - ترجمہ - اور تو ظالموں کو دیکھے گا۔ کہ جب وہ عذاب دیکھیں گے تو کہیں گے۔ کیا واپس جانے کا بھی کوئی راستہ ہے۔ اور آپ انہیں دیکھیں گے کہ وہ دوزخ کے سامنے لائے جائیں گے۔ ایسے حال میں کہ ذلت کے مارے جھکے ہوئے ہوں گے۔ چھپی نگاہ سے دیکھ رہے ہونگے اور وہ لوگ کہیں گے جو ایمان لائے تھے۔ بیشک خسارہ اٹھانے والے وہی لوگ ہیں۔ جنہوں نے اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن خسارہ میں رکھا۔ خبردار بیشک ظالم ہی ہمیشہ کے عذاب میں ہونگے۔

حاصل

کہ ظالم جب عذاب الٰہی دیکھیں گے تو کہیں گے کہ یہاں سے واپس جانے کا بھی کوئی راستہ ہے کہ پھر دنیا میں چلے جائیں۔

ظلم کے متعلق احادیث نبویہ

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهٗ مَظْلِمَةٌ لِّاَخِيْهِ مِنْ عِرْضِهٖ اَوْ شَيْءٍ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ اَنْ لَّا يَكُوْنَ دِيْنَارٌ وَّلَا دِرْهَمٌ اِنْ كَانَ لَهٗ عَمَلٌ صَالِحٌ اُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلِمَتِهٖ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ حَسَنَاتٌ اُخِذَ مِنْ سَيِّاٰتِ صَاحِبِهٖ فَحُمِّلَ عَلَيْهِ (رواہ البخاری) -

ترجمہ - ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کا کسی مسلمان بھائی پر کوئی حق ہو (مثلاً آبرو ریزی وغیرہ کا حق) تو چاہیئے کہ مسلمان اس سے اس حق کو معاف کرائیں (یعنی) دنیا ہی میں اس سے پہلے کہ وہ دن آئے (یعنی قیامت کا دن) جس میں نہ درہم ہوں گے نہ دینار (کہ اس کے عوض ادا کئے جاسکیں) اگر اس نے اپنے حق کو معاف کر دیا۔ تو بہتر ہے۔ ورنہ پھر قیامت کے دن اگر ظالم کے اعمال میں کچھ نیکیاں ہونگی تو اس کی نیکیوں میں سے اس کے ظلم کے برابر نیکیاں لے لی جائینگی اور مظلوم کو دیدی جائینگی اور اگر نیکیاں نہ ہوں گی تو مظلوم کی برائیوں میں سے (اسی قدر برائیاں) لی جائیں گی اور ظالم کے حساب میں ڈال دی جائیں گی۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ قَالُوْا الْمُفْلِسُ فِيْنَا مَنْ لَّا دِرْهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِيْ مَنْ يَّاْتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِصَلٰوةٍ وَّصِيَامٍ وَّزَكٰوةٍ وَيَاْتِيْ قَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَاَكَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَكَ دَمَّ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا فَيُعْطٰى هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ يُّقْضٰى مَا عَلَيْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ (رواہ مسلم) -

ترجمہ - ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو مفلس کون ہے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا۔ ہم میں تو مفلس وہ شخص ہے۔ جس کے پاس نہ تو درہم ہو۔ نہ سامان و اسباب۔ آپؐ نے فرمایا میری اُمّت میں سے قیامت کے دن مفلس وہ شخص ہوگا جو دنیا سے نماز روزہ اور زکوٰۃ وغیرہ ہر قسم کی عبادتیں لے کر آئے گا۔ اور ساتھ ہی کسی کو گالی دینے کسی پر تہمت لگانے کسی کا مال کھا جانے کسی کو ناحق مار ڈالنے اور کسی کو ناحق مارنے کے گناہ بھی لائے گا۔ پھر ایک مظلوم کو ان نیکیوں میں سے دیا جائے گا اور دوسرے مظلوم کو ان نیکیوں سے دیا جائے گا۔ اور جب اسکی نیکیاں ختم ہو جائیں گی اور لوگوں کے حق باقی رہ جائیں گے۔ تو ان حقداروں کی برائیاں اور گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے۔ اور پھر اس کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتُؤَدُّنَّ اِلٰى اَهْلِهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى يُقَادَ لِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ (رواہ مسلم)

ترجمہ - ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن حقداروں کے حق ادا کئے جائیں گے یہاں تک کہ بے سینگ کی بکری کے لئے سینگ والی بکری سے بدلہ لیا جائے گا۔

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَكُوْنُوْا اِمَّعَةً تَقُوْلُوْنَ اِنْ اَحْسَنَ النَّاسُ اَحْسَنَّا وَاِنْ ظَلَمُوْا ظَلَمْنَا وَلٰكِنْ وَطِّنُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اِنْ اَحْسَنَ النَّاسُ اَنْ تُحْسِنُوْا وَاِنْ اَسَاءُوْا فَلَا تَظْلِمُوْا (رواہ ترمذی) ترجمہ - حذیفہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تم اِمّعہ نہ ہو کہ اس طرح کہو۔ اگر لوگ ہمارے ساتھ بھلائی کریں گے تو ہم بھی ان کے ساتھ بھلائی کریں گے۔ اور ظلم کریں گے تو ہم بھی ظلم کریں گے بلکہ اپنے لئے یہ امر قرار دو کہ اگر لوگ نیکی کریں تو تم بھی نیکی کرو۔ اور برائی کریں تو تم ظلم نہ کرو۔

عَنْ مُعَاوِيَةَ اَنَّهٗ كَتَبَ اِلٰى عَائِشَةَ اَنِ اكْتُبِيْ اِلَيَّ كِتَابًا تُوْصِيْنِيْ فِيْهِ وَلَا تُكْثِرِيْ فَكَتَبَتْ سَلَامٌ عَلَيْكَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ الْتَمَسَ رِضَى اللّٰهِ بِسَخَطِ النَّاسِ كَفَاهُ اللّٰهُ مُؤْنَةَ النَّاسِ وَمَنِ الْتَمَسَ رِضَى النَّاسِ بِسَخَطِ اللّٰهِ وَكَلَهُ اللّٰهُ اِلَى النَّاسِ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ (رواہ الترمذی) - معویہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہؓ کو لکھا کہ تم مجھ کو ایک خط لکھو۔ جس میں مجھ کو نصیحت تحریر کرو۔ اور زیادہ طویل نہ لکھو۔ حضرت عائشہؓ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا تجھ پر سلام ہو۔ امّا بعد

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ شَرُّ النَّاسِ مَنْزِلَۃً یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ عَبْدٌ اَذْھَبَ اٰخِرَتَہٗ بِدُنْیَا غَیْرِہٖ (رواہ ابن ماجہ) ترجمہ۔ ابی امامہ سے روایت ہے۔ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن مرتبہ کے لحاظ سے بدترین آدمی وہ بندہ ہوگا۔ جس نے اپنی آخرت کو دوسرے کی دنیا کی خاطر کے لحاظ سے برباد کیا ؛ یعنی دوسرے کو خوش کرنے کے لئے اپنی عاقبت خراب کرلی۔

کتاب سنتہ سے پیش کردہ اقتباسات کا حاصل یہ ہے کہ مکمل انسان وہ ہے کہ جس کا تعلق خالق سے درست ہو اور مخلوق سے بھی درست ہو۔ وما علینا الا البلاغ

جانوروں کو اذیت دینا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محرومی کا سبب ہے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر ایک گدھے پر پڑی جس کے چہرے پر داغ دے کر نشان بنایا گیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : وہ شخص خدا کی رحمت سے محروم ہے جس نے یہ کام کیا۔ مسند احمد

جانوروں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو اور ان پر رحم کرو

حضرت سہیل بن الحنظلیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک اونٹ کے پاس سے گزرے جس کا پیٹ (بھوک کی وجہ سے) کمر سے لگ گیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! ان بے زبان جانوروں کے معاملہ میں خدا سے ڈرو! ان پر سوار ہو تو ایسی حالت میں جب یہ ٹھیک ہوں (یعنی ان کا پیٹ بھرا ہو) اور ان کو چھوڑو تو (اسی طرح کھلا پلا کر) اچھی حالت میں۔ سنن ابی داؤد

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۸ر شوال المکرم ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۵ر اپریل ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب۔ دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد

دُنیا میں آنیکے بعد گھاٹے میں کون رہے

۱

(الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۠ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝) سورۃ البقرہ ع ۳۔ پ ۱۔ ترجمہ۔ جو اللہ کے عہد کو پختہ کرنے کے بعد توڑتے ہیں اور جس کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اسے توڑتے ہیں اور زمین میں فساد کرتے ہیں۔ وہی لوگ نقصان اُٹھانے والے ہیں۔

تفسیر

یعنی اللہ تعالیٰ سے بندگی کا عہد کرکے توڑتے ہیں۔ مثلاً کہلاتے تو مسلمان ہیں (یعنی اللہ تعالےٰ کے فرمانبردار تو کہلاتے ہیں) مگر نافرمانی کرتے ہیں۔ مثلاً وہ مسلمان تو کہلاتے ہیں۔ مگر نماز کا حکم ہے تو نماز نہیں پڑھتے اور روزہ کا حکم ہے تو روزہ نہیں رکھتے۔ زکوٰۃ اگر مال ہونے کے باعث ضرور دینی چاہیئے تو نہیں دیتے اور حج فرض ہے تو حج نہیں کرتے اور یہ بیماریاں عام طور پر مسلمانوں میں پائی جاتی ہیں اور جسکے جوڑنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اُسے توڑتے ہیں۔ مثلاً بھائی اپنے بھائی سے ناراض ہے تو اس سے نہیں ملے گا۔ باقی سب سے ملے گا۔ اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں۔ بجاء اس کے کہ صلح کی کوشش کریں۔ الٹا فساد کو پھیلاتے ہیں۔ اور لڑائی جھگڑا بڑھاتے ہیں۔ وما علینا الا البلاغ۔

نتیجہ

مذکورۃ الصدر خرابیوں کے باوجود پھر بھی مسلمان ہی کہلاتے ہیں۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے مصر

برعکس نہند نام زنگی کافور

یعنی ایک حبشی جس کا رنگ سیاہ ہے اس کا نام کافور رکھ دیا جائے کہ یہ کافور کی طرح سفید ہے

۲

(كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۭ فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْٓا ۭ اُولٰۗىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝) سورۃ التوبہ ۹ پ ۱۰۔ ترجمہ۔ جس طرح تم سے پہلے لوگ تم سے طاقت میں زیادہ تھے اور مال اور اولاد میں بھی زیادہ تھے۔ پھر وہ اپنے حصہ سے فائدہ اُٹھا گئے اور تم نے اپنے حصہ سے فائدہ اٹھایا۔ جیسے تم سے پہلے لوگ اپنے حصہ سے فائدہ اٹھا گئے اور تم بھی انہیں کی سی چال چلتے ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ جن کے اعمال دُنیا اور آخرت میں ضائع ہو گئے اور وہی نقصان اُٹھانیوالے ہیں۔

حاصل

گذشتہ لوگوں کی چال چلو گے تو جس طرح دُنیا میں آنے کے بعد وہ خسارہ میں رہے۔ ویسے تم بھی خسارہ میں رہو گے۔ جس طرح ان کے اعمال کی اللہ تعالےٰ کے ہاں کوئی قدر و قیمت نہیں ہوئی تمہارے اعمال کی بھی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوگی۔

۳

(يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝) سورۃ المنافقون ع ۲ پ ۲۸۔ ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ تمہیں تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کے ذکر سے غافل نہ کردیں اور جو کوئی ایسا کرے گا سو وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

حاصل

مال کے حاصل کرنے یا اولاد کی خاطر خدا تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہ ہو جانا کہ مثلاً دکان سے اُٹھ کر نماز کے لئے اس لئے نہیں جاتے۔ کہ کہیں گاہک واپس نہ چلا جائے اور گاہک دکان سے واپس چلے گئے تو بال بچوں کی ضروریات کیسے پوری ہونگی۔ اور سودا کیسے بکے گا۔

۴

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝) سورہ آل عمران پ ۳۔ ع ۹ ترجمہ۔ اور جو کوئی اسلام کے سوا اور کوئی دین چاہے تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائیگا۔ اور وہ آخرت میں نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

غیر اسلام کے چاہنے والے

وہ لوگ بھی ہونگے جو اسلامی رسم و رواج کو چھوڑ کر کفر کا رسم و رواج چاہتے ہیں۔ مثلاً شادیوں میں ہندوؤں کی طرح سر پر سہرا باندھنا مہندی سے دولہا کے ہاتھوں کو رنگنا۔ آتشبازی چلانا۔ برات کے ساتھ باجے بجانا۔ دُلہن کو ضرور ڈولی میں ڈال کر لانا۔ دلہن کو پہلی مرتبہ جب سسرال میں آئے تو دولہا کا دُلہن کو ڈولی سے اٹھا کر باہر لانا۔ جہیز کو پھیلا کر دُلہن کی رخصتی کے وقت ساتھ بھجوانا۔ دو دو تین تین برتن مزدوروں کے سر پر رکھوا کر دلہن کی ڈولی کے ساتھ بھجوانا۔ دولھا کا ضرور گھوڑی پر چڑھ سسرال کے گھر آنا وغیرہ

۵

وَالْوَزْنُ يَوْمَىِٕذِ ۨ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ۝) سورۃ الاعراف رکوع ۱ پ ۸۔ ترجمہ۔ اور واقعی اس دن وزن بھی ہوگا۔ پھر جس شخص کا پلہ بھاری ہوگا سو ایسے لوگ کامیاب ہونگے۔ اور جس شخص کا پلہ ہلکا ہوگا۔ سو یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا نقصان کیا۔ اس لئے کہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے۔

حاشیہ شیخ الاسلام رح

قیامت کے دن سب لوگوں کے اعمال کا وزن دیکھا جائے گا۔ جن کے اعمال ظلمیہ اعمال جوارح زنی ہونگے وہ کامیاب ہیں اور جن کا وزن ہلکا رہا۔ وہ خسارہ میں ہے حضرت شاہ صاحب (شاہ عبدالقادر صاحب رح) فرماتے ہیں۔ کہ ہر شخص کے وزن عمل کے موافق لکھے جاتے ہیں۔ ایک ہی کام ہے اگر اخلاص و محبت سے حکم شرعی کے موافق کیا اور برمحل کیا تو اس کا وزن بڑھ گیا اور دکھاوے کو یا ایسے کو کیا یا موافق حکم نہ کیا یا ٹھکانے پر نہ کیا تو وزن گھٹ گیا۔ آخرت میں وہ کاغذ نکلیں گے۔ جن کے

نیک کام بھاری ہوئے تو بُرائیوں سے درگذر ہوا۔ اور ہلکے ہوئے تو پکڑا گیا۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ اعمال جو اس وقت اعراض ہیں۔ وہاں اعیان کی صورت میں مجسّد کر دیئے جائینگے اور خود ان ہی اعمال کو تولا جائے گا۔ کہا جاتا ہے کہ ہمارے ہاں غیر فارالذات اعراض ہیں جن کا ہر جز، وقوع میں آنے کے ساتھ ہی ساتھ معدوم ہوتا رہتا ہے۔ پھر ان کا جمع ہونا اور تُلنا کیا معنی رکھتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ گراموفون میں آج کل لمبی چوڑی تقریریں بند کی جاتی ہیں۔ کیا وہ تقریریں اعراض میں سے نہیں۔ جن کا ایک حرف ہماری زبان سے اس وقت ادا ہو سکتا ہے۔ جب اس سے پہلا حرف نکل کر فنا ہو جائے پھر یہ تقریر کا سارا مجموعہ گراموفون میں کس طرح جمع ہو گیا۔ اسی سے سمجھ لو کہ جو خدا گراموفون کے موجد کا بھی موجد ہے۔ اس کی قدرت سے کیا بعید ہے کہ ہمارے کل اعمال کے مکمل ریکارڈ کر رکھے۔ جس میں ایک شوشہ اور ذرہ بھی غائب نہ ہو۔ رہا ان کا وزن کیا جانا تو نصوص سے ہم کو اس قدر معلوم ہو چکا ہے کہ وزن ایسی میزان (ترازو) کے ذریعہ سے ہوگا۔ جس میں کفتیں اور لسان وغیرہ موجود ہیں۔ لیکن وہ میزان اور اس کے دونوں پلے کس نوعیت و کیفیت کے ہوں گے اور اس سے وزن معلوم کرنے کا کیا طریقہ ہوگا۔ ان باتوں کا احاطہ کرنا ہماری عقول وافہام کی رسائی سے باہر ہے۔ اسی لئے ان کے جاننے کی ہمیں تکلیف نہیں دی گئی۔ بلکہ ایک میزان کی کیا اس عالم کی جتنی چیزیں ہیں۔ بجز اس کے کہ ان کے نام ہم سُن لیں اور ان کا کچھ اجمالی سا مفہوم جو قرآن وسنّت نے بیان کر دیا ہو۔ عقیدہ میں رکھیں۔ اس سے زائد تفصیلات پر مطلع ہونا ہماری حدِ پرواز سے خارج ہے۔ کیونکہ جن نوامیس و قوانین کے ماتحت اس عالم کا وجود اور نظم ونسق ہوگا۔ ان پر ہم اس عالم میں رہتے ہوئے کچھ دسترس نہیں پا سکتے۔ اسی دنیا کی میزانوں کو دیکھ لو کتنی قسم کی ہیں۔ ایک میزان وہ ہے۔ جس سے سونا چاندی یا موتی تُلتے ہیں۔ ایک میزان سے غلّہ وزن کیا جاتا ہے۔ ایک میزان عام ریلوے اسٹیشنوں پر ہوتی ہے۔ جس سے مسافروں کا سامان تولتے ہیں۔ ان کے سوا "مقیاس الہوا" یا "مقیاس الحرارت" وغیرہ بھی ایک طرح کی میزانیں ہیں۔ جس سے ہوا اور حرارت وغیرہ کے درجات معلوم ہوتے ہیں۔ تھرمامیٹر ہمارے بدن کی اندرونی حرارت کو جو اعراض میں سے ہے تول کر بتلاتا ہے۔ اس وقت ہمارے جسم میں اتنے ڈگری حرارت پائی جاتی ہے۔ جب دُنیا میں بیسیوں قسم کی جسمانی میزانیں ہم مشاہدہ کرتے ہیں۔ جن سے اعیان و اعراض کے اوزان و درجات کا تفاوت معلوم ہوتا ہے تو اس قادرِ مطلق کے لئے کیا مشکل ہے کہ ایسی حسّی میزان قائم کر دے۔ جس سے ہمارے اعمال کے اوزان و درجات کا تفاوت صورتاً وحساً ظاہر ہوتا ہو اور آیات کا انکار کرنا ہی ان کی حق تلفی ہے۔ جیسے یَظْلِمُوْنَ سے ادا فرمایا ہے

۶

(وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ۝ فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا ۝) سورۃ الطلاق ع ۲- پ ۲۸- ترجمہ۔ اور کتنی بستیاں اپنے رب اور اس کے رسولوں کے حکم سے سرکش ہوگئیں۔ پھر ہم نے بھی ان سے سخت حساب لیا اور ان کو بُری سزا دی۔ پس ان بستیوں نے اپنے کام کا وبال چکھا اور ان کا انجام (یہ ہوا کہ) برباد ہوئیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ ان بستیوں والے احکام الٰہی کی مخالفت کرنے کے باعث تباہ و برباد ہوئے اس عالم پر مسلمانوں کو اپنی حالت دیکھنی چاہیئے کہ اگر ان لوگوں کی طرح قرآن مجید کی مخالفت کی تو انکی طرح تباہ و برباد ہونگے۔ وما علینا الا البلاغ۔

۷

(وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ِۨاطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ِۨانْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝) سورۃ الحج ع ۲- پ ۱۷) ترجمہ اور بعض وُہ لوگ ہیں کہ اللہ کی بندگی کنارے پر ہو کر کرتے ہیں۔ پھر اگر اسے کچھ فائدہ پہنچ گیا تو اس عبادت پر قائم ہو گیا۔ اور اگر تکلیف پہنچ گئی تو منہ کے بل پھر گیا۔ دنیا اور آخرت گنوائی یہی وہ صریح خسارہ ہے

نتیجہ

سابقہ بیان کردہ آیت سے نتیجہ یہ برآمد ہوتا ہے کہ جو کام اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کیا جاوے اس میں دنیاوی نفع اور نقصان کا خیال نہ کیا جاوے۔ دنیا کے لحاظ سے خواہ اس کام میں تکلیف آئے۔ تو بھی بنا بیا جاوے۔ واللہ اعلم۔

۸

(قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْ ۝ فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ۭ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝) سورۃ الزمر ع ۲ پ ۲۳- ترجمہ۔ کہہ دو میں بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ اگر اپنے رب کی نافرمانی کروں۔ کہدو میں خالص اللہ ہی کی اطاعت کرتے ہوئے اس کی عبادت کرتا ہوں۔ پھر تم اس کے سوا جس کی چاہو عبادت کرو۔ کہدو خسارہ اٹھانے والے وُہ ہیں جنہوں نے اپنی جان اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے روز خسارہ میں ڈال دیا۔ یاد رکھو یہ صریح خسارہ ہے۔

دُعا

اللہ تعالےٰ سب مسلمانوں کو آخرت کے خسارہ سے بچائے ایسے نیکی کے کام کریں کہ اپنے کو اور اپنے اہل عیال کو قیامت کے دن خسارہ سے بچا لیں۔

مذکورۃ الصدر خسران سے بچنے کی تدبیر

فطرت انسانی کا یہ خاصہ ہے کہ انسان صحبت سے متاثر ہوتا ہے۔ مثلاً ایک بچہ کسی کاریگر کے پاس بٹھا دیا جائے اور اس کے کسب کو سیکھنا چاہے تو ایک مدت کے بعد وہ کسب اسے حاصل ہو جاتا ہے مثلاً درزی کے پاس بیٹھ کر اس کا ہنر سیکھنا چاہے گا۔ وہ بچہ ایک عرصہ کے بعد درزی ہو جائے گا۔ اور بڑھئی کے پاس ایک مدت تک بیٹھے اور اس سے کسب سیکھے تو بڑھئی ہو جائے گا۔ علیٰ ہذا القیاس اگر مدت تک کسی اللہ والے کی صحبت میں عقیدت سے بیٹھے اور اسی کے سے اعمال صالحہ کرتا رہے۔ اور اس باخدا کی باتوں کو دل کے کانوں سے سنتا رہے تو انشاء اللہ اس انسان پر بھی للّٰہیت کا رنگ چڑھ جائیگا اسی واسطے اللہ تعالےٰ کا حکم ہے۔

(وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ۚ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۝) سورۃ الکہف ع ۴ پ ۱۵

ترجمہ۔ اور تو ان لوگوں کی صحبت میں رہ جو صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اسی کی رضامندی چاہتے ہیں اور تو اپنی آنکھوں کو ان سے نہ ہٹا کہ تو دُنیا کی زندگی کی زینت تلاش کرنے لگ جائے اور اس شخص کا کہنا نہ مان جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور اپنی خواہش کے تابع ہو گیا ہے۔ اور اس کا معاملہ حد سے گزرا ہوا ہے۔

حاصل

اس ارشاد الٰہی کا یہ ہے کہ جس طرح کسی نے کہا ہے مصرعہ

بلے میوہ زمیوہ رنگ گیرد

اسی طرح جب آدمی عقیدت سے کسی باخدا کی صحبت میں بیٹھے گا۔ تو عقیدت کے باعث محبت بھی اسی سے ہوگی۔ بس عقیدت اور محبت سے اس باخدا کا رنگ اس پر چڑھ جائے گا۔

اسی لئے

اللہ جل شانہٗ نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تعریف کی ہے۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں آنے سے پہلے وہی حضرات اسلام کے مخالف تھے مگر اسلام لانے کے بعد آپ کی صحبت میں عقیدت اور محبت میں بیٹھ کر وہ رنگ چڑھا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے بھی انکی تعریف فرمائی۔ ارشاد ہوتا ہے۔ (كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ) سورہ آل عمران ع ۱۲ پ ۴ ترجمہ۔ تم سب امتوں میں سے بہتر ہو جو لوگوں کے لئے بھیجی گئیں۔

دیکھئے

عقیدت اور محبت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں کیسا عجیب رنگ چڑھا کہ ان کو خَيْرَ أُمَّةٍ کا لقب قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ نے عطا فرمایا۔

اب بھی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی صحبت تو ہمیں نصیب نہیں ہو سکتی۔ البتہ اللہ تعالےٰ کے نیک بندے دنیا میں ہمیشہ رہیں گے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ (خِيَارُ عِبَادِ اللّٰهِ إِذَا رُؤُوا ذُكِرَ اللّٰهُ) ترجمہ۔ اللہ تعالےٰ کے برگزیدہ بندے وہ ہیں۔ جن کو دیکھا جائے تو خدا یاد آجائے

جانوروں کو خوراک سے محروم رکھنے کا وبال

حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ

عنہما سے روایت ہے دونوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ایک ظالم عورت کو ایک بلی کو مار ڈالنے کے جرم میں عذاب دیا گیا۔ اس نے اس بلی کو بند کر لیا، پھر نہ تو خود اسے کچھ کھانے دیا اور نہ اسے چھوڑا کہ وہ حشرات الارض سے اپنا پیٹ بھر لیتی (اس طرح اسے بھوکا تڑپا تڑپا کے مار ڈالا)۔ صحیح بخاری

یہ یاد رہے

کہ اس قسم کے بندے ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں رہیں گے۔ اور جب اس قسم کے بندے نہیں رہیں گے اور سارے حسب فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گدھوں کی سی زندگی بسر کرنے والے ہوں گے۔ تب یہ جہان باقی رہنے کے قابل نہیں رہے گا۔ قیامت آجائے گی۔

وما علینا الا البلاغ

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۵ر شوال المکرم ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۲ر اپریل ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد

۱ قرآن مجید میں پیش کردہ توحید
۲ قرآن مجید میں پیش کردہ انبیاء علیہم السلام کا فرض
۳ قرآن مجید میں پیش کردہ قیامت کا نقشہ

اہمیت توحید

اگر ایک شخص اسلام کے سب احکام متعلقہ کو بجالائے۔ مگر مسئلہ توحید خداوندی میں وہ غیر کو بھی ملائے وہ ابدالاباد تک دوزخی ہے۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہے گا۔ کبھی نکلنے نہیں پائے گا۔ اور اگر کوئی شخص مسلمان ہوکر مسئلہ توحید میں پختہ یقین رکھتا ہے پھر اس کے بعد خواہ اس کے کتنے گناہ بھی ہوں اللہ تعالےٰ معاف فرما دے۔ تو وہ قادر ہے۔ اور اگر گرفت کرے اور سزا دینے کے لئے دوزخ میں ڈال دے تو بالآخر وہ شخص اپنے گناہوں کی سزا بھگتنے کے بعد دوزخ سے نکل کر آئے گا اور بہشت میں داخل کر دیا جائے گا۔ اس فیصلہ کے بعد سمجھ لیجئے کہ اسلام میں توحید کی کتنی قدر و قیمت ہے وما علینا الا البلاغ

مسئلہ توحید پر شواہد قرآنی

پہلا شاہد

وَھُوَالَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ط الایہ سورہ الانعام ۹ پ ترجمہ۔ اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک طور پر بنایا ہے

دوسرا شاہد

وَلَہُ الْمُلْکُ یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ الایۃ۔ سورۃ الانعام ع ۹۔ پ ترجمہ۔ جس دن صور میں پھونکا جائیگا تو اُسی کی بادشاہی ہوگی۔

تیسرا شاہد

عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ ط سورۃ الانعام ع ۹۔ پ ترجمہ۔ چھپی اور ظاہر باتوں کا جاننے والا ہے۔

چوتھا شاہد

وَھُوَالْحَکِیْمُ الْخَبِیْرُ ۝ سورۃ الانعام ع ۹ پ ترجمہ۔ اور وہی حکمت والا ہے۔

پانچواں شاہد

ھُوَالَّذِیْ خَلَقَکُمْ فَمِنْکُمْ کَافِرٌ وَّمِنْکُمْ مُّؤْمِنٌ ط وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝ سورۃ التغابن ع ۱ پ ۲۸ ترجمہ۔ اُسی نے تو تمہیں پیدا کیا ہے۔ پھر کوئی تم میں سے کافر ہے اور کوئی مومن اور جو کچھ تم کر رہے ہو۔ اللہ دیکھ رہا ہے۔

چھٹا شاہد

وَلَئِنْ سَاَلْتَھُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰہُ ج فَاَنّٰی یُؤْفَکُوْنَ ۝ سورۃ العنکبوت ع ۶۔ پ ۲۱۔ ترجمہ۔ اور البتہ تو اگر ان سے پوچھے کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے اور سورج اور چاند کو کس نے کام میں لگایا ہے تو ضرور کہیں گے اللہ نے۔ پھر کہاں اُلٹے جا رہے ہیں۔

ساتواں شاہد

اَللّٰہُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَیَقْدِرُ لَہٗ ط اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝ سورۃ العنکبوت ع ۶ پ ۲۱۔ ترجمہ اللہ ہی اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے۔ رزق کشادہ کر دیتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے۔ بے شک اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

آٹھواں شاہد

یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَیَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ط وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ سورۃ التغابن ع ۱ پ ۲۸۔ ترجمہ۔ وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو۔ اور جو تم ظاہر کرتے ہو اور اللہ ہی سینوں کے بھید جانتا ہے

نواں شاہد

بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط وَاِذَا قَضٰٓی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ۝ سورۃ البقرہ ع ۱۴۔ پ ۱ ترجمہ۔ آسمانوں اور زمین کا از سر نو پیدا کرنے والا ہے اور جب کوئی چیز کرنا چاہتا ہے تو صرف یہی کہہ دیتا ہے کہ ہو جا۔ سو وہ ہو جاتی ہے

دسواں شاہد

وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَالرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ سورہ البقرہ ع ۱۹ پ ۲) ترجمہ۔ اور تمہارا ایک ہی معبود ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

گیارہواں شاہد

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَخْفٰی عَلَیْہِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ ۝ سورہ آل عمران ع ۱ پ ۳۔ ترجمہ۔ اللہ پر زمین اور آسمان میں کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں۔

بارھواں شاہد

ھُوَالَّذِیْ یُصَوِّرُکُمْ فِی الْاَرْحَامِ کَیْفَ یَشَآءُ ط لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَالْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝ سورہ آل عمران رکوع ۱ پ ۳) ترجمہ وہی جس طرح چاہے ماں کے پیٹ میں نقشہ بناتا ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ زبردست حکمت والا ہے

تیرھواں شاہد

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۝ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ ط لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ط مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ ط یَعْلَمُ

مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝) سورۃ البقرہ رکوع ۳۴ - پ ۳ -

ترجمہ - اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں - زندہ ہے سب کا تھامنے والا - نہ اس کو اونگھ دبا سکتی ہے نہ نیند - آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے سب اسی کا ہے - ایسا کون ہے جو اس کی اجازت کے سوا اس کے ہاں سفارش کر سکے - مخلوقات کے تمام حاضر و غائب حالات کو جانتا ہے - اور وہ سب اس کی معلومات میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے - مگر جتنا کہ وہ چاہے اس کی کرسی نے سب آسمانوں اور زمین کو اپنے اندر لے رکھا ہے اور اللہ کو ان دونوں کی حفاظت کچھ گراں نہیں گزرتی اور وہی سب سے برتر عظمت والا ہے -

قرآن مجید میں پیش کردہ انبیاء علیہم السلام کا فرض

اعلان ۱

(اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۙ وَّلَا تُسْـَٔلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ۝)
سورۃ البقرہ ع ۱۴ - پ ۱ ترجمہ - بے شک ہم نے تجھے سچائی کے ساتھ بھیجا ہے خوشخبری سنانے کے لئے اور ڈرانے کے لئے اور تم سے دوزخیوں کے متعلق باز پرس نہ ہوگی

ثابت ہو گیا

اس مذکور الصدر اعلان الٰہی سے ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں - لہٰذا جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نقل شدہ چیز کو نہیں مانے گا - وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مجرم ہوگا - اللھم لا تجعلنا منھم -

اعلان ۲

وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۝ سورۃ النساء ع ۱۱ - پ ۵ - ترجمہ - ہم نے تجھے لوگوں کو پیغام پہنچانے والا بھیجا ہے - اور اللہ کی گواہی کافی ہے - جس نے رسول کا حکم مانا اس نے اللہ کا حکم مانا - اور جس نے منہ موڑا تو ہم نے تجھے ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا

ہر فرمان نبوی کی اطاعت ضروری ہے

اہل السنۃ والجماعۃ کے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے فرامین دو قسم کے ہوتے ہیں - ایک اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ فرامین جن کو قرآن مجید کے نام سے تعبیر کرتے ہیں - دوسرے فرامین جو قرآن مجید کا مطلب کرنے کے لئے آپ فرماتے ہیں - ان کو بھی اہل السنۃ والجماعۃ وحی الٰہی سمجھتے ہیں - قرآن مجید کو ان کے ہاں وحی متلو کہا جاتا ہے اور دوسروں کو وحی غیر متلو کے نام سے تعبیر کرتے ہیں - یعنی پہلی وحی جو پڑھ کر سنائی گئی ہو یعنی جبرئیل علیہ السلام نے تشریف لا کر بحکم خداوندی پڑھ کر سنائی اور دوسری جبرئیل نے آ کر نہیں سنائی بلکہ اللہ تعالیٰ نے خود آپ کے دل میں القاء فرمائی - اسے وحی غیر متلو یا حدیث شریف کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے - حاصل یہ نکلا کہ اہل السنۃ والجماعۃ کے ہاں حدیث شریف بھی وحی ہی ہے - کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں خود فرمایا ہے کہ (وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝) سورۃ النجم ع ۱ پ ۲۷) ترجمہ - اور نہ اپنی خواہش سے کچھ کہتا ہے - یہ تو وحی ہے جو اس پر آتی ہے -

اس اعلان الٰہی سے ثابت ہوا - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر فرمان وحی الٰہی ہے -

حضرات سلف صالحین

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی بھی ویسی ہی حفاظت کی ہے جیسی کہ قرآن مجید کی کی ہے - کیونکہ آپ کے ارشادات ان کے ہاں وحی الٰہی تھے - اب جو کچھ آپ نے فرمایا اس میں سے ایک معتد بہ حصہ قرآن مجید کی شرح یعنی اللہ تعالیٰ کی مراد آپ فرماتے ہیں - اس لئے میں کہا کرتا ہوں کہ جو شخص احادیث کا انکار کرتا ہے - وہ گویا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے سرتابی کرتا ہے اللھم لا تجعلنا منھم

اعلان ۳

(وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝) سورہ بنی اسرائیل ع ۱۲ - پ ۱۵ - ترجمہ - اور ہم نے تجھے خوشی سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے -

ثابت ہوا کہ

قرآن مجید کے اس اعلان سے ثابت ہوا کہ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کو خوشخبری سنانے والے (نیکوں کے لئے) اور ڈرانے والے (بروں کے لئے) بھیجے گئے ہیں -

اعلان ۴

(رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ ۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝) سورۃ النساء ع ۲۳ پ ۶ - ترجمہ - ہم نے پیغمبر بھیجے خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے - تاکہ لوگوں کا اللہ پر پیغمبروں کے بعد الزام نہ رہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے -

اگر

اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو مبعوث نہ فرماتا اور قیامت کے دن حساب لینے کے وقت یہ فرماتا کہ یہ کام کیوں کیا تھا اور یہ کیوں نہیں کیا تھا تو لوگ اللہ تعالیٰ سے کہتے کہ آپ نے اپنی مرضی اور نہ مرضی بتلانے والا کوئی پیغمبر کیوں نہیں بھیج دیا تھا - تاکہ ہم آپ کی مرضی کے مطابق اعمال صالح کر کے آتے اور آپ کے ناپسندیدہ کاموں سے بچ کر رہتے -

اعلان ۵

(وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۡ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ سورہ آل عمران ع ۱۸ پ ۴ - ترجمہ - اور اللہ کا طریقہ یہ نہیں ہے کہ تمہیں غیب پر مطلع کر دے - لیکن اللہ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے چن لیتا ہے - سو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور پرہیزگاری کرو - تو تمہارے لئے بہت بڑا اجر ہے -

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے احکام فرداً فرداً ہر شخص کو القاء نہیں فرماتا - بلکہ جس کو چاہے اپنے انبیاء علیہم السلام میں سے اس کو مطلع کر دیتا ہے - اور وہ پیغمبر اللہ تعالیٰ کا پیغام اس کے بندوں تک پہنچا دیتا ہے - لہٰذا اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کا اتباع اللہ تعالیٰ کے حکم ہی کی تعمیل ہے -

اعلان ۶

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۪ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝) سورۃ النساء ع ۲۔ پ ۴ ترجمہ۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے حکم پر چلے۔ اسے بہشتوں میں داخل کرے گا۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی۔ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہی ہے بڑی کامیابی اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اسکی حدوں سے نکل جائے اُسے آگ میں ڈالے گا۔ اس میں ہمیشہ رہے گا۔ اور اس کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ نجات اللہ تعالےٰ اور اس کے بھیجے ہوئے رسولؐ کی تابعداری پر موقوف ہے اللھم اجعلنا منھم۔

اعلان ۷

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ؕ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝) سورۃ المومن ع ۸۔ پ ۲۴۔ ترجمہ۔ اور ہم نے آپ سے پہلے کئی رسُول بھیجے تھے۔ بعض ان میں سے وہ ہیں۔ جن کا حال ہم نے آپ پر بیان کر دیا۔ اور بعض وہ ہیں کو ہم نے آپ پر ان کا حال بیان نہیں کیا اور کسی رسول سے یہ نہ ہو سکا کہ کوئی معجزہ اِذن الٰہی کے سوا ظاہر کر سکے۔ پھر جس وقت اللہ کا حکم آئے گا۔ ٹھیک ٹھیک فیصلہ ہو جائے گا۔ اور اس وقت باطل پرست نقصان اٹھائیں گے۔

قرآن مجید میں قیامت کے دن کے پیش کردہ نقشے

پہلا نقشہ

يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ۝ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝) سورۃ الزلزال پ ۳۰۔ ترجمہ۔ اس دن لوگ مختلف حالتوں میں لوٹیں گے۔ تاکہ انہیں ان کے اعمال دکھائے جائیں۔ پھر جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہے وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہے وہ اس کو دیکھ لے گا۔

دوسرا نقشہ

(وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝) سورہ البقرہ ع ۶۔ پ ۱ ترجمہ۔ اور اس دن سے ڈرو۔ جس دن کوئی شخص کسی کے کچھ بھی کوئی کام نہ آئے گا اور نہ ان کے لئے سفارش قبول ہوگی۔ اور نہ اس کی طرف سے بدلہ لیا جائیگا اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔

تیسرا نقشہ

اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ ۝ سورۃ الاعراف رکوع ۵۔ پ ۸ ترجمہ۔ بے شک جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان کے مقابلہ میں تکبر کیا۔ ان کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے۔ اور نہ وہ جنت میں داخل ہونگے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں گھس جائے اور ہم گنہگاروں کو اس طرح سزا دیتے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ کی آیتوں کی تکذیب کرنے والوں کے لئے جنت کا داخلہ محال ہے

چوتھا نقشہ

(وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ ۙ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝) سورۃ الاعراف ع ۵ پ ۸۔ ترجمہ۔ اور جو ایمان لائے اور نیکیاں کیں۔ ہم کسی پر بوجھ نہیں رکھتے۔ مگر اس کی طاقت کے موافق۔ وہی بہشتی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

پانچواں نقشہ

(وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ ؕ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝) سورۃ النمل ع ۷ پ ۲۰ ترجمہ اور جو برائی لائے گا۔ سو ان کے مُنہ آگ میں اوندھے ڈالے جائیں گے۔ تمہیں وہی بدلہ مل رہا ہے جو تم کرتے تھے۔

خطبہ یوم الجمعہ ۲ ذیقعدہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۹ اپریل ۱۹۶۰ عیسوی

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دامت برکاتہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ۔ امّا بعد

قرآن شریف کے مختلف پہلو مسلمانوں کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں تاکہ برادران اسلام اسکے نزول کے مقاصد کو سمجھیں

پہلا

پرہیزگاروں کیلئے قرآن مجید راہنما ہے

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝) سورۃ البقرہ ع ۱ پ ۱ ترجمہ - یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی بھی شک نہیں - پرہیزگاروں کیلئے ہدایت ہے جو بن دیکھے ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور جو ایمان لاتے ہیں اسپر جو اتارا گیا آپ پر اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا اور آخرت پر بھی وہ یقین رکھتے ہیں وہی لوگ اپنے رب کے راستہ پر ہیں اور وہی نجات پانیوالے ہیں -

پرہیزگاروں کے لئے ہدائت ہے -

مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اللہ تعالےٰ کی مرضی کے خلاف کرنے کو ناجائز سمجھتے ہیں اور اللہ تعالےٰ سے ڈرتے ہیں ایسے حضرات اس قرآن مجید سے ہدایت پاتے ہیں - اللھم اجعلنا منھم

دوسرا

قرآن مجید کو معمول بہ بنانے والے ہی عقلمند ہیں

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ۭ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاۗءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاۗءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝) سورۃ آل عمران ع ۱ پ ۳ - ترجمہ - وہی ہے جس نے تجھ پر کتاب اتاری - اس میں بعض آیتیں محکم ہیں (جن کے معنی واضح ہیں) وہ کتاب کی اصل ہیں اور دوسری متشابہ ہیں (جنکے معنی معلوم یا معین نہیں) سو جن لوگوں کے دل ٹیڑھے ہیں - وہ گمراہی پھیلانے کی غرض سے اور مطلب معلوم کرنے کی غرض سے متشابہات کے پیچھے لگتے ہیں - اور حالانکہ ان کا مطلب سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا اور مضبوط علم والے کہتے ہیں - ہمارا ان چیزوں پر ایمان ہے - یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہی ہیں اور نصیحت وہی لوگ مانتے ہیں جو عقلمند ہیں -

حاصل

وہی نکلا جو عقلمند ہیں - وہی اس قرآن مجید کے احکام مانتے ہیں - عقلمند وہ ہوتا ہے جو آخری نتیجہ ہر کام کا سوچ کر پھر کام کرے - لہذا کوئی عقلمند بھی اس اللہ تعالیٰ کی کتاب کی مخالفت کرکے جہنم میں جانا پسند نہیں کریگا -

تیسرا

یہ کتاب الٰہی اپنے ماننے والوں کو خوشخبری دینے والی ہے

قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ۝) سورۃ النحل ع ۱۴ - پ ۱۴ - ترجمہ تو کہہ دے اسے تیرے رب کی طرف سے پاک فرشتے نے سچائی کے ساتھ اتارا ہے - تاکہ ایمان والوں کے دل جما دے - اور فرمانبرداروں کے لئے ہدایت اور خوشخبری ہے

حاصل

ایماندار اس کتاب پر عمل کرکے صحیح راستہ پر ثابت قدم رہیں اور یہ کتاب ان لوگوں کی راہ نمائی کرے اور ان کو خوشخبری سنائے - کہ تمہارے اعمال صالح کے باعث اللہ تعالےٰ تم پر راضی ہے -

چوتھا

یہ کتاب اس خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہے - جو حکیم اور علیم ہے

وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ۝) سورۃ النمل ع ۱ - پ ۱۹ - ترجمہ - اور تجھے بڑے حکمت والے علم والے کی طرف سے قرآن دیا جارہا ہے -

لہذا

جو اس پر عمل کرے گا - وہ دانا اور سمجھدار ہوگا - اللھم اجعلنا منھم

پانچواں

اس کتاب الٰہی پر عمل کرنیوالوں کو ہمیشہ باقی رہنے والا اجر ملے گا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۭ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۙ مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ۝) سورۃ الکہف ع ۱ - پ ۱۵ - ترجمہ - سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے اپنے بندہ پر کتاب اتاری اور اس میں ذرا بھی کجی نہیں رکھی ٹھیک اتاری - تاکہ اس سخت عذاب سے ڈرائے - جو اس کے ہاں ہے اور ایمانداروں کو خوشخبری دے - جو اچھے کام کرتے ہیں کہ ان کیلئے اچھا بدلہ ہے - جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے -

چھٹا

اس کتاب کا اتباع اللہ تعالیٰ کی رحمت کھینچ کر لائیگا

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ سورۃ الانعام ع ۲۰ - پ ۸) ترجمہ - یہ برکت والی کتاب ہم نے اُتاری ہے۔ سو اس کا اتباع کرو اور ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

حاصل

یہ ہے کہ اس قرآن مجید کا اتباع کرنے سے اللہ تعالےٰ کی رحمت نازل ہوگی۔

ساتواں

یہ قرآن مجید بد عملوں کو ڈرانے کیلئے نازل ہوا ہے

وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ؕ الایۃ) سورۃ الانعام ع ۲ - پ ۷ - ترجمہ - اور مجھ پر یہ قرآن اُتارا گیا ہے۔ تاکہ تمہیں اس کے ذریعہ سے ڈراؤں اور جس جس کو یہ قرآن پہنچے۔

فرض علماء کرام

جس جس کو یہ قرآن پہنچے۔ یہ قرآن مجید آج کل طباعت کی برکت سے ہر گاؤں۔ ہر قصبہ۔ ہر شہر میں پہنچ رہا ہے۔ لہذا جہاں یہ قرآن مجید پہنچے۔ ان لوگوں کو سمجھانا اور ڈرانا دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ تھا۔ اب وہ علماء کرام جو عالم دین ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت میں خلق اللہ کو اس قرآن مجید کے ذریعہ سے ڈرانا ان کا فرض ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف میں یہ ارشاد ہے۔

اَلْعُلَمَآءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَآءِ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا اِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ۔ ترجمہ۔ عالم ہی انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں اور انبیاء علیہم السلام نے دینار (جو سونے کا سکہ ہے) اور درہم (جو چاندی کا ہوتا ہے) انہیں وارث نہیں بنایا سوائے اس کے نہیں کہ وہ علم الٰہی جو انبیاء علیہم السلام نے اللہ تعالےٰ کی طرف سے پایا۔ علماء کرام نے وراثت میں وہ حاصل کیا۔ لہذا علماء کرام کا یہ فرض ہے کہ اور کچھ پڑھائیں یا نہ پڑھائیں۔ قرآن شریف لوگوں کو ضرور سنائیں اور اس کے ذریعہ سے مخلوق خدا کو اللہ تعالیٰ کی گرفت اور اس کے عذاب سے ڈرائیں

وما علینا الا البلاغ واللہ البصیر بالعباد

ڈرانے کی ایک مثال قرآن شریف سے ملاحظہ ہو

(وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْـَٔوْنَ عَنْهُ ۚ وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝) (سورہ الانعام ع ۳ پ ۷) ترجمہ - کافر کہتے ہیں کہ یہ تو پہلے لوگوں کی کہانیاں ہی ہیں اور یہ لوگ اس سے روکتے ہیں اور خود بھی اس سے دور بھاگتے ہیں اور نہیں ہلاک کرتے مگر اپنے آپ کو اور سمجھتے نہیں۔ کاش تم اس وقت کی حالت دیکھ سکتے۔ جب وہ دوزخ کے کنارے کھڑے کئے جائیں گے۔ اس وقت کہیں گے کاش کوئی صورت ایسی ہو کہ ہم واپس جائیں اور ایمان والوں میں سے ہو جائیں۔

اعراض کرنے والوں

قرآن مجید سے اعراض کرنے والوں (یعنی منہ موڑنے والوں کا) بالآخر یہ نتیجہ ہوگا۔ وما علینا الا البلاغ

آٹھواں

رسول اللہ خود بھی اسی قرآن مجید ہی کا اتباع کرتے تھے

(قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ ۚ هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝) سورۃ الاعراف رکوع ۲۴ پ ۹ - ترجمہ - کہدو۔ میں اس کا اتباع کرتا ہوں جو مجھ پر میرے رب کی طرف سے حکم بھیجا جاتا ہے۔ یہ تمہارے رب کی طرف سے بہت سی دلیلیں ہیں اور ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کے لئے جو ایماندار ہیں

نتیجہ

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کے اتباع میں اپنا ہر معاملہ طے فرماتے ہیں تو امت کو کیا مجال ہے کہ قرآن مجید کا اتباع نہ کریں اور پھر آپ کے متبع یعنی آپ کی امت کہلائیں اعاذنا اللہ من ہذہ المخالفۃ

نواں

یہ کتاب اللہ اپنے ماننے والوں کے لئے شفا اور رحمت ہے

(وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝) سورہ بنی اسرائیل ع ۹ - پ ۱۵ - ترجمہ - اور ہم قرآن میں ایسی چیزیں نازل کرتے ہیں کہ وہ ایمانداروں کے حق میں شفاء اور رحمت ہیں اور ظالموں کو اس سے اور زیادہ نقصان پہنچتا ہے

خلاصہ

اس آیت کا مطلب یہ ہے اور منبع حق قرآن حکیم ہے۔ جو اپنے ماننے والوں کے لئے شفا اور رحمت ہے۔ امراض روحانی کے لئے شفاء ہے اور عقیدتمندوں کے لئے اس میں جسمانی شفاء بھی ہے

دسواں

یہ کتاب اللہ اپنے ماننے والوں کیلئے مبارک اور رحمت ہے

(وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝) (سورۃ الانعام ع ۲۰ - پ ۸) ترجمہ - یہ برکت والی کتاب ہم نے اُتاری ہے۔ سو اس کا اتباع کرو اور ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے

جو عنوان

قائم کیا گیا ہے۔ وہ ترجمے سے نہایت واضح طور سے ثابت ہوتا ہے۔ خود عربی جاننے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں بیشمار علماء کرام موجود ہیں جو عربی دان ہونے کے لحاظ سے قرآن مجید کو خوب سمجھتے ہیں۔ اور دوسروں کو سمجھاتے ہیں۔ لہذا کوئی شخص یہ عذر نہیں کر سکتا کہ میں سمجھ نہیں سکا۔ علاوہ اس کے تراجم اس قدر کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ کہ اب کوئی بھی اردو دان بارگاہ الٰہی میں یہ عذر پیش نہیں کر سکتا کہ میں تیری کلام پاک کی زبان سے ناآشنا تھا۔ اسی سبب سے تیرے قرآن کی زبان میں نہیں معلوم کر سکا اور عمل بھی نہیں کر سکا۔

گیارھواں

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید ایمانداروں کو خوشخبری سنانے کیلئے اور مخالفین حق کو ڈرانے کیلئے نازل فرمایا ہے

(اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجَا ۜ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا

اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر رحم کرنا گناہوں کی بخشش کا سبب ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ایک بدچلن عورت کی اسی عمل پر بخشش ہوگئی کہ وہ ایک کتے کے پاس سے گزری جو ایک کنویں کے پاس اس حالت میں (چکر کاٹ رہا) تھا کہ اس کی زبان باہر نکلی ہوئی تھی اور وہ ہانپ رہا تھا کہ پیاس سے مر جائے۔ اس عورت نے پاؤں سے اپنا چمڑے کا موزہ اتارا پھر اپنی اوڑھنی میں اس کو باندھا اور اس پیاسے کتے کے لئے پانی نکالا (اور پلایا) تو اس پر اس کی مغفرت کا فیصلہ فرما دیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کیا جانور (کے کھلانے پلانے) میں بھی ثواب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: بے شک ہر زندہ جانور کے کھلانے پلانے میں ثواب ہے۔ صحیح بخاری

حَسَنًا ۝ مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ۝ وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۝ (سورۃ الکہف ع ۱ پ ۱۵) ترجمہ۔ سب تعریف اللہ کے لئے ہے۔ جس نے اپنے بندہ پر کتاب اُتاری اور اس میں ذرا بھی کجی نہیں رکھی۔ ٹھیک اُتاری۔ تاکہ اس سخت عذاب سے ڈرائے جو اس کے ہاں ہے اور ایمانداروں کو جو نیکی دے جو اچھے کام کرتے ہیں کہ ان کے لئے اچھا بدلہ ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اور انہیں بھی ڈرائے جو کہتے ہیں کہ اللہ اولاد رکھتا ہے۔

بارھواں

مخالفین کے لئے چیلنج

(وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۪ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۝) سورۃ البقرہ ع ۳ پ ۱) ترجمہ اور اگر تمہیں اس چیز میں شک ہے جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کی ہے تو ایک سورت اس جیسی لے آؤ۔ اور اللہ کے سوا جس قدر تمہارے حمائتی ہوں بلا لو اگر تم سچے ہو

اس آیت مبارکہ

میں چیلنج دیا گیا ہے لیکن اس کے مقابلہ میں کوئی کتاب بنا کر نہیں لا سکے۔ لہذا وہ فیل ہو گئے۔ اور اللہ تعالےٰ غالب اور حق بجانب رہا۔ وما علینا الا البلاغ۔

خطبہ یوم الجمعہ ۹ر ذیقعدہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۶ر مئی ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْدُ

ایمان اور اسلام میں کیا فرق ہے

دل سے مان جانے کا نام ایمان ہے اور عمل کرنیکا نام اسلام ہے

ثبوت

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ اِذْ طَلَعَ عَلَیْنَا رَجُلٌ شَدِیْدُ بَیَاضِ الثِّیَابِ شَدِیْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا یُرٰی عَلَیْہِ اَثَرُ السَّفَرِ وَلَا یَعْرِفُہٗ مِنَّا اَحَدٌ حَتّٰی جَلَسَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَسْنَدَ رُکْبَتَیْہِ اِلٰی رُکْبَتَیْہِ وَوَضَعَ کَفَّیْہِ عَلٰی فَخِذَیْہِ وَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِسْلَامِ قَالَ الْاِسْلَامُ اَنْ تَشْہَدَ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَتُقِیْمَ الصَّلٰوۃَ وَتُؤْتِیَ الزَّکٰوۃَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَیْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا قَالَ صَدَقْتَ فَعَجِبْنَا لَہٗ یَسْاَلُہٗ وَیُصَدِّقُہٗ قَالَ فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِیْمَانِ قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ قَالَ صَدَقْتَ (الحدیث)

ترجمہ۔ عمر بن الخطاب رضؓ سے روایت ہے فرمایا ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں تھے۔ ناگہاں ایک آدمی ہم پر ظاہر ہوا جو نہایت سفید کپڑوں والا تھا۔ نہایت سیاہ بالوں والا تھا۔ نہ اس پر سفر کا کوئی اثر معلوم ہوتا تھا اور نہ اسے ہم میں سے کوئی پہچانتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ بیٹھ گیا طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ پس اپنے دونوں گھٹنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں کے ساتھ ملا دیئے۔ اور دونوں ہاتھ اپنے دونوں رانوں پر رکھ دیئے اور کہا اے محمدؐ مجھے اسلام کے متعلق خبر دیجئے (یعنی یہ بتلایئے کہ اسلام کی کیا تعریف ہے)۔ آپؐ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ اور تحقیق محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور تو نماز پڑھے اور تو زکوٰۃ دے اور تو رمضان کے روزے رکھے اور تو بیت اللہ کا حج کرے۔ اگر تیرے پاس زاد راہ ہو۔ فرمایا۔ آپ نے سچ فرمایا۔ پھر ہم نے تعجب کیا کہ آپؐ سے پوچھتا ہے اور آپ کی تصدیق کرتا ہے (یعنی پوچھنے کا خیال کیا جاتا ہے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسلام اور ایمان کی معنی سے ناواقف ہونے کے باعث پوچھتا ہے اور جب یہ کہتا ہے کہ آپ نے ٹھیک فرمایا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ امتحان کے طور پر پوچھ رہا تھا) پھر فرمایا مجھے ایمان کے متعلق خبر دیجئے (کہ ایمان کیا چیز ہے)۔ آپؐ نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تو اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر (ایمان لائے کہ وہ سب کے سب سچے تھے) اور قیامت کے دن پر اور ایمان لائے تقدیر پر۔ کہ اچھی تقدیر اور بری تقدیر سب اللہ تعالےٰ ہی کی طرف سے ہے۔ فرمایا کہ آپؐ نے سچ فرمایا۔ (اس شخص نے آپؐ سے اور بھی سوالات کئے) پھر چلا گیا۔ پھر آپ نے مجھے فرمایا۔ کیا تو جانتا ہے کہ یہ سائل کون تھا۔ میں نے عرض کی کہ اللہ اور اس کے رسول ہی اس کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ تحقیق وہ جبرئیلؑ تھے۔ تمہارے پاس آئے تھے۔ تاکہ تمہیں تمہارا دین سکھائیں۔ (رواہ مسلم)

اس حدیث شریف

نے واضح فرما دیا کہ ایمان ماننے کا نام ہے اور اسلام کام کرنے کا نام ہے۔

یعنی

جو شخص دل سے نہ مانے وہ مومن نہیں ہے اور جو یہ کام کر کے نہ دکھائے۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں کہ سب مسلمانوں کو ان کاموں کے دل سے یقین کرنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

عملی طور پر تابع فرمان الٰہی ہونا اس کا نام اسلام ہے۔ قرآن مجید سے اسکے متعدد شواہد

پہلا

وَقَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰکِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ ؕ وَاِنْ تُطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَا یَلِتْکُمْ مِّنْ اَعْمَالِکُمْ شَیْئًا ؕ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (سورۃ الحجرات ع ۲)۔ ترجمہ۔ بدویوں نے کہا۔ ہم ایمان لے آئے ہیں۔ کہدو تم ایمان نہیں لائے۔ لیکن تم کہو کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں اور ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ اور اگر تم اس رسول کا حکم مانو تو تمہارے اعمال میں کچھ بھی کم نہیں کریگا بے شک اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

مذکورۃ الصدر

اعلان الٰہی سے ثابت ہوا کہ ایمان دل میں ہوتا ہے اور اسلام ظاہری احکام کے تسلیم کرنے کا نام ہے۔

دوسرا

فَاِنْ حَآجُّوْکَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْہِیَ لِلّٰہِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ؕ وَقُلْ لِّلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ وَالْاُمِّیّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اہْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا

فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ ۝) سورۃ آل عمران ع ۲ پ ۳ ترجمہ پھر بھی اگر تجھ سے جھگڑیں تو ان سے کہہ دے کہ میں نے اپنا منہ اللہ کے حکم کے تابع کیا ہے اور ان لوگوں نے بھی جو میرے ساتھ ہیں اور ان لوگوں سے کہہ دے جنہیں کتاب دی گئی ہے اور ان پڑھوں سے۔ آیا تم بھی تابع ہوتے ہو۔ پھر اگر وہ تابع ہو گئے۔ تو انہوں نے بھی سیدھی راہ پالی اور اگر وہ منہ پھیریں تو تیرے ذمہ فقط پہنچا دینا ہے اور اللہ بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ اگر تم بھی اسے اہل کتاب تابع فرمان الٰہی ہو جاؤ گے تو ہدایت یافتہ ہو جاؤ گے اور اگر یہ بات نہیں مانو گے۔ تو میں نے تمہیں پہنچانے کا حق ادا کر ہی دیا ہے۔

تیسرا

اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۝) سورۃ آل عمران ع 9- پ ۳- ترجمہ۔ کیا اللہ کے دین کے سوا کوئی اور دین تلاش کرتے ہیں حالانکہ جو کوئی آسمان اور زمین میں ہے خوشی سے یا لاچاری سے سب اسی کے تابع ہے۔ اور اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے

حاصل

یہ ہے کہ اسلام کے معنی اس اعلان الٰہی میں جو اوپر ہوا ہے۔ تابع فرمان الٰہی ہونا ہی ہے۔ جس کے لئے یہ شواہد پیش کئے جا رہے ہیں۔

چوتھا

بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝) (سورۃ البقرہ ع ۱۳- پ ۱) - ترجمہ۔ ہاں جس نے اپنا منہ اللہ کے سامنے جھکا دیا اور وہ نیکوکار بھی ہو تو اس کے لئے اس کا بدلہ اس کے رب کے ہاں ہے اور ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہونگے

حاصل

یہ ہے کہ اپنے منہ کو جو ایک ظاہری چیز ہے۔ جس نے اللہ تعالیٰ کے تابع کر دیا اس پر آئندہ خوف نہیں ہوگا۔ اور ایسے لوگوں کو نہ کوئی غم ہوگا۔

پانچواں

فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ۚ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۙ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝) سورۃ والصّٰفّٰت ع ۳- پ ۲۳- ترجمہ۔ پس جب دونوں نے تسلیم کر لیا اور اس نے اسے پیشانی کے بل ڈال دیا۔ ہم نے اسے پکارا کہ اے ابراہیم تو نے خواب سچا کر دکھایا۔ بیشک ہم اسی طرح نیکوکاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنا خواب سچا کر کے دکھایا اور مان لیا کہ مجھے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم ہو رہا ہے۔ تب اپنے بیٹے کو ذبح کے لئے لٹا دیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے ذبح کرنا چھوڑ دیا۔ بہر حال حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تو حکم الٰہی مان کر بیٹے کو لٹا دیا۔ یہی ثابت کرنا مقصود تھا کہ حکم الٰہی پر عمل کرنے کا نام اسلام ہے۔

قیامت کے دن میدان محشر سے فارغ ہو کر پلصراط سے گذر کر سیدھے بہشت میں صالحین جائیں گے۔

صالحین کون ہوں گے۔ جن کے عقیدہ میں خالص توحید کا نور ہوگا۔ اس کے بعد اعمال صالحہ کے پابند ہوں گے۔ مثلاً نماز پنجوقتہ پڑھینگے رمضان شریف کے روزے پابندی سے رکھیں گے۔ اگر زکوٰۃ فرض ہے تو وہ ادا کرتے ہوں گے اور حج بیت اللہ الحرام کا فرض ہونے کے بعد بجالائیں گے۔ ان فرائض کے ادا کرنے کے بعد خلق خدا سے متعلقہ ذمہ داریوں کو باقاعدہ انجام دیتے ہوں۔ مذکورۃ الصدر اعمال صالحہ میں سے کسی ایک کو ترک کرنے پر بھی فاسق ہو جائیں گے۔ مثلاً توحید کا عقیدہ ان کا سلامت نہیں ہے یا نماز کے پابند نہیں ہیں۔ یا رمضان کے کئی روز سے نہیں رکھتے۔ یا زکوٰۃ ادا نہیں کرتے یا بیت اللہ الحرام کا حج کرنے کو تکلیف مالایطاق خیال کرتے ہیں۔ نہ خود کرتے ہیں۔ نہ کسی کو اپنا نائب مقرر حج کراتے ہیں۔ یا فرائض مذکورۃ الصدر تو ادا کرتے ہیں۔ مگر خلق خدا کے حقوق کی حق تلفیاں کرتے ہیں۔ مثلاً والدین کی خدمت نہیں کرتے۔ یا بیوی کو آباد نہیں کرتے۔ یا رشتہ داروں سے صلہ رحمی نہیں کرتے۔ یا مثلاً ادھار لے کر پھیر نہیں دیتے یا مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع نہیں کرتے۔

مذکورۃ الصدر

ذمہ داریوں کو اگر کوئی شخص ادا نہیں کرتا تو اسے صالح نہیں کہا جائے گا۔ اوّل تو اگر کوئی مالع نہ ہوا تو دنیا ہی میں سزا پائے گا۔ اور اگر دُنیا میں کسی مصلحت کی وجہ سے سزا نہیں پائی اور اللہ تعالےٰ نے معاف بھی نہیں فرمایا۔ تو آخرت میں وہ شخص اپنی بے راہ رویوں کی سزا پائے گا۔ وما علینا الا البلاغ۔

اگر اللہ تعالےٰ معاف فرما دے تو پھر

ورنہ یہ شخص اپنی بداعمالیوں کی سزا پائے گا اور پھر بہشت میں جائے گا۔ بشرطیکہ اس کے عقائد یا اعمال میں توحید کے ساتھ شرک کی ملاوٹ نہ ہو۔ اگر خدانخواستہ عقیدہ توحید کے ساتھ شرک کی ملاوٹ ہے تو پھر اس شخص کا بخشا جانا محال اور اس کا کسی وقت بھی جنت میں داخل ہونا ناممکن ہے۔ چنانچہ اعلان الٰہی سنئے (اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ) ۔ ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نہیں بخشتا اس گناہ کو کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور شرک کے سوا جو گناہ ہو جس کو چاہے اس کو بخش دے۔

عزت کا معیار دُنیا میں اور چیز ہے اور اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں کچھ اور ہے۔

مثلاً جو بڑا عہدہ دار ہے۔ وہ لوگوں کی نظروں میں بڑا معزز ہے۔ اور زیادہ سے زیادہ زمین کے رقبہ پر جس کا قبضہ ہے۔ وہ بڑا زمیندار اور دنیا داروں کے ہاں بڑا معزز ہے اور جس شخص کا تجارت کا کاروبار بڑا وسیع ہے وہ بڑا تاجر ہے اور دنیا داروں کی نگاہ میں اس کی بڑی عزت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی عزت کا معیار ملاحظہ ہو۔ (عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُبَّ اَشْعَثَ مَدْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ (رواہ مسلم) ترجمہ۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کئی پراگندہ بالوں والے جو دروازوں سے (یعنی امراء انہیں اپنی بیٹھکوں کے دروازوں کے اندر سے نکال دیتے ہیں۔ کہ

جاؤ یہاں مت بیٹھو۔ مگر اللہ تعالےٰ کے ہاں وہ ایسے مقبول ہوتے ہیں کہ اگر وہ قسم کھا بیٹھیں کہ یہ کام خدا کی قسم یوں ہوگا تو اللہ تعالیٰ اسی طرح کر دیتا ہے۔ تاکہ میرے دوستوں کی قسم نہ ٹوٹے اور وہ ذلیل نہ ہوں۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں خدا تعالےٰ کی یاد کرنے والے نیکوکار باخدا پیارے ہوتے ہیں۔ اگرچہ وہ بظاہر غریب ہوں۔

مثلاً

ایک شخص توحید پرست ہے۔ باقاعدہ نماز پانچوں وقت ادا کرتا ہے۔ اور رمضان شریف کے روزے وہ تیسوں رکھتا ہے زکوٰۃ باقاعدہ ادا کرتا ہے۔ حج کرنے کی توفیق ہو تو حج کر آتا ہے اور روپیہ اس کے پاس بہت نہیں۔ کل ایک سو روپیہ ہے۔ ان اعمال صالحہ کے علاوہ خلق خدا تعالےٰ سے بھی اس کا برتاؤ اچھا ہے ایسا شخص بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوگا۔ اسکے مقابلہ میں ایک شخص نماز نہیں ادا کرتا۔ روزہ نہیں رکھتا زکوٰۃ نہیں ادا کرتا۔ حج فرض ہے لیکن ادا نہیں کرتا۔ خواہ یہ شخص اپنے آپ کو مسلمان کہے۔ مگر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصطلاح میں مسلمان نہیں ہے۔ کیونکہ جو اس کے ذمہ فرائض ہیں وہ ادا نہیں کرتا۔

دوسری حدیث شریف ملاحظہ ہو

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهٗ جَالِسٍ مَا رَأْيُكَ فِيْ هٰذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ اَشْرَافِ النَّاسِ هٰذَا وَاللّٰهِ حَرِيٌّ اِنْ خَطَبَ اَنْ يُّنْكَحَ وَاِنْ شَفَّعَ اَنْ يُّشَفَّعَ قَالَ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ مَرَّ رَجُلٌ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأْيُكَ فِيْ هٰذَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا رَجُلٌ مِنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ هٰذَا حَرِيٌّ اِنْ خَطَبَ اَنْ لَا يُنْكَحَ وَاِنْ شَفَّعَ اَنْ لَا يُشَفَّعَ وَاِنْ قَالَ اَنْ لَا يُسْمَعَ لِقَوْلِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا خَيْرٌ مِّنْ مَلَاِ الْاَرْضِ مِثْلَ هٰذَا۔ (متفق علیہ)۔ ترجمہ۔ سہل بن سعدؓ سے روایت ہے۔ فرمایا کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے گذرا۔ پھر آپؐ نے اس شخص سے فرمایا جو آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اس شخص کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے۔ پھر اس نے کہا یہ شخص معزز آدمیوں میں سے ہے۔ یہ شخص خدا کی قسم اس لائق ہے کہ اگر کسی سے رشتہ طلب کرے تو اسے نکاح کر دیا جائے اور اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول کی جائے اس شخص نے کہا۔ (جو آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا) پھر آپ خاموش ہو گئے۔ پھر ایک شخص گذرا۔ پھر اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے۔ پھر کہا یا رسول اللہؐ یہ شخص غریب مسلمانوں میں سے ہے۔ یہ اس لائق ہے۔ اگر رشتہ طلب کرے نہ اسے وہ رشتہ نکاح کر کے دیا جائے اور اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش نہ قبول کی جائے اور اگر کوئی بات کہے تو وہ بات نہ سنی جائے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شخص بہتر ہے اس جیسے شخصوں سے جو بھراؤ زمین کا ہوں۔

حاصل

اس حدیث شریف سے نکلا کہ اللہ تعالےٰ کے قبولیت اور عزت پانے کے کوئی اور ہی اسباب ہیں۔ یہ نہیں کہ لوگ جس کو عزت کے لحاظ سے معزز سمجھیں وہ اللہ تعالےٰ کے ہاں معزز سمجھا جائے۔ وما علینا الا البلاغ

درخت لگانے کا اجر و ثواب

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی مسلمان کسی درخت کا پودا لگائے یا کھیتی کرے، پھر کوئی انسان یا کوئی پرندہ یا چوپایہ اس درخت یا کھیتی میں سے کھائے، تو یہ اس بندے کی طرف سے صدقہ اور کارِ ثواب ہوگا۔ صحیح بخاری

خطبہ یوم الجمعہ ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۳ مئی ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد

قیامت کے دن کے متعلق مختلف نقشے

پہلا

قیامت ضرور آنے والی ہے

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ۝ (سورۃ النساء ع ۱۱۔ پ ۵) ترجمہ۔ اللہ وہ ہے۔ جس کے سوا کسی کی بندگی نہیں۔ بیشک قیامت کے دن تم سب کو جمع کرے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ اور اللہ سے بڑھ کر کس کی بات سچی ہو سکتی ہے۔

حاصل

اللہ تعالیٰ سچ فرما رہا ہے کہ قیامت یقیناً آنے والی ہے۔

۲ رفع استبعاد قیامت

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ۝ (سورۃ المؤمنون ع ۱ پ ۱۸)۔ ترجمہ اصالتہ تحقیق پیدا کیا ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ سے۔ پھر ہم نے حفاظت کی جگہ میں نطفہ بنا کر رکھا۔ پھر ہم نے نطفہ کا لوتھڑا بنایا۔ پھر ہم نے لوتھڑے سے گوشت کی بوٹی بنائی۔ پھر ہم نے اس بوٹی سے ہڈیاں بنائیں پھر ہم نے ہڈیوں پر گوشت پہنایا۔ پھر اسے ایک نئی صورت میں بنا دیا سو اللہ بڑی برکت والا۔ سب سے بہتر بنانے والا ہے۔ پھر تم اس کے بعد مرنے والے ہو۔ پھر تم قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے۔

حاصل

یہی نکلا کہ تم ساری منزلیں طے کرکے بالآخر قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے۔

۳

جو لوگ قیامت پر ایمان نہیں لاتے انہوں نے اپنے آپ کو خسارہ میں ڈال دیا ہے

لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ (سورۃ الانعام ع ۲۔ پ ۷۔ ترجمہ۔ وہ قیامت کے دن تم سب کو ضرور اکٹھا کرے گا۔ جس میں کچھ شک نہیں۔ جو لوگ اپنی جانوں کو نقصان میں ڈال چکے ہیں۔ وہ ایمان نہیں لاتے۔

حاصل

اپنی جانوں کو خسارہ میں ڈالنے والے قیامت پر ایمان نہیں لاتے

۴

قیامت کے دن کئی منہ سفید اور کئی سیاہ ہونگے

يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ (سورۃ آل عمران ع ۱۱۔ پ ۴) ترجمہ۔ جس دن بعضے منہ سفید اور بعضے سیاہ ہوں گے سو وہ جن کے منہ سیاہ ہوں گے۔ ان سے کہا جائے گا۔ کیا تم ایمان لا کر کافر ہو گئے تھے۔ اب اس کفر کرنیکے بدلے میں عذاب چکھو

اور جن لوگوں کے سفید ہونگے

وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ (سورہ آل عمران ع ۱۲ پ ۴) ترجمہ۔ اور وہ لوگ جنکے منہ سفید ہونگے تو وہ اللہ کی رحمت میں ہونگے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ اللہ کے احکام ہیں۔ ہم تمہیں ٹھیک ٹھیک سناتے ہیں اور اللہ مخلوقات پر ظلم نہیں کرنا چاہتا۔

جس طرح ہم زمین سے پھل پیدا کر لیتے ہیں اسی طرح ہم آدمی زمین سے نکال لیں گے

وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ حَتّٰٓى اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۷، پ ۹ ترجمہ۔ اور وہی ہے جو مینہ سے پہلے خوشخبری دینے والی ہوائیں چلاتا ہے۔ یہاں تک کہ جب ہوائیں بھاری بادلوں کو اٹھا لاتی ہیں تو ہم اس بادل کو مردہ شہر کی طرف ہانک دیتے ہیں۔ پھر ہم اس بادل سے پانی اتارتے ہیں۔ پھر اس سے سب طرح کے پھل نکالتے ہیں۔ اسی طرح ہم مردوں کو نکالیں گے۔ تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

۵

قیامت قریب ہی ہے۔ مگر کافر

ہنسی میں ٹال رہے ہیں

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِیْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ۝ مَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ یَلْعَبُوْنَ ۝ لَاهِیَةً قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاَسَرُّوا النَّجْوَی ۖ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ۖ هَلْ هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ۝

(سورۃ الانبیاء ع ۱ - پ ۱۷) ترجمہ۔ لوگوں کے حساب کا وقت قریب آ گیا ہے اور وہ غفلت میں پڑ کر منہ پھیرنے والے ہیں۔ ان کے رب کی طرف سے سمجھانے کے لئے کوئی ایسی نئی بات ان کے پاس نہیں آتی کہ جسے سن کر ہنسی میں نہ ٹال دیتے ہوں۔ ان کے دل کھیل میں لگے ہوئے ہیں۔ اور ظالم پوشیدہ سرگوشیاں کرتے ہیں کہ یہ تمہاری طرح ایک انسان ہی تو ہے۔ پھر کیا تم دیدہ دانستہ جادو کی باتیں سنتے جاتے ہو۔

ع ۶

قیامت کے دن بعض انسانوں کو نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائیگا

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ ۙ فَیَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِیَهْ ۝ اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِیَهْ ۝ فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ ۝ فِیْ جَنَّةٍ عَالِیَةٍ ۝ قُطُوْفُهَا دَانِیَةٌ ۝ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِیْٓـًٔا بِمَاۤ اَسْلَفْتُمْ فِی الْاَیَّامِ الْخَالِیَةِ ۝

(سورہ الحاقۃ ع ۱ - پ ۲۹) ترجمہ۔ جس کو اس کا اعمالنامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا سو وہ کہے گا۔ لو میرا اعمالنامہ پڑھو۔ بے شک میں سمجھتا تھا کہ میں اپنا حساب دیکھوں گا۔ سو وہ دل پسند عیش میں ہوگا۔ بلند بہشت میں جس کے میوے جھکے ہوں گے۔ کھاؤ اور پیو ان کاموں کے بدلے میں جو تم نے گذشتہ دنوں میں آگے بھیجے تھے۔

ع ۷

قیامت کے دن بعض انسانوں کو نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائیگا

وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِیَهْ ۝ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِیَهْ ۝ یٰلَیْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِیَةَ ۝ مَاۤ اَغْنٰی عَنِّیْ مَالِیَهْ ۝ هَلَكَ عَنِّیْ سُلْطٰنِیَهْ ۝ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۝ ثُمَّ الْجَحِیْمَ صَلُّوْهُ ۝ ثُمَّ فِیْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ۝ اِنَّهٗ كَانَ لَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ ۝ وَلَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْكِیْنِ ۝ فَلَیْسَ لَهُ الْیَوْمَ هٰهُنَا حَمِیْمٌ ۝ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِیْنٍ ۝ لَّا یَاْكُلُهٗۤ اِلَّا الْخَاطِـُٔوْنَ ۝

(سورۃ الحاقۃ ع ۱ - پ ۲۹) ترجمہ۔ اور جس کا اعمالنامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا گیا۔ تو کہے گا اے کاش میرا اعمالنامہ نہ ملتا اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے کاش وہ (موت) خاتمہ کرنے والی ہوتی میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا۔ مجھ سے میری حکومت بھی جاتی رہی۔ اسے پکڑو پس اسے طوق پہنا دو۔ پھر اسے دوزخ میں ڈال دو۔ پھر ایک زنجیر میں جس کا طول ستر گز ہے۔ اسے جکڑ دو۔ بیشک وہ اللہ پر یقین نہیں رکھتا تھا۔ جو بڑا عظمت والا ہے اور نہ وہ مسکین کے کھانا کھلانے کی رغبت دیتا تھا۔ سو آج اس کا یہاں کوئی دوست نہیں اور نہ کھانا ہے۔ مگر زخموں کا دھوون۔ اسے سوائے گنہگاروں کے کوئی نہیں کھائے گا۔

ع ۸

قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کے نافرمان بھی فرمانبرداری کا اعلان کرینگے

فَاِنَّمَا هِیَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ۝ فَاِذَا هُمْ یَنْظُرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا یٰوَیْلَنَا هٰذَا یَوْمُ الدِّیْنِ ۝ هٰذَا یَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝ اُحْشُرُوا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا یَعْبُدُوْنَ ۝ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰی صِرَاطِ الْجَحِیْمِ ۝ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْـُٔوْلُوْنَ ۝ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ۝ بَلْ هُمُ الْیَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ۝ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ یَّتَسَآءَلُوْنَ ۝ قَالُوْۤا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْیَمِیْنِ ۝ قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ ۝ وَمَا كَانَ لَنَا عَلَیْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ ۚ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِیْنَ ۝ فَحَقَّ عَلَیْنَا قَوْلُ رَبِّنَا ۖ اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ ۝ فَاَغْوَیْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِیْنَ ۝ فَاِنَّهُمْ یَوْمَئِذٍ فِی الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِیْنَ ۝ اِنَّهُمْ كَانُوْۤا اِذَا قِیْلَ لَهُمْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یَسْتَكْبِرُوْنَ ۝

(سورہ الصفت ع ۱ پ ۲۳) ترجمہ۔ پس وہ تو ایک زور کی آواز ہوگی پس ناگہاں وہ دیکھنے لگیں گے۔ اور کہیں گے ہائے ہماری کمبختی۔ جزا کا دن یہی ہے۔ یہی فیصلے کا دن ہے۔ جسے تم جھٹلایا کرتے تھے (اللہ تعالیٰ فرمائیگا) نہیں جمع کر دو۔ جنہوں نے ظلم کیا اور ان کی بیویوں کو اور جن کی وہ عبادت کرتے تھے۔ سوائے اللہ کے پھر انہیں جہنم کے راستہ ہانک کر لے جاؤ۔ اور انہیں کھڑا کرو۔ ان سے دریافت کرنا ہے تمہیں کیا ہوا کہ آپس میں ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے۔ بلکہ آج کے دن وہ سر جھکائے کھڑے ہونگے اور ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر پوچھے گا۔ کہیں گے بے شک تم ہمارے دائیں طرف سے آتے تھے۔ کہیں گے بلکہ تم خود ہی ایمان والے نہیں تھے اور ہمیں تم پر کوئی زور نہ تھا۔ بلکہ تم ہی سرکش لوگ تھے۔ پھر ہم سب پر ہمارے رب کا قول پورا ہو گیا کہ ہم سب عذاب چکھنے والے ہیں۔ پھر ہم نے تمہیں بھی گمراہ کیا۔ ہم خود بھی گمراہ تھے۔ پھر اس دن عذاب میں وہ سب یکساں ہوں گے۔ بیشک ہم مجرموں سے ایسا ہی سلوک کیا کرتے ہیں۔ بیشک وہ ایسے تھے کہ جب ان سے کہا جاتا تھا کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں ہے تو وہ تکبر کیا کرتے تھے۔

ع ۹

قیامت آنے کی حکمت

وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِیْنَا السَّاعَةُ ؕ قُلْ بَلٰی وَرَبِّیْ لَتَاْتِیَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَیْبِ ۚ لَا یَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ وَلَاۤ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ

وَلَا اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۙ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ سَعَوْ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ۝ (سورۃ السباع ۱۔ پ ۲۲) ترجمہ۔ اور کافر کہتے ہیں کہ ہم پر قیامت نہیں آئیگی کہدو ہاں (آئے گی)۔ قسم ہے میرے رب غائب کے جاننے والے کی۔ البتہ ضرور تم پر آئے گی۔ جس سے آسمانوں اور زمین کی کوئی چیز ذرہ کے برابر بھی غائب نہیں اور نہ ذرہ سے چھوٹی اور نہ بڑی۔ کوئی بھی ایسی چیز نہیں جو لوح محفوظ میں نہ ہو۔ تاکہ اللہ ان لوگوں کو جزا دے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے۔ انہیں کیلئے بخشش اور عزت والا رزق ہے اور جو ہماری آیتوں کے رد کرنے میں کوشش کرتے پھرتے ہیں۔ ان کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔

حاصل

ان آیات کا حاصل یہ ہے۔ کہ قیامت کا آنا اس لئے ضروری ہے تاکہ نیکوکاروں کو جزائے خیر۔ اور بدکاروں کو سزا دے دی جائے۔

ع ۱۰

قیامت کے دن منکرین قیامت اپنی غلطی (انکار قیامت) کا خود اقرار کرینگے

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ (سورۃ یٰس ع ۴ پ ۲۳) ترجمہ۔ اور صور پھونکا جائے گا تو وہ فوراً اپنی قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف دوڑتے چلے آئیں گے کہیں گے کہ ہائے افسوس کس نے ہمیں ہماری خوابگاہ سے اٹھایا۔ یہی ہے جو رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا

ع ۱۱

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سنائینگے جو کچھ تم کرتے تھے ہم لکھ لیا کرتے تھے

(اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ (سورہ الجاثیہ ع ۴۔ پ ۲۵) ترجمہ (جو کچھ تم کیا کرتے تھے۔ ہم اسے لکھ لیا کرتے تھے)

ع ۱۲

قیامت کے دن فیصلہ یہ ہوگا

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ۝ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۣ اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ۝ (سورۃ الجاثیہ ع ۴۔ پ ۲۵)۔ ترجمہ۔ پس جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے انہیں ان کا پروردگار اپنی رحمت میں داخل کرے گا۔ یہ صریح کامیابی ہے اور وہ جنہوں نے کفر کیا (انہیں کہا جائے گا۔) کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سنائی جاتی تھیں۔ پھر تم نے غرور کیا اور تم نافرمان لوگ تھے۔

ع ۱۳

قیامت کے دن دوزخیوں سے کہا جائے گا یہ وہی ہے جسکا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا

هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ (سورہ یٰس ع ۴۔ پ ۲۳۔ ترجمہ۔ یہی دوزخ ہے۔ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

ع ۱۴

قیامت کے دن انسانوں کے ہاتھ اور پاؤں ان پر گواہی دیں گے

اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ (سورہ یٰس ع ۴ پ ۲۳ ترجمہ۔ آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور ہمارے ساتھ ان کے ہاتھ بولیں گے۔ اور ان کے پاؤں شہادت دینگے اس پر جو وہ کیا کرتے تھے۔

ع ۱۵

قیامت کے دن دوزخیوں کا حال مشاہدہ کرکے دوبارہ دنیا میں آکر نیکی کرنے کی استدعا

وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ۝ (سورۃ سجدہ ع ۲۔ پ ۲۱) ترجمہ۔ اور کبھی تو دیکھے جس وقت مجرم اپنے رب کے سامنے سر جھکائے ہونگے اے رب ہمارے ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا اب ہمیں پھر بھیج دے کہ اچھے کام کریں ہمیں یقین آگیا ہے۔

ع ۱۶

قیامت کے دن تابعدار گمراہوں کا بڑے گمراہوں سے عذاب الٰہی کم کرانیکی درخواست اور ان کی طرف سے بے بسی کا جواب

وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ۭ سَوَاۗءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ۝ (سورہ ابراہیم ع ۳ پ ۱۳)۔ ترجمہ۔ اور سب اللہ کے سامنے کھڑے ہونگے۔ تب کمزور متکبروں سے کہیں گے۔ ہم تو تمہارے تابع تھے۔ سو ہمیں اللہ کے عذاب سے کچھ بچاؤ گے۔ وہ کہیں گے۔ اگر ہمیں اللہ ہدایت کرتا تو ہم تمہیں ہدایت کرتے۔ اب ہمارے لئے برابر ہے کہ ہم چیخیں چلائیں یا صبر کریں۔ ہمارے بچنے کی کوئی صورت نہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ جن لوگوں نے دنیا میں انبیاء علیہم السلام کی اطاعت نہیں کی۔ بلکہ مخالف رہے۔ ان بدنصیبوں کو قیامت کے دن عذاب الٰہی سے کون چھڑا سکتا ہے۔

ع ۱۷

قیامت کے دن کافروں کا اپنے خلاف شہادت دینا کہ ہم کافر تھے

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ

جنت میں سلامتی کے ساتھ پہنچانے والے آسان اعمال

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگو! خداوند رحمن کی عبادت کرو اور بندگانِ خدا کو کھانا کھلاؤ اور سلام کو خوب پھیلاؤ، تم جنت میں پہنچ جاؤ گے، سلامتی کے ساتھ۔ جامع ترمذی

اسلام میں افضل ترین اعمال

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اسلام میں کیا چیز (اور کون سا عمل) زیادہ اچھا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (ایک) یہ کہ تم اللہ کے بندوں کو کھانا کھلاؤ اور (دوسرے) یہ کہ جس سے جان پہچان ہو اس کو بھی اور جس سے جان پہچان نہ ہو اس کو بھی سلام کیا کرو۔ صحیح بخاری

وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۝ (سورہ الانعام ع ۱۶ پ ۸)

ترجمہ۔ اے جنوں اور انسانوں کی جماعت۔ کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول نہیں آئے تھے جو تمہیں میرے احکام سناتے تھے اور اس دن کی ملاقات سے تمہیں ڈراتے تھے۔ کہیں گے ہم اپنے گناہ کا اقرار کرتے ہیں اور انہیں دنیا کی زندگی نے دھوکہ دیا ہے اور اپنے اوپر ہی گواہی دیں گے کہ وہ کافر تھے۔

ع ۱۸

قیامت کے دن مال کی کثرت اور اولاد کی بہتات کام نہیں آئیگی

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ۝ (سورہ آل عمران ع ۲۔ پ ۳) ۔ ترجمہ بیشک جو لوگ کافر ہیں۔ ان کے مال اور انکی اولاد اللہ کے مقابلہ میں ہرگز کام نہیں آئیں گے۔ اور وہ لوگ دوزخ کا ایندھن ہیں۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنَ الْكٰفِرِيْنَ بِفَضْلِكَ وَكَرَمِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ - اٰمِيْن ۞

خطبہ یوم الجمعہ ۲۳ ذیقعدہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۰ مئی ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ

اللہ تعالیٰ کس قسم کے انسانوں کو پسند کرتا ہے اور کس قسم کے انسانوں کو پسند نہیں کرتا

پہلے حصہ کے شواہد

پہلا

وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛ وَاَحْسِنُوْا ۛ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (سورۃ البقرہ ع ۲۴ - پ ۲) ترجمہ۔ اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالو اور نیکی کرو بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

حاصل

مذکورۃ الصدر آیت سے حاصل یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے تم عذاب الٰہی سے بچ جاؤ گے اور نیک کام کرنے والوں کو اللہ پسند کرتا ہے۔

دوسرا

وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ۝ (سورہ آل عمران ع ۱۵ پ ۴)

ترجمہ۔ اور کئی نبی ہیں۔ جن کے ساتھ ہو کر بہت اللہ والے لڑے ہیں پھر اللہ کی راہ میں تکلیف پہنچنے پر نہ ہارے ہیں اور نہ سست ہوئے ہیں۔ اور نہ وہ دبے ہیں اور اللہ ثابت قدم رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

تیسرا

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۝ (سورۃ آل عمران ع ۱۷ - پ ۴) ترجمہ۔ پس اللہ کی رحمت کے سبب سے تو ان کے لئے نرم ہو گیا اور اگر تو تند خو اور سخت دل ہوتا تو البتہ تیرے گرد سے بھاگ جاتے۔ پس انہیں معاف کر دے اور ان کے واسطے بخشش مانگ۔ اور کام میں ان سے مشورہ لیا کر۔ پھر جب اس کام کا ارادہ کر چکا تو اللہ پر بھروسہ کر بے شک اللہ توکل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

الحاصل

آپ نرم دل ہیں۔ اس لئے یہ حضرات صحابہؓ کرام آپ کے ساتھ چل رہے ہیں اور اگر آپ تند خو سخت دل والے ہوتے تو آپ کے پاس یہ رہ نہ سکتے۔

عبرت

بڑے آدمی کے معنی یہ نہیں ہیں کہ سب سے زیادہ موٹا اور سب سے زیادہ وزنی ہو۔ بڑا آدمی وہ ہے جو سب سے زیادہ متحمل مزاج ہو۔ لوگوں کے عیبوں کو معلوم ہونے کے باوجود ان کو چھپائے ایسے شخص کی ہر ایک دل میں محبت پیدا ہو جاتی ہے اور ہر شخص اس کی عزت کرتا ہے۔

چوتھا

اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے

وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ (سورہ المائدہ ع ۶ پ ۶) ترجمہ۔ اور اگر تو فیصلہ کرے تو ان میں انصاف سے فیصلہ کر بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

پانچواں

آپ کی تابعداری کرنے سے اللہ تعالیٰ محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور گناہ سب معاف فرما دیتا ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (سورہ آل عمران ع ۴ - پ ۳) ترجمہ۔ کہدو۔ اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو تاکہ تم سے اللہ محبت کرے اور تمہارے گناہ بخشے۔

حاصل

اللہ تعالیٰ عزت کی نگاہ سے اس شخص کو دیکھتا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلے اللھم اجعلنا منھم آمین یا الٰہ العالمین

چھٹا

وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ۗ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۝ (سورہ البقرہ ع ۲۸ - پ ۲)۔ ترجمہ۔ اور ان (عورتوں) کے پاس مت جاؤ۔ یہاں تک پاک ہو لیں۔ پھر جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ۔ جہاں سے اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے۔ بے شک اللہ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور بہت پاک رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

ساتواں

وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ۗ

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ (سورہ آل عمران ع۸ پ۳)

ترجمہ۔ اور اہل کتاب میں بعض ایسے ہیں کہ اگر تو ان کے پاس ایک ڈھیر مال کا امانت رکھے تو وہ تجھ کو ادا کر دیں اور بعضے ان میں سے وہ ہیں کہ اگر تو ان کے پاس ایک اشرفی امانت رکھے تو بھی تجھے واپس نہیں کریں گے۔ ہاں کہ جب تک ان کے سر پر کھڑا رہے یہ اس واسطے ہے کہ وہ کہتے ہیں۔ کہ ہم پر ان پڑھ لوگوں کا حق لینے میں کوئی گناہ نہیں اور اللہ پر وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ گناہ کیوں نہ ہوگا۔ جس شخص نے اپنا عہد پورا کیا اور اللہ سے ڈرا۔ تو بے شک پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے۔

خطبہ کا دوسرا حصّہ

اللہ تعالیٰ کس قسم کے انسانوں کو پسند نہیں کرتا

اس کے متعدّد شواہد

پہلا

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۝ (سورۃ البقرہ ع ۲۵۔ پ۲)۔ ترجمہ۔ اور بعض ایسے بھی ہیں۔ جن کی بات دنیا کی زندگی میں آپ کو بھی معلوم ہوتی ہے اور وہ اپنے دل کی باتوں پر اللہ کو گواہ کرتا ہے۔ حالانکہ وہ سخت جھگڑالو ہے۔

حاصل

باتیں تو وہ بظاہر اچھی کرتا ہے اور آپ کو اس کی باتیں بھی بھلی معلوم ہوتی ہیں۔ مگر اندرونی حالت اس کی یہ ہے حاشیہ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ۔ مولانا شبیر احمد صاحبؒ اس آیت پر لکھتے ہیں۔ "یہ حال ہے منافق کا۔ کہ ظاہر میں خوشامد کرے اور اللہ کو گواہ کرے کہ میں سچا ہوں اور میرے دل میں اسلام کی محبت ہے اور جھگڑے کے وقت کمی نہ کرے اور قابو پاوے تو لوٹ مار مچاوے اور منع کرنے سے اس کو زیادہ ضد چڑھے اور گناہ میں ترقی کرے۔ کہتے ہیں۔ ایک شخص اخنس بن شریک تھا۔ منافق فصیح و بلیغ۔ جب آپ کی خدمت میں آتا۔ تو غایت اخلاص اور محبت اسلام ظاہر کرتا اور جب چلا جاتا تو کسی کی کھیتی جلا دیتا۔ کسی کے جانور کے پیر کاٹ ڈالتا۔ اس پر منافقین کی برائی میں یہ آیت نازل ہوئی۔

دوسرا

وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ (سورۃ البقرہ ع ۲۴ پ۲)۔ ترجمہ۔ اور اللہ کی راہ میں ان سے لڑو۔ جو تم سے لڑیں۔ اور زیادتی نہ کرو بیشک اللہ زیادتی کرنیوالوں کو پسند نہیں کرتا

حاشیہ شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حج کے ساتھ یہ مذکور بھی ہوتا ہے۔ کہ حضرت ابراہیمؑ کے وقت سے شہر مکہ جائے امان ہے۔ اگر یہاں دشمن کو دشمن پاتا تو بھی کچھ نہ کہتا اور حج کے اول اور آخر تین مہینے ذی قعدہ اور ذی الحجہ اور محرم اور چوتھا رجب کہ وہ بھی وقت زیارت تھا۔ یہ چار مہینے وقت امان تھے کہ تمام ملک عرب میں راہیں جاری ہوتیں اور لڑائی موقوف رہتی۔ اللہ تعالیٰ ان کا حکم فرماتا ہے۔ اس بیچ میں اور بھی لڑائی کے حکم اور جہاد کے آداب فرماتا ہے۔ یہ جو فرمایا کہ تم سے لڑیں ان سے لڑو اور زیادتی نہ کرو۔ اس کے معنی یہ کہ لڑائی میں لڑکے اور عورتیں اور بوڑھے قصداً نہ ایسے لڑنے والوں کو ماریئے۔

تیسرا

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝ (سورہ آل عمران ع ۴۔ پ۳)۔ ترجمہ۔ کہدو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو۔ پھر اگر وہ منہ موڑیں تو اللہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔

چوتھا

اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (سورۃ التوبہ ع ۱۳ پ ۱۱) ترجمہ۔ بھلا جس نے اپنی عمارت کی بنیاد اللہ سے ڈرنے اور اسکی رضامندی پر رکھی ہو وہ بہتر ہے۔ یا جس نے اپنی عمارت کی بنیاد ایک گھاٹی کے کنارہ پر رکھی جو گرنے والی ہے۔ پھر وہ اسے دوزخ کی آگ میں لے گری اور اللہ تعالےٰ ظالموں کو راہ نہیں دکھاتا۔

حاصل

جس شخص نے اپنی زندگی کے اعمال کی بنیاد خوف خدا پر رکھی کہ ہر کام میں اللہ تعالےٰ کی رضا کو پیش نظر رکھ کر قدم اٹھاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ مجھ سے ناراض نہ ہو جائے۔ یا وہ شخص جو ایسی جگہ اپنے اعمال کی بنیاد رکھے جو اسے جہنم میں لے جائے۔ ان دوسرے قسم کے ظالموں کو اللہ تعالےٰ دنیا میں نجات کے راستہ پر جبراً نہیں لے جاتا۔

پانچواں

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۝ (سورۃ النساء ع ۶ پ ۵) ترجمہ۔ اور اللہ کی بندگی کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو۔ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور قریبی ہمسایہ اور اجنبی ہمسایہ اور پاس بیٹھنے والے اور مسافر اور اپنے غلاموں کے ساتھ بھی نیکی کرو۔ بیشک اللہ اترانے والے بڑائی کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

حاصل

یہ ہے کہ جو ذمہ داریاں اللہ تعالےٰ نے بیان فرمائی ہیں جو شخص ان ذمہ داریوں کو ادا کرنا اپنی کسر شان سمجھتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ایسے مغرور و متکبر آدمیوں کو پسند نہیں کرتا

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ

آپس میں محبت کیسے پیدا ہو؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جنت میں نہیں جا سکتے جب تک پورے مومن نہ ہو جاؤ (اور تمھاری زندگی ایمان والی زندگی نہ ہو جائے) اور یہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ تم میں باہم محبت نہ ہو جائے۔ کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتا دوں جس کے کرنے سے تمھارے درمیان محبت و یگانگت پیدا ہو جائے۔ (وہ یہ ہے کہ) سلام کو آپس میں خوب پھیلاؤ۔ صحیح مسلم

چھٹا

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۭ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ۡ وَلَا تُسْرِفُوْا ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ (سورۃ الانعام ع ۱۷ پ ۸) - ترجمہ۔ اور اسی نے وہ باغ پیدا کئے ہیں جو چھتوں پر چڑھائے جاتے ہیں اور جو نہیں چڑھائے جاتے اور کھجور کے درخت اور کھیتی جن کے پھل مختلف ہیں اور زیتون اور انار پیدا کئے جو ایک دوسرے سے مشابہ اور جدا جدا بھی ہیں۔ ان کے پھل کھاؤ جب وہ پھل لائیں اور جس دن اسے کاٹو اس کا حق ادا کرو۔ اور بے جا خرچ نہ کرو۔ بیشک وہ بیجا خرچ کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

حاشیہ شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا
دو اس کا حق جس دن وہ کٹے یعنی زکوٰۃ اور مال کی زکوٰۃ ہے برس کے بعد اور اس کی زکوٰۃ اسی دن ہے۔ جس دن ہاتھ لگے۔ جو زمین اپنے ملک میں ہو اور اس میں خراج نہ آتا ہو۔ اس کے محصول میں حق اللہ کا ہے۔ اگر پانی دینے سے ہو تو بیسواں حصہ اور اگر بن پانی دیئے ہو تو دسواں حصہ

ساتواں

وَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (سورۃ آل عمران ع ۶ - پ ۳) - ترجمہ۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے۔ انہیں ان کا حق پورا دے گا اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

آٹھواں

وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰي سَوَاۗءٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَاۗىِٕنِيْنَ (سورۃ الانفال ع ۷ پ ۱۰) اور اگر تمہیں کسی قوم سے دغابازی کا ڈر ہو تو ان کا عہد ان کی طرف پھینک دو۔ ایسی طرح پر کہ تم اور وہ برابر ہو جاؤ۔ بیشک اللہ دغابازوں کو پسند ۴۴

۴۴ نہیں کرتا۔

عبرت

مسلمانوں کو قرآن مجید کے اس اعلان سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ کہ کہیں ہم دغابازی اور فریب دہی کے مرض روحانی میں تو مبتلا نہیں ہیں۔ حالانکہ موجودہ دور کی اخلاقی حالت یہ ہے کہ اکثریت اسی قسم کے لوگوں کی ہے کہ اپنے نفع کے لئے دوسروں کو فریب دہی اپنی عقلمندی بلکہ قابلیت خیال کرتے ہیں کہ اسے پتہ ہی نہ لگنے پائے۔ تا آنکہ ہم اس کا سب کچھ کھا پی جائیں۔ اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون ۝

خطبہ یوم الجمعۃ ۳۰ر ذیقعدہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۷ر مئی ۱۹۶۰ عیسوی

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔ اَمَّا بَعْدُ

تمہید ۔ میں عموماً مردوں اور عورتوں سے یہی کہا کرتا ہوں کہ جمعہ کا خطبہ تبرکاً آپکی خدمت میں پیش نہیں کیا جاتا۔ بلکہ اصلاح حال کیلئے ہوتا ہے صرف ثواب سمجھا کیجئے۔ بلکہ اصلاح حال کیلئے سنا کیجئے ۔ میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بیان کرتا ہوں۔ میں تو صرف کتاب و سنت کا ترجمان ہوں۔ مرد یا عورت۔ جو بھی خطبہ سن کر اسپر عمل کریگا یا کریگی تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جائیگا۔ وہ مردوں کو بھی بخشش دے گا اور عورتوں کو بھی بخشش دے گا اور جنت میں داخل کرے گا۔

انسان دو چیزوں سے مرکب ہے :۔ جسم اور رُوح ۔ روح جسم سے ملا ہوا ہے تو انسان زندہ کہلاتا ہے جسم کی راحت اور رنج کے اسباب الگ ہیں اور روح کے اور ہیں۔ جسم کی بیماریاں اور ہیں اور روح کی اور ہیں جسم کی بیماریوں سے شفایابی صحت ہے اور روحانی امراض سے شفایابی کا نتیجہ داخلہ جنت ہے۔ جسم کی بیماری یا صحت قبر تک ہے اور اگر خدانخواستہ روحانی صحت بگڑ جائے تو اس کا انجام دوزخ ہے۔

اگر آپ میری معروضات کو قبول کرلیں گے اور عملی جامہ پہنائیں گے۔ تو قبر بہشت کا باغ بن جائے گی۔ میرا مقصد ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ میرے مخاطب مرد ہوں یا عورت سب کو اللہ تعالیٰ، روحانی صحت نصیب فرمائے میری زندگی کا نصب العین یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے حق بیان کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جمعہ ثواب بھی ہے اور عذاب بھی۔ جمعہ متبرک ہوگا اور جمعہ گناہ معاف کراتا ہے۔ اگر جمعہ اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہوا تو قبر جنت کا باغ بن جائیگی اور اگر خدانخواستہ جمعہ قبول نہ ہوا تو قبر دوزخ کا گڑھا بن جائیگی اور اس چیز کا پتہ تب لگے گا جب کہ قبر میں جائیں گے روحانی صحت ٹھیک ہے تو خوشحال ہے اور اگر روحانی صحت ٹھیک نہیں ہے تو بدحال ہے۔ اللہ تعالیٰ میری اور آپکی قبروں کو جنت کا باغ بنائے۔ آمین ۔ آج کی معروضات کا عنوان یہ ہے :۔

گم گشتگان راہ ہدایت ہوش میں آئیں
اور میری معروضات کان لگا کر سنیں

آج کل دنیا داروں میں ایک آسودہ حال طبقہ علمائے کرام کی توہین کے درپے ہے۔ اور ان کی رہنمائی جو کتاب وسنتہ پر مبنی ہوتی ہے۔ اسے ملانوں کی باتیں کہہ کر یا ملّا ازم کہہ کر جان چھڑا لیتا ہے۔

کتاب وسنتہ

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مردی چلی آتی ہیں۔ ان کتاب و سنتہ کے احکام کی ترجمانی کرکے تمہیں سنانے والوں کی توہین کرنے والو۔ یہ روحانی بیماری آج کل کی پیدا شدہ نہیں ہے۔ جس میں تم مبتلا ہو۔ بلکہ یہ بیماری بلحاظ اطلاع خدا تعالیٰ کے ہزارہا برس سے چلی آ رہی ہے۔

گوش ہوش سے سنو

سورۃ الذاریات ع ۳ پ ۲۷ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ کَذٰلِکَ مَآ اَتَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ۝ اَتَوَاصَوْا بِہٖ ۚ بَلْ ھُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ۝

ترجمہ ۔ اسی طرح ان کے پہلوں کے پاس جب بھی کوئی رسول آیا تو انہوں نے یہی کہا کہ جادوگر یا دیوانہ ہے۔ کیا ایک دوسرے سے یہی کہہ کر مرے تھے (کہ یہ پچھلے پہلوں کی وصیت پر عمل کر رہے ہیں) نہیں وہ خود ہی سرکش ہیں۔

میرے زمانہ کے گم گشتگان راہ ہدایت

بھائیو۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیغمبر تو کوئی نہیں آئے گا۔ البتہ آپ کی اُمت میں سے علماء کرام ہی پیغام کتاب و سنتہ ہاتھ میں لے کر تمہاری راہ نمائی کے لئے میدان میں آئینگے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں حضرات کے سپرد اپنا علم کر گئے ہیں۔ فرمان نبویؐ ملاحظہ فرمائیے۔ اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ وَاِنَّ الْاَنْبِیَاءَ لَمْ یُوَرِّثُوْا دِیْنَارًا وَّلَا دِرْھَمًا اِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ ۔ ترجمہ۔ عالم ہی انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔ اور انبیاء علیہم السلام درہم اور دینار ان کیلئے نہیں چھوڑ گئے۔ بلکہ سوائے اس کے نہیں کہ وہ علم جو خدا تعالیٰ سے انبیاء علیہم السلام نے پایا تھا۔ اس علم کے حامل علماء کرام ہی ہیں۔

لہٰذا

اس دین کی اشاعت کے باعث جو ناعاقبت اندیش ان انبیاء علیہم السلام کو ساحر یا مجنون کہا کرتے تھے۔ اسی طرح مسلمانوں میں سے ایک ناعاقبت اندیش طبقہ ان حضرات علماء کرام کو جو کتاب و سنتہ والے پیغام کے حامل ہیں۔ انہیں توہین آمیز الفاظ سے یاد کرتا ہے۔ یہ ملانوں کی باتیں ہیں۔ یا یہ تو ملا ازم ہی ہے۔ اس قسم کے الفاظ سے یہ ناعاقبت اندیش طبقہ مسلمانوں کا سمجھتا ہے کہ میں نے ان کا مذاق اُڑا کر اپنی جان چھڑا لی نہیں نہیں

بلکہ

وہ علماء کرام کامیاب ہو گئے۔ کیونکہ تم قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے روبرو یہ نہیں کہہ سکو گے کہ اے اللہ ہمارے زمانہ میں تو تیرا کوئی بندہ میری طرف سے پیغام حق پہنچانے والا آیا ہی نہیں تھا۔

کوئی بعید نہیں

کہ اللہ تعالیٰ اپنے اوپر سے ان کے الزام کو رفع کرنے کے لئے انہیں حضرات علماء کرام کا نام لے لے۔ کہ کیا فلاں عالم تمہارے زمانہ میں تمہارے پاس میرا پیغام حق لے کر آیا تھا یا نہیں۔ یہی مضمون قریب قریب حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مترجم قرآن شریف میں سورہ نساء کے ساتویں رکوع کے حاشیہ پر تحریر فرمایا ہے

اے ناعاقبت اندیش گروہ

تمہیں معلوم ہے کہ علماء کرام کے مبارک وعظوں سے جو کتاب و سنتہ پر مبنی ہوں تم پر اتمام حجۃ ہو رہا ہے۔ حق گو علماء کرام اللہ تعالیٰ کی

ذات منبع برکات کو تمہارے اعتراضات سے بری کر رہے ہیں۔ تاکہ تم قیامت کے دن لاعلمی کا عذر نہ کر سکو۔

حق گو علماء کرام یہی تو فرماتے ہیں

کہ اے اللہ کے بندو شرک اور کفر اور نفاق سے توبہ کرو۔ نماز روزہ۔ زکوٰۃ اور حج (جس پر فرض ہو جائے) تو ادا کرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرو۔ کیونکہ آپ ہی کو انسانوں کے لئے نمونہ بنا کر پیش کیا ہے۔ ارشاد خداوندی قرآن مجید میں موجود ہے۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۝ (سورۃ الاحزاب ع ۳۔ پ (۲۱)۔ ترجمہ۔ البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے

اے ناعاقبت اندیش طبقہ

تمہاری اس بگڑی ہوئی حالت کا نقشہ انگریزی حکومت کے آخری زمانہ میں کھینچ کر نفیس خلیلی مرحوم امرتسری نے اپنی مطبوعہ کتاب "مسلمان عورت" میں دکھایا تھا اور وہ کتاب عام ملتی تھی۔ اس میں یہ شعر ہیں۔

مسلمان عورت ہے یا مرغ آبی
کہ سینے کو تانے چلی جا رہی ہے
زمیں بار عصیاں سے تھرا رہی ہے
وہ نامرد دوطا ہے جسکی دلھن ہے
وہ ملعون بھائی ہے جسکی بہن ہے

اے ناعاقبت اندیش طبقہ

تو پھر اپنے آپ کو صحیح معنی میں مسلمان بنا۔ حق پرست علماء کرام کی صحبت میں لوٹ کر آ اور اسلام ان سے سیکھ اور ان کے بیان کردہ اسلام جو کتاب اللہ تعالےٰ (قرآن مجید) اور سنت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ پر مبنی ہوگا اس اسلام کو اپنا۔ تاکہ تیرا انجام بخیر ہو۔ پھر تو منکر نکیر فرشتوں کو بھی جب پوچھیں گے مَنْ رَّبُّكَ تو جواب دے گا رَبِّيَ اللّٰهُ اور پوچھیں گے مَا دِيْنُكَ تو کہے گا دِيْنِيَ الْاِسْلَامُ اور جب پوچھیں گے مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ بُعِثَ فِيْكُمْ تو کہے گا هُوَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ ورنہ تینوں سوالوں کے جواب میں ناعاقبت اندیش طبقہ کے افراد جن کو دین اسلام سے کوئی مس نہیں ہوگا۔ جو حق پرست علماء کرام سے دین سیکھنے کی بجاء ان پر مذاق اڑاتے تھے۔ تینوں سوالوں کے جواب میں کہینگے۔ ہائے ہائے لَا اَدْرِيْ ترجمہ اس کا یہ ہے۔ ہائے ہائے میں نہیں جانتا۔ تب قبر جہنم کا گڑھا بن جائیگی۔ وما علینا الا البلاغ۔ اے ناعاقبت اندیش طبقہ کے مسلمانو۔ کیا تمہیں کہیں یہ خطرہ تو لاحق نہیں ہو رہا کہ حق پرست علماء کرام کے پاس جائیں گے۔ تو دین سیکھنے پر کچھ ان کو ضرور دینا تو پڑیگا۔

نہیں نہیں

وہ اللہ تعالےٰ کے خدا پرست بندے اللہ تعالےٰ کا دین تمہیں مفت سکھائینگے اور اس محنت اور جانفشانی کا اجر اللہ تعالےٰ جل شانہٗ سے پائیں گے۔ اللہ تعالےٰ نے ایسے ہی حق پرست اللہ والوں کے متعلق قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (سورۃ الطلاق ع ۱ پ ۲۹) ترجمہ۔ اور جو اللہ سے ڈرتا ہے۔ اللہ اس کی نجات کے لئے کوئی صورت نکال دیتا ہے اور اسے رزق دیتا ہے جہاں سے اُسے گمان بھی نہ ہو۔ اسی اعلان الٰہی کی بنا پر میں کہا کرتا ہوں کہ اے

دنیا دارو

کہ آپ اللہ تعالےٰ سے رزق مِنْ حَيْثُ يَحْتَسِبُ کھاتے ہو اور اللہ والے مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ کھاتے ہیں۔ مثلاً ایک دکاندار کو معلوم ہے کہ میں نے لوگوں کو کام آنے والی چیزیں دس ہزار کی مالیت کی خرید کر دکان میں لا کر رکھ دی ہیں۔ ان چیزوں کے حاجتمند جب آئیں گے تو ایک روپیہ کی چیز پر دو آنے کا نفع تو ضرور دے ہی جائیں گے۔ اس لئے دس ہزار پر ماہوار مجھے سو ڈیڑھ سو روپیہ نفع کا مل ہی جائیگا اور

اللہ والے

اپنا سارا وقت دین کی اشاعت تبلیغ پر محض اللہ تعالےٰ کو راضی کرنے کے لئے صرف کرتے ہیں اور ضروریات دنیاوی کا ذمہ دار اللہ تعالےٰ کو بناتے ہیں۔ انہیں اللہ تعالےٰ پر یقین ہوتا ہے کہ جب ہم اس کے کام میں مصروف ہونگے تو وہ ضرور ہی ہمارا اور ہمارے بال بچوں کا خیال رکھے گا۔ اور کسی نہ کسی ذریعے سے ہمیں رزق پہنچائے گا۔

اعلان الٰہی ملاحظہ ہو

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۭ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۭ (سورۃ الطلاق ع ۱۔ پ ۲۹) ترجمہ۔ اور جو اللہ سے ڈرتا ہے۔ اللہ اس کے لئے نجات کی صورت نکال دیتا ہے اور اسے رزق دیتا ہے۔ جہاں سے اُسے گمان بھی نہ ہو۔ اور جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے سو وہی اس کو کافی ہے۔

دعا

اللہ تعالےٰ نے جس طرح ہمارے اسلاف سے اشاعت اسلام کی خدمت اس طریقہ سے لی ہے۔ اسی طرح ہم سے بھی خدمت اسلام اسی طریقہ سے لے اور ہمارے اخلاف سے بھی لے۔ آمین

اشاعت قرآن مجید میں ضرورت حدیث

یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ بلند پایہ عالی مرتبت انسان کی کلام کو ہر شخص یکساں نہیں سمجھ سکتا۔ استعداد عالیہ والے تو سمجھ لیتے ہیں۔ لیکن ناقص العقل بعض حصوں کو نہیں سمجھتے۔ اس لئے ان سادہ لوحوں کو اس حصہ کلام کے سمجھنے کے لئے قابل ترین آدمی کی ضرورت پیش آتی ہے۔ جب قابل ترین انسانوں کی کلام کو سمجھنے والوں کی یہ حالت ہے تو خدائے قدوس وحدہٗ لا شریک لہٗ کی کلام پاک سمجھنے والوں کا بطریق اولیٰ یہی حال ہوگا کہ مراد الٰہی کے سمجھنے کے لئے تمام انسان یکساں نہیں ہوں گے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے جو فہم سلیم انبیاء علیہم السلام بالخصوص سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمایا ہے۔ وہ اور کسی انسان کو نصیب نہیں ہو سکتا۔

لہذا

اللہ تعالیٰ کی مراد سمجھنے کے لئے سنجیدہ سے سنجیدہ آدمی کو بھی بعض موقعوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر دستک دیئے بغیر چارۂ کار نہ ہوگا۔

کیونکہ

اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں خود فرمایا ہے۔ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ "ترجمہ" کیا ہم نے آپ کا سینہ نہیں کھول دیا یعنی اللہ تعالےٰ کے ہر ارشاد کا مطلب سمجھنے کے لئے کسی دوسرے انسان کی ضرورت نہیں پیش آتی۔ بلکہ خود بخود دل میں من جانب اللہ القا ہو جاتا ہے۔

لہذا اس القاء الٰہی

کو علماء کرام حدیث شریف کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ لہذا علماء کرام اور ان کی برکت سے مسلمانوں کا عقیدہ یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف بھی وحی الٰہی ہے۔ البتہ قرآن مجید کو حضرات علمائے کرام کی اصطلاح میں وحی جلی کہا جاتا ہے اور حدیث شریف کو وحی خفی۔ (یعنی یہ وحی جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ تو القاء نہیں ہوئی۔ البتہ اللہ تعالےٰ نے خود آپ کے دل مبارک پر القاء فرما دی ہے۔ اس لئے

اہل السنتہ والجماعۃ

کے ہاں یہ دونوں قسم کی وحی واجب الاتباع ہے۔ وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم

ضرورت حدیث کا انکار کرنیوالوں سے ایک سوال

اگر آپ اہل السنتہ والجماعۃ کے اجماعی فیصلہ کا انکار کرتے ہیں تو پھر میں آپ سے

ایک سوال

کرتا ہوں کہ حدیث کا انکار کرنیکے بعد قرآن شریف کے الفاظ سے اللہ تعالیٰ کی مراد کا تعین کیسے ہو سکے گا۔ مثلاً قرآن مجید میں ارشاد اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ کا تو ہے۔ لیکن نماز کس طرح ادا کی جائے۔ انکار حدیث کرنیوالے احباب پھر اپنے خیال کے مطابق اس سوال کا جواب بنائیں گے۔ دوسرا گروہ منکرین حدیث کوئی اور تجویز کرے گا تیسرا گروہ کوئی اور صورت تجویز کریگا

پھر یہ فرمایئے

کہ پھر کس جماعت کو آپ حق پر کہیں گے۔ اب تو

اہل السنتہ والجماعۃ

کے ہاں نماز کی وہی صورت مراد الٰہی ہیں ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھ کر دکھائی ہے اور ہمیں اللہ تعالےٰ نے حکم دیا ہے کہ میرے حکم کی تعمیل اس طرح پر کریں۔ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کرکے دکھائی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۝ (سورۃ الاحزاب ع ۳۔ پ ۲۱)۔ ترجمہ۔ البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔

لہذا

اہل السنتہ والجماعۃ کی نماز تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور آپ جو تجویز کرینگے اس کے مراد الٰہی کا کیا ثبوت ہے۔

اسی طرح زکوٰۃ کا سوال ہے

اگر آپ اہل السنتہ والجماعۃ والی زکوٰۃ کی معنی نہیں مانتے تو پھر آپ کی تجویز کردہ معنی کا کیا ثبوت ہے کہ یہی مراد الٰہی ہے۔ اہل السنتہ والجماعت کے ہاں تو یہ ثبوت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ کی یہ معنی بیان فرمائی ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے بیان پر مہر تصدیق لگائی ہے۔ کہ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ (سورۃ النجم ع ۱۔ پ ۲۷) ترجمہ۔ اور نہ وہ (پیغمبر) اپنی خواہش سے کچھ کہتا ہے یہ تو وحی ہے جو اس پر آئی ہے۔

لہذا

ثابت ہوا کہ نماز اور روزہ وغیرہ احکام الٰہی کی جو تصویر آپ فرماتے ہیں وہ سب القاء الٰہی ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔ واللہ یہدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۷ ذی الحجہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۳ر جون ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد

اللہ تعالےٰ کی رحمت سے حصّہ پانے کیلئے بارہ ۱۲ شرطیں

فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۱۹ پ ۹)

ترجمہ۔ پس وہ رحمت ان کے لئے لکھوں گا جو ڈرتے ہیں۔ اور جو زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ لوگ جو اس رسول کی پیروی کرتے ہیں۔ جو نبی اُمی ہے۔ جسے اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیکی کا حکم کرتا ہے اور بُرے کام سے روکتا ہے اور ان کے لئے سب پاک چیزیں حلال کرتا ہے اور انپر ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے اور ان پر سے ان کے بوجھ اور وہ قیدیں اُتارتا ہے جو ان پر تھیں۔ سو جو لوگ انپر ایمان لائے اور اس کی حمایت کی۔ اور اُسے مدد دی اور اس نور کے تابع ہوئے جو اس کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔ یہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

مذکورہ آیتوں میں بارہ شرطیں ذکر کی گئی ہیں

پہلی

جو خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔ یعنے اللہ تعالےٰ سے ڈر کر اس کی نافرمانیوں سے بچتے ہیں۔ ڈرنے کا یہ خاصہ ہے کہ نافرمانی کرنے سے انسان بچتا ہے۔ مثلاً بچہ ماں کی مار سے ڈرنے سے بہت سے کاموں سے رُکتا ہے۔ دل تو چاہتا ہے کہ کرے۔ مگر ماں کی مار کے ڈر سے نہیں کرتا۔ اور یا مثلاً بچے کا دل تو چاہتا ہے کہ کھیلتا ہی رہے۔ مگر اُستاد کی مار کے ڈر سے سبق یاد کرتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ سے ڈرنے کے باعث بہت سارے گناہوں سے بچتا ہے۔

دُوسری

اور زکوٰۃ دیتا ہے

زکوٰۃ دینا بھی اسلام کے پانچ رکنوں میں سے ایک رکن ہے۔ لہذا اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کے باعث وہ مسلمان زکوٰۃ بھی دیتا ہے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ ناراض نہ ہو۔

تیسری

اور وہ لوگ ہماری سب آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں کہ یہ سب ٹھیک اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے نازل شدہ ہیں۔

چوتھی شرط

اور وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرتے ہیں۔

پانچویں

جس نیکی کا آپ انہیں حکم کرتے ہیں وہ بجا لاتے ہیں۔

چھٹی

اور جس بُرائی سے آپ انہیں روکتے ہیں۔ رُک جاتے ہیں۔

ساتویں

اور آپ ان کے لئے جن پاکیزہ چیزوں کو حلال کرتے ہیں۔ وہ انہیں چیزوں کو حلال سمجھتے ہیں۔

آٹھویں

اور آپ خبیث چیزوں کو اُن کیلئے حرام کرتے ہیں وہ ان کو حرام سمجھتے ہیں۔

نویں

اور آپ ان سے سابقہ غلط پابندیوں کو ہٹاتے ہیں تو ہٹ جاتے ہیں۔

دسویں

جو اس نبی پر ایمان لائے اور اُسکے احکام کے تسلیم کرنے میں امداد کی۔

گیارھویں

اور جن لوگوں نے اسکے احکام کی اشاعت کرنے میں امداد کی

بارھویں

اور اس نور کے تابع ہوئے (یعنی قرآن مجید) جو اس پر نازل کیا گیا تھا وہ لوگ ہی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے والے ہیں۔ اللھم اجعلنا منھم

اگر غور سے دیکھا جائے

تو فیصدی بہت ہی کم عورتوں اور مردوں میں سے ان شرائط کے پورا کرنے والے ملیں گے۔

کیونکہ

جب تک انسان اپنی تمام زندگی کے لمحات کو تابع فرمان الٰہی کا فیصلہ نہ کرلے اور دل سے پُر تصدیق نہ لگائے۔ اس وقت تک ان بارہ شرطوں کا پورا کرنا مشکل ہی ہے اور مذکورۃ الصدر اوصاف کے پیدا کرنے کا ایک خاص طریقہ یہ ہے۔ اگر آدمی کو وہ چیز میسر آ جائے تو پھر انشاء اللہ ان بارہ صفتوں کا اپنے میں پیدا کرنا آسان ہو جائے گا اور اس چیز کا میسر آنا نایاب تو نہیں ہے۔ البتہ کمیاب ضرور ہے اور وہ چیز

صحبت اہل اللہ کی ہے

اسی چیز کا ذکر اس آیت میں ہے ارشاد الٰہی ہے۔ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا) الایۃ۔ (سورۃ الکہف ع ۴ پ ۱۵) ترجمہ۔ تو ان لوگوں کی صحبت میں رہ جو صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اسی کی رضامندی چاہتے ہیں اور تو اپنی آنکھوں کو ان سے نہ ہٹا کہ تو دنیا کی زندگی کی زینت تلاش کرنے لگ جائے۔

ایسے اللہ والوں

کی عقیدت تامہ سے رہتے ہوئے ان کا رنگ چڑھ جاتا ہے۔ بشرطیکہ ان کے ساتھ عقیدت کی وابستگی تام ہو جائے۔ پھر دل یہی چاہتا ہے کہ جو طرز زندگی کا حضرت اختیار کئے ہوئے ہیں۔ وہی ہم بھی اختیار کریں۔ اس عقیدت اور اس گہرے تعلق کی بنا پر پھر انسان اپنی خوشی سے وہی اعمال کرنے لگ جاتا ہے جو اللہ والوں میں ہوتے ہیں۔ کسی بندہ خدا نے اسی حالت کا نقشہ مندرجہ ذیل الفاظ میں کھینچا ہے

شعر
بہ می سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

جب اہل اللہ کی صحبت

میں مدت مدید تک رہ کر ان کی برکت سے نفس پر انسان قابو پا لیگا۔ تب بفضلہ تعالیٰ ان بارہ صفتوں کا نفس میں پیدا ہونا کوئی مشکل نہیں ہوگا۔ وماذالک علی اللہ بعزیز۔

دھوکہ نہ کھائیں

کسی نے خوب کہا ہے

نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

آپ یہ دھوکہ نہ کھائیں کہ جو فقیر کہلاتا ہے۔ وہ واجب الاتباع ہو جاتا ہے۔ اسلامی نقطۂ نگاہ سے ہر مسلمان کے لئے اتباع شریعت نمبر اول ہے۔ اس کے بعد جو قرب الی اللہ کی راہ کسی باخدا سے پوچھ کر طے کرے تو وہ کامل ہو جاتا ہے اور پھر خود بھی شریعت کے دائرہ کے باہر ایک قدم نہیں رکھ سکتا اور اگر وہ فقیر کہلانیوالا ابھی تک درجۂ کمال کو پہنچ کر خود تارک شریعت کے نہیں ہو سکا۔ تو دوسروں کے لئے ہادی اور رہنما کب بن سکتا ہے پھر دوبارہ عرض کرتا ہوں۔

نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

منٹوں اور گھنٹوں اور دنوں

کا کام نہیں ہے۔ یعنی اہل اللہ کی صحبت میں ایک ہفتہ تک بیٹھے۔ اور فقیر کامل بن گئے۔ اس درجہ کمال تک پہنچنے کے لئے کسی نے خوب کہا ہے

مصرعہ مدتہا باید کہ تا خون شیر شود

عام قاعدہ

یہی ہے جو میں نے عرض کیا ہے کبھی کبھی ایسے باخدا بھی کسی خوش قسمت انسان کو مل جاتے ہیں جو سالوں کی منزل دنوں میں طے کرا دیتے ہیں۔ وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

اگر بالفرض اس درجہ کے باخدا

نہ مل سکیں۔ جنکی صحبت میں بیٹھ کر رنگ چڑھ سکے تو بھی اس نظریہ پر عمل کیا جائے۔ مَا لَا يُدْرَكُ كُلُّهٗ لَا يُتْرَكُ كُلُّهٗ۔ ترجمہ۔ جو چیز ساری کی ساری میسر نہ آسکے تو بھی جتنی مل سکے اتنی لے لی جائے۔ یعنی ساری نہ مل سکے تو ساری چھوڑ بھی نہ دی جائے بلکہ جتنی ملے اتنی ہی لے لی جائے۔

اللہ والوں

کی صحبت پورے طور پر حاصل نہ ہو سکے۔ اسی کو غنیمت سمجھا جائے

اہل اللہ کے زمرہ میں شامل ہونے پر

ابتداءً دو شرطیں ضروری ہیں

مسلمانوں میں جو متبع سنت ہیں۔ ان کے ہاں اہل اللہ کی فہرست میں شامل ہونے کے لئے دو شرطیں لازمی ہیں۔ ایک متبع قرآن مجید ہونا۔ اور دوسری متبع سنت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہونا۔ ان دو شرطوں کے پائے جانے کے بعد استقامت علی الدین بھی ضروری چیز ہے۔ وہ شخص ایسا بھی نہ ہو۔ جو ہر رنگ میں رنگ جائے۔ اپنے مسلک (اتباع کتاب و سنت) میں ایسا پختہ کار ہو کہ جیسے ایک مشہور ضرب المثل ہے کہ زمیں جنبد نہ جنبد گل محمد کہ خدانخواستہ اس دور کے دوسرے انسان اگر بالفرض بھٹک بھی جائیں تو یہ بندگان خدا نشان راہ استقامت بن کر کھڑے ہو جائیں۔ وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

تیسری شرط

اللہ والوں کی پہچان کی تیسری شرط یہ ہے خِيَارُ عِبَادِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ اِذَا رُؤُا ذُكِرَ اللّٰهُ ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے وہ ہیں۔ جن کے دیکھنے سے خدا یاد آئے۔ نہ یہ کہ بجائے خدا یاد آنیکے ان کی صحبت میں طبلے پر تھاپ سنائی دے۔ اور گویئے کا گانا سننے میں آئے اور تالیوں کے بجنے سے کان پڑی آواز بھی سنائی نہ دے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اے شیطان تو ہے تو ملعون۔ مگر

عقلمندوں کو بیوقوف بنانے میں تمہیں کمال

حاصل ہے

جن اللہ تعالیٰ کے بندوں نے دنیا چھوڑی اور فقیری رنگ اختیار کرنا چاہا۔ انہیں بھی تو نے گمراہ کر کے چھوڑا۔ کہ فقیری طبلہ بجانے گانا گانے تالیاں بجانے میں پوشیدہ ہے۔

کیا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی فقیری کے قائل تھے اور اسی طریقہ پر آپ کا عملدرآمد تھا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تاکہ مسلمان کہلانے والے بہتر فرقوں سے بچ کر تہترویں فرقہ میں داخل ہو جائیں۔

وما علینا الا البلاغ

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۴ ذی الحجہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۰ر جون ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے بعض کو اجر عظیم عطا فرمائیگا اور بعض کو عذاب عظیم میں مبتلا کرے گا۔

دونوں قسموں پر علیحدہ علیحدہ شواہد قرآنی

پہلی قسم جن کو اجر عظیم عطا فرمائے گا اس کے شواہد

پہلا

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ (سورۃ آل عمران ع ۱۸۔ پ ۴)۔ ترجمہ۔ سو تم اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ۔ اور اگر تم ایمان لاؤ اور پرہیزگاری کرو۔ تو تمہارے لئے بہت بڑا اجر ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اگر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ایمان لے آؤ اور اللہ تعالیٰ کی منع کردہ چیزوں سے پرہیز کرو۔ مثلاً کسی کا گلہ نہ کرو۔ کسی کی چوری نہ کرو۔ کسی کا ناحق مال نہ کھاؤ۔ کسی پر بہتان نہ باندھو۔ کسی کے حق میں جھوٹ نہ بولو۔ علیٰ ہذا القیاس اور ممنوع چیزوں کا ارتکاب نہ کرو تو اللہ تعالیٰ اس پرہیزگاری کا بہت بڑا اجر عطا فرمائے گا۔ اللھم اجعلنا منھم

دوسرا

وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ۝ (سورۃ النساء ع ۶۔ پ ۵)۔ ترجمہ اور اگر یہ اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لے آتے اور اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے خرچ کرتے تو ان کا کیا نقصان تھا اور اللہ انہیں خوب جانتا ہے۔

حاصل

کہ اگر یہ لوگ ایمان اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق لے آتے اور قیامت کے دن نیک عملوں کی جزا اور برے عملوں کی سزا کو دل سے مان لیتے اور پھر جو رزق اللہ تعالیٰ نے دیا تھا۔ اس میں سے کچھ اپنے گناہوں کا فدیہ سمجھ کر اللہ تعالیٰ کی رضا کے مقامات پر خرچ کر دیتے تو ان پر کون سا مالا یطاق والا بوجھ پڑتا اور اللہ تعالیٰ کو ان کے راہ خدا میں خرچ کرنے کا پتہ لگ ہی جاتا اور وہ راہ خدا میں خرچ کرنے کا اجر ضرور ہی دیتا اور راضی ہو کر ان کی لغزشیں بھی معاف فرما دیتا تو ان کا کیا حرج تھا۔ اسی کا دیا ہوا۔ اس کی رضا کے لئے خرچ کرتے تو وہ اور دیتا جاتا

تیسرا

فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۭ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا۔ (سورۃ النساء ع ۱۰ پ ۵)۔ ترجمہ سو چاہیئے کہ اللہ کی راہ میں وہ لوگ لڑیں۔ جو دنیا کی زندگی کو آخرت کے بدلے بیچتے ہیں۔ اور جو کوئی اللہ کی راہ میں لڑے پھر مارا جائے یا غالب رہے تو اسے ہم بڑا ثواب دیں گے۔

حاصل

یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے دین کے غلبہ کے لئے لڑنے کے ارادہ سے نکلے۔ وہ غالب آئے یا مارا جائے وہ دونوں صورتوں میں اجر کا مستحق ہوگا کیونکہ جب اس نے غلبہ دین الٰہی کی غرض سے جان دے دی تو اللہ تعالیٰ اس کی اس قربانی کو قبول فرمائے گا۔ اور اسے کامیابی کا ثمرہ عطا فرمائے گا۔

چوتھا

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ (سورۃ المائدہ ع ۲ پ ۶) ترجمہ اللہ نے ایمان والوں سے اور جو نیک کام کرتے ہیں بخشش اور بڑے اجر کا وعدہ کیا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ ایمانداروں اور نیکوکاروں سے اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے مغفرۃ اور بہت بڑے اجر کا وعدہ فرمایا ہے۔ میرے خیال میں بہت بڑا اجر دیدار الٰہی اور ان مہمانوں کے لئے قیامگاہ بہشت ہی ہو سکتا ہے۔

پانچواں

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ (سورۃ الانفال ع ۳ پ ۹) ترجمہ۔ اور جان لو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد ایک امتحان کی چیز ہے اور بے شک اللہ کے ہاں بڑا اجر ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ گویا کہ مال اور اولاد کی محبت تم سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرائے۔ یہ چیزیں تمہارے امتحان کے لئے دی گئی ہیں کہ کیا ان چیزوں کی محبت اللہ تعالیٰ کو تو نہیں بھلا دیتی۔ اللھم لا تنسنا رضاء اللہ تعالیٰ۔

چھٹا

اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ (سورۃ التغابن ع ۲ پ ۲۸) ترجمہ۔ تمہارے مال اور اولاد تمہارے لئے محض آزمائش ہیں۔ اور اللہ کے پاس تو بڑا اجر ہے

حاصل

کہ مال اور اولاد کا ہونا ایک طرح کی

آزمائش ہے کہ دیکھئے مال کی محبت کو اللہ تعالیٰ کی محبت پر قربان کرتے ہیں۔ کہ اس کی راہ میں مال کو خرچ کرتے ہیں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے اور یا مال کی محبت اللہ تعالیٰ کی راہ میں حائل ہوتی ہے کہ مال خرچ نہ ہونے پائے۔ اللہ تعالیٰ راضی رہے یا نہ رہے۔ اب جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا مندی چاہتا ہے۔ وہ مال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرے گا۔

دوسرا حصہ

بعض کو عذاب عظیم میں مبتلا کرے گا

اس کے شواہد

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰی سَمْعِهِمْ ؕ وَعَلٰۤی اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۖ وَّ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝ سورۃ البقرہ ع ۱ پ ۱

ترجمہ۔ بے شک جو لوگ انکار کر چکے ہیں برابر ہے۔ انہیں تو ڈرائے یا نہ ڈرائے وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ اللہ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر لگا دی ہے اور انکی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ ان لوگوں کی بداعمالی کے باعث ان کے دلوں اور کانوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے اور ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے اور یہ سب کچھ ان کی اپنی بداعمالیوں کی وجہ ہے۔

دوسرا

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَیِّنٰتُ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝ (سورہ آل عمران ع ۱۱ پ ۴)۔

ترجمہ۔ اُن لوگوں کی طرح مت ہو جو متفرق ہو گئے۔ بعد اس کے کہ اُن کے پاس واضح احکام آئے۔ انہوں نے اختلاف کیا ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔

انہیں کس دن بڑا عذاب ہوگا۔

یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْهٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْهُ ۚ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ ۫ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ (سورۃ آل عمران ع ۱۱ پ ۴)

ترجمہ۔ جس دن بعضے مُنہ سفید اور بعضے سیاہ ہونگے۔ سو وہ جن کے مُنہ سیاہ ہوں گے۔ ان سے کہا جائے گا۔ کیا تم ایمان لا کر کافر ہو گئے تھے۔ اب اس کفر کرنے کے بدلے میں عذاب چکھو۔

تیسرا

وَلَا یَحْزُنْكَ الَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْكُفْرِ ۚ اِنَّهُمْ لَنْ یَّضُرُّوا اللّٰهَ شَیْـًٔا ؕ یُرِیْدُ اللّٰهُ اَلَّا یَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِی الْاٰخِرَةِ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝ (سورۃ آل عمران ع ۱۸ پ ۴) ترجمہ۔ اور وہ لوگ آپ کو غم میں نہ ڈال دیں۔ جو کفر کی طرف دوڑتے ہیں۔ وہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑیں گے۔ اللہ ارادہ کرتا ہے کہ آخرت میں انہیں کوئی حصہ نہ دے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ وہ لوگ کفر کر کے کچھ اپنا ہی بگاڑ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان کے کفر کے باعث آخرت میں ان کا کوئی حصہ راحت کا نہ ہو۔ بلکہ بہت بڑے عذاب ہی میں مبتلا ہوں۔

چوتھا

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِیْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَیْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝ (سورۃ النحل ع ۱۴ پ ۱۴)

ترجمہ۔ جو کوئی ایمان لانے کے بعد اللہ سے منکر ہوا۔ مگر وہ مجبور کیا گیا ہو۔ اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو اور لیکن وہ جو دل کھول کر منکر ہوا تو اوپر اللہ کا غضب ہے اور ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔

کیوں

آگے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ان کے گمراہ ہونے کا سبب بیان فرماتا ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا عَلَی الْاٰخِرَةِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (سورۃ النحل ع ۱۴ پ ۱۴)۔ ترجمہ۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت پر محبوب بنایا اور نیز اس لئے کہ اللہ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا۔ یہ وہی ہیں کہ اللہ نے ان کے دلوں پر اور کانوں پر اور آنکھوں پر مُہر کر دی ہے اور وہی غافل بھی ہیں۔ ضرور وہی لوگ آخرت میں نقصان اُٹھانے والے ہیں۔

یعنی

ان لوگوں کے دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے کے باعث اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں اور کانوں اور آنکھوں پر مہر لگا دی ہے۔ اس لئے حق کی بات سمجھ نہیں سکتے۔ کیونکہ ان کے دل پر مہر لگی ہوئی ہے اور حق کی بات گویا سن نہیں سکتے۔ کیونکہ ان کے کانوں پر مہر لگی ہوئی ہے۔ اور حق بات کا نتیجہ دیکھ بھی نہیں سکتے۔ کیونکہ ان کی آنکھوں پر مہر لگی ہوئی ہے۔

پانچواں

اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ۪ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝ (سورۃ نور ع ۳ پ ۱۸)۔ ترجمہ۔ جو لوگ پاکدامنوں بے خبر ایمان والیوں پر تہمت لگاتے ہیں۔ ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے۔ اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔

یعنی

پاکدامن عورتوں پر جو لوگ تہمت لگاتے ہیں جو اس گناہ سے پاکدامن بے خبر ایمان والیاں ہیں۔ ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت ہے اور ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔

قیامت کے دن

ان تہمت لگانے والوں کے خلاف خود انکی زبانیں اور انکے ہاتھ اور پاؤں انکے خلاف شہادت دیں گے۔ اس کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ملاحظہ ہو۔ یَوْمَ تَشْهَدُ عَلَیْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَیْدِیْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (سورۃ النور ع ۳۔ پ ۱۸)

سلام کے الفاظ اور ان کا اجر و ثواب

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا السَّلَامُ عَلَیْکُمْ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس کے سلام کا جواب دیا، پھر وہ مجلس میں بیٹھ گیا، تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: دس (یعنی اس کے لئے دس نیکیاں لکھی گئیں) پھر ایک اور آدمی آیا اور اس نے کہا: السَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس کے سلام کا جواب دیا، پھر وہ آدمی بیٹھ گیا تو تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: بیس (یعنی اس کے لئے بیس نیکیاں لکھی گئیں) پھر ایک تیسرا آدمی آیا اور اس نے کہا: السَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس کے سلام کا جواب دیا اور وہ مجلس میں بیٹھ گیا، تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: تیس (یعنی اس کے لئے تیس نیکیاں ثابت ہو گئیں)۔ جامع ترمذی

ترجمہ۔ جس دن ان پر انکی زبانیں اور ان کے ہاتھ پاؤں گواہی دینگے جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔

جب

ان کی اپنی زبانیں ان کے خلاف بولیں گی اور اپنے ہاتھ پاؤں جن سے دنیا میں کام لیا کرتے تھے۔ وہ خلاف بولیں گے تو کیا پھر ان لوگوں کیلئے جائے انکار رہے گی۔ وماعلینا الا البلاغ

بقیہ شذرات صفحہ ۳ سے آگے

جس کے معنی یہ ہیں کہ اس سے کم پانی کا دودھ میں ہونا تو ناممکن ہے۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ اس سے کہیں زیادہ پانی دودھ میں ملایا جاتا ہو۔ یہ اس شہر کا حال ہے جو مغربی پاکستان کا دارالخلافہ ہے۔ جہاں صوبائی گورنر۔ چیف سکرٹری انسپکٹر جنرل پولیس اور دوسرے بڑے بڑے حکام موجود ہیں۔ ان سب کی موجودگی میں دودھ میں اس قدر پانی کی ملاوٹ اس امر کا بیّن ثبوت ہے۔ کہ ہماری قوم کے دل میں قانون کا ذرہ بھر احترام باقی نہیں رہا دوسرے شہروں میں تو حالات اس سے کہیں بدتر ہونگے۔ قیاس کن زگلستان من بہار مرا دودھ اور باقی اشیائے خورد و نوش میں ملاوٹ کرنیوالے انسانیت کے بدترین دشمن ہیں۔ اس لئے وہ کسی ہمدردی کے مستحق نہیں لیکن قانون ان سے نرمی کا برتاؤ کرتا ہے اس کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔ ملاوٹ کا مرض دن بدن بڑھتا جا رہا ہے۔ ع

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

اس جرم کا استیصال کرنے کیلئے ضروری ہے کہ قانون میں ترمیم کر کے اس کی سزا بڑھا دی جائے۔ ہماری رائے میں مجرمین کو برسر عام بیس زنی کی سزا دی جائے تاکہ ان کو اور ان کے علاوہ دوسروں کو بھی عبرت ہو۔ آج کل ملاوٹ کی سزا عام طور پر جرمانہ ہوتی ہے۔ بعض مقدمات میں دو تین ماہ قید بامشقت کی بھی سزا دی جاتی ہے۔ جرمانہ ادا کرنے والے مجرم پہلے سے زیادہ اس جرم کا ارتکاب کرنے لگتے ہیں۔ تاکہ جرمانہ کی رقم پوری کر سکیں۔ یہ لوگ دو تین ماہ کی قید با مشقت کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ ان حالات میں اس جرم کے استیصال کے لئے عبرتناک سزا کا ہونا بیحد ضروری ہے۔

خطبہ یوم الجمعہ ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۷ر جون ۱۹۶۰ عیسوی

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

حضرت اقدس نے مندرجہ ذیل تقریر انجمن حمایت اسلام کے جلسہ یوم القرآن منعقدہ ۹ر جون ۱۹۶۰ء میں بیان فرمائی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی ۔ اما بعد

میرے مضمون کا عنوان حضرات منتظمین جلسہ نے ضرورۃ القرآن اور قرآن فہمی کا صحیح معیار تجویز فرمایا ہے

حضرات حاضرین ۔ میں آپ کی خدمت میں پہلے ضرورت القرآن عرض کروں گا ۔ اور اس کے بعد نمبر دوم قرآن فہمی کا صحیح معیار کون ہو سکتا ہے ۔ پیش کروں گا۔

ضرورۃ القرآن

برادران اسلام اللہ تعالیٰ کی مخلوقات کی بیشمار قسمیں ہیں اور اس مخلوقات میں سے انسان بعض خصوصیات میں مختص ہے ۔ مثلاً کتے اور گدھے بھیڑ اور بکری ۔ گائے اور بھینس گھوڑے اور اونٹ کو اللہ تعالےٰ نے کھال ایسی پہنائی ہے ۔ جس پر بال ہوتے ہیں جو ان حیوانات کو گرمی اور سردی سے بچاتے ہیں اور انسان کو کھال ایسی پہنائی ہے جو بالوں سے خالی ہے ۔ اس لئے انسان کو سردی اور گرمی سے بچنے کے لئے کپڑے پہننے پڑتے ہیں۔

انسان کو جوتے کی ضرورت

اللہ تعالےٰ نے بھیڑ اور بکری گائے اور بھینس ۔ گھوڑے اور اونٹ کے پاؤں کی ساخت ہی ایسی بنائی ہے کہ انہیں کانٹے چبھتے ہی نہیں اور انسان کے پاؤں کے تلوے ایسے نرم بنائے ہیں کہ ان میں کانٹے چبھ جاتے ہیں ۔ اس لئے انسان کے پاؤں کو جوتا پہننے کی ضرورت ہے ۔

قصاب کی ضرورت

پھر جوتے کے لئے قصاب کی ضرورت پڑے گی ۔ تاکہ وہ جانور کو ذبح کر کے چمڑہ اتار دے ۔ تاکہ اس سے جوتا بنے

چمرنگ کی ضرورت

جانور کو ذبح کر کے قصائی نے چمڑا تو دے دیا ۔ اب چمرنگ کی ضرورت پیش آئے گی ۔ تاکہ جانور سے چمڑا اترنے کے بعد وہ رنگ دے ۔ تاکہ جوتا تیار ہو سکے ۔ کیونکہ کچے چمڑے سے جوتا نہیں بن سکتا ۔

پھر موچی کی ضرورت

پھر انسان کو موچی کی ضرورت پیش آئے گی ۔ تاکہ اس رنگے ہوئے چمڑے سے ہمیں جوتا سی دے ۔

پھر موچی کیلئے لوہے کے اوزار کی ضرورت

کیونکہ لوہے کے اوزار جو تیز ہونگے ان سے تو چمڑا کٹ سکتا ہے ۔ لکڑی سے چمڑا کٹ نہیں سکتا ۔

پھر کان کن کی ضرورت

کیونکہ اللہ تعالےٰ نے کانوں میں لوہا ودلیعت رکھا ہوا ہے ۔

پھر لوہار کی ضرورت

کان کن کان سے تو لوہا نکال دیگا مگر اوزار تو لوہار ہی بنائے گا ۔ اور لوہار آر ۔ رنبی وغیرہ ۔ اوزار بنا دے گا ۔ جس سے موچی جوتا سیئے گا ۔

پھر تاگے کی ضرورت

موچی جوتا تو سی دے گا ۔ مگر تاگے کے سوا کیسے سی سکتا ہے ۔ پھر تاگہ حاصل کرنے کیلئے کپاس کی ضرورت پیش آئیگی ۔

پھر کاشتکار کی ضرورت

تاکہ وہ کپاس بوئے اور اس کے بعد ہمیں روئی میسر آئے اور تاگہ بنے

سات کسبوں کی ضرورت

انسان کی ایک جوتے کی ضرورت پوری کرنے کی غرض سے سات قسم کے کسب پیدا ہو گئے اور تمام مذکورہ کسب ایک آدمی تو پورے کر ہی نہیں سکتا ۔ اس لئے انسان کی ایک ضرورت پوری کرنے کے لئے سات قسم کے کسبی جمع ہو کر رہیں گے ۔ اسی لئے انسان کو

متمدن بالطبع

کہا جا سکتا ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر رہنے کے سوا اسے چارہ نہیں ۔ دوسرے حیوانات متمدن بالطبع نہیں ہیں ۔ وہ زیادہ سے زیادہ نر اور مادہ مل کر رہ سکتے ہیں ۔ چنانچہ آپ اس قسم کے جانور جنگلوں میں پائیں گے ۔ جن کا فقط ایک جوڑہ ہی ایک گھونسلے میں رہتا ہے اور پھر مذکورہ سابقہ پیشہ وروں میں لین دین کا کوئی قانون وضع کرنا پڑے گا ۔ جسے قانون معاملات کہا جاتا ہے

پھر فطری طور پر اس آبادی کو اپنی حفاظت کے لئے پولیس رکھنی پڑے گی ۔ کیونکہ انسانوں میں بعض شریف الطبع مرنجاں مرنج ہونگے ۔ اور بعض کمینہ طبیعت کے شریر انسان ہونگے ۔ جو لوگوں کو خواہ مخواہ ستائینگے اور ہر شخص ان شریر الطبع انسانوں کی شرارت سے بچنے کے لئے محافظ نہیں رکھ سکتا ۔ پھر فطری طور پر آپس میں مل کر یہ فیصلہ کرینگے کہ چند آدمیوں کو اپنے گھروں اور مالوں کی حفاظت کے لئے رکھیں گے ۔ تاکہ کسی کو بھی وہ شریر الطبع ستائیں تو یہ تجویز شدہ نمائندے اس ستانے والے کو اپنی شرارت کی سزا دیں اور سب کے مشترک محافظ ہوں گے ۔ اسی کو پولیس کی چوکی کہا جائے گا ۔ پھر لوگ کسب معاش کے لئے دور یا قریب اپنے بال بچوں سے بیفکر ہو کر کسب معاش کیلئے جائیں گے

اندرون ملک

کی حفاظت کے لئے تو پولیس کافی ہو گی ۔ البتہ سرحدات ملک کی حفاظت کے لئے

فوج رکھنی پڑیگی

جو سرحدات ملکی کی حفاظت کرے گی

تاکہ کسی دوسرے ملک کے باشندے ان کی امن پسند آبادی پر چڑھائی کرکے ان کے امن میں خلل نہ ڈالدیں۔

پھر خلیفہ کی ضرورت

جب مختلف آبادیاں مختلف قسم کی اپنی ضروریات کے مطابق پولیس اور فوج مقرر کر لینگی۔ پھر بھی یہ خطرہ باقی رہیگا کہ بعض شریر الطبع قوموں کے بادشاہ دوسری کمزور حکومت کو اپنی مملکت میں داخل کرنے کے ارادے سے اس پر حملہ کر دیں۔ اس کے لئے پھر ایک خلیفۃ المسلمین کی ضرورت ہوگی۔ بہر حال مذکورہ بالا بیان سے یہ چیز واضح ہو چکی ہے کہ انسان ایک

متمدّن بالطبع

مخلوق ہے۔ جس کا آبادیاں بنا کر رہنے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ اور آپس میں مل کر رہنے سے کوئی قانون انصاف بھی ان میں ضرور رائج ہونا چاہیئے تاکہ مل کر رہتے ہوئے خوشگوار زندگی بسر کر سکیں۔ اور اگر کوئی ضابطہ اور قانون نہیں ہوگا تو بعض شریر الطبع انسان دوسروں کو طرح طرح کے دکھ پہنچائیں گے اور امن پسند انسانوں کو چین نصیب نہیں ہو سکے گا اور جب کبھی کوئی ضابطہ حیات انسانی بنے گا تو بعض افراد انسانی اپنے غرور اور تکبر کے باعث اس قانون کو تسلیم نہیں کریں گے۔ لہذا تمدن و بود و باش کے قوانین کسی ایسی ذات کی طرف سے بننے چاہئیں جسکے آگے تمام بنی نوع انسان سر جھکائیں اور ایسے قوانین کا مجموعہ فقط وہی ہو سکتا ہے جو

خالق الخلق مالک الملک خدائے قدوس

کی طرف سے آیا ہوا ہو تاکہ کسی بھی انسان کو اس کے ماننے کے سوا چارۂ کار نہ ہو۔ اور اس خدا تعالیٰ کی طرف سے پہلے بھی قوانین مرتب ہو کر آتے رہے ان کے ناموں میں سے ہم نے چار قوانین الٰہیہ کے مجموعوں سے اطلاع پائی ہے اور ان مجموعہ ہائے قوانین الٰہیہ کے مجموعوں کے اسماء گرامی صحف ابراہیم۔ زبور۔ توراۃ انجیل سے ہم آگاہ ہیں۔

اور یہ صحائف

ہر ایک مخاطب قوم کے مناسب حال اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائے۔ گویا یہ احکام خداوندی کے آسمانی مجموعے ان قوموں کے حالات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائے ہیں اور وہ در اصل انہیں قوموں کے لئے مخصوص احکام تھے بخلاف قرآن حکیم کے یہ صحیفہ آسمانی تمام اقوام عالم کے لئے ہے۔ اسی لئے اس میں اعلان کیا گیا ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۝ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (سورۃ السباء ع ۳-پ ۲۲) ترجمہ۔ اور ہم نے آپ کو جو بھیجا ہے تو صرف سب لوگوں کو خوشی اور ڈر سنانے کے لئے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے

حاصل

اس مذکورۃ الصدر والی آیت سے برآمد ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تمام اقوام عالم کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس اعلان کی بنا پر بفضلہ تعالیٰ میں شرح صدر سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ قرآن مجید میں تمام اقوام عالم کی اصلاح کا قانون موجود ہے۔ اسکی پہلی سورہ بقرہ ہے۔ اس میں یہود کے خیالات پیش نظر ہیں۔ اور اٹھارہ رکوع تک یہی مضمون جاتا ہے پھر مسلمانوں کی ضروریات کی رہنمائی ہے۔ سورۃ آل عمران میں نصاریٰ کے خیالات کی اصلاح ہے۔ سورہ نساء اور سورۃ مائدہ میں اصلاح عرب ہے۔ سورۃ انعام میں اصلاح قوم مجوس ہے اور سورۃ اعراف میں اصلاح بقیہ اقوام عالم ہے۔ گویا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے علماء کرام تمام اقوام عالم کو اپنے اپنے دور میں تبلیغ حق کرتے آئے ہیں۔ جب ہم تمام اقوام عالم کو اپنی طرف بلائیں گے اور اپنے ساتھ شامل کرنا چاہیں گے تو کوئی بعید نہیں کہ اشتعال میں آکر ہم سے لڑنا چاہیں تو اس صورت میں مسلمان میدان تبلیغ سے بھاگ کر نہیں آئیں گے بلکہ اس قوم پر اپنے اسلام کی صداقت ظاہر کرنے کے لئے میدان میں آئینگے کیونکہ باطل مذہب والے جب باطل کی حمایت کرنے کیلئے میدان جنگ میں اتر آئیں گے تو مسلمان بطریق اولیٰ اپنے سچے مذہب اسلام کی حمایت میں جان دینے کے لئے میدان جنگ میں شجاعانہ خرام و ناز سے اتر آئیں گے اور اپنے حق مذہب کی حمایت میں داد شجاعت دیں گے۔ اس لئے سورہ اعراف جس میں بقیہ اقوام عالم کو دعوت اسلام دیں گے۔ اس کے بعد اگر کوئی لڑنا چاہے تو مسلمان اپنے حق کی خاطر میدان جنگ میں اتر کر آئے گا۔ پھر مسلمان اپنے اللہ تعالیٰ سے میدان جنگ کے لئے قانون جنگ کا مطالبہ کرے گا۔ اس لئے سورہ اعراف کے بعد سورہ انفال ہے۔ جس میں تیرہ قوانین جنگ بتلائے گئے ہیں اور سورۃ توبہ میں اعلان جنگ ہے۔ تو حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن مجید میں صلح اور جنگ کے تمام احکام عطا فرما دیئے ہیں۔

بلکہ

چونکہ ہر ایک مرد و زن مسلمان ... اللہ تعالیٰ سے چوبیس گھنٹے کا عہد عبدیت تسلیم کر چکا ہے۔ اس لئے چوبیس گھنٹے ہی اپنے خدا کے احکام کی تعمیل کرنے کے لئے تیار رہنا اور جو حکم ملے اسکی تعمیل کرنا اس کی شان عبودیت کا خاصہ لازمہ ہے۔ مثلاً جو شخص چوبیس گھنٹے کا آقا کا ملازم ہو۔ اسے چوبیس گھنٹے ہی آقا کے ہر حکم کی تعمیل کے لئے تیار رہنا پڑے گا۔ اسی پر قیاس کر لیجئے مسلمان کی شان عبدیت کو۔ گویا اس کا فرض منصبی ہے کہ دن اور رات کے چوبیس گھنٹے ہی اپنے حقیقی آقا کے احکام کی تعمیل کرنے کیلئے تیار رہے۔ اس لئے ہر مسلمان کو خواہ مرد ہو یا عورت اپنے اپنے متعلقہ احکام کی اطلاع پانے کا ذریعہ فقط قرآن مجید ہے۔ یعنی ہر وقت ہر منٹ ہر سیکنڈ قرآن مجید کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ تاکہ کسی وقت بھی دائرۂ عبدیت سے نکلنے نہ پائے اور میرا مضمون بھی یہی تھا کہ ہر مرد و زن مسلمان کی خدمت میں یہ امر واضح کر دیا جائے کہ ہمیں ہر وقت قرآن مجید کے پیش نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

بلکہ

جو شخص (خواہ مرد یا عورت) مسلمان کہلائے اور ارکان اسلام کی پابندی نہ کرے۔ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصطلاح میں مسلمان نہیں کہا جا سکتا

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے انسانی شکل میں حاضر ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان اور اسلام کی معنی دریافت فرمائی ہے۔ اسلام کے معنی آپ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ تو اشھد ان لا الہ الا اللہ و ان محمدا رسول اللہ کی شہادت دے اور نماز پڑھے اور زکواۃ دے اور رمضان کے روزے رکھے اور تو حج کرے بشرطیکہ تمہیں حج کرنے کی توفیق ہو۔

اسی لئے

جو شخص یہ کام نہ کرے۔ وہ رسول اللہ کی اصطلاح میں مسلمان نہیں ہے۔ ہاں پنجابیوں کی اصطلاح میں مسلمان کہلاتا ہے۔ ان اعمال مذکورۃ الصدر کو بجا نہ لانے والا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصطلاح میں فاسق یعنی بدمعاش ہے

میری اس عرضداشت

سے یہ ثابت ہوا کہ قرآن مجید کے احکام کو عملی جامہ پہنانے والا مسلمان ہے۔ ورنہ وہ مسلمان نہیں بلکہ فاسق ہے وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

کیونکہ

جو شخص نماز نہیں پڑھتا وہ قرآن مجید کا حکم اقیموا الصلوٰۃ ادا نہیں کرتا۔ اور جو شخص زکواۃ فرض ہونے کے باوجود نہیں دیتا وہ اتوا الزکوٰۃ پر عمل نہیں کرتا اور جو مسافر یا مریض نہ ہونے کے باوجود رمضان شریف میں روزہ نہیں رکھتا وہ "فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ" کے مخالف ہے اور جو شخص باوجود مکہ معظمہ جانے اور آنے کے اسباب رکھتا ہو اور پھر حج نہ کرے وہ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا پر کیسے عامل کہلا سکتا ہے

ایسے شخصوں کو

جو مسلمان کہلائیں اور نماز نہ پڑھیں روزہ نہ رکھیں۔ زکواۃ نہ دیں اور حج ادا نہ کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصطلاح میں وہ مسلمان نہیں بلکہ فاسق ہیں۔ یعنی اسلام کے نام لینے والے بدعمل لوگ ہیں۔

دعا

ایسے فاسق مسلمان کہلانے والے بے دینوں کے حق میں دعا کرتا ہوں کہ انہیں صحیح معنوں میں مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائے اور جو ان اعمال صالحہ کے عامل ہیں انہیں استقامت عطا فرمائے آمین یا ارحم الراحمین

میرے مضمون کا دوسرا حصہ

قرآن فہمی کا صحیح معیار ہے

اب اسکے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں اللہ تعالےٰ نے خود قرآن مجید میں اس کا فیصلہ فرمایا ہوا ہے اور وہ یہ فرمان الٰہی ہے۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ۝ (سورۃ الاحزاب ع ۳ پ ۲۱) ترجمہ۔ البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے۔ جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی ضرورت

اس لئے ہے۔ جس طرح موجودہ زمانہ کی اصطلاح میں قانون جو حکومت کی طرف سے وضع ہو کر آتا ہے۔ اس طرح اس قانون کے ہائی لائز بھی حکومت کے ذمہ دار افراد ہی کی طرف سے متعین ہو کر آتے ہیں۔ یعنی ہائی لائز اس قانون کی در اصل شرح ہوتے ہیں۔ مثلاً اگر ایک قانون کی کئی تشریحیں ہو سکتی ہیں تو جو تشریحات حکومت کی طرف سے متعین ہو کر آئیں گی قانون سے وہی مراد ہونگی۔

اسی طرح

قرآن مجید میں جو احکام الٰہی مذکور ہیں ان سے اللہ تعالےٰ کی مراد وہی ہوگی۔ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے متعین فرمائی ہے اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کوئی شخص بیان کرے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کی مراد نہیں ہوگی۔ اگرچہ وہ معنی الفاظ کا محتمل ہو

اسلام نہیں ہوگا

اور اگر کوئی شخص قرآن شریف کے الفاظ سے ایک محتمل معنی لے کر اس پر عمل کرے تو ہم اس کو مسلمان نہیں کہیں گے

مثلاً

ایک شخص کہتا ہے کہ نماز کی معنی لغت میں دعا کی ہے۔ میں اوقات نماز میں بیٹھ کر دعا کر لیا کرتا ہوں اور یہی قرآنی نماز ہے۔ ہم اسے مسلمان نہیں کہیں گے۔ بلکہ وہ شخص خارج از اسلام ہوگا۔ وما علینا الا البلاغ

خطبہ یوم الجمعہ ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۴ جون ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد

سب سے پہلے نبی حضرت نوح علیہ السلام کی دعاء مغفرۃ اپنے لئے اور اپنے والدین کیلئے اور سب مومنوں کیلئے

رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا تَبَارًا (سورہ نوح ع ۱ پ ۲۹)۔

ترجمہ۔ اے میرے رب، مجھے اور میرے ماں باپ کو بخش دے اور اس کو جو میرے گھر میں ایماندار ہو کر داخل ہو جائے اور ایماندار مردوں اور عورتوں کو اور ظالموں کو تو بربادی کے سوا اور کچھ زیادہ نہ کر۔

معلوم

ہوا کہ سب سے پہلے نبی کی سنت میں اپنی اُمت کو استغفار کی تلقین تھی۔

اسی طرح

سب سے آخری نبی یعنی سید الانبیا شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین کی سنت بھی اپنی اُمت کو **استغفار کرنیکی تلقین پائی جاتی ہے**

چنانچہ آپ کا ارشاد ملاحظہ ہو۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طُوْبٰی لِمَنْ وَجَدَ فِیْ صَحِیْفَتِہٖ اِسْتِغْفَارًا کَثِیْرًا (رواہ ابن ماجہ و روی النسائی)۔ ترجمہ۔ عبداللہ بن بسر سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مبارک ہے واسطے اُس شخص کے جس نے اپنے نامۂ اعمال میں استغفار کو (قیامت کے دن) بہت پایا۔ (چونکہ وہ دُنیا میں استغفار بہت پڑھا کرتا تھا۔ اور نامہ اعمال لکھنے والے فرشتے لکھتے جاتے تھے۔

دوسری حدیث ملاحظہ ہو۔ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَیْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰہُ اَفْرَحُ بِتَوْبَۃِ عَبْدِہِ الْمُؤْمِنِ مِنْ رَجُلٍ نَزَلَ فِیْ اَرْضٍ دَوِیَّۃٍ مَّھْلِکَۃٍ مَعَہٗ رَاحِلَتُہٗ عَلَیْھَا طَعَامُہٗ وَشَرَابُہٗ فَوَضَعَ رَأْسَہٗ فَنَامَ نَوْمَۃً فَاسْتَیْقَظَ وَقَدْ ذَھَبَتْ رَاحِلَتُہٗ فَطَلَبَھَا حَتّٰی اِذَا اشْتَدَّ عَلَیْہِ الْحَرُّ وَالْعَطَشُ اَوْ مَا شَاءَ اللّٰہُ قَالَ اَرْجِعُ اِلٰی مَکَانِ الَّذِیْ کُنْتُ فِیْہِ فَاَنَامُ حَتّٰی اَمُوْتَ فَوَضَعَ رَأْسَہٗ عَلٰی سَاعِدِہٖ لِیَمُوْتَ فَاسْتَیْقَظَ فَاِذَا رَاحِلَتُہٗ عِنْدَہٗ عَلَیْھَا زَادُہٗ وَشَرَابُہٗ فَاللّٰہُ اَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَۃِ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ مِنْ ھٰذَا بِرَاحِلَتِہٖ وَزَادِہٖ" رواہ مسلم المرفوع الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"۔ ترجمہ حارث بن سوید سے روایت ہے۔ کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ فرماتے تھے۔ البتہ اللہ (تعالیٰ) زیادہ خوش ہوتا ہے اپنے مومن بندے کی توبہ سے۔ اس آدمی سے بھی جو اُترا کسی غیر آباد زمین میں جس جگہ وہ آدمی ہلاک ہی ہو جائے۔ جس کے پاس اپنا زاد اور راحلہ نہ ہو اور اس شخص کے پاس اپنی سواری بھی تھی۔ جس پر اپنا کھانا اور پانی بھی تھا۔ پھر رکھا اپنے سر کو۔ سو گیا اور پھر جاگا ایسے وقت کہ اس کی سواری کہیں جا چکی تھی (یعنی گم ہو گئی تھی) پھر سواری کو تلاش کیا۔ یہاں تک کہ جب اس پر گرمی اور پیاس کی شدت ہوئی اور علیٰ ھذا القیاس جو کچھ اس پر گذری۔ کہا کہ میں اسی جگہ لوٹ کر جاتا ہوں۔ جس میں پہلے تھا۔ پس سو جاتا ہوں۔ یہاں تک کہ میں مر جاؤں۔ پھر اپنے سر کو اپنے بازو پر رکھا تاکہ مر جائے۔ پھر جاگا تو ناگہاں اس کی سواری اس کے پاس ہے۔ اس سواری پر اس کا کھانا اور پانی موجود ہے۔ پس اللہ تعالےٰ زیادہ خوش ہوتا ہے اس بندے سے بھی اپنے مومن بندے کی توبہ سے اس شخص سے جو اپنی سواری پا لیتا ہے۔

تیسری حدیث شریف

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ فِیْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَۃً وَّتِسْعِیْنَ اِنْسَانًا ثُمَّ خَرَجَ یَسْاَلُ فَاَتٰی رَاھِبًا فَسَاَلَہٗ فَقَالَ اَلَہٗ تَوْبَۃٌ قَالَ لَا فَقَتَلَہٗ وَجَعَلَ یَسْاَلُ فَقَالَ لَہٗ رَجُلٌ اِئْتِ قَرْیَۃَ کَذَا وَکَذَا فَاَدْرَکَہُ الْمَوْتُ فَنَاءَ بِصَدْرِہٖ نَحْوَھَا فَاخْتَصَمَتْ فِیْہِ مَلٰٓئِکَۃُ الرَّحْمَۃِ وَمَلٰٓئِکَۃُ الْعَذَابِ فَاَوْحَی اللّٰہُ اِلٰی ھٰذِہٖ اَنْ تَقَرَّبِیْ وَاِلٰی ھٰذِہٖ اَنْ تَبَاعَدِیْ فَقَالَ قِیْسُوْا مَا بَیْنَھُمَا فَوَجَدَ اِلٰی ھٰذِہٖ اَقْرَبَ بِشِبْرٍ فَغُفِرَ لَہٗ (متفق علیہ) ترجمہ ابی سعید الخدری سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے ننانوے آدمی قتل کئے تھے پھر اپنے متعلق مسئلہ پوچھنے کے لئے نکلا۔ پھر ایک راہب کے پاس آیا۔ پھر اس سے پوچھا پھر کہا آیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ اس نے کہا کہ نہیں۔ اس قاتل نے اس راہب کو بھی قتل کر دیا اور پھر اپنے متعلق پوچھتا رہا۔ پھر اسے ایک شخص نے کہا کہ فلاں فلاں گاؤں میں جاؤ (پھر ادھر چل دیا) پھر اس کو ادھر جاتے راستہ میں موت آ گئی۔ پھر اس نے اپنے سینہ کو اسی طرف گرایا جدھر جا رہا تھا) پس اس شخص کے متعلق رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں میں جھگڑا ہوا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جدھر جا رہا تھا

اس کو حکم دیا کہ سمٹ آؤ اور قریب ہو جاؤ اور جدھر آ رہا تھا۔ اس زمین کے ٹکڑے کو اللہ تعالےٰ نے حکم دیا کہ ذرا لمبے ہو جاؤ۔ پھر فرمایا۔ دونوں طرف کو ناپ لو۔ وہ ٹکڑا جدھر جا رہا تھا۔ وہ دوسری طرف سے ایک بالشت بھر کم پایا گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔

حاصل

یہ نکلا کہ اس شخص پر سو آدمیوں کو قتل کرنے کے باوجود جدھر جا رہا تھا۔ اس طرف کی زمین کو حکم دیا کہ سمٹ جاؤ اور فرشتوں کو حکم دیا کہ زمین ناپ لو۔ جدھر کی تھوڑی ہو۔ ادھر اس شخص کا شمار کیا جائے۔ چنانچہ وہ جگہ ایک بالشت قریب نکلی اور اسے بخش دیا کسی نے خوب کہا ہے ع

رحمتِ حق بہانہ می جوید

چوتھی حدیث شریف

عَنْ اَبِیْ نَضْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْمَا یَرْوِیْ عَنِ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی اَنَّہٗ قَالَ یَا عِبَادِیْ اِنِّیْ حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلٰی نَفْسِیْ وَجَعَلْتُہٗ بَیْنَکُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالَمُوْا یَا عِبَادِیْ کُلُّکُمْ ضَالٌّ اِلَّا مَنْ ھَدَیْتُہٗ فَاسْتَھْدُوْنِیْ اَھْدِکُمْ یَا عِبَادِیْ کُلُّکُمْ جَائِعٌ اِلَّا مَنْ اَطْعَمْتُہٗ فَاسْتَطْعِمُوْنِیْ اُطْعِمْکُمْ یَا عِبَادِیْ کُلُّکُمْ عَارٍ اِلَّا مَنْ کَسَوْتُہٗ فَاسْتَکْسُوْنِیْ اَکْسُکُمْ یَا عِبَادِیْ اِنَّکُمْ تُخْطِئُوْنَ بِاللَّیْلِ وَ النَّھَارِ وَاَنَا اَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا فَاسْتَغْفِرُوْنِیْ اَغْفِرْ لَکُمْ یَا عِبَادِیْ اِنَّکُمْ لَنْ تَبْلُغُوْا ضُرِّیْ فَتَضُرُّوْنِیْ وَ لَنْ تَبْلُغُوْا نَفْعِیْ فَتَنْفَعُوْنِیْ یَا عِبَادِیْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَکُمْ وَ اٰخِرَکُمْ وَاِنْسَکُمْ وَ جِنَّکُمْ کَانُوْا عَلٰی اَتْقٰی قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِّنْکُمْ مَا زَادَ ذٰلِکَ فِیْ مُلْکِیْ شَیْئًا یَا عِبَادِیْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَکُمْ وَ اٰخِرَکُمْ وَاِنْسَکُمْ وَ جِنَّکُمْ کَانُوْا عَلٰی اَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِّنْکُمْ مَا نَقَصَ ذٰلِکَ مِنْ مُلْکِیْ شَیْئًا یَا عِبَادِیْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَکُمْ وَ اٰخِرَکُمْ وَاِنْسَکُمْ وَ جِنَّکُمْ قَامُوْا فِیْ صَعِیْدٍ وَّاحِدٍ فَسَاَلُوْنِیْ فَاَعْطَیْتُ کُلَّ اِنْسَانٍ مَسْاَلَتَہٗ مَا نَقَصَ ذٰلِکَ مِمَّا عِنْدِیْ اِلَّا کَمَا یَنْقُصُ الْمِخْیَطُ اِذَا اُدْخِلَ الْبَحْرَ یَا عِبَادِیْ اِنَّمَا ھِیَ اَعْمَالُکُمْ اُحْصِیْھَا عَلَیْکُمْ ثُمَّ اُوَفِّیْکُمْ اِیَّاھَا فَمَنْ وَجَدَ خَیْرًا فَلْیَحْمَدِ اللّٰہَ فَمَنْ وَجَدَ غَیْرَ ذٰلِکَ فَلَا یَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَہٗ (رواہ مسلم) ترجمہ ابی ذرؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ ان روایات میں سے ہے۔ جن میں آپ اللہ تبارک و تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ اے میرے بندو تحقیق میں نے ظلم کو اپنے نفس پر بھی حرام کر دیا ہے۔ اور میں نے تمہارے درمیان بھی حرام کر دیا ہے۔ پس ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ اے میرے بندو تم سب گمراہ ہو۔ مگر وہ آدمی جسے میں ہدایت کر دوں۔ پس مجھ سے ہدایت طلب کیا کرو۔ میں تمہیں ہدایت کرونگا اے میرے بندو۔ تم سب بھوکے ہو مگر جس کو میں کھانا دے دوں۔ پس مجھ سے کھانا طلب کیا کرو۔ میں تمہیں کھلا دوں گا۔ اے میرے بندو تم سب ننگے ہو۔ مگر جس کو میں پہنا دوں۔ پس مجھ سے کپڑے طلب کیا کرو۔ میں تمہیں پہنا دونگا۔ اے میرے بندو۔ تحقیق تم دن اور رات گناہ کرتے ہو اور میں سب گناہوں کو بخش دیتا ہوں۔ پس مجھ سے بخشش طلب کیا کرو۔ میں تمہیں بخش دوں گا۔ اے میرے بندو۔ تم ہرگز مجھے نقصان نہیں پہنچا سکتے اور تم ہرگز مجھے نفع نہیں پہنچا سکتے۔ تاکہ تم مجھے کوئی نفع پہنچاؤ۔ اے میرے بندو اگر تحقیق تمہارے پہلے آدمی اور پچھلے آدمی اور انسان تمہارے اور جن تمہارے اکٹھے ہو جائیں۔ سب ایک، بدکار آدمی کے دل کے برابر تم میں سے یہ چیز میری بادشاہی میں سے کسی چیز کو کم نہیں کرے گی۔ اے میرے بندو اگر تحقیق تمہارے پہلے آدمی اور تمہارے پچھلے آدمی اور انسان تمہارے اور جن تمہارے سب ایک میدان میں اکٹھے ہو جائیں۔ پھر مجھ سے مانگیں۔ پھر میں ہر ایک کو اس کے سوال کے مطابق دیدوں یہ دینا نہیں کم کرے گا جو کچھ میرے پاس ہے۔ مگر جس طرح کم کرے گی ایک سوئی جب ایک سمندر میں ڈبوئی جائے اے میرے بندو۔ سوائے اس کے نہیں۔ یہ تمہارے ہی اعمال ہیں جو میں نے تمہارے لئے جمع کر کے رکھے تھے۔ پس وہی تمہیں سونپ دوں گا پس جو شخص ان میں نیکی پائے پھر وہ اللہ (تعالیٰ) کا شکر کرے اور جو شخص اس کے سوا کوئی اور پائے تو وہ اپنے نفس کے سوا کسی کو ملامت نہ کرے۔

پانچویں حدیث شریف

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ یَبْسُطُ یَدَہٗ بِاللَّیْلِ لِیَتُوْبَ مُسِیْءُ النَّھَارِ وَیَبْسُطُ یَدَہٗ بِالنَّھَارِ لِیَتُوْبَ مُسِیْءُ اللَّیْلِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِھَا۔ (رواہ مسلم) ترجمہ۔ ابی موسیٰؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک اللہ تعالےٰ رات کو اپنا ہاتھ (توبہ قبول کرنے کے لئے) پھیلاتا ہے۔ تاکہ دن کو برائی کرنے والا توبہ کرے (تو اسے قبول فرمالے)۔ اور اپنا ہاتھ دن کو پھیلاتا ہے تاکہ رات کو برائی کرنے والے کی توبہ قبول فرمالے (یہی صورت ہمیشہ رہے گی) تا آنکہ سورج مغرب سے نکلے (یعنی قیامت تک)

چھٹی حدیث شریف

عَنْ عَائِشَۃَؓ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰہُ عَلَیْہِ (متفق علیہ) ترجمہ عائشہؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ تحقیق بندہ جب (گناہ کا) اقرار کرتا ہے۔ پھر توبہ کرتا ہے۔ اللہ (تعالیٰ) اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے

بڑے ہی بدقسمت

ہیں جو لوگ اللہ تعالےٰ کے گذشتہ اعلانات (جو اس خطبے کے اندر عرض کئے گئے ہیں) کے باوجود گناہوں سے توبہ کئے بغیر بارگاہ الٰہی میں پہنچ جائیں۔ اور دنیا کی حیات مستعار میں توبہ نہ کرنے پائیں۔ حالانکہ دنیا کی زندگی میں

انہیں رحمت الٰہیہ کی طرف توجہ دی جاتی رہی۔ مگر ان بدقسمتوں نے ادھر ہرگز توجہ نہ کی اور غور نہ کیا۔ کہ کہنے والا کیا کہہ رہا ہے اور بالآخر بے توجہی کے باعث جہنم میں داخل ہونا پڑا۔

اور بڑے ہی خوش قسمت ہیں

وہ لوگ جو ان فرامین الٰہیہ کو دل کے کان کھول کر سنیں اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی اس دنیا میں رہتے ہوئے صدقِ دل سے مانگ لیں وما علینا الا البلاغ المبین۔

عورتیں متوجہ ہوں

اے بیٹی جو معروضات مردوں کے لئے پیش کیا کرتا ہوں۔ ان معروضات میں عورتیں بھی شامل ہوتی ہیں۔ مثلاً آج جو کچھ اس سے پہلے عرض کر چکا ہوں اس سے مرد بھی شامل ہیں اور عورتیں بھی۔ دونوں کو مشورہ دیتا ہوں۔ کہ رات اور دن میں اکثر اوقات (خواہ ہو یا نہ) استغفار ہر وقت زبان پر جاری رہے۔ تاکہ بشارت آنحضرت صلعم ہو۔ آمین یا الٰہ العالمین۔ الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ۔

سلام میں پہل کرنے والے کا اجر و ثواب

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں میں اللہ کے قرب اور اس کی رحمت کا زیادہ مستحق وہ بندہ ہے جو سلام کرنے میں پہل کرے۔ مسند احمد

سلام میں پہل کرنے والا تکبر سے بری

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: سلام میں پہل کرنے والا تکبر سے بری ہے۔ شعب الایمان

تھوڑی سی دیر کے بعد آپس میں ملیں تب بھی سلام کریں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جب تم میں سے کسی کی اپنے کسی مسلمان بھائی سے ملاقات ہو تو چاہیے کہ اس کو سلام کرے، اگر اس کے بعد کوئی درخت یا کوئی دیوار یا کوئی پتھر ان دونوں کے درمیان حائل ہو جائے (اور تھوڑی دیر کے لئے ایک دوسرے سے غائب ہو جائیں) اور اس کے بعد پھر سامنا ہو، تو پھر سلام کرے۔ سنن ابی داؤد

خطبہ یوم الجمعۃ ۶ محرم ۱۳۸۰ھ مطابق یکم جولائی ۱۹۶۰ء

(از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ۔ اما بعد

نیک اعمال کے نتائج خوشگوار اور بد اعمال کے نتائج ناخوشگوار ہونگے

پہلے حصہ پر قرآن مجید سے شواہد

پہلا

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ھَادُوْا وَالنَّصٰرٰی وَالصّٰبِئِیْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ (سورۃ البقرہ ۔ ع ۸ ۔ پ ۱) ۔ ترجمہ ۔ جو کوئی مسلمان اور یہودی اور نصرانی اور صابی اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لائے اور اچھے کام بھی کرے تو ان کا اجر ان کے رب کے ہاں موجود ہے اور ان پر نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

نتیجہ

کہ جس شخص کا ایمان درست ہوگا اور کام بھی اچھے کرے گا۔ ان پر قیامت کے دن نہ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہونگے۔ اللھم اجعلنا منھم

دوسرا

وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَہٗ جَزَآءَ ِۨالْحُسْنٰی ۚ وَسَنَقُوْلُ لَہٗ مِنْ اَمْرِنَا یُسْرًا ۝ (سورۃ الکہف ع ۱۱ پ ۱۶) ترجمہ ۔ اور جو کوئی ایمان لائے گا اور نیکی کرے گا تو اس سے نیک بدلہ ملے گا اور ہم بھی اپنے معاملہ میں اسے آسان ہی حکم دیں گے۔

نتیجہ یہی نکلا کہ جو شخص نیک عمل کرے گا اُسے نیک بدلہ ملے گا۔

تیسرا

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِھِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝ (سورۃ الفرقان ع ۶ پ ۱۹) مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک کام کئے۔ سو انہیں اللہ برائیوں کی جگہ بھلائیاں بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

نتیجہ

وہی نکلا۔ جن لوگوں نے برائیوں سے توبہ کی۔ ان کی توبہ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا اور جتنی برائیوں سے توبہ کریں گے۔ ان برائیوں کی جگہ نیکیاں لکھ دے گا۔ کیونکہ برائی سے توبہ کرنا یہ بھی نیکی ہے۔ اس لئے جتنی برائیاں اس کے نامۂ اعمال میں لکھی ہوئی تھیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اتنی ہی نیکیاں لکھ دے گا۔ وما علینا الا البلاغ

چوتھا

وَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُوَفِّیْھِمْ اُجُوْرَھُمْ ؕ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ (سورہ آل عمران ع ۶ پ ۳) ترجمہ اور جو لوگ ایمان لائے۔ اور نیک کام کئے۔ انہیں ان کا حق پورا دے دے گا اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا

حاصل

وہی نکلا کہ اللہ تعالیٰ ایماندار نیکی کرنے والوں کا اجر پورے کا پورا انہیں عطا فرمائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں کریگا۔ کہ کسی کو اسکی نیکی کا اجر نہ دے۔

پانچواں

مَا عِنْدَکُمْ یَنْفَدُ ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰہِ بَاقٍ ؕ وَلَنَجْزِیَنَّ الَّذِیْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَھُمْ بِاَحْسَنِ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (سورۃ النحل ع ۱۳ ۔ پ ۱۴) ترجمہ ۔ جو تمہارے پاس ہے ختم ہو جائے گا اور جو اللہ کے پاس ہے کبھی ختم نہ ہوگا۔ اور ہم صبر کرنے والوں کو ان کے اچھے کاموں کا ضرور بدلہ دیں گے۔

حاصل

یہی نکلا کہ اچھے کام کرنے والوں کا بدلہ اللہ تعالیٰ کے ہاں موجود ہے۔ اللھم اجعلنا منھم

چھٹا

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً ۚ وَّلَنَجْزِیَنَّھُمْ اَجْرَھُمْ بِاَحْسَنِ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ (سورۃ النحل ع ۱۳ ۔ پ ۱۴) ۔ ترجمہ ۔ جس نے نیک کام کیا مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان بھی رکھتا ہے تو ہم اسے ضرور اچھی زندگی بسر کرائیں گے۔ اور ان کا حق انہیں بدلے میں دیں گے۔

نتیجہ

جس شخص کا ایمان درست ہو مرد ہو یا عورت ایسے لوگوں کو ضرور جزاء خیر عطا فرمائیں گے۔ ایمان درست ہوگا۔ یہ مطلب ہے کہ ایمان میں شرک کی ملاوٹ نہ ہو جیسے عام جاہل بزرگوں کی قبروں پر سجدے کرتے ہیں۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لعن اللہ الیھود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیائھم مساجد ترجمہ ۔ لعنت کرے اللہ یہود اور نصاریٰ پر کہ انہوں نے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا (یعنی ان کی قبروں پر سجدہ کرنے لگ گئے) ۔

جب نبیوں کی قبروں پر سجدہ کرنے والوں پر آپ نے لعنت فرمائی ہے تو کیا جو مسلمان ولیوں کی قبروں پر سجدہ کریں گے۔ ان پر لعنت نہیں نازل ہوگی۔ کیونکہ ولی تو نبی سے درجے میں کم ہے

ساتواں

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ ۚ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَشْتَھِیْٓ اَنْفُسُکُمْ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ ۝ (سورۃ حٰمٓ السجدہ ع ۴۔ پ ۲۴)۔ ترجمہ۔ بے شک جنہوں نے کہا تھا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے (یعنی کسی حالت میں بھی اللہ کا دروازہ چھوڑ کر کسی غیر کے دروازہ پر نہیں گئے) ان پر فرشتے اتریں گے کہ تم خوف نہ کرو اور نہ غم کرو اور جنت میں خوش رہو۔ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم تمہارے دنیا میں بھی دوست تھے اور آخرت میں بھی اور بہشت میں تمہارے لئے ہر چیز موجود ہے۔ جس کو تمہارا دل چاہے اور جو تم وہاں مانگو گے ملے گا۔ بخشنے والے نہایت رحم کرنے والے کی طرف سے مہمانی ہے

سات گواہیوں کا نتیجہ

قرآن مجید میں سے اپنے پہلے دعوے (نیک اعمال کے نتائج خوشگوار) پر سات گواہ پیش کر چکا ہوں۔ قرآن مجید میں سے جو گواہ پیش کیا جائے گا۔ وہ یقیناً سچا ہی ہوگا

لہٰذا

ہر مسلمان مرد و عورت کو اس بات پر یقین کر لینا چاہیئے کہ اگر ہم نے نیکیاں کر کے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچا ثابت کر کے نہ دکھایا تو پھر ہماری خیر نہیں ہے۔

وما علینا الا البلاغ

دوسرا مضمون

بداعمال کے نتائج ناخوشگوار ہونگے

اس پر شواہد

پہلا

وَکَذَّبَ بِہٖ قَوْمُکَ وَھُوَ الْحَقُّ ۭ قُلْ لَّسْتُ عَلَیْکُمْ بِوَکِیْلٍ ۝ لِکُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ (سورۃ الانعام ع ۸ پ ۷) ترجمہ۔ اور تیری قوم نے اسے جھٹلایا ہے۔ حالانکہ وہ حق ہے۔ کہہ دو میں تمہارا ذمہ دار نہیں بنایا گیا۔ ہر خبر کے ظاہر ہونے کا ایک وقت مقرر ہے اور عنقریب جان لوگے۔

حاصل

یہ ہے کہ تیری قوم نے اس قرآن مجید کو جھٹلایا ہے۔ انہیں کہہ دیجیے میں تمہارا ذمہ دار نہیں ہوں یہ کہ تمہیں جبراً ہدایت کر دوں۔ اس قرآن مجید کی تکذیب کے باعث جو عذاب الٰہی تم پر آئے گا۔ تم خود ہی اُسے دیکھ لوگے

دوسرا

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَکْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّیُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا ۝ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّھِیْنًا ۝ (سورۃ النساء ع ۲۱۔ پ ۶۔ ترجمہ۔ بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں کے ساتھ کفر کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان فرق رکھیں اور کہتے ہیں ہم بعضوں پر ایمان لائے ہیں اور بعضوں کے منکر ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ کفر اور ایمان کے درمیان ایک راہ نکالیں۔ ایسے لوگ یقیناً کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے واسطے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کے کفر کے باعث ان کے لئے عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اللھم لا تجعلنا منھم

تیسرا

اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَیَنَالُھُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَذِلَّۃٌ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ۭ وَکَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُفْتَرِیْنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۱۹ پ ۹)۔ ترجمہ تحقیق جنہوں نے بچھڑے کو معبود بنایا۔ انہیں ان کے رب کی طرف سے غضب اور دُنیا کی زندگی میں ذلت پہنچے گی۔

حاصل

یہی نکلا کہ جن لوگوں نے بچھڑے کو خدا مان لیا ہے۔ ان پر اس عمل کے باعث اللہ تعالیٰ کی طرف سے غضب الٰہی نازل ہوگا۔

چوتھا

وَمَنْ جَآءَ بِالسَّیِّئَۃِ فَلَا یُجْزَی الَّذِیْنَ عَمِلُوا السَّیِّاٰتِ اِلَّا مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ (سورۃ القصص ع ۹۔ پ ۲۰)۔ اور جو بُرائی لے کر آیا۔ پس بُرائیاں کرنے والوں کو وہی سزا ملے گی۔ جو کچھ وہ کرتے تھے۔

حاصل

یہ کہ بُرائیاں کرنے والوں کو بُرائیوں کی سزا مل کر رہے گی۔ اور یہی اطلاع دینی مقصود تھی۔ تاکہ برائیاں کرنے والے غلط فہمی میں نہ رہیں کہ بُرائیوں کا بدلہ نہیں ملے گا۔

پانچواں

فَلَنُذِیْقَنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا عَذَابًا شَدِیْدًا ۙ وَّلَنَجْزِیَنَّھُمْ اَسْوَاَ الَّذِیْ کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ (سورہ حٰمٓ السجدہ ع ۴ پ ۲۴) ترجمہ۔ پھر ہم ضرور کافروں کو سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔ اور ہم انہیں انکے بدترین اعمال کا بدلہ دیں گے جو وہ کیا کرتے تھے۔

حاصل

یہی نکلا کہ جو لوگ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے خدا تعالیٰ ہونے کا انکار اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول خدا

ہونے کا انکار کیا کرتے تھے۔ وہ قیامت کے دن ان عقائد باطلہ کے باعث جو اعمال بد کیا کرتے تھے۔ ان کی سزا پائیں گے۔ اللھم لاتجعلنا منھم

چھٹا

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِيٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ ۝ وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ؕ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ ؕ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ۝ قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ ۝ قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ۝ قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ؕ اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ ؕ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ؕ اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ۝ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ مَّنْضُوْدٍ ۙ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ؕ وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ۝

(سورۃ ہود ع ۷ پ ۱۲) ترجمہ: جب ہمارے بھیجے ہوئے لوط (علیہ السلام) کے پاس پہنچے تو ان کے آنے سے غمگین ہوا اور دل میں تنگ ہوا اور کہا۔ آج کا دن بڑا سخت ہے اور اس کے پاس اس کی قوم بے اختیار دوڑتی آئی اور یہ لوگ پہلے ہی برے کام کیا کرتے تھے۔ کہا اے میری قوم یہ میری بیٹیاں ہیں۔ یہ تمہارے لئے پاک ہیں۔ سو تم اللہ سے ڈرو اور میرے مہمانوں میں مجھے ذلیل نہ کرو۔ کیا تم میں کوئی بھی بھلا آدمی نہیں۔ انہوں نے کہا البتہ تحقیق تو جانتا ہے۔ کہ ہمیں تیری بیٹیوں سے کوئی غرض نہیں اور تجھے معلوم ہے جو ہم چاہتے ہیں۔ کہا کاش کہ مجھے تمہارے مقابلہ کی طاقت ہوتی یا میں کسی زبردست سہارے کی پناہ جا لیتا۔ فرشتوں نے کہا اے ۲۳ لوط بیشک ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے ہیں یہ تم تک ہرگز نہ پہنچ سکیں گے۔ سو کچھ حصہ رات رہے اپنے لوگوں کو لے نکل اور تم میں سے کوئی مڑ کر نہ دیکھے۔ مگر تیری عورت کہ اس پر وہی بلا آنیوالی ہے جو انپر آئیگی۔ ان کے وعدے کا وقت صبح ہے۔ کیا صبح کا وقت نزدیک نہیں ہے۔ پھر جب ہمارا حکم پہنچا تو ہم نے وہ بستیاں الٹ دیں اور اس زمین پر کھنگر کے پتھر برسانا شروع کئے جو لگاتار گر رہے تھے۔ جنپر تیرے رب کے ہاں سے خاص نشان بھی تھا اور جو بستیاں ان ظالموں سے کچھ دور نہیں۔

عبرتناک انجام

حضرت لوط علیہ السلام کی بدمعاش قوم کا انجام کیسا عبرتناک ہوا ہے کہ اپنے وقت کے پیغمبر کی ہدایات پر عمل نہ کیا اور بدکاری سے باز نہیں آئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر پتھروں کا مینہ برسایا اور اسی عذاب الٰہی سے وہ بدنصیب قوم ہلاک ہوگئی

اپنی قوم کے لئے تنبیہ

قوم لوط پر پتھر برسانے والا خدا تعالیٰ اب بھی اپنے نافرمانوں پر طرح طرح کے عذاب لانے پر قادر ہے۔ اس لئے اپنی قوم کو مطلع کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور گذشتہ گناہوں سے بچیں۔ اور توبہ کریں اور آئندہ اپنا معاملہ خدا تعالیٰ سے صاف رکھیں۔ جیسے ایک نیکوکار باخدا آدمی کو رکھنا چاہیئے۔ وما علینا الا البلاغ

گھر میں داخل ہوتے ہوئے سلام کیجیے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیٹا! جب تم اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ تو سلام کرو، یہ تمہارے لئے بھی باعث برکت ہو گا، اور تمہارے گھر والوں کے لئے بھی۔

جامع ترمذی

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۳ر محرم ۱۳۸۰ھ مطابق ۸ر جولائی ۱۹۶۰ء عیسوی

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب دامت برکاتہم سابق مہتمم انوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف اور سلام پڑھنے کا ثواب

کیونکہ قرآن مجید میں ارشاد ہے اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ سورۃ الاحزاب ع ۷-پ ۲۲

پہلی حدیث شریف

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ لَقِیَنِیْ کَعْبُ بْنُ عُجْرَۃَ فَقَالَ اَلَا اُھْدِیْ لَکَ ھَدِیَّۃً سَمِعْتُھَا مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ بَلٰی فَاَھْدِ ھَالِیْ فَقَالَ سَاَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ فَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ عَلَّمَنَا کَیْفَ نُسَلِّمُ عَلَیْکَ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ اِلَّا اَنَّ مُسْلِمًا لَمْ یَذْکُرْ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ فِی الْمَوْضَعَیْنِ۔ ترجمہ۔ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے۔ کہا میں کعب بن عجرہ سے ملا۔ پس کہا۔ کیا تمہیں ایک ہدیہ نہ دوں۔ جسے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ پھر میں نے کہا کہ ہاں وہ ہدیہ مجھے دو۔ پس کہا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ پھر ہم نے کہا یا رسول اللہ کیسے ہوتی ہے صلوٰۃ آپ پر اے اہل بیت۔ پس تحقیق اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھایا۔ کس طرح آپ پر سلام پڑھا جائے۔ آپ نے فرمایا۔ کہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (متفق علیہ) ترجمہ۔ ابی حمید الساعدی سے روایت ہے۔ فرمایا۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ کس طرح ہم آپ پر درود شریف پڑھیں پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِہٖ وَ ذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِہٖ وَ ذُرِّیَّتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

دوسری

عَنْ اَبِیْ حُمَیْدِ نِ السَّاعِدِیِّ قَالَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْکَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (متفق علیہ) ترجمہ۔ ابی حمید الساعدی سے روایت ہے۔ فرمایا۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ کس طرح ہم آپ پر درود شریف پڑھیں پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِہٖ وَ ذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِہٖ وَ ذُرِّیَّتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

تیسری

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا (رواہ مسلم) ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمتیں بھیجیگا۔

چوتھی

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرَ صَلَوٰتٍ وَحُطَّتْ عَنْہُ عَشْرُ خَطِیْئَاتٍ وَرُفِعَتْ لَہٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ۔ (رواہ النسائی) ترجمہ۔ انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ اپنی رحمت نازل فرمائے گا۔ اور دس گناہ اس کے معاف کر دے گا۔ اور ایک مرتبہ درود شریف پڑھنے کے باعث دس درجے اس شخص کے بلند کر دے گا۔

پانچویں

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃً (رواہ الترمذی) ترجمہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے قیامت کے دن سب سے زیادہ میرے قریب وہ شخص ہوگا۔ جو مجھ پر بہت زیادہ درود شریف پڑھا کرتا تھا۔

چھٹی

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ اِنَّ لِلّٰہِ مَلٰٓئِکَۃً سَیَّاحِیْنَ فِی الْاَرْضِ یُبَلِّغُوْنِیْ عَنْ اُمَّتِیَ السَّلَامَ (رواہ النسائی والدارمی) ترجمہ۔ ابن مسعودؓ سے روایت ہے تحقیق اللہ کے ایسے فرشتے ہیں جو زمین میں چلتے پھرتے رہتے ہیں۔ میری امت میں سے جو سلام پڑھے اس کا سلام مجھے پہنچا دیتے ہیں۔

ساتویں

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَحَدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰہُ عَلَیَّ رُوْحِیْ حَتّٰی اَرُدَّ عَلَیْہِ السَّلَامَ رَوَاہُ

اَبُوْدَاؤُدَ وَالْبَیْهَقِیُّ فِی الدَّعْوَاتِ الْکَبِیْرِ

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کوئی شخص نہیں ہے۔ مگر جب مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالےٰ میری روح کو مجھ پر لوٹا دیتا ہے۔ یہانتک میں اس پر سلام کو لوٹاتا ہوں۔ (یعنی جواب دیتا ہوں)

آٹھویں

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُکِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ وَ رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ اَدْرَکَ عِنْدَهٗ اَبَوَاهُ الْکِبَرَ اَوْ اَحَدَهُمَا فَلَمْ یُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ (رواہ الترمذی) ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہؐ نے فرمایا ہے مٹی میں رگڑی جائے اس شخص کی ناک جس کے پاس میرا نام ذکر کیا گیا۔ پھر اس نے درود شریف نہیں پڑھا۔ اور مٹی میں رگڑی جائے اس شخص کی ناک جس نے اپنے دونوں ماں باپ بڑھاپے میں پائے یا ایک ان دونوں میں سے (یعنی بڑھاپے میں پایا) پھر انہوں نے اس کو بہشت میں داخل نہیں کرایا (یعنی انکی خدمت کرتا۔ وہ دعائیں دیتے اور یہ بیٹا بہشت میں جاتا

نویں

عَنْ اَبِیْ طَلْحَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ ذَاتَ یَوْمٍ وَالْبُشْرُ فِیْ وَجْهِهٖ فَقَالَ اِنَّهٗ جَاءَنِیْ جِبْرَئِیْلُ فَقَالَ اِنَّ رَبَّكَ یَقُوْلُ اَمَا یُرْضِیْكَ یَا مُحَمَّدُ اَنْ لَّا یُصَلِّیَ عَلَیْكَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِكَ اِلَّا صَلَّیْتُ عَلَیْهِ عَشْرًا (رواہ النسائی والدارمی) ترجمہ ابی طلحہؓ سے روایت ہے۔ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن آئے اور آپ کے چہرے پر بشاشت کے آثار تھے۔ پھر فرمایا تحقیق شان یہ ہے کہ میرے پاس جبرئیلؑ آئے۔ پھر فرمایا تحقیق تیرے رب نے فرمایا ہے۔ آیا تجھے یہ بات پسند نہیں آتی۔ اے محمدؐ کہ نہیں درود (شریف) پڑھے گا تیری امت میں سے کوئی بھی تجھ پر۔ مگر میں اس پر رحمت بھیجوں گا۔ دس مرتبہ۔ اور نہیں سلام کریگا تجھ پر کوئی ایک تیری امت میں سے مگر میں اس پر سلام بھیجوں گا دس مرتبہ۔

دسویں

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْبَخِیْلُ الَّذِیْ مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ (رواہ الترمذی) ترجمہ۔ علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخیل وہ شخص ہے کہ میرا ذکر اس کے روبرو کیا جائے (یعنی میرا نام لیا جائے) اور وہ مجھ پر درود شریف نہ پڑھے۔

گیارھویں

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُهٗ وَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ نَائِیًا اُبْلِغْتُهٗ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان) ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ پر درود شریف میری قبر کے پاس بیٹھ کر پڑھتا ہے۔ میں اس درود شریف کو سنتا ہوں اور جو شخص دور کسی اور جگہ پڑھے تو وہ درود شریف مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔

الحاصل

اس حدیث سے بآسانی معلوم ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضور میں جو درود شریف پڑھا جائے وہ تو سنتے ہیں اور جو دور سے پڑھا جائے وہ نہیں سنتے اور فرشتے لاکر پہنچاتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا

کہ اللہ تعالےٰ تو ہر جگہ موجود اور حاضر اور ناظر ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر اور ناظر نہیں ہیں۔ ہر جگہ حاضر اور ناظر ہونا فقط ایک اللہ تعالےٰ وحدہٗ لا شریک لہٗ کا خاصہ ہے۔

بارھویں

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ مَنْ صَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ وَاحِدَةً صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ سَبْعِیْنَ صَلٰوةً (رواہ احمد) ترجمہ۔ عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے۔ فرمایا۔ جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھا تو اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتے ستر مرتبہ دعاء رحمت اس کے حق میں کرتے ہیں

تیرھویں

عَنْ رُوَیْفِعٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ (رواہ احمد) رویفع سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے صل علی محمد اور کہا اللھم انزلہ المقعد المقرب عندك یوم القیمۃ اس کے لئے میری شفاعت لازم ہو چکی ہے (یعنی اس کے لئے ضرور شفاعت کرونگا۔

چودھویں

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی دَخَلَ نَخْلًا فَسَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ حَتّٰی خَشِیْتُ اَنْ یَّكُوْنَ اللّٰهُ تَعَالٰی قَدْ تَوَفّٰهُ قَالَ فَجِئْتُ اَنْظُرُ فَرَفَعَ رَأْسَهٗ فَقَالَ مَا لَكَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ قَالَ فَقَالَ اِنَّ جِبْرَئِیْلَ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ لِیْ اَلَا اُبَشِّرُكَ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ یَقُوْلُ لَكَ مَنْ صَلّٰی عَلَیْكَ صَلٰوةً صَلَّیْتُ عَلَیْهِ وَمَنْ سَلَّمَ عَلَیْكَ سَلَّمْتُ عَلَیْهِ (رواہ احمد) ترجمہ۔ عبدالرحمن بن عوف سے روایت ہے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے۔ یہاں تک داخل ہوئے کھجوروں کے ایک باغ میں۔ پھر سجدہ کیا۔ پھر سجدہ کو بہت لمبا کیا۔ یہاں تک کہ میں ڈر گیا کہ ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو وفات کرا دی ہو کہا پھر میں آیا کہ دیکھوں میں۔ پھر آپؐ نے سر اٹھایا۔ پھر فرمایا تیرا کیا معاملہ ہے۔ پھر میں نے اپنا خیال آپ سے ذکر کیا۔ عبدالرحمنؓ بن عوف کہتے ہیں پھر آپؐ نے فرمایا تحقیق جبرئیل علیہ السلام نے مجھے فرمایا کہ میں آپؐ کو خوشخبری نہ دوں۔ تحقیق اللہ عزوجل آپؐ سے فرماتا ہے جو شخص تجھ پر صلوٰۃ پڑھیگا میں بھی اس پر رحمت بھیجوں گا اور جو شخص تجھ پر سلام بھیجے گا۔ میں بھی

(باقی صفحہ ۷ کالم ۱ کے نیچے)

ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں: (۱) اول یہ کہ جب ملاقات ہو تو سلام کرے۔ (۲) دوسرے جب وہ مدعو کرے تو اس کی دعوت قبول کرے (بشرطیکہ کوئی شرعی مانع نہ ہو) (۳) تیسرے جب وہ نصیحت (یا مخلصانہ مشورہ) کا طالب ہو تو اس سے خیر خواہی کرے۔ (۴) چوتھے جب اس کو چھینک آئے اور وہ الحمد للہ کہے تو اس کو یہ کہے یرحمك الله (۵) پانچویں جب بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے۔ (۶) چھٹے وہ انتقال کر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جائے۔ صحیح مسلم

کسی مجلس میں بیٹھنے سے پہلے اور اس سے رخصت ہوتے ہوئے سلام کریں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کسی مجلس میں پہنچے تو چاہئے کہ اولاً اہلِ مجلس کو سلام کرے، پھر بیٹھنا مناسب سمجھے تو بیٹھ جائے، پھر جانے لگے تو پھر سلام کرے اور پہلا سلام بعد والے سلام سے اعلیٰ اور بالا نہیں ہے۔ (یعنی بعد والے رخصتی سلام کا بھی وہی درجہ ہے جو پہلے سلام کا، اس سے کچھ کم نہیں۔) جامع ترمذی

بقیہ خطبہ صفحہ ۶ سے آگے

اس پر سلام بھیجوں گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک ارشاد

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ اِنَّ الدُّعَآءَ مَوْقُوْفٌ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَا يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْءٌ حَتّٰى تُصَلِّيَ عَلٰى نَبِيِّكَ

(رواہ الترمذی) ترجمہ۔ عمر بن الخطاب رض سے روایت ہے۔ فرمایا تحقیق دعا آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتی ہے۔ کوئی چیز اوپر نہیں چڑھ سکتی۔ یہاں تک کہ تو اپنے نبی پر صلوٰۃ پڑھے۔

دُعا

کرتا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہر مسلمان کو خواہ عورت یا مرد ہو۔ درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تاکہ میرے بھائی بہنوں کی اس کثرت کے باعث نجات ہو جائے اور میری بھی نجات ہو جائے کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ الدال علی الخیر کفاعلہٗ اور درود شریف کے لئے وضو شرط نہیں ہے۔

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۲ محرم ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۵ جولائی ۱۹۶۰ عیسوی

از شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ۔ اما بعد

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مورث اعلیٰ (یعنی پہلے دادا) ابراہیم (علیہ السلام) اور مورث دوم (یعنی دوسرے دادا) حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی پہلی دعا، دوسری دعا۔ تیسری دعا۔ چوتھی دعا۔ پانچویں دعا۔ چھٹی دعا اور ساتویں امت مسلمہ کیلئے دستور العمل کی تفصیل ملاحظہ ہو

پہلی دعا

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ۭ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۔

(سورۃ البقرہ ع ۱۵ ۔ پ ۱ ترجمہ ۔ اور جب ابراہیم اور اسمٰعیل علیہما السلام خانہ کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ ہماری اس کارگذاری کو جو محض تیرے لئے ہے اس کو قبول فرما ۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام جو گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں ۔ ان کو پھر بھی اپنی نیکیوں کو قبول کرانے کے لئے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی ضرورت ہوتی ہے گویا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ان حضرات سے بھی بے نیاز ہے ۔

اس سے ثابت ہوا

کہ انسان کو نیکی کر کے مغرور نہیں ہونا چاہیئے کہ میں نے نیکی کی ہے شاید کسی غلطی کے باعث اللہ تعالیٰ وہ نیکی قبول ہی نہ فرمائے ۔

دوسری دعا

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ

ترجمہ ۔ اے رب ہمارے اور ہمیں اپنا فرمانبردار بندہ بنا ۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیکی کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے ۔ جس کو چاہے عطا فرمائے

مثال

ایک شخص رات کو شراب پی کر مدہوش ہو کر سو جاتا ہے ۔ صبح کو اٹھ کر نماز بھی نہیں پڑھتا ۔ بایں ہمہ دعا کرتا ہے کہ اے اللہ مجھے نیکی کی توفیق دے ۔ چونکہ اللہ تعالیٰ اس سے شراب پینے کے باعث ناراض ہے تو اُسے نیکی کی توفیق نہیں دیگا کیونکہ شراب تو وہ چھوڑتا نہیں اور نہ کبھی چھوڑنے کا ارادہ رکھتا ہے ۔ اور جبر اللہ تعالیٰ نہیں کرتا ۔ اب اس کی یہ دعا کیسے قبول ہو ۔

تیسری

وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۠

دونوں حضرات فرماتے ہیں ۔ کہ اے اللہ ہماری اولاد میں سے ایک امت مسلمہ یعنی تیری فرمانبردار جماعت پیدا کر ۔

اس سے معلوم ہوا

کہ نیک اولاد کا مل جانا یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان ہے ۔ اسی لئے میں اپنے احباب سے کہا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے مطلق اولاد کی دعا نہ کیجیئے ۔ بلکہ شرط لگایا کیجیئے کہ اے اللہ تعالیٰ ہمیں نیک اولاد عطا فرما ۔ اس کے ہاں تو بُرے بھی ہیں ۔ کہیں مطلق دعا کرنے سے بُرا نہ پلے پڑ جائے ۔ پھر بیٹھ کر روؤ گے ۔

چوتھی دعا

وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا

اور ہمیں حج کے طریقے بتا دے

اس دعا سے معلوم ہوا

کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو عبادات میں اللہ تعالیٰ کی رہنمائی کی ضرورت ہے جب تک اللہ تعالیٰ راہ نمائی نہ فرمائے وہ حضرات بھی اللہ تعالیٰ کی مراد کو نہیں پا سکتے ۔ جب تک کہ اللہ تعالیٰ خود بیان نہ فرمائے ۔

پانچویں دعا

وَتُبْ عَلَيْنَا

اور ہماری توبہ قبول فرما ۔ انبیاء علیہم السلام گناہ سے تو معصوم ہوتے تھے یعنی اللہ تعالیٰ کی امر و نہی کی کبھی بھی مخالفت نہیں کرتے تھے ۔ ہاں یہ ہو سکتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس معاملہ میں تو کوئی حکم الٰہی نازل نہ ہوا ہو ۔ اور وہ یہ خیال کریں کہ اللہ تعالیٰ اسی طریق کار سے راضی ہوگا اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان آئے کہ یہ کیوں کیا گیا اور یہ میری منشاء کے خلاف ہے ۔ انبیاء علیہم السلام کے حق میں یہ بھی گناہ شمار کیا جاتا ہے ۔ ایک مصرعہ مشہور ہے

قرب شاہاں آتش سوزاں بود

پہلے فرمایا نہیں کہ میری مرضی یہ ہے اور اب جو کچھ اپنی سمجھ سے انہوں نے کیا ۔ فرماتے ہیں کہ وہ میری مرضی کے خلاف ہے ۔ انبیاء علیہم السلام سے کبھی اس معنی میں ذنب صادر ہو ۔ تو معافی مانگ لیتے ہیں ۔ یہ (تب علینا) کا مقصد ہے عوام کو فقط امر و نہی کے خلاف کرنے سے گرفت ہوتی ہے

چھٹی دعا

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ

اے اللہ اس ہماری امت مسلمہ میں ایک پیغمبر بھیج ۔ اس اعلان سے معلوم ہوا کہ انسان جب تک کسی پیغمبر کی دامنگیری نہ کرے صحیح راستہ جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچائے پا نہیں سکتا ۔ اس لئے دونوں حضرات اس ضرورت کو متفقہ طور پر پیش فرما رہے ہیں ۔

ساتواں

ایک مسئلہ ہے جو امت مسلمہ کیلئے ایک دستور العمل پیش کرتا ہے جو نبی آخرالزمان امت مسلمہ کو پیش کریگا

دستور العمل

یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَیُزَكِّیْهِمْ

وہ پیغمبر تیری آیات پڑھ کر انہیں سنائے گا اور بلکہ مکمل طور پر انہیں کتاب الٰہی سمجھائے گا۔ اور دانائی انہیں سکھائے گا۔ اور انہیں (اس تعلیم الٰہی کی برکت سے) گناہوں سے پاک کر دے گا (یعنی چھڑا دے گا)

اب صحیح طور پر سچا

مسلمان رہی ہوگا جو اس پیش کردہ دستور العمل (یعنی قرآن مجید) کو اپنا معمول بہ بنائے گا اور اس دستور العمل سمجھنے کے لئے جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دروازہ کھٹکھٹائیگا اللہ تعالیٰ کی وہی مراد ہوگی۔ جو آپ بیان فرمائینگے اور وہ کبھی بھی مراد الٰہی نہ ہوگی۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے خلاف ہو۔

میرے

اس بیان سے آپ پر واضح ہو گیا ہوگا۔ کہ چونکہ عربی الفاظ کے بعض اوقات کئی کئی معنی ہوتے ہیں۔ اس لئے ہر موقعہ پر قرآن کا مطلب سمجھنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف کو پیش نظر رکھنا پڑیگا۔ تاکہ کسی بھی موقعہ پر اللہ تعالیٰ کی جو ان الفاظ سے مراد ہے۔ نظر انداز نہ کرنی پڑے۔ اسی واسطے میں ضرورت حدیث پیش کرتے وقت

یہاں تک

الفاظ کہہ جاتا ہوں کہ جو منکر حدیث ہے وہ منکر قرآن ہے اور جو منکر قرآن ہے وہ خارج از اسلام ہے۔ یعنی بے ایمان ہے۔

کیوں

کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے (وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی) ترجمہ۔ میرا نبی اپنی خواہش سے کچھ نہیں فرماتا۔ بلکہ جو کچھ بھی فرماتا ہے۔ میری طرف سے آپ کے دل میں ڈالا جاتا ہے۔

دل میں ڈالے جانے والی

چیزوں کی دو قسمیں ہیں۔ ایک بذریعہ جبرئیل علیہ السلام جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آ کر آپ کو بتلا جاتے ہیں۔ بالفاظ دیگر آپ کے دل میں ڈال جاتے ہیں۔ دوسری قسم وحی کی وہ ہے جو براہ راست اللہ تعالیٰ آپ کے دل میں القا فرما دیتے ہیں۔ اسی لئے اہل السنۃ والجماعۃ وحی کی دو قسمیں کرتے ہیں۔ ایک وحی جلی جو جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ القاء کی جاتی ہے۔ دوسرے وحی خفی جو اللہ تعالیٰ بلا واسطہ آپ کے دل پر القا فرماتے ہیں وحی کی دونوں قسموں پر ایمان لانا ہمارا فرض ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تجویز کردہ دستور العمل

(مذکورۃ الصدر) سے روگردانی کرنیوالا بیوقوف ہی ہوگا

وَمَنْ یَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَقَدِ اصْطَفَیْنٰهُ فِی الدُّنْیَا ۚ وَاِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝ (سورۃ البقرہ ع ۱۶ - پ ۱) ترجمہ۔ اور کون ہے جو ملت ابراہیمی سے روگردانی کرے۔ سوائے اس کے جو خود ہی احمق ہو۔ اور ہم نے تو اسے دنیا میں بھی بزرگی دی تھی اور بے شک وہ آخرت میں اچھے لوگوں میں سے ہوگا۔

مطلب صاف ظاہر ہے

جو شخص حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تجویز کردہ دین سے منہ موڑے گا۔ وہ کوئی بے وقوف ہی ہوگا۔ کوئی عقلمند ایسی ناشائستہ حرکت نہیں کر سکتا۔ وما علینا الا البلاغ المبین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیَاْتِیَنَّ عَلٰی اُمَّتِیْ كَمَا اَتٰی عَلٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتّٰی اِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ اَتٰی اُمَّهٗ عَلَانِیَةً لَكَانَ فِیْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّصْنَعُ ذٰلِكَ وَاِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ مِلَّةً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَسَبْعِیْنَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً قَالُوْا مَنْ هِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْهِ وَاَصْحَابِیْ (رواہ الترمذی

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ البتہ ضرور ضرور میری امت پر (ایسا زمانہ آئے گا) جیسا کہ بنی اسرائیل پر آیا تھا۔ جس طرح ایک جوتہ دوسرے جوتے کے برابر ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر ان میں سے ایسا شخص ہوگا جو اپنی ماں کے پاس علانیہ آیا تھا۔ (یعنی علانیہ اپنی ماں سے زنا کیا تھا) البتہ میری امت میں بھی ایسا شخص ہوگا جو یہ کام کرے گا۔ اور تحقیق بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئے اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹے گی۔ سوائے ایک جماعت کے سبھی دوزخ میں جائیں گے۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ وہ کونسی جماعت ہوگی۔ فرمایا جس طریقہ پر میں (ہوں)۔ اور میرے صحابہ کرام ہیں۔

نتیجہ

بالکل صاف ہے کہ مسلمانوں میں سے بہتر فرقے دوزخ میں جائیں گے اور فقط ایک فرقہ بہشت میں جائے گا۔ اور وہ فرقہ وہی ہوگا۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرامؓ کے مسلک پر اپنے آپ کو چلائیگا

میں کسی فرقہ کا نام نہیں لیا کرتا

اے برادران اسلام اگر آپ خود سوچیں گے یا اپنے فرقہ کے علماء کرام سے پوچھیں گے تو آپ کو خود پتہ لگ جائے گا کہ آپ کا اور آپ کے صحابہ کرام کا طریقہ کون سا تھا۔

جو چیز

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ سے ثابت نہیں ہے اسے آپ کرتے ہیں تو کریں۔ لیکن جزو دین نہ بنائیے کہ جو شخص اس چیز کو نہ کرے

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم عام طور پر مصافحہ فرماتے، معانقہ صرف مخصوص مواقع پر فرماتے

ایوب بن بشیر قبیلہ بنو عنزہ کے ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں، اس نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ملاقات کے وقت آپ لوگوں سے مصافحہ بھی کیا کرتے تھے؟ توانہوں نے فرمایا: میں جب بھی حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے ملا تو آپ نے ہمیشہ مجھ سے مصافحہ کیا۔ اور ایک دفعہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مجھے گھر سے بلوایا میں اس وقت اپنے گھر پر نہیں تھا، جب میں گھر آیا اور مجھے بتایا گیا تو میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنے سریر پر تشریف فرما تھے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم (اس سے اٹھ کر) مجھ سے لپٹ گئے اور گلے لگایا، اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ معانقہ بہت خوب اور بہت ہی خوبصورت تھا۔ سنن ابی داؤد

وہ اسلام سے خارج سمجھا جائے۔ یاد رکھو وہ چیز جو زائد ہم کرتے ہیں وہ جزو اسلام نہیں ہو سکتی۔

مثلاً

میں حنفی ہوں قرآن مجید اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلک صحابہ کرام کے بعد امام ابوحنیفہ کا اتباع کرتا ہوں اور حنفی کہلاتا ہوں

لیکن

کیا حنفی ہونا جزو اسلام ہے۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین امام ابوحنیفہؒ کے تابع تھے۔ ہرگز نہیں۔ اس لئے میں خود اگرچہ بعد از قرآن مجید اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلک صحابہ کرامؓ کے امام ابوحنیفہؒ کا اتباع کرتا ہوں۔ لیکن حنفی ہونا جزو ایمان نہیں سمجھتا۔ بلکہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبلؒ کے متبعین کو بھی سچا اور سچا مسلمان سمجھتا ہوں۔

بلکہ

اگر بالفرض کوئی شخص قرآن مجید کے احکام کا متبع ہو۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا متبع اور صحابہ کرامؓ کے مسلک پر چلتا ہے اور کسی خاص امام کا متبع نہیں ہے۔ اس کو بھی مسلمان سمجھتا ہوں۔

اے علماء کرام

تشدد سے باز آؤ۔ اصل کو اصل رکھو اور زائد کو زائد سمجھو اور کسی مسلمان کو کافر کہنے سے بچا کرو۔ کہیں تم اس کی تکفیر کے باعث پکڑے نہ جاؤ۔ وما علینا الا البلاغ۔

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۷ محرم ۱۳۸۰ھ بمطابق ۲۲ جولائی ۱۹۶۰ عیسوی

از شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب شیرانوالہ دروازہ۔ گکھڑ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفٰی وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی۔ امّا بعد

میرے وہ مسلمان بھائی جو علماء کی ہر پیش کردہ چیز کو ملانوں کی باتیں کہہ کر یا ملا ازم کہہ کر مذاق میں اڑا دیتے ہیں وہ آنکھیں کھول کر پڑھیں۔ تاکہ انہیں قرآن مجید کے ذریعے سے اپنا انجام معلوم ہو جائے

قولہ تعالیٰ۔ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ ۝ أَلَمْ تَكُنْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنتُم بِهَا تُكَذِّبُونَ ۝ قَالُوا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ ۝ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ ۝ قَالَ اخْسَأُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ ۝ إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ۝ فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ سِخْرِيًّا حَتَّىٰ أَنسَوْكُمْ ذِكْرِي وَكُنتُم مِّنْهُمْ تَضْحَكُونَ ۝ إِنِّي جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوا أَنَّهُمْ هُمُ الْفَائِزُونَ ۝ قَالَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ ۝ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَاسْأَلِ الْعَادِّينَ ۝ قَالَ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا لَّوْ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ۝ فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ ۝

(سورۃ المومنون۔ رکوع: ۶: پارہ ۱۸)

(ترجمہ) اور جس کا پلہ ہلکا ہوگا تو یہی وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا نقصان کیا۔ ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہوں گے۔ ان کے مونہوں کو آگ جھلس دے گی اور وہ اس میں بدشکل ہونے والے ہوں گے۔ کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سنائی جاتی تھیں۔ پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے، کہیں گے۔ اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی۔ اور ہم لوگ گمراہ تھے۔ اے رب ہمارے ہمیں اس سے نکال دے۔ اگر پھر کریں تو بے شک ہم ظالم ہوں گے۔ فرمائے گا۔ اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو۔ اور مجھ سے نہ بولو۔ میرے بندوں میں سے ایک گروہ تھا جو کہتے تھے اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو بہت بڑا رحم کرنے والا ہے۔ سو تم نے انکی ہنسی اڑائی یہانتک کہ انہوں نے تمہیں میری یاد بھی بھلا دی۔ اور تم ان سے ہنسی ہی کرتے رہے۔ آج میں نے انہیں ان کے صبر کا بدلہ دیا کہ وہی کامیاب ہوئے۔ فرمائے گا تم زمین پر گنتی کے کتنے برس رہے کہیں گے ایک دن یا اس سے بھی کم رہے ہیں۔ پس آپ گنتی کرنے والوں سے پوچھ لیں۔ فرمائے گا۔ تم اس میں بہت نہیں تھوڑا ہی رہے ہو۔ کاش کہ تم سمجھ لیتے۔ سو کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم نے تمہیں نکما پیدا کیا ہے۔ اور یہ کہ تم ہمارے پاس لوٹ کر نہیں آؤ گے۔ سو اللہ بہت ہی عالیشان ہے جو حقیقی بادشاہ ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں عرش عظیم کا مالک ہے۔

غور کے قابل

گذشتہ ترجمہ میں یہ فقرے یاد رکھنے کے قابل ہیں "سو تم نے انکی ہنسی اڑائی یہاں تک کہ انہوں نے تمہیں میری یاد بھی بھلا دی۔ اور تم ان سے ہنسی ہی کرتے رہے"

ان کی ہنسی کا ذکر ایک دوسری جگہ بھی قرآن مجید میں آیا ہے۔ إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ ۝ وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ ۝ وَإِذَا انقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمُ انقَلَبُوا فَكِهِينَ ۝ وَإِذَا رَأَوْهُمْ قَالُوا إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَضَالُّونَ ۝ وَمَا أُرْسِلُوا عَلَيْهِمْ حَافِظِينَ ۝

(سورۃ المطففین)

(ترجمہ) بے شک نافرمان (دنیا میں) ایمانداروں سے ہنسی کیا کرتے تھے۔ اور جب ان کے پاس سے گذرتے تو آپس میں آنکھ سے اشارے کرتے تھے۔ اور جب اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ کر جاتے تو ہنستے ہوئے جاتے تھے۔ اور جب ان کو دیکھتے تو کہتے بے شک یہی گمراہ ہیں۔ حالانکہ وہ ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجے گئے تھے۔

دینداروں پر ہنسی اڑانے والوں کو جس دوزخ کا ڈر سنایا گیا ہے، اسکی کیفیات ملاحظہ کرلیں

پہلی حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَارُكُمْ جُزْءٌ مِّنْ سَبْعِينَ جُزْءً مِّنْ نَارِ جَهَنَّمَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ كَانَتْ لَكَافِيَةً قَالَ فُضِّلَتْ عَلَيْهِنَّ بِتِسْعَةٍ وَّسِتِّينَ جُزْءً كُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا (متفق علیہ)

(ترجمہ) ابی ہریرہ رضؓ سے روایت ہے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہاری آگ دوزخ کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ البتہ ایک حصہ بھی کافی تھی فرمایا وہ آگ اس پر انہتر حصہ زیادہ کی گئی ہے۔ ہر حصہ مثل اس کی گرمی کے ہے۔

دوسری حدیث

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتَى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَّهَا سَبْعُونَ أَلْفَ زِمَامٍ مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ يَجُرُّونَهَا۔ رواہ مسلم۔

(ترجمہ) ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس دن دوزخ کو لایا جائیگا اس کی ستر ہزار لگامیں ہونگی۔ ہر ایک لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو اس کو کھینچ کر لائیں گے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا

اللہ (تعالےٰ) کا شکر کرتے ہیں ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر ایمان عطا فرمایا اور آپ کے فرمانے کی تصدیق کرنے کی توفیق دی۔

تیسری حدیث

عَنِ النُّعْمَانِ ابْنِ بَشِيرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا مَنْ لَّهُ نَعْلَانِ وَشِرَاكَانِ مِنْ نَّارٍ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ كَمَا يَغْلِي الْمِرْجَلُ مَا يَرَى أَنَّ أَحَدًا أَشَدُّ مِنْهُ عَذَابًا وَإِنَّهُ لَأَهْوَنُهُمْ عَذَابًا متفق علیہ۔

ترجمہ نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سب سے کمتر از روئے عذاب کے دوزخیوں میں سے وہ شخص ہوگا۔ جس کے پاؤں میں جوتا دوزخ کا اور دو تسمے بھی آگ کے ہی ہونگے۔ جن کے سبب سے اس کا دماغ کھول رہا ہوگا۔ جس طرح ہانڈی کھولتی ہے۔ وہ خیال کرے گا کوئی ایک بھی اس سے زیادہ سخت عذاب میں نہیں ہوگا۔ حالانکہ وہ سب سے کم عذاب میں ہے۔ اَللّٰهُمَّ اَعِذْنَا مِنْهُمْ۔

چوتھی

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتَى بِأَنْعَمِ أَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُصْبَغُ فِي النَّارِ صِبْغَةً ثُمَّ يُقَالُ يَا ابْنَ آدَمَ هَلْ رَأَيْتَ خَيْرًا قَطُّ هَلْ مَرَّ بِكَ

گھر میں داخل ہوتے ہوئے اور گھر سے نکلتے ہوئے سلام کریں

حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: جب تم کسی گھر میں جاؤ تو گھر والوں کو سلام کرو اور پھر جب گھر سے نکلو اور جانے لگو تو الوداعی سلام کر کے نکلو۔ شعب الایمان

نَعِیْمٌ قَطُّ فَیَقُوْلُ لَا وَاللّٰہِ یَا رَبِّ وَیُؤْتٰی بِاَشَدِّ النَّاسِ بُؤْسًا فِی الدُّنْیَا مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَیُصْبَغُ صِبْغَۃً فِی الْجَنَّۃِ فَیُقَالُ لَہٗ یَا ابْنَ اٰدَمَ ھَلْ رَاَیْتَ بُؤْسًا قَطُّ وَھَلْ مَرَّ بِکَ شِدَّۃٌ قَطُّ فَیَقُوْلُ لَا وَاللّٰہِ یَا رَبِّ مَا مَرَّ بِیْ بُؤْسٌ قَطُّ وَلَا رَاَیْتُ شِدَّۃً قَطُّ۔ رواہ مسلم ترجمہ: حضرت انس رضؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دنیا کا بڑا مال دار اور نعمت والا قیامت کے دن لایا جائے گا۔ اور اس کو آگ کے گڑھے میں ایک غوطہ دیا جائیگا۔ اور کہا جائیگا۔ آدم کے بیٹے کیا تو نے کبھی بھلائی دیکھی ہے (یعنی آرام پایا ہے)۔ کیا دنیا میں نعمت وراحت کبھی تجھے نصیب ہوئی ہے۔ وہ کہے گا۔ نہیں خدا کی قسم اے پروردگار نہیں۔ پھر جنتیوں میں سے ایک شخص کو لایا جائیگا جس نے دنیا میں سخت محنت کی ہوگی اور غم برداشت کیا ہوگا اور اس کو جنت میں ایک غوطہ دیا جائیگا اور پوچھا جائیگا اے آدم کے بیٹے کیا تم نے کبھی محنت ومشقت کا منہ دیکھا ہے۔ کیا تو نے کبھی رنج وغم اٹھایا ہے وہ کہے گا نہیں۔ خدا کی قسم اے پروردگار۔ میں نے کبھی محنت ومشقت نہیں دیکھی اور نہ کبھی غم والم سے سابقہ ہوا۔

اے اللہ تعالیٰ کے بندو

کوشش کرو کہ اللہ تعالیٰ ..... راضی ہو جائے اور ..... جنت کا مستحق بنا دے اس وقت دنیا میں رہتے ہوئے جنت کا حاصل کرنا اللہ تعالیٰ کی توفیق سے) آسان تر ہے۔ ایک پیسہ بھی خرچ نہ ہونے پائے اور انسان جنت میں پہنچ سکتا ہے۔ مثلاً کلمہ کے بعد نماز پڑھے اور روزہ رکھے اور روپیہ ہی نہیں کہ زکوٰۃ دے یا حج کرے، تو سیدھا جنت میں جا سکتا ہے۔ لیکن اگر بداعمالیوں کے باعث جہنم میں جا پہنچے تو پھر اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہو تو نکل سکتے ہو وہ نہ نہیں کیونکہ وہاں تو روپیہ پیسہ ہے ہی نہیں۔ اگر بالفرض روپیہ پیسہ ہی ہو تو بھی اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری سے جنت نصیب ہو سکتی ہے نہ کہ روپیہ پیسہ سے۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

پانچویں حدیث

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اُوْقِدَ عَلَی النَّارِ اَلْفَ سَنَۃٍ حَتّٰی احْمَرَّتْ ثُمَّ اُوْقِدَ عَلَیْھَا اَلْفَ سَنَۃٍ حَتّٰی ابْیَضَّتْ ثُمَّ اُوْقِدَ عَلَیْھَا اَلْفَ سَنَۃٍ حَتّٰی اسْوَدَّتْ فَھِیَ سَوْدَاءُ مُظْلِمَۃٌ۔ رواہ الترمذی) ترجمہ حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ دوزخ کی آگ کو ایک ہزار برس جلایا گیا یہاں تک کہ وہ سرخ ہو گئی۔ پھر اس کو ایک ہزار برس تک اور جلایا گیا۔ یہاں تک کہ وہ سفید ہو گئی۔ پھر ایک ہزار برس اور جلایا گیا۔ یہاں تک کہ وہ سیاہ ہو گئی۔ اب وہ سیاہ وتاریک ہے۔

برادران اسلام

ایمان بالغیب کی معنی یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے پر اتنا یقین ہو جائے جیسا کہ اپنے دیکھنے پر یقین ہوتا ہے۔ لہٰذا دعا کرتا ہوں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہر فرمان پر مہر تصدیق لگانے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا الٰہ العالمین ورنہ دیکھنے کے بعد تو مان ہی جاؤ گے۔ لیکن اس وقت کا ماننا بیکار ہو گا۔ اس وقت دکھانے کے بعد پھر تمہیں اصلاح کی مہلت نہیں دی جائے گی۔

میری عادت

ہے کہ میں خطبۂ جمعہ میں کبھی کسی خاص شخص کا نام نہیں لیا کرتا۔ اور نہ کسی فرقہ کا نام لیا کرتا ہوں مسئلہ کی جو تحقیق ہو وہ بیان کر دیا کرتا ہوں۔ تاکہ غلط کار خود سمجھ جائیں کہ ہم غلطی میں مبتلا تھے۔ نام تو ہمارا نہیں لیا جا رہا۔ البتہ اصلاح ہماری ہی منظور ہے۔ اس طریقہ سے بھلے مانس آدمی چڑتے بھی نہیں اور مسئلہ بھی انہیں سمجھ میں آ جاتا ہے اور وہ اپنی اصلاح کر لیتے ہیں۔

دُعا

اللہ تعالیٰ مجھے اسی طریقہ پر اپنے ..... مسلمان بھائیوں کی اصلاح کرنیکی توفیق عطا فرمائے تاکہ سارے اصلاح یافتہ ہو کر جنت میں جائیں۔ آمین ثم آمین یا الٰہ العالمین۔

خطبہ یوم الجمعہ ۴ صفر ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۹ جولائی ۱۹۶۰ عیسوی

از شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب شیرانوالہ دروازہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ اما بعد

اللہ تعالیٰ اور اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اخلاقی مجرموں کیلئے تجویز کردہ سزاؤں کے سوا مجرم باز نہیں آسکتے

کیونکہ

اللہ تعالیٰ جو ارحم الراحمین ہے

اس نے جب یہ سخت سزائیں تجویز کی ہیں تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ مجرموں کا اس سے گھٹیل سزاؤں سے رکنا ناممکن ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اخلاقی مجرموں کیلئے

جو سزائیں تجویز کی ہیں۔ آپ رحمۃ للعلمین ہونے کے باوجود ان مجرموں کو ان سزاؤں کے سوا اور سزا نہیں دیتے تو معلوم ہوا کہ اس قسم کے مجرم اس قسم کی سزاؤں کے سوا رک بھی نہیں سکتے۔ لہذا یہی اللہ تعالیٰ کی تجویز کردہ سزائیں مناسب ترین ہیں ورنہ نہ ساری دنیا میں ان بدکاروں کی بدکاری پھیل جاتی

مزید براں

جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعلمین کا لقب عطا فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ملاحظہ ہو۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (سورۃ الانبیاء ع ۷، پ ۱۷) ترجمہ اور ہم نے تو تمہیں تمام جہان کے لوگوں کے حق میں رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

لہذا

معلوم ہوا کہ جو سزا رحمۃ للعلمین کسی جرم کے لئے تجویز فرمائیں گے۔ اس سے کم سزا دینے سے مجرم کی اصلاح ناممکن تھی۔

چور کی سزا

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ ترجمہ۔ اور چور خواہ مرد ہو یا عورت۔ دونوں کے ہاتھ کاٹ دو یہ ان کی کارکردگی (یعنی چوری) کا بدلہ ہے۔ اور اللہ کی طرف سے عبرتناک سزا ہے۔ اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ (سورۃ المائدہ ع ۶۔ پ ۶)

اس آیت پر شیخ الاسلامؒ کا حاشیہ

یعنی جو سزا چور کو دی جا رہی ہے۔ وہ مال مسروقہ کا بدلہ نہیں بلکہ اس کے فعل (سرقہ) کی سزا ہے۔ تاکہ اسے اور دوسرے چوروں کو تنبیہ ہو جائے۔ بلاشبہ جہاں کہیں یہ حدود جاری ہوتی ہیں۔ دو چار ہی کی سزا یابی کے بعد چوری کا دروازہ قطعاً بند ہو جاتا ہے۔ آج کل "مدعیان تہذیب" اس قسم کی حدود کو وحشیانہ سزا سے منسوب کرتے ہیں۔ لیکن چوری کرنا اگر ان صاحبوں کے نزدیک کوئی مہذب فعل نہیں ہے تو یقیناً آپ کی مہذب سزا اس غیر مہذب دستبرد کے استیصال میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اگر تھوڑی اس وحشت کا تحمل کرنے سے بہت سے چور مہذب بنائے جا سکتے ہوں۔ تو عاملین تہذیب کو خوش ہونا چاہیئے۔ کہ ان کے تہذیبی مشن میں اس وحشت سے مدد مل رہی ہے الخ۔ چونکہ اللہ تعالیٰ غالب ہے۔ اس لئے اسے حق ہے۔ کہ جو چاہے قانون نافذ کر دے۔ کوئی چون و چرا نہیں کر سکتا۔ لیکن چونکہ حکمت والا بھی ہے۔ اس لئے یہ احتمال نہیں کہ محض اپنے اختیار کامل سے کام لے کر کوئی قانون بے موقع نافذ کر دے۔ نیز وہ اپنے ناتوان بندوں کے اموال کی حفاظت کا کوئی انتظام نہ کر سکے۔ یہ اس کی عزت اور غلبہ کے منافی ہے اور چوروں اور ڈاکوؤں کو یونہی آزاد چھوڑ دے۔ یہ اس کی حکمت کے خلاف ہے

کبھی باز نہیں آسکتا

برادران اسلام! چور اس قسم کی سخت سزا دیئے بغیر اس جرم سے باز نہیں آسکتا۔ چنانچہ

انگریزی حکومت

کے زمانہ میں مجھے ذاتی تجربہ ہے کہ جیل خانوں میں جتنا آرام اور ہم رنگ سوسائٹی چوروں کو مل سکتی تھی۔ اتنی باہر کب مل سکتی تھی۔ جب قید کی میعاد لمبی ہو تو پندرہ پندرہ بیس بیس کو ایک ایک بارک میں رات کو رکھا جاتا تھا۔ اور وہاں چونکہ سارے ہی ہم مشرب ہوتے تھے۔ اس لئے بڑے خوش رہتے تھے اکٹھے رہنے کے باعث آپس میں ہنسی مذاق خوب کرتے تھے۔

اور سنئے

چونکہ میں انگریز کے زمانہ میں کئی جیلوں میں دین کی حمایت کی خاطر رہا ہوں۔ مجھے ان کا خوب تجربہ ہے۔ افسران جیل کو یہ تنگ کیا کرتے تھے مثلاً رات کے بارہ بجے جیل میں فساد کر دیا۔ مثلاً آپس میں لڑ پڑے۔ جیل میں گھنٹہ بج گیا اور افسران جیل دوڑتے ہوئے آئے اور جیل کی پولیس بھی دوڑتی ہوئی آئی۔ وہ صلح کرا کر گئے۔ پھر تین بجے جیل میں گھنٹہ بج گیا۔ وہ بچارے افسر پھر دوڑتے ہوئے جیل میں آئے۔

پھر

وہ جیل کے افسر قیدیوں کی شرارتوں سے تنگ آ کر ان سے صلح کرتے تھے تاکہ ان کو نہ ستائیں۔

صُلح

انگریز کی حکومت کے وقت بات یوں ہوتی تھی کہ مثلاً اٹھارہ بدمعاشوں کا ایک جتھا بنا ہوا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ نو آدمیوں کو ہم میں سے بیمار لکھ لو اور ان نو کے لئے روزانہ ایک چھٹانک (مثلاً) مکھن آئے اور آدھ سیر دُودھ ان نو مریضوں کے لئے لکھ دیا گیا۔ جب نو آدمیوں کا مکھن روزانہ آتا ہے تو وہ سب اکٹھے کھاتے تھے۔ علیٰ ہذا القیاس یہ بدمعاش اور ناشائستہ حرکتیں کرتے تھے۔ البتہ کچھ قید بڑھ جاتی تھی۔ جب بدمعاشوں کو کھانا بھی مل جائے۔ کپڑا بھی مل جائے سوسائٹی بھی مل جائے۔ جیل میں مکھن بھی مل جائے۔ پھر اور کیا چاہیئے۔ یہ جو کچھ میں نے بیان کیا ہے۔ یہ انگریز کے وقت جیلوں میں رہ کر میرے اپنے مشاہدات ہیں

ایک عجیب واقعہ

ایک دن میں راولپنڈی سے لاہور آ رہا تھا۔ جب گوجرانوالہ کے نئے اسٹیشن پر آ کر گاڑی ٹھہری تو رات کے آٹھ بجے کا وقت تھا۔ پلیٹ فارم پر شور مچ گیا۔ ہمارے ڈبہ میں سے ایک آدمی دیکھنے کے لئے گیا۔ آ کر اس نے کہا کہ ایک بدمعاش آدمی ایک عورت کے زیور اتارنے لگ گیا تھا اور پولیس نے موقعہ پر اسے گرفتار کر لیا ہے اور وہ خوشی کے مارے پھلانگیں لگاتا ہوا جا رہا ہے اور یہ وہ بدمعاش ہے جس کو آج صبح میں نے سیالکوٹ جیل سے رہا کیا تھا۔

حاصل

اس بیان کردہ داستان کا یہ ہے کہ جیل میں بھیجے جانے کی سزا سے بدمعاش کی اصلاح نہیں ہوتی۔ بلکہ اور زیادہ رغبت ہوتی ہے۔ گزشتہ بیان کے مطابق جہاں بدمعاشوں کو پانچ چیزیں میسر آ جائیں۔ پھر ان کو اور کیا چاہیئے وہ پانچ چیزیں یہ تھیں۔ کھانا۔ کپڑا۔ دوائی۔ مکھن۔ سوسائٹی۔ اس لئے

انگریزوں کی خلاف شرع چال ہے

چوروں میں کمی نہیں ہوئی۔ بلکہ

ع مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

جوں جوں چور جیل خانوں میں جاتے رہے۔ ان کی تعداد بڑھتی گئی۔

اس کا نتیجہ

کہ انگریز رعایا پر مزید ٹیکس لگاتا ہوگا۔ تاکہ ان بدمعاشوں کی ضروریات پوری کرے

نقصان در نقصان

ایک تو بدمعاش نے امن پسند رعایا کے مال کا نقصان کیا اور دوسرے یہ بات ہوئی کہ امن پسند رعایا سے ٹیکسوں کے ذریعہ سے وصول کر کے ان بدمعاشوں کو کھانا کپڑا اور دوائی اور ڈاکٹر مفت مہیا کرتا تھا۔ اور کیا انگریز لندن سے روپیہ لا کر ان بدمعاشوں کی یہ خدمت انجام دیتا تھا۔ نہیں۔ بلکہ اسی طریقہ سے جمع کیا کرتا تھا جو عرض کر چکا ہوں اور کیا اس سزا سے چوری کم ہوئی یا جیلوں میں چور بڑھتے گئے کسی نے خوب کہا ہے۔ مصرعہ

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

اب سنئے اسلامی سزا کم خرچ بالانشین

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَیْدِیَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۝ (سورۃ المائدہ ع ۶۔ پ ۶) ترجمہ۔ اور چور خواہ مرد ہو یا عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو۔ یہ ان کی کارکردگی کا بدلہ اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے عبرتناک سزا ہے۔

اب دیکھئے شرعی فیصلہ

ایک آدمی رات کو کسی کے گھر نقب زنی کر کے چوری کرتا ہے۔ صاحب خانہ کہتا ہے کہ فلاں شخص میرے گھر سے چوری کر کے میرا مال لے گیا ہے۔ صبح ہوتے ہی صاحب خانہ پولیس سے دو سپاہی لے جا کر جس کے نام وہ کہتا ہے۔ اس کے گھر کی تلاشی لیتے ہیں مالک کا وہ مال برآمد ہو جاتا ہے۔ دو بھلے مانس آ کر قسم کھا کر یہ کہتے ہیں کہ واقعی یہ شخص فلاں آدمی کے گھر سے چوری کر کے لے گیا تھا۔ مجسٹریٹ کچہری میں موجود ہوگا۔ جلاد (ہاتھ کاٹنے والا) مجسٹریٹ دو نیک آدمیوں کی شہادت لے کر اسی وقت جلاد (ہاتھ کاٹنے والا) کو حکم دے گا کہ اس کا ہاتھ کاٹ دو۔ وہ گٹ سے اس کا ہاتھ فوراً کاٹ دے گا۔ پھر مجسٹریٹ اس چور کو حکم دے گا کہ جاؤ روٹی باپ کے گھر سے کھاؤ۔

اس سزا کا نتیجہ

یہ ہوگا کہ مجرم عمر بھر اس سزا سے اثر پذیر ہوگا کہ اگر میں چوری نہ کرتا تو یہ سزا نہ ملتی اور میں ایک ہاتھ سے اپاہج تو نہ ہو جاتا۔ اور دوسرے عمر بھر جب اس کو دیکھیں گے کہ یہ بدمعاش سزا یافتہ ہے۔ اس سے بچنا چاہیئے۔ حاصل یہ ہے کہ ایک مرتبہ چوری کرنے سے خود کو نصیحت ہوگی اور دوسرے بھی اس کے شر سے بچیں گے۔ شرعی سزا سے یہ دونوں فائدے ہوں گے۔

اور انگریز

جو چوروں کو سزا دیتا تھا۔ اس سے چوروں کے حوصلے بڑھ جاتے تھے۔ کیونکہ جیل میں پانچ چیزیں میسر آتی تھیں جو باہر میسر نہیں آ سکتیں۔ وہ چیزیں یہ تھیں روٹی مفت۔ کپڑے مفت۔ دوائی مفت۔ ڈاکٹر مفت۔ بدمعاشوں کی سوسائٹی مفت۔

سو سو سال ڈیڑھ ڈیڑھ سو سال کی قید

یہ میرا ذاتی مشاہدہ ہے۔ لوگ مجھے بتلاتے تھے اور دکھاتے تھے کہ اسکی قید سو سال کی ہے اور اسکی ڈیڑھ سو سال کی ہے۔

یہ کیسے

بدمعاشوں کی طبیعت میں نڈر ہونے کا مادہ تو ہوتا ہی ہے۔ کسی سے لڑ پڑے اور اس بیچارے قیدی کی ٹانگ توڑ دی۔ مجسٹریٹ نے جیل میں جا کر

مقدمہ سنا۔ اور پانچ سال کی قید بڑھا دی۔ پہلے پندرہ سال کی تھی۔ اب بیس سال ہو گئی۔ پھر کسی کی آنکھ پھوڑ دی۔ مجسٹریٹ نے جیل میں جاکر مقدمہ سُنا۔ اور پانچ سال کی قید اور بڑھا دی۔ اب قید پچیس سال کی ہو گئی۔ علیٰ ہذا القیاس جیل میں فساد کرتے تھے اور قید سو سو سال اور ڈیڑھ سو سال تک بڑھ جاتی تھی۔ اگرچہ انہیں اللہ تعالےٰ ایک مہینہ کے اندر ہی دنیا سے اُٹھا لے اور پھر جوں جوں بدمعاش بڑھتے جائیں گے انگریز لندن سے تو روپیہ لا کر یہاں خرچ نہیں کرتا تھا۔ وہ یہاں ہی سے مختلف ٹیکس لگا کر وصول کرتا تھا۔ یہ ہیں خلاف شریعت فیصلہ کرنے کے نتائج اور یہ جو کچھ میں نے بیان کیا ہے۔ یہ میرے اپنے مشاہدات ہیں۔ جب انگریز مجھے اولڈ سنٹرل جیل ملتان اور نیو سنٹرل جیل ملتان میں بھیجا کرتا تھا یا میرے جالندھر جیل کے مشاہدہ شدہ واقعات ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ اسلامی تجویز شدہ چور کو سزا دینے سے چور کو ساری عمر عبرت اور بلکہ دوسروں کے حق میں اس کا وجود موجب نصیحت ہوگا کہ اگر ہم نے چوری کی تو ہمارا ہاتھ بھی کاٹ دیا جائیگا اور سزا دینے میں یہی دو فائدے ملحوظ خاطر ہوتے ہیں۔ مجرم کے لئے نصیحت اور دوسروں کے لئے عبرت ہوتی ہے۔

اور

انگریز کی تجویز کردہ چوری کی سزا ان دونوں فائدوں سے خالی تھی۔ حالانکہ وہ اپنے آپ کو بڑا عقلمند اور دور اندیش سمجھتا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا مقابلہ کرکے کون جیت سکتا ہے

زانی کی سزا

زانیوں کی شریعت اسلامی میں دو قسمیں ہیں۔ زانی غیر محصن اور زانی محصن۔

زانی غیر محصن کی سزا

رقولہ تعالیٰ۔ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۖ وَلَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۖ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ (سورۃ النور ع ۱ - پ ۱۸)

ترجمہ۔ بدکار عورت اور بدکار مرد سو دونوں میں سے ہر ایک کو سو سو دُرّے مارو اور تمہیں اللہ کے معاملے میں ان پر ذرا رحم نہ آنا چاہیئے۔ اگر تم اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو اور ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت کو حاضر رہنا چاہیئے۔

شیخ الاسلامؒ کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحبؒ اس آیت پر حاشیہ تحریر فرماتے ہیں اور وہ یہ ہے۔ "یہ سزا اس زانی اور زانیہ کی ہے جو آزاد عاقل بالغ ہو اور نکاح کئے ہوئے نہ ہو۔ یا نکاح کرنے کے بعد ہمبستری نہ کر چکے ہوں اور جو آزاد نہ ہو۔ اس کے پچاس درّے لگتے ہیں۔ اس کا حکم پانچویں پارہ کے اول رکوع کے ختم پر مذکور ہے۔ اور جو عاقل یا بالغ نہ ہو وہ مکلف ہی نہیں اور جس مسلمان میں تمام صفتیں موجود ہوں حریت۔ بلوغ۔ عقل۔ نکاح اور ہمبستری سے فراغ ایسے شخص کو محصن کہتے ہیں۔ اس کی سزا رجم (سنگسار) کرنا ہے۔

شریعت اسلامی

میں تو زناکاروں کے حق میں یہی فیصلہ ہے۔ اگر یہ اعتراض کریں۔ تو پھر مسلمانوں میں یہ چکلے اسلامی حکومت مثلاً شاہ جہان مرحوم اور عالمگیر مرحوم کے وقت ناممکن ہے کہ ہوں۔ ان کے دلوں میں شریعت کا پورا احترام تھا۔ یہ چکلے در اصل

انگریز

کی پیداوار ہیں۔ ان کا ہونا مسلمان بادشاہوں کے وقت نہیں ہے۔ انگریز چونکہ کافر تھا۔ اس نے اسلام الٰہی کی نگہداشت اور حفاظت اپنا فرض ہی نہیں سمجھا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

اور انگریز نے

ان چکلوں کی مسلمانوں کو کھلم کھلا اجازت دی۔ تاکہ ان بد اعمالیوں میں غرق ہونے کے باعث مجھ سے حکومت کی واپسی کا مطالبہ ہی نہ کریں

ما در چہ خیالیم و فلک در چہ خیال
کاریکہ خدا کند فلک را در وے چہ مجال

انگریز

کی تو یہی نیت تھی کہ مسلمانوں کو ایسی ہی بدعنوانیوں میں الجھائے رکھے اور یہ کبھی بھی آزاد نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر غالب آئی۔ انگریز کو بیک بینی و دو گوش ہندوستان سے نکلنا پڑا۔

اب

الحمد للہ یہ انگریزستان نہیں۔ بلکہ پاکستان یعنی اسلامستان ہے۔

دُعا

کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ذمہ داران مملکت کو کتاب و سنت کے مطابق چلائے تاکہ یہی حکومت ان کی نجات آخرت کا ذریعہ بن جائے۔

محصن زانی کی سزا

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ اَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَحَدُهُمَا اِقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَقَالَ الْاٰخَرُ اَجَلْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَ ائْذَنْ لِيْ اَنْ اَتَكَلَّمَ قَالَ تَكَلَّمْ قَالَ اِنَّ ابْنِيْ كَانَ عَسِيْفًا عَلٰى هٰذَا فَزَنٰى بِامْرَاَتِهٖ فَاَخْبَرُوْنِيْ اَنَّ عَلٰى ابْنِيَ الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَ بِجَارِيَةٍ لِّيْ ثُمَّ اِنِّيْ سَاَلْتُ اَهْلَ الْعِلْمِ فَاَخْبَرُوْنِيْ اَنَّ عَلٰى ابْنِيْ جَلْدَ مِائَةٍ وَ تَغْرِيْبَ عَامٍ وَاِنَّمَا الرَّجْمُ عَلٰى امْرَاَتِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَاَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ اَمَّا غَنَمُكَ وَ جَارِيَتُكَ فَرَدٌّ عَلَيْكَ وَاَمَّا ابْنُكَ فَعَلَيْهِ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ وَ اَمَّا اَنْتَ يَا اُنَيْسُ فَاغْدُ اِلٰى امْرَاَةِ هٰذَا فَاِنِ

مجلس میں ایک آدمی سلام کا جواب دے دے توسب کی طرف سے کافی ہے

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کر کے بیان فرمایا کہ گزرنے والی جماعت میں سے اگر کوئی ایک سلام کرلے تو پوری جماعت کی طرف سے کافی ہے اور بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ایک جواب دے دے توسب کی طرف سے کافی ہے۔ شعب الایمان

سلام میں پہل کرنے کے اصول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی کہ: چھوٹا بڑے کو سلام کیا کرے اور راستہ سے گزرنے والا چلنے والا بیٹھے ہوؤں کو سلام کیا کرے، اور تھوڑے آدمی زیادہ آدمیوں کی جماعت کو سلام کریں۔ صحیح بخاری

اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا (متفق علیہ) ترجمہ۔ ابوہریرہؓ اور زیدؓ بن خالد نے کہا کہ دو آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لڑتے جھگڑتے آئے۔ ان میں سے ایک نے کہا۔ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ فرمایئے۔ دوسرے نے کہا ہاں یا رسول اللہ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے موافق حکم کیجئے اور مجھے واقعہ عرض کرنے کی اجازت دیجئے آپ نے فرمایا بیان کرو۔ اس نے کہا میرا بیٹا اس شخص کے ہاں مزدوری کرتا تھا۔ اس نے اسکی بیوی سے زنا کیا۔ لوگوں نے مجھ سے کہا کہ تیرے بیٹے کو سنگسار کیا جائے گا۔ میں نے اس کے بدلہ میں سو بکریاں اور ایک لونڈی دے دی۔ پھر میں نے مسئلہ پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ تیرے بیٹے کو سو درّے لگائے جائیں گے اور ایک سال کے لئے جلا وطن کیا جائے گا۔ اور سنگساری کی سزا اسکی عورت کو ملے گی۔ اس لئے کہ وہ شادی شدہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ سن کر فرمایا۔ خبردار قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ میں تمہارے درمیان کتاب اللہ کے موافق فیصلہ کروں گا تیری لونڈی اور تیری بکریاں تجھ کو واپس ملیں گی اور تیرے بیٹے کو سو کوڑوں کی سزا دی جائے گی اور ایک سال کے لئے جلا وطن کیا جائے گا۔ پھر حضورؐ نے فرمایا اے انیس تو اس کی عورت کے پاس جا اگر وہ جرم (یعنی زنا) کا اعتراف کرے تو اسکو سنگسار کر دے۔ عورت نے اقرار کیا اور انیس نے اس کو سنگسار کیا۔

حاصل

اس حدیث شریف سے صاف طور پر ثابت ہو گیا کہ اگر شادی شدہ زنا کرے تو اسکی سزا سنگسار کرنا ہے۔

اگر

دنیا میں یہ سزا نہ ملی تو آخرت میں اللہ تعالےٰ چاہے تو بخش دے اور چاہے تو سزا دے۔

وما علینا الا البلاغ

رحمۃ للعالمین

کی طرف سے جب یہ سزا زانی محصن کے لئے تجویز کی گئی ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس جرم کے لئے اس سزا سے کمتر اور کوئی سزا ہی نہیں ہے۔

وما علینا الا البلاغ

خطبہ یوم الجمعہ مورخہ ۱۱ صفر ۱۳۸۰ھ مطابق ۵ اگست ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حمیدہ پر شواہد احادیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے

پہلا

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ خَدَمْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِیْنَ فَمَا قَالَ لِیْ اُفٍّ وَّ لَا لِمَ صَنَعْتَ وَلَا اَلَّا صَنَعْتَ (متفق علیہ)۔

ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت دس سال کی ہے۔ پس کبھی مجھ سے اُف نہیں فرمایا۔ اور نہ فرمایا۔ تم نے یہ کیوں کیا اور نہ کبھی یہ فرمایا۔ کیا تم نے (اب تک نہیں کیا) اس حدیث کو صاحب بخاری شریف اور صاحب مسلم شریف نے بیان کیا ہے۔

کتنے بلند اخلاق ہیں

کہ خادم سے کبھی بھی درشت خوئی سے پیش نہیں آئے اور خادم کی خدمت کی میعاد دس سال ہے۔ کوئی ایک دو دن نہیں ہے

سچا مسلمان

عورت ہو یا مرد وہی ہے جو آپؐ کے نقش قدم پر چلے۔

اور کھوٹے مسلمان وہ ہیں

جن پر اسلام کا لیبل تو ہو۔ مگر انکی شکل و شباہت عادات و اطوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہوں وما علینا الا البلاغ۔

دوسرا

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ کُنْتُ اَمْشِیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْہِ بُرْدٌ نَجْرَانِیٌّ غَلِیْظُ الْحَاشِیَۃِ فَاَدْرَکَہُ الْاَعْرَابِیُّ فَجَبَذَہٗ بِرِدَائِہٖ جَبْذَۃً شَدِیْدَۃً وَّرَجَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ نَحْرِ الْاَعْرَابِیِّ حَتّٰی نَظَرْتُ اِلٰی صَفْحَۃِ عَاتِقِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ اَثَّرَتْ بِھَا حَاشِیَۃُ الْبُرْدِ مِنْ شِدَّۃِ جَبْذَتِہٖ ثُمَّ قَالَ یَا مُحَمَّدُ مُرْ لِیْ مِنْ مَالِ اللّٰہِ الَّذِیْ عِنْدَکَ فَالْتَفَتَ اِلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ضَحِکَ ثُمَّ اَمَرَ لَہٗ بِعَطَآءٍ (متفق علیہ) ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا اور آپؐ پر نجرانی چادر تھی موٹے کنارے والی۔ پس پایا آپؐ کو ایک اعرابی نے۔ پس آپؐ کو کھینچا۔ آپؐ کی چادر پکڑ کر بڑا سخت کھینچنا اور لوٹ کر گر پڑے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اعرابی کی چھاتی میں۔ یہاں تک کہ دیکھا میں نے طرف کنارے کندھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحقیق نشان کیا تھا اس پر چادر کے کنارے نے بسبب زور سے اس کے کھینچنے نے۔ پھر کہا۔ اے محمدؐ حکم کر میرے لئے اللہ کے اس مال میں سے جو تیرے پاس ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف توجہ فرمائی۔ پھر ہنس پڑے۔ پھر آپؐ نے اس کے واسطے دینے کا حکم فرمایا

آپؐ کی بلند اخلاقی

ملاحظہ فرمایئے کہ وہ دیہاتی تو آپؐ سے اس بے تمیزی سے پیش آیا۔ اور آپؐ ہنس پڑے اور آپؐ نے اس کی مطلب براری کا حکم دیا اللھم اجعلنا من اتباعہ الصالحین

تیسرا

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَاَجْوَدَ النَّاسِ وَاَشْجَعَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَزِعَ اَھْلُ الْمَدِیْنَۃِ ذَاتَ لَیْلَۃٍ فَانْطَلَقَ النَّاسُ قِبَلَ الصَّوْتِ فَاسْتَقْبَلَھُمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ سَبَقَ النَّاسَ اِلَی الصَّوْتِ وَھُوَ یَقُوْلُ لَمْ تَرَاعُوْا لَمْ تَرَاعُوْا وَھُوَ عَلٰی فَرَسٍ لِاَبِیْ طَلْحَۃَ عُرْیٍ مَا عَلَیْہِ سَرْجٌ وَّفِیْ عُنُقِہٖ سَیْفٌ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْتُّہٗ بَحْرًا (متفق علیہ) ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب آدمیوں سے زیادہ خوبصورت تھے اور سب سے زیادہ سخی بھی تھے اور سب سے زیادہ بہادر بھی تھے اور البتہ تحقیق مدینہ والے ایک رات کو پریشان ہوئے۔ پس سب لوگ اکٹھے ہو کر آواز کی طرف گئے۔ پھر آگے سے انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم ملے۔ جو سب سے پہلے لوگوں سے آواز کی طرف گئے تھے۔ اور آپؐ فرما رہے تھے کوئی خوف نہ کرو۔ کوئی خوف نہ کرو۔ اور آپؐ ابی طلحہؓ کے گھوڑے پر سوار ہو رہے تھے ننگی پیٹھ والے پر اس پر زین نہیں ڈالی گئی تھی اور آپؐ کی گردن میں تلوار تھی۔ پس آپؐ نے فرمایا۔ البتہ میں نے اس (گھوڑے) کو سمندر کی طرح (یعنی تیز رفتار) پایا ہے۔

حاصل

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ آپؐ سب لوگوں سے زیادہ بہادر تھے۔

چوتھا

عَنْ جَابِرٍؓ مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ فَقَالَ لَا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ ترجمہ۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے (کہا) نہیں سوال کئے گئے رسول اللہؐ کبھی بھی پس سائل کو فرمایا ہو کہ یہ چیز میرے پاس نہیں ہے۔

ثابت ہوتا ہے

کہ آپؐ سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے کہ کبھی کسی چیز کے عطا کرنے میں بخل نہیں فرماتے تھے۔

پانچواں

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُدْعُ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ قَالَ اِنِّيْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا وَّاِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً (رواہ مسلم) ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت کی گئی ہے کہا یا رسول اللہؐ مشرکوں کے لئے بد دعا فرمایئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا اور سوائے اسکے نہیں مجھے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے

حاصل

آپ کے اخلاق کتنے بلند ہیں کہ دن رات مخالفت کرنے والوں اور ستانے والوں اور جان کے دشمنوں کے لئے بد دعا کرنا پسند نہیں فرماتے

چھٹا

عَنِ الْاَسْوَدِؓ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَؓ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فِيْ بَيْتِهٖ قَالَتْ كَانَ يَكُوْنُ فِيْ مِهْنَةِ اَهْلِهٖ تَعْنِيْ خِدْمَةَ اَهْلِهٖ فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ (رواہ البخاری)

ترجمہ۔ اسودؓ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے عائشہؓ سے سوال کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر کے اندر کیا کیا کرتے تھے۔ بی بی صاحبہؓ نے فرمایا اپنے گھر والوں کے کام کاج کیا کرتے تھے۔ پھر جب نماز کا وقت آجاتا تو نماز کے لئے نکل جاتے تھے

بلندی اخلاق کی ملاحظہ ہو

کہ باوجود سید الانبیاء علیہم السلام ہونے کے اپنے گھر والوں کی خدمت بجا لاتے ہیں۔ ایک لاکھ تیئیس ہزار پیغمبروں کا سردار ہونا اور پھر گھر کی خدمت انجام دینا اور پھر اس خدمت کو اپنے لئے کسر شان نہ سمجھنا یہ اخلاق کی بلندی نہیں ہے تو اور کیا ہو سکتا ہے۔

ساتواں

عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ مَا ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ بِيَدِهٖ وَلَا امْرَاَةً وَّلَا خَادِمًا اِلَّآ اَنْ يُّجَاهِدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا نِيْلَ مِنْهُ شَيْءٌ قَطُّ فَيَنْتَقِمُ مِنْ صَاحِبِهٖ اِلَّآ اَنْ يُّنْتَهَكَ شَيْءٌ مِّنْ مَّحَارِمِ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ (رواہ مسلم) ترجمہ۔ عائشہؓ سے روایت ہے آپؓ نے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی چیز کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا۔ نہ کسی عورت کو اور نہ کسی خادم کو۔ مگر یہ کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے تھے (تو جہاد کی حالت میں کافروں کو مارتے تھے) اور نہ تکلیف پہنچی۔ آپؐ کو کبھی بھی کسی سے۔ پھر بدلہ لیا۔ اس تکلیف پہنچانے والے سے مگر یہ کہ بیحرمتی کرتا ہو۔ وہ اللہ کی حرمت والی کسی چیز کی۔ پھر اس سے بدلہ لیتے تھے۔

حاصل

یہ نکلا کہ آپؐ کے اخلاق حمیدہ یہ بھی ہیں کہ آپؐ کو کوئی شخص ذاتی طور پر تکلیف پہنچاتا۔ تو اس کا بدلہ تو نہیں لیا کرتے تھے۔ ہاں اگر کوئی اللہ تعالےٰ کی کسی حرمت والی چیز کی بیحرمتی کرتا تو اس سے بدلہ لیتے تھے۔ یہ چیز حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند اخلاقی کا پتہ دیتی ہے فاعتبروا یا اولی الابصار

آٹھواں

عَنْ اَنَسٍؓ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَعُوْدُ الْمَرِيْضَ وَيَتْبَعُ الْجَنَازَةَ وَيُجِيْبُ دَعْوَةَ الْمَمْلُوْكِ وَيَرْكَبُ الْحِمَارَ لَقَدْ رَاَيْتُهٗ يَوْمَ خَيْبَرَ عَلٰى حِمَارٍ خِطَامُهٗ مِنْ لِّيْفٍ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ۔ ترجمہ انسؓ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادات مبارکہ بیان فرماتے ہیں کہ آپؐ بیمار پرسی بھی کیا کرتے تھے اور جنازہ کے پیچھے بھی چلا کرتے تھے (تاکہ جنازہ میں شامل ہو سکیں) اور غلام (آزاد شدہ) کی دعوت بھی منظور فرما لیا کرتے تھے اور گدھے پر بھی سوار ہوتے تھے۔ البتہ تحقیق میں نے آپؐ کو (غزوہ) خیبر کے دن دیکھا۔ گدھے پر سوار تھے۔ جس کی لگام کھجور کے پوست کی تھی۔

جس دعوے کے ثابت

کرنے میں مدعی آٹھ سچے گواہ بھگتا دے۔ جن میں کسی بھی حق پرست مسلمان کو ان گواہوں کی صداقت میں ذرہ برابر شک نہ ہو۔ کیا اس دعوے کے ثبوت میں کوئی شک باقی رہ سکتا ہے

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔

قضائے حاجت کے وقت سلام کا جواب نہ دیا جائے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں سلام کیا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کے لیے بیٹھے تھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔

جامع ترمذی

ریاء (دکھلاوا) اور بیہقی کی روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں۔ قیامت کے دن خداوند تعالےٰ ریاکاروں سے فرمائے گا۔ کہ تم اُن لوگوں کے پاس جاؤ۔ جن کو دنیا میں اپنے اعمال دکھایا کرتے تھے۔ اور دیکھو کہ تم کو ان کے پاس جزا یا بھلائی ملتی ہے (یا نہیں)

ریا بہت بڑا گناہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لئے سب سے بڑے اور آخری خطرہ کی نشاندہی فرمائی ہے گویا اس سے آگے کوئی خطرہ کا مقام ہی نہیں ہے اور وہ چھوٹا شرک یعنی ریا ہے ریا کے معنی ہیں۔ نیکی کا کام کرنا اور لوگوں سے شاباش اور واہ واہ کی طمع رکھنا۔ اس پلیدی سے بچنے کا طریقہ اہل اللہ سکھاتے ہیں اور سیکھنے سے ہی ہر کام آتا ہے۔

پُرانے زمانہ میں

سپاہی کے دو ہتھیار تھے۔ ایک تلوار اور دوسری ڈھال۔ سپاہی تلوار سے دشمن پر وار کرتا تھا اور ڈھال سے دشمن کا وار روکتا تھا۔ اسی طرح انسان سے جب کوئی نیک کام ہوتا ہے تو شیطان ریا لاتا ہے اس کے وار کو اخلاص کی ڈھال سے روکنا چاہیئے۔ تربیت یافتہ ہوگا تو ہر اچھے کام کو اللہ تعالےٰ کا فضل جانے گا۔ اس کی انانیت فناہ ہو چکی ہوگی۔ اور وہ خلق خدا سے واہ واہ کی امید نہ رکھے گا۔ کہے گا۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے نیک کام کرنے کی توفیق دی ہے۔ میں تو مٹی کا پتلا ہوں۔ انگریزی دانوں کے نصاب میں یہ تعلیم نہیں ہے۔ یہ اللہ والوں کے ہاں ہے۔ کوئی جنٹلمین ڈاکٹر تقریر کر رہے تھے۔ تقریر بھی دلچسپ تھی۔ لوگ تالیاں بجا رہے تھے اور ڈاکٹر صاحب بے حد مسرور تھے۔ دل میں خوشی سے پھولے نہیں سماتے یہ ریا ہے اور سب آگ میں فنا ہو گیا۔ ریا ہر شخص میں آتا ہے۔ ایک تربیت یافتہ خطیب نے تقریر کی۔ ایک شخص آکر کہتا ہے کہ حضرت آپ کی تقریر بڑی کامیاب تھی۔ اس وقت شیطان دل میں ریا لاتا ہے اور اس کے وار کو اخلاص کی ڈھال سے روکنا پڑتا ہے۔ اگر باخدا ہوگا تو خدا تعالیٰ کی رحمت سمجھے گا۔ اس کا فضل سمجھے گا۔ کہ اس کی رضا کے لئے تقریر کی۔ میں نے اہل اللہ کے ہاں چالیس سال تربیت پائی ہے۔ اخلاص کی تلوار سے شیطان کی گردن کاٹنی پڑتی ہے۔ جب کوئی نیکی کا کام کریں تو خدا کی رضا مطلوب ہو اور کسی نیک کام میں اپنا کمال نہ سمجھیں۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کا فضل تصور کریں کہ اے اللہ یہ تیرا فضل ہے۔ یہ تیری طاقت دی ہوئی ہے۔ ورنہ میں تو کچھ بھی نہیں۔ تعلیم جدید اور تعلیم قدیم میں کتنا فرق ہے

بیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

کیا انگریز خدا شناسی سکھا گیا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اللہ والوں سے تربیت یافتہ جو نیکی کرے گا۔ وہ محفوظ رہے گی۔ اس میں انانیت نہیں آئے گی اور جنٹلمین ڈاکٹر نے جو کچھ کیا بوجہ ریا سب برباد ہو گیا۔ اے اللہ میری بدی کو معاف فرما اور نیکی کو قبول فرما آمین

لاہور

تعلیم کا مرکز ہے یہ تعلیم گڑھ ہے۔ مگر یہ تعلیم نہ بی اے میں ہے اور نہ ایم میں۔ آج دو بیماریوں کا ذکر ہوا ہے ایک کبر اور دوسری ریا۔ اللہ تعالےٰ ان دونوں بیماریوں سے مجھے اور آپ کو محفوظ رکھے آمین یا الٰہ العالمین۔

اگر دل کی آنکھیں ہوں تو تمیز ہو۔ اپنے آپ کو کسی سے بہتر نہ سمجھیں دوسروں کو کہتر سمجھیں اور کسی پر ذلت کی نگاہ نہ ڈالیں۔ اور جب کوئی نیکی کا کام کریں۔ تو خدا تعالےٰ کی رضا مطلوب و مقصود ہو۔ نہ کہ شاباش۔ کسی نیک کام کو اپنا کمال نہ سمجھیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا فضل تصور کریں۔

وما علینا الا البلاغ

خطبہ یوم الجمعہ مورخہ ۱۸ر صفر ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۲ر اگست ۱۹۶۶ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ اما بعد

بڑے ہی بدنصیب وہ لوگ (خواہ مرد ہوں یا عورتیں) ہیں جنہیں دنیا میں رہتے ہوئے عقیدہ توحید کے بعد بعض اعمال صالحہ کی برکت سے بہشت کا ٹکٹ مفت مل سکتا تھا مگر انہوں نے حاصل نہ کیا

عقیدہ توحید پائے جانے کا ثبوت

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ۝ (سورۃ النساء ع ۱۸ پ ۵) ترجمہ۔ اور جو کوئی اچھے کام کرے گا مرد ہو۔ یا عورت در آنحالیکہ وہ ایماندار ہو۔ تو وہ لوگ جنت میں داخل ہونگے۔ اور کھجور کے شگاف برابر بھی ظلم نہیں کیے جائیں گے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ پر ایمان لانیکے بعد جو لوگ نیک کام کریں گے۔ خواہ مرد ہو یا عورت وہ جنت میں داخل کیے جائیں گے۔

اللہ تعالےٰ پر صحیح ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنایا جائے

اللہ تعالےٰ کے ننانوے نام مشہور ہیں۔ اگر تمہیں یاد نہ ہوں۔ تو انجمن خدام الدین لاہور سے شرح اسماء الحسنیٰ منگوا کر پڑھ لیں۔ پھر آپ کو پتہ لگیگا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے کون کون سے کام اپنے ذمہ لے رکھے ہیں۔

جنت میں جانے کے لئے جو چیزیں ضروری ہیں۔ ان کا بیان بالتفصیل احادیث نبویہ میں مذکور ہے۔ وہ ملاحظہ ہوں۔ ان اوصاف کے پیدا کرنیکے سوا فی اول الحال داخلہ جنت کی طمع فضول ہے۔

پہلی حدیث شریف

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَاَيْتُمْ لَوْ اَنَّ نَهَرًا بِبَابِ اَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيْهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا هَلْ يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَيْءٌ قَالُوْا لَا يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَيْءٌ قَالَ فَذٰلِكَ مَثَلُ الصَّلَوٰتِ الْخَمْسِ يَمْحُو اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا (متفق علیہ) ترجمہ۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بھلا بتلاؤ تو سہی۔ تم میں سے کسی ایک کے دروازہ پر نہر ہو۔ اس میں وہ ہر روز پانچ دفعہ نہائے۔ آیا اس کے بدن پر کوئی میل رہیگی۔ انہوں نے عرض کی کہ اس کے بدن پر کچھ بھی میل نہیں رہیگی۔ آپؐ نے فرمایا پس اسی طرح پانچ نمازوں کی مثال ہے ان کے سبب سے اللہ (تعالیٰ) سب گناہ (روزانہ) معاف فرما دیتا ہے

اس حدیث شریف سے نتیجہ یہ نکلا

کہ اللہ تعالیٰ روزانہ پانچوں وقت نمازیں پڑھنے والوں (خواہ مرد ہوں یا عورت) کے نمازوں کی برکت سے سب گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

اس کا نتیجہ

کہ اللہ تعالیٰ اس (مرد یا عورت) کے گناہ معاف فرماتا جائے گا اور ایسے لوگوں کے مرنے کے ساتھ ہی ان کی قبر بہشت کا باغ بنا دی جائے گی

باوجود

اس اعلان کے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مسلمان خواہ مرد ہوں یا عورتیں اکثر بے نماز ہیں۔ پھر بے نماز اپنا انجام سوچ لیں۔ وما علینا الا البلاغ

دوسری حدیث شریف

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى قَسَمْتُ الصَّلٰوةَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَبْدِیْ نِصْفَيْنِ وَلِعَبْدِیْ مَا سَاَلَ فَاِذَا قَالَ الْعَبْدُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى حَمِدَنِیْ عَبْدِیْ وَاِذَا قَالَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَثْنٰى عَلَیَّ عَبْدِیْ وَاِذَا قَالَ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ قَالَ مَجَّدَنِیْ عَبْدِیْ وَاِذَا قَالَ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ قَالَ هٰذَا بَيْنِیْ وَبَيْنَ عَبْدِیْ وَلِعَبْدِیْ مَا سَاَلَ فَاِذَا قَالَ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ قَالَ هٰذَا لِعَبْدِیْ وَلِعَبْدِیْ مَا سَاَلَ (رواہ مسلم) ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ تقسیم کیا ہے میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندوں کے درمیان آدھو آدھ۔ اور جو کچھ میرا بندہ مجھ سے مانگے۔ وہ اس کے لئے ہے۔ پس جب بندہ کہتا ہے الحمد للہ رب العلمین تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ میرے بندے نے میری تعریف کی اور جب کہتا ہے الرحمن الرحیم تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ثنا کی میرے بندے نے میری اور جب کہتا ہے ملک یوم الدین تو اللہ تعالےٰ کہتا ہے میرے بندے نے میری عظمت بیان کی اور جب کہتا ہے۔ ایاک نعبد وایاک نستعین تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یہ آیت میرے اور میرے

بندے کے درمیان ہے اور جو میرے بندے نے مانگا ہے وہ اس کے لئے ہے اور جب کہتا ہے اھد نا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین ہ تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے کے لئے ہے اور جو میرا بندہ مانگے وہ اس کے لئے ہے۔

تیسری حدیث شریف

مکمل نجات اُخروی کا اعلان

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلصَّلَوٰۃُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَۃُ اِلَی الْجُمُعَۃِ وَرَمَضَانُ اِلٰی رَمَضَانَ مُکَفِّرَاتٌ اِنَّمَا بَیْنَھُنَّ اِذَا اجْتُنِبَتِ الْکَبَائِرُ (رواہ مسلم)

حاصل

یہ نکلا کہ ان اعمال صالح کے کرنیوالے کے سب گناہ بخشے جائیں گے بشرطیکہ وہ شخص گناہ کبیروں کا مرتکب نہ ہوں۔ مثلاً کسی کو قتل کرنا۔ یہ نہیں ہوسکتا۔ کہ کسی مسلمان کو قتل کر دے اور خیال کرے کہ میرے نماز پڑھنے سے وہ گناہ معاف ہو جائے گا۔ بلکہ اس مقتول کے عوض قاتل کو قتل کیا جائے گا۔

چوتھی حدیث شریف

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلُّوْا خَمْسَکُمْ وَصُوْمُوْا شَھْرَکُمْ وَاَدُّوْا زَکٰوۃَ اَمْوَالِکُمْ وَاَطِیْعُوْا ذَا اَمْرِکُمْ تَدْخُلُوْا جَنَّۃَ رَبِّکُمْ (رواہ احمد)

ترجمہ۔ ابو امامہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہؐ نے فرمایا اپنی پانچ نمازیں پڑھو۔ اور مہینہ رمضان کے روزے رکھو۔ اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ دو اور اپنے حاکم کی اطاعت کرو۔ تو اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے

حاصل

یہ ہے کہ جنت کا داخلہ ان شرائط سے مشروط ہے کہ پانچ نمازیں پڑھو اور ماہ رمضان کے روزے رکھو اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ دو۔ اور تمہارے (مسلمان) حاکم کی اطاعت کرو اس کے علاوہ دوسری حدیثوں سے ثابت ہے۔ کہ حج فرض ہو جائے تو حج کرو)

جبکہ

ان کاموں کے کرنے کی توفیق بھی ہو اور پھر بھی نہ کرے۔ پھر بھی جنت میں داخلہ کی امید رکھے یہ امید فضول ہے

یہ ایسا ہی ہے

جیسا کہ ریلوے کے حکام نہیں کہیں کہ پہلے ٹکٹ خریدو۔ پھر ہماری گاڑی پر سوار ہو جاؤ۔ تم ٹکٹ تو نہ خریدو اور گاڑی پر سوار ہونا چاہو۔ کیا ہو سکتے ہو

پانچویں حدیث شریف

عَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَشِّرِ الْمَشَّائِیْنَ فِی الظُّلَمِ اِلَی الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِّ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ (رواہ الترمذی وابوداؤد)۔

ترجمہ۔ بریدہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ خوشخبری دے تو ان لوگوں کو جو اندھیروں میں مسجدوں کی طرف جاتے ہیں۔ قیامت کے دن ان کو نور تام نصیب ہوگا۔

چھٹی حدیث شریف

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃُ الرَّجُلِ فِی الْجَمَاعَۃِ تُضَعَّفُ عَلٰی صَلٰوتِہٖ فِیْ بَیْتِہٖ وَفِیْ سُوْقِہٖ خَمْسًا وَّعِشْرِیْنَ ضِعْفًا وَذٰلِکَ اَنَّہٗ اِذَا تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ خَرَجَ اِلَی الْمَسْجِدِ لَا یُخْرِجُہٗ اِلَّا الصَّلٰوۃُ لَمْ یَخْطُ خُطْوَۃً اِلَّا رُفِعَتْ لَہٗ بِھَا دَرَجَۃٌ وَحُطَّتْ عَنْہُ بِھَا خَطِیْئَۃٌ فَاِذَا صَلّٰی لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِکَۃُ تُصَلِّیْ عَلَیْہِ مَا دَامَ فِیْ مُصَلَّاہُ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْہُ وَلَا یَزَالُ اَحَدُکُمْ فِیْ صَلَاۃٍ مَا انْتَظَرَ الصَّلٰوۃَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ کَانَتِ الصَّلٰوۃُ تَحْبِسُہٗ وَزَادَہٗ فِیْ دُعَاءِ الْمَلٰٓئِکَۃِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ اَللّٰھُمَّ تُبْ عَلَیْہِ مَا لَمْ یُؤْذِ فِیْہِ مَا لَمْ یُحْدِثْ فِیْہِ (متفق علیہ) ترجمہ۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے آدمی کی نماز کا درجہ اس کے گھر میں یا بازار میں نماز پڑھنے سے پچیس گنا بڑھ جاتا ہے۔ اور یہ اس سبب سے جب وہ وضو کرتا ہے۔ پھر اچھی طرح وضو کرتا ہے۔ پھر مسجد کی طرف نکلتا ہے۔ نہیں نکالتی اس کو مگر نماز۔ نہیں کوئی قدم اٹھاتا۔ مگر اس کے سبب سے اس کا درجہ بلند کیا جاتا ہے اور اس کے سبب سے اس کا گناہ دور کیا جاتا ہے۔ پھر جب نماز ادا کرتا ہے تو ہمیشہ فرشتے اس کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں۔ جب تک وہ اپنی نماز کی جگہ پر بیٹھا رہتا ہے۔ (کیا دعا کرتے ہیں) اے اللہ اس پر رحم کر اے اللہ اس پر کرم کر اور ایک تم میں سے نمازی ہیں شمار کیا جاتا ہے جب تک نماز کا انتظار کرتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے۔ آپؐ نے فرمایا جب آدمی مسجد میں داخل ہوتا ہے۔ جب نماز ہی کے لئے بیٹھا ہوتا ہے اور بعض روائتوں میں یہ لفظ زیادہ آئے ہیں۔ اس کے حق میں دعا کرتے رہتے ہیں۔ اے اللہ اسے بخش دے۔ اے اللہ اسکی توبہ قبول فرما۔ جب تک اس کا وضو نہ ٹوٹ جائے۔

غور کیجئے

کیا اس طریقہ سے اللہ تعالےٰ کو راضی کرکے بہشت میں جانے سے کوئی پیسے خرچ ہوتے ہیں۔

بڑے ہی بدقسمت

ہیں وہ لوگ جو اس قسم کے معمولی کاموں کو کرنے سے بھی جی چراتے ہیں۔ خواہ وہ امیر کبیر ہی کیوں نہ ہوں اور

بڑے ہی خوش قسمت

ہیں وہ لوگ جو ان معمولی تکالیف کو اٹھا کر اللہ تعالیٰ کی جنت میں بسیرا بنوا لیتے ہیں۔ یہ غریب مقبول بارگاہ الٰہی ہیں اور وہ دولتمند ہونے کے بعد مردود بارگاہ الٰہی ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ شعر

خاکسارانِ جہاں را بحقارت منگر
تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

ساتویں حدیث شریف

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَبْعَۃٌ یُظِلُّھُمُ اللّٰہُ فِیْ ظِلِّہٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّہٗ اِمَامٌ عَادِلٌ وَ شَابٌّ نَشَاَ فِیْ عِبَادَۃِ اللّٰہِ وَ رَجُلٌ قَلْبُہٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ اِذَا خَرَجَ مِنْہُ حَتّٰی یَعُوْدَ اِلَیْہِ وَ رَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰہِ اِجْتَمَعَا عَلَیْہِ وَ تَفَرَّقَا عَلَیْہِ وَ رَجُلٌ ذَکَرَ اللّٰہَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاہُ وَ رَجُلٌ دَعَتْہُ امْرَاَۃٌ ذَاتُ حَسَبٍ وَّ جَمَالٍ فَقَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰہَ وَ رَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَۃٍ فَاَخْفَاھَا حَتّٰی لَا تَعْلَمَ شِمَالُہٗ مَا تُنْفِقُ یَمِیْنُہٗ (متفق علیہ) ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ سات آدمی ہیں جنہیں اللہ اپنے سایہ میں جگہ دے گا جس دن کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ سوائے اس (اللہ) کے سایہ کے۔ ۱ حاکم انصاف کرنے والا۔ ۲ وہ نوجوان جس نے جوانی ہی پائی ہے اللہ کی عبادت کرتے ہوئے اور ۳ وہ آدمی جس کا دل مسجد میں ہی اٹکا ہوا ہے۔ جب اس سے نکلتا ہے۔ یہاں تک کہ پھر مسجد کی طرف لوٹ کر آئے اور ۴ وہ دو آدمی جو اللہ تعالیٰ کی وجہ سے محبت کی بنا پر اکٹھے ہوئے تھے۔ اور اسی محبت کے رہتے ہوئے دونوں جدا ہوئے ہیں اور ۵ وہ آدمی جسے تنہائی میں اللہ یاد آیا۔ پھر اس کی آنکھوں سے آنسو بہ گئے اور ۶ وہ آدمی اسے ایک عورت حسن و جمال والی نے (بدکاری کے لئے) بلایا۔ پھر اس نے کہا میں اللہ سے ڈرتا ہوں (اس لئے تمہاری دعوت قبول نہیں کرتا) اور ۷ وہ آدمی جو صدقہ دے اور اسے چھپا کر دے۔ یہاں تک اس کے بائیں ہاتھ کو پتہ نہ لگنے پائے کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔

حاصل

یہ ہے کہ میدان محشر میں ان اوصاف والے اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اپنے سایہ عاطفت میں جگہ دے کر اس دن کی گرمی سے بچائے گا اور پھر انہیں جنت میں جگہ عطا فرمائے گا۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۝

دُعا

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اعمال صالحہ کے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تاکہ جنت کا مستحق ہو کر دنیا سے جائے۔ آمین یا الہ العالمین

آٹھویں حدیث شریف

عَنْ جُنْدُبٍؓ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَلَا وَاِنَّ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ کَانُوْا یَتَّخِذُوْنَ قُبُوْرَ اَنْبِیَائِھِمْ وَصَالِحِیْھِمْ مَسَاجِدَ اَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ اِنِّیْ اَنْھَاکُمْ عَنْ ذٰلِکَ (رواہ مسلم) ترجمہ۔ جندبؓ سے روایت ہے۔ فرمایا۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ فرمایا۔ خبردار اور تحقیق تم سے پہلے آدمی وہ انبیاء علیہم السلام اور نیکوکاروں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیتے تھے۔ خبردار پس نہ بناؤ قبروں کو سجدہ گاہ۔ تحقیق میں تمہیں اس بات سے منع کرتا ہوں۔

شیطان کا دھوکہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے بعض آدمیوں کو شیطان دھوکا دے کر وہی کام کراتا ہے۔ جس سے آپ نے منع فرمایا ہے۔ یعنی بزرگوں کی قبروں پر سجدہ کراتا ہے۔ اور جو ان کو منع کرے الٹا ان لوگوں کو بدنام کراتا ہے کہ یہ وہابی ہیں کہ یہ لوگ بزرگوں کا ادب نہیں کرتے۔ نعوذ باللہ کیا بزرگوں کا ادب یہی ہے کہ جس کام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منع کریں۔ وہ کام کیا جائے۔ اسی واسطے میں کہا کرتا ہوں کہ اے شیطان۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر لعنت تو ڈالی ہوئی ہے اور باوجود ملعون ہونیکے ایسا عقلمند ہے کہ عقلمندوں کو بیوقوف بنا لیتا ہے اور باوجود مسلمان کہلانے کے کام ان سے وہی کروا لیتا ہے۔ جس سے آپؐ نے منع فرمایا ہے۔ یعنی قبروں پر سجدے کراتا ہے۔ اللھم اعذنا من الشیطان الرجیم۔

نویں حدیث

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ زَمَنَ الشِّتَاءِ وَالْوَرَقُ یَتَھَافَتُ فَاَخَذَ اِغْصُنَیْنِ مِنْ شَجَرَۃٍ قَالَ فَجَعَلَ ذٰلِکَ الْوَرَقُ یَتَھَافَتُ قَالَ فَقَالَ یَا اَبَاذَرٍّ قُلْتُ لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَیُصَلِّیْ الصَّلٰوۃَ یُرِیْدُ بِھَا وَجْہَ اللّٰہِ فَتَھَافَتُ عَنْہُ ذُنُوْبُہٗ کَمَا تَھَافَتُ ھٰذَا الْوَرَقُ عَنْ ھٰذِہِ الشَّجَرَۃِ (رواہ احمد) ترجمہ۔ ابی ذرؓ سے روایت ہے۔ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم سردی کی موسم میں باہر تشریف لے گئے۔ حالانکہ پتے گر رہے تھے۔ پس آپ نے ایک درخت کی دو ٹہنیوں کو پکڑا۔ (ابوذرؓ نے) کہا پھر شروع ہوئے پتے جو گر رہے تھے (ابوذرؓ نے) کہا۔ پھر فرمایا۔ اے ابوذرؓ۔ میں نے کہا لبیک یا رسول اللہؐ فرمایا تحقیق مسلمان بندہ البتہ نماز پڑھتا ہے۔ جس میں اللہ کی رضا مطلوب ہوتی ہے۔ پس اس سے ایسے ہی گناہ گرتے ہیں۔ جس طرح یہ پتے اس درخت سے گر رہے ہیں۔

بڑے ہی بدنصیب

ہیں وہ لوگ اس طرح پر اللہ تعالیٰ سے روز اپنے گناہوں کی معافی حاصل نہیں کرتے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ قیامت کے دن یہ لوگ جہنم میں جائینگے جس کی آگ دنیا کی آگ سے انہتر حصہ زیادہ گرم ہے۔ دنیا کی آگ کا ایک حصہ اس میں شامل کر دیا جائے تو پھر ستر حصے گرم ہو جائے گی۔ اور دنیا کی آگ میں تو پڑنے سے انسان مر جاتا ہے۔ دوزخ کی آگ کا خاصہ یہ ہے کہ اس میں پڑ کر آدمی کی جان بھی نہیں نکلے گی۔ اور جینے سے کوئی آرام نہیں ہوگا

دُعا

اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ کہ ہر مسلمان مرد و زن کو نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ دوزخ کے عذاب سے بچ جائیں۔

دسویں حدیث شریف

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَنْ قَامَ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص رمضان کا روزہ رکھیگا در آنحالیکہ اس میں ایمان ہو اور ثواب کی خاطر رکھے۔ اس کے پہلے گناہ سب معاف کر دیئے جائیں گے۔ اور جو شخص رات کو قیام کرے۔ رمضان میں در آنحالیکہ اس میں ایمان ہو اور ثواب حاصل کرنے کی خاطر کرے۔ اس کے بھی پہلے گناہ سب معاف کر دیئے جائیں گے اور اور جو شخص لیلۃ القدر میں قیام کرے در آنحالیکہ اس میں ایمان ہو اور ثواب طلب کرنے کی خاطر قیام کرے۔ تو اس کے پہلے گناہ سب معاف کر دیئے جائیں گے وما علینا الا البلاغ

رنگی ہوئی کوئی پارٹی نہیں چھوڑ گئے۔ جو اس مشن کی تکمیل کرتی۔ اسلام کا خدائی رنگ ایسا تھا کہ صدیوں تک اس مشن کا پورا علم اور اسکی تکمیل کے لئے ہر وقت اسی رنگ میں رنگے ہوئے سینکڑوں ہزاروں افراد موجود رہے ہیں۔ وہاں کسی مس کو رو رو کر دور کرنے اور مقتول خاوند کی دھائی دینے کی ضرورت نہیں پڑی۔ خود لنکا کی عورت وزیر اعظم اپنی نا اہلی کا اقرار اور ایک دوسرے آدمی سے مدد لینے کا اعلان کرتی ہے اسلام کے قرون اولیٰ میں ہر آدمی اس کا اہل تھا۔ اور اہلیت کا یہ عالم تھا کہ کسی عورت کو کام سنبھالنے یا اپنے حرم سے باہر آ کر پارٹی کو بنانے کی ضرورت کبھی پیش نہ آئی

(۳) لنکا کی عورت وزیر اعظم کی بیصبری اور بے قراری دیکھیئے اور دوسری طرف تاریخ کے آئینہ میں اپنا منہ دیکھیئے۔ اسلام کے بہادر جاں باز سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے چچا شہید ہوتے ہیں اور میدان جنگ ہی میں ان کے ناک کان وغیرہ اعضاء کاٹ دیئے جاتے ہیں۔ یہ صبر آزما واقعہ ایک عورت کے لئے اور خاصکر حقیقی بہن کے

کچھ لوگ سوئے ہوئے ہوں تو جاگنے والوں کو سلام کرنے کا طریقہ

حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ ایک طویل حدیث کے ضمن میں بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو اصحاب صفہ کے پاس تشریف لاتے تو آپ ﷺ اس طرح آہستہ اور احتیاط سے سلام کرتے کہ سونے والے نہ جاگتے اور جاگنے والے سن لیتے۔ جامع ترمذی

خطبہ یوم الجمعہ مورخہ ۲۵ صفر ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۹ اگست ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد

اکثر انسان اللہ تعالےٰ کے انسان کو پیدا کرنیکے مقصد کے خلاف چل رہے ہیں

مقصد تخلیق انسانی کیا ہے؟

قرآن مجید میں ارشاد ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝ (سورۃ الذاریت ع ۳ - پ ۲۷ - ترجمہ - اور میں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لئے

یعنی

اصل مقصد حیات انسانی اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے اور باقی دوسرے دنیا کے دھندے نمبر دوم ہیں - چونکہ اس جہان میں ہمیں پیدا کیا گیا ہے اس لئے وہ کام بھی کرنے پڑتے ہیں مگر اصل پیدائش کا مقصد فقط یاد الٰہی ہے

مگر

عموماً دیکھئے کہ مسلمان اس کے خلاف زندگی بسر کر رہا ہے کہ دنیا کمانے کا کام مقصود بالذات ہے اور دین کے لازمی احکام (مثلاً نماز - روزہ - زکوٰۃ حج) نمبر دوم ہیں - اس کو عربی میں قلب موضوع کہتے ہیں - جس طرح کسی کی ٹانگیں اوپر لٹکا دی جائیں اور سر نیچے کر دیا جائے - ہونا تو چاہیئے تھا کہ دین نمبر اول ہو - اور دنیا نمبر دوم اور اب عام مسلمانوں کا یہ وطیرہ ہے کہ دنیا نمبر اول اور دین نمبر دوم ہے -

اس قلب موضوع کا نتیجہ

کہ دنیا کا کام تو نہ رہنے پائے یعنی ضرور ہو جائے اور دین کا کام ہو تو فبہا اور نہ ہو تو کوئی پرواہ نہیں - اس قلب موضوع کا اثر یہ ہوگا کہ اللہ تعالےٰ اس بندے سے ناراض ہو جائے گا -

اللہ تعالیٰ کی ناراضگی

اسے جنت میں جانے سے ہٹائیگی اور دوزخ میں پہنچائیگی - وما علینا الا البلاغ

اصل صحیح راستہ

فقط یہ ہے کہ دین کے احکام کو اوّل ادا کیا جائے تاکہ وہ نہ قضا ہونے پائیں اور دنیا کا کوئی کام رہ جائے - تو اس میں مضائقہ نہیں - بلکہ دین پر عمل کرنے کی برکت سے دنیا کا کام بفضل خداوند تعالےٰ آسان تر ہو جائے گا - اور اس میں بھی رضا الٰہی ہونے کے باعث خوشگوار ہو جائے گا -

پس اللہ والوں

اور دنیا داروں کا یہی فرق ہے - کہ اللہ والے دین میں فرق نہ آنے دیں گے اور دنیا بھی دین کے ساتھ نبھ جائے تو چشم ما روشن دل ما شاد اور دنیا دار وہ ہے جو دنیاوی عزت و وجاہت کا مقدم خیال رکھے - دین اس کے ساتھ نبھ جائے تو فبہا المراد - اور تعارض ہو تو دنیاداری کا پورا لحاظ رکھے - دین اس کے ساتھ چلے تو فبہا - ورنہ دین کو نظر انداز کر دیا جائے -

اسلام میں مومن مسلم اور مومن فاسق کا یہی فرق ہے

مومن مسلم تو وہ شخص ہے - جس کا عقیدہ کتاب و سنت کے مطابق ہو اور عمل بھی اس کے موافق کرے اور مومن فاسق وہ ہے جو قرآن مجید کو حق اور اللہ تعالےٰ کا فرمان واجب الاذعان جانے - مگر عمل قرآن شریف کے خلاف ہو تو مومن فاسق ہے فاسق کے معنی بدمعاش ہے یعنی بھلا مانس نہیں

کمال انسانی

یہی ہے کہ مومن مسلم ہو - لہٰذا ہر مسلمان کو مومن فاسق کے قبیح لقب سے اپنے آپ کو بچانا چاہیئے - اور مومن مسلم فقط اسی صورت میں کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے - جب ہر حکم خداوندی پر بلا چون و چرا عمل کر کے دکھائے - یعنی اللہ تعالےٰ کے ہر حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا جائے

اس مضمون سابق پر شہادت

قرآن مجید و فرقان حمید ملاحظہ ہو - وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ (سورہ الحشر ع ۸ پ ۲۸) ترجمہ - اور جو کچھ تمہیں رسول دے اسے لے لو - اور جس سے منع کرے - اس سے باز رہو اور اللہ سے ڈرو - بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے -

جو کچھ تمہیں رسول دے

اس میں خواہ قرآن مجید کا فرمان ہو - جو اللہ تعالےٰ سے لے کر بندوں تک پہنچائیں - یا اپنا فرمان ہو - جسے حدیث شریف کہا جاتا ہے -

حقیقت حال

یہ ہے کہ رزق کی تنگی یا کشادہ ہونا بندہ کی محنت پر موقوف نہیں ہے - بلکہ اللہ تعالےٰ کی مرضی پر موقوف ہے اللہ تعالےٰ کا اعلان ملاحظہ ہو - لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ سورۃ الشوریٰ ع ۲ پ ۲۵ ترجمہ - اس (اللہ) کے ہاتھ میں آسمانوں اور زمین کی کنجیاں ہیں - روزی کشادہ کرتا ہے - جس کی چاہے اور تنگ کر دیتا ہے - بیشک وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے -

اے مسلمان

بحیثیت مسلمان ہونے کے تجھے یہ عقیدہ رکھنا پڑے گا کہ رزق کی تنگی اور کشادگی اللہ تعالےٰ کی مرضی پر موقوف ہے۔ نہ کہ انسان کی کارکردگی پر۔ جو رزق اللہ تعالےٰ نے تمہاری قسمت میں مقدر کیا ہے۔ پھر تو کیوں عبادت جو تیرا فریضہ ہے۔ اس کو چھوڑ کر رزق حاصل کرنے کے پیچھے لگتا ہے تو تجربہ کرکے دیکھ لے تو کچھ بھی نہ کرے۔ پھر بھی تیرا رزق جو مقدر ہے وہ تمہیں مل کر ہی رہے گا۔ کیا حضرات انبیاء علیہم السلام کی بھی تاریخ زندگی تمہیں یاد نہیں جو قرآن مجید میں مذکور ہے۔ کہ سارا دن اور رات اللہ کے دین کا پیغام ہی مخلوق کو پہنچاتے تھے اللہ تعالےٰ پھر بھی ان کے لئے جو مقدر روزی تھی وہ کسی نہ کسی ذریعہ سے پہنچا ہی دیتا تھا۔ سب سے پہلا نمونہ حضرت نوح علیہ السلام کا اس رزق کے حاصل کرنے کا ملاحظہ ہو۔

اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ ۝ وَمَا اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (سورۃ الشعراء ع ۶ پ ۱۹) ترجمہ۔ جب ان کے بھائی نوحؑ نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں۔ میں تمہارے لئے امانتدار رسول ہوں پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ اور میں تم سے اس پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا۔ میری مزدوری تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے۔

کیا

نوح علیہ السلام کسی سے تنخواہ لیتے تھے یا کوئی دکان کھولی ہوئی تھی یا کوئی کارخانہ جاری کیا ہوا تھا کہ اسکی آمدنی کھاتے تھے۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام اپنا سارا وقت اپنی قوم کو تبلیغ دین کرنے میں صرف کرتے ہیں۔ خود ان کا اعلان ملاحظہ ہو۔ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّ نَهَارًا ۝ فَلَمْ یَزِدْهُمْ دُعَآءِیْۤ اِلَّا فِرَارًا ۝ (سورہ نوح ع ۱ پ ۲۹)۔ ترجمہ۔ کہا اے میرے رب میں نے اپنی قوم کو رات اور دن بلایا۔ پھر وہ میرے بلانے سے اور بھی زیادہ بھاگتے رہے۔

حاصل

یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کا دن اور رات کا مشغلہ اللہ تعالےٰ کی مخلوق کو پیغام الٰہی پہنچانا تھا۔ جب دن اور رات یہی کام کرتے تھے تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ کسی نہ کسی ذریعہ سے ان کے بال بچوں کو رزق پہنچاتا ہوگا۔

اس واقعہ سے

معلوم ہوا کہ رزق انسان کی کمائی پر بھی موقوف نہیں ہے۔ وہ چاہے تو ان اپنے مخلص بندوں کو جو دن رات اللہ تعالےٰ کے دین کی خدمت میں مصروف رہیں۔ ان کو کمائے بغیر بھی رزق پہنچا دیتا ہے۔ مصرعہ

خدا خود میر ساماں است ارباب توکل را

اور اسی توکل کا

وہ اعلان بھی کر چکے ہیں۔ وَمَا اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (سورۃ الشعراء ع ۶ پ ۱۹ ترجمہ۔ اور میں تم سے اس (تبلیغ حق) پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا۔ میری مزدوری تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے۔

بایں ہمہ

نہ وہ کماتے ہیں۔ نہ قوم سے ان کو تعلیم دینے کے باعث کوئی معاوضہ یا مزدوری مانگتے ہیں اور نہ کوئی دکان کرتے ہیں۔ نہ کوئی اور ذریعہ معاش ہے ان کا ذریعہ

توکّل علی اللہ

ہے اور اللہ تعالےٰ کا اعلان ہے۔ وَمَنْ یَّتَوَكَّلْ عَلَی اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ (سورہ طلاق ع ۱ پ ۲۸) ترجمہ جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے۔ سو وہی اس کو کافی ہے

فقط حضرت نوح علیہ السلام ہی کا ذریعہ معاش یہ نہ تھا۔ بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کا ذریعہ معاش توکل علی اللہ ہی تھا۔ دن رات تبلیغ حق کا کام کرنا اور رزق کا بھروسہ اللہ تعالیٰ پر رکھنا۔

دوسرے پیغمبر حضرت ہود علیہ السلام کا نمونہ مشاہدہ ہو

كَذَّبَتْ عَادُ ِۨ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ ۝ وَمَا اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (سورۃ الشعراء ع ۷ - پ ۱۹) ترجمہ۔ قوم عاد نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔ جب ان سے ان کے بھائی ہود علیہ السلام نے کہا کہ تم کیوں نہیں ڈرتے۔ البتہ میں تمہارے لئے امانتدار رسول ہوں۔ پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو اور میں تم سے اس پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا۔ میری مزدوری تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے۔

یعنی

اللہ تعالیٰ کی طرف سے تبلیغ حق تو ہود علیہ السلام فرما رہے ہیں اور اپنی قوم سے کسی قسم کے معاوضہ کے مطالبہ کرنے سے انکار کر رہے ہیں۔ اور

اپنی ضروریات

کا کفیل فقط اللہ تعالیٰ پر توکل کو کر رہے ہیں۔ مصرعہ

خدا خود میر ساماں است ارباب توکل را

تیسرے پیغمبر حضرت صالح علیہ السلام بھی اپنی ضروریات کے پورا کرنے میں متوکل علی اللہ ہیں

ان کا واقعہ ملاحظہ ہو

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ ۝ وَمَا اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (سورۃ الشعراء ع ۸ پ ۱۹)

ترجمہ۔ قوم ثمود نے پیغمبروں کو جھٹلایا جب ان سے ان کے بھائی صالحؑ نے کہا۔ کیا تم ڈرتے نہیں۔ میں تمہارے لئے امانتدار رسول ہوں۔ پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ اور میں تم سے اس پر کوئی مزدوری

نہیں مانگتا۔ میری مزدوری تو پس رب العالمین کے ذمہ ہے۔

پہلے دو انبیاء علیہم السلام کی طرح انہوں نے بھی توکل علی اللہ پر ہی بھروسہ رکھا

خاتم الانبیاء علیہم السلام کی طرف سے اللہ تعالیٰ کا

اعلان ملاحظہ ہو

وَمَا تَسْئَلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ (سورہ یوسف ع ۱۱۔ پ ۱۳) ۔ ترجمہ اور آپ اس پر ان سے کوئی مزدوری بھی تو نہیں مانگتے یہ تو صرف تمام جہانوں کے لیے نصیحت ہے۔

حاصل

اس اعلان کا بھی وہی ہے کہ آپ تبلیغ دین تو فرماتے ہیں۔ لیکن آپ کسی قسم کے معاوضے کے خواہشمند نہیں ہیں۔

انبیاء علیہم السلام کا مذکورۃ الصدر رنگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سچے اور اصلی صوفیائے کرام میں دیکھا جاتا ہے

میری عمر اس وقت ۷۵ سال کی ہو چکی ہے۔ انبیاء علیہم السلام کا یہ رنگ (خلق اللہ میں سے سچے اور اصلی متبع شریعت صوفیائے کرام میں بچشم خود دیکھا ہے (علیہم الرحمۃ والغفران) کہ خلق اللہ کو دین سکھانا اور کسی سے طمع نہ رکھنا ان میں ایک حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی بھی تھے۔ میں اس شخص کو اب بھی چونکہ زندہ ہے۔ پیش کر سکتا ہوں۔ اسے فرمایا کہ ہم نے تمہیں اپنا مرید کھلانے کے لئے بنایا ہے۔ نہ کہ کھانے کے لئے۔

اس قسم کے ظاہر شریعت کے عالم اور باطنی شریعت کے حامل

ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں پیدا ہوتے رہیں گے۔ جو خلق اللہ کے سامنے شریعت اسلامیہ کا رنگ پیش کرتے رہیں گے۔ اور ایسے حضرات اپنی حوائج میں معتمد علی اللہ ہونگے۔ یعنی اپنی تمام ضروریات کا کفیل اللہ تعالیٰ کو بنائیں گے اور وہ ہمیشہ خلق اللہ پر اعلان حق کر کے اتمام حجت کر دیں گے۔ تاکہ کسی دور کے لوگ قیامت کے دن یہ نہ کہنے پائیں کہ اے اللہ ہمیں تیری مرضی کا دنیا میں علم نہیں ہو سکا۔ ورنہ ہم تابعدار ہی بن کر آتے۔ وما علینا الا البلاغ۔

مصافحہ سلام کی تکمیل کا ذریعہ ہے

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سلام کا تکملہ مصافحہ ہے۔ جامع ترمذی

مصافحہ کرنے کی فضیلت

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب دو مسلمانوں کی ملاقات ہو اور وہ مصافحہ کریں اور اس کے ساتھ اللہ کی حمد اور اپنے لئے مغفرت طلب کریں تو ان کی مغفرت ہو ہی جائے گی۔ سنن ابی داؤد

باقی صفحہ ۹ پر

خطبہ یوم الجمعۃ ۲ ربیع الاوّل ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۶ اگست ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہ دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ امّا بعد

گذشتہ زمانوں کے ہر دور میں اس وقت کا پیغمبر سب سے بڑا بہادر ہوتا تھا

اس دعوٰی کے متعدد شاہد

پہلا شاہد

حضرت نوح علیہ السلام فقط ایک اکیلے بہادر ساری قوم کا مقابلہ کر رہے ہیں

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَ اَنْصَحُ لَكُمْ وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰی رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِیُنْذِرَكُمْ وَ لِتَتَّقُوْا وَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَیْنٰهُ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗ فِی الْفُلْكِ وَ اَغْرَقْنَا الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِیْنَ ۝

(سورۃ الاعراف ع ۸ پ ۸)

ترجمہ۔ بیشک ہم نے نوحؑ کو اسکی قوم کی طرف بھیجا۔ پس اس نے کہا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ میں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ اس کی قوم کے دوسرے سرداروں نے کہا۔ ہم تجھے صریح گمراہی میں دیکھتے ہیں۔ فرمایا اے میری قوم میں ہرگز گمراہ نہیں ہوں۔ لیکن میں جہان کے پروردگار کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں اور تمہیں نصیحت کرتا ہوں اور اللہ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں۔ جو تم نہیں جانتے۔ کیا تمہیں اس بات سے تعجب ہوا کہ تمہارے رب کی طرف سے تم ہی میں سے ایک مرد کی زبانی تمہارے پاس نصیحت آئی ہے۔ تاکہ وہ تمہیں ڈرائے اور تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ اور تاکہ تم رحم کئے جاؤ۔ پھر انہوں نے اسے جھٹلایا۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو کشتی میں بچا لیا اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے انہیں غرق کر دیا۔ بے شک وہ لوگ اندھے تھے۔

حاصل

یہ ہے کہ ایک حضرت نوح علیہ السلام نے ساری قوم کا مقابلہ کیا اور قوم کے رعب میں نہ آنا بڑی بہادری کی علامت ہے

دوسرا شاہد

اکیلے ہود علیہ السلام اپنے وقت میں اپنی قوم کے مقابلہ میں ڈٹ کر مقابلہ کر رہے ہیں۔ وَ اِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ سَفَاهَةٍ وَّ اِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ ۝ قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاهَةٌ وَّ لٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَ اَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ ۝ اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰی رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِیُنْذِرَكُمْ وَ اذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ زَادَكُمْ فِی الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَ نَذَرَ مَا كَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝ قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَیْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّ غَضَبٌ ؕ اَتُجَادِلُوْنَنِیْ فِیْۤ اَسْمَآءٍ سَمَّیْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ فَانْتَظِرُوْۤا اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ ۝ فَاَنْجَیْنٰهُ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَ قَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ مَا كَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ

(سورۃ الاعراف ع ۹ پ ۸)

ترجمہ۔ اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہودؑ کو بھیجا۔ فرمایا۔ کہا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ سو کیا تم ڈرتے نہیں اس کی قوم کے کافر سردار بولے۔ ہم تو تمہیں بیوقوف سمجھتے ہیں اور ہم تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں۔ فرمایا۔ اے میری قوم میں بیوقوف نہیں ہوں۔ لیکن میں پروردگار عالم کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں۔ تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں اور میں تمہارا امانتدار خیر خواہ ہوں کیا تمہیں تعجب ہوا کہ تمہارے رب کی طرف سے تمہیں میں سے ایک مرد کی زبانی تمہارے پاس نصیحت آئی تاکہ تمہیں ڈرائے اور یاد کرو جبکہ تمہیں قوم نوح کے بعد جانشین بنایا اور ڈیل ڈول میں تمہیں پھیلاؤ زیادہ دیا۔ سو اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو تاکہ تم نجات پاؤ۔ انہوں نے کہا کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ ہم ایک اللہ کی بندگی کریں اور ہمارے باپ دادا جنہیں پوجتے رہے انہیں چھوڑ دیں۔ پس جس چیز سے تو ہمیں ڈراتا ہے وہ لے آ اگر تو سچا ہے۔ فرمایا تمہارے رب کی طرف سے تم پر عذاب اور غصہ واقع ہو چکا مجھ سے ان ناموں پر کیوں جھگڑتے ہو۔ جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں

نے مقرر کئے ہیں۔ اللہ نے ان کی کوئی دلیل نہیں اُتاری۔ سو انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والا ہوں۔ پھر ہم نے اُسے اور اس کے ساتھیوں کو اپنی رحمت سے بچا لیا۔ اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے ان کی جڑ کاٹ دی اور وہ مومن نہیں تھے۔

تیسرا شاہد

حضرت صالح علیہ السلام اکیلے بہادر اپنی ساری قوم کا مقابلہ کر رہے ہیں۔

وَ اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰیَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِیْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَ لَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ وَ اذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّ بَوَّاَكُمْ فِی الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّ تَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُیُوْتًا ۚ فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَ لَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ۝ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قَالُوْۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝ قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْۤا اِنَّا بِالَّذِیْۤ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَ عَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَ قَالُوْا یٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ۝ فَتَوَلّٰی عَنْهُمْ وَ قَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّیْ وَ نَصَحْتُ لَكُمْ وَ لٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِیْنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۱۰۔ پ ۱۰) ترجمہ۔ اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا۔ فرمایا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہیں تمہارے رب کی طرف سے دلیل پہنچ چکی ہے۔ یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے نشانی ہے سو اسے چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھائے اور اسے بری طرح سے ہاتھ نہ لگاؤ۔ ورنہ تمہیں دردناک عذاب پکڑیگا اور یاد کرو جبکہ تمہیں عاد کے بعد جانشین بنایا اور تمہیں زمین میں جگہ دی کہ نرم زمین میں محل بناتے ہو اور پھر پہاڑوں میں گھر تراشتے ہو۔ سو اللہ کے احسان کو یاد کرو اور زمین میں فساد مت مچاتے پھرو۔ اس قوم کے متکبر سرداروں نے غریبوں سے کہا۔ جو ایمان لا چکے تھے۔ کہا تمہیں یقین ہے کہ صالح کو اس کے رب نے بھیجا ہے۔ انہوں نے کہا جو وہ لے کر آیا ہے ہم اس پر ایمان لانے والے ہیں۔ متکبروں نے کہا۔ جس پر تمہیں یقین ہے۔ ہم اسے نہیں مانتے۔ پھر اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی اور کہا۔ اے صالح لے آ۔ ہم پر جس سے تو ہمیں ڈراتا تھا۔ اگر تو رسول ہے۔ پس انہیں زلزلے نے آ پکڑا۔ پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے۔ پھر صالح ان سے منہ موڑ کر چلے اور فرمایا اے میری قوم میں تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا چکا اور تمہاری خیر خواہی کی۔ لیکن تم خیر خواہوں کو پسند نہیں کرتے تھے۔

حضرات انبیاء علیہم السلام

تو بلا استثناء سب بہادر تھے۔ اگر پھر میں نے تین انبیاء علیہم السلام کی بہادری بیان کی ہے کہ ساری امت ایک طرف اور ایک وجود مسعود پیغمبر کا ایک طرف ہوتا تھا۔ انہیں صحیح تعلیم الٰہی کا پیغام پہنچانا ہے اور پھر اس تعلیم پر ساری امت کے مقابلہ میں ڈٹ جانا ہے۔

مگر

ایک لاکھ تیئیس ہزار نو سو ننانوے انبیاء علیہم السلام جو ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے گذرے ہیں۔ ان میں سے کسی امت نے خدا تعالیٰ کو راضی نہیں کیا اور نہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں شاباش ملی ہے۔ حتیٰ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے پایہ کے نبی ہیں ان کی امت سے خدا تعالیٰ ناراض ہے۔ اور ناراضگی کا اظہار بایں الفاظ فرمایا ہے

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اُمت کے متعلق حکم عدولی کا اعلان

قَالُوْا یٰمُوْسٰۤی اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَاۤ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِیْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ (سورۃ المائدہ ع ۴۔ پ ۶۔ ترجمہ۔ کہا اے موسیٰؑ ہم کبھی بھی وہاں داخل نہیں ہوں گے۔ جب تک کہ وہ اس میں ہیں۔ سو تو اور تیرا رب جائے اور تم دونوں لڑو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اُمت کی حرام خوری کا اعلان

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ الآیۃ (سورۃ المائدہ ع ۶ پ ۶) ترجمہ۔ جھوٹی باتیں سننے والے حرام کھانے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ یہود کی قوم کے فقراء اور علماء سے بھی ناراض ہے

لَوْ لَا یَنْهٰىهُمُ الرَّبّٰنِیُّوْنَ وَ الْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَ اَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا یَصْنَعُوْنَ ۝ (سورۃ المائدہ رکوع ۹۔ پارہ ۷) ترجمہ ان کے فقراء اور علماء گناہ کی بات کہنے اور حرام مال کھانے سے انہیں کیوں نہیں منع کرتے۔ البتہ بُری ہے وہ چیز جو وہ کرتے ہیں۔

تینوں بیانات

جو پیش کر چکا ہوں۔ ان سے ثابت ہوتا ہے کہ ان انبیاء علیہم السلام کی امتوں نے قدر نہیں کی۔ حتیٰ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت سے حتیٰ کہ ان کے فقرا اور علماء سے بھی ناراض ہے۔

فقط سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت (بلا واسطہ یعنی صحابہ کرامؓ) کو اپنی رضا کا تمغہ عطا فرمایا ہے

كُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَ لَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ اَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ (سورہ آل عمران ع ۱۲۔ پ ۴) ترجمہ۔ تم سب امتوں میں سے بہتر ہو جو لوگوں کے لئے بھیجی گئیں۔ اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو اور اللہ

پر ایمان لاتے ہو اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو ان کے لئے بہتر تھا کچھ ان میں سے ایماندار ہیں اور اکثر ان میں نافرمان ہیں۔

نتیجہ

صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے ایمان سے بھی خوش ہے اور ان کی بجا آوری احکام سے خوش ہے اور یہ تعریف اور کسی نبی کی اُمت کو نصیب نہیں ہوئی۔

احادیث مبارکہ جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے

پہلی حدیث

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَآ اَجَلُکُمْ فِیْ اَجَلِ مَنْ خَلَا مِنَ الْاُمَمِ مَا بَیْنَ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ اِلٰی مَغْرِبِ الشَّمْسِ وَ اِنَّمَا مَثَلُکُمْ وَ مَثَلُ الْیَھُوْدِ وَ النَّصَارٰی کَرَجُلٍ اِسْتَعْمَلَ عُمَّالًا فَقَالَ مَنْ یَّعْمَلُ لِیْ اِلٰی نِصْفِ النَّھَارِ عَلٰی قِیْرَاطٍ قِیْرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْیَھُوْدُ اِلٰی نِصْفِ النَّھَارِ عَلٰی قِیْرَاطٍ قِیْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ یَّعْمَلُ لِیْ مِنْ نِّصْفِ النَّھَارِ اِلٰی صَلٰوۃِ الْعَصْرِ عَلٰی قِیْرَاطٍ قِیْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ یَّعْمَلُ لِیْ مِنْ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ اِلٰی مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلٰی قِیْرَاطَیْنِ قِیْرَاطَیْنِ اَلَا فَاَنْتُمُ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ مِنْ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ اِلٰی مَغْرِبِ الشَّمْسِ۔ اَلَا لَکُمُ الْاَجْرُ مَرَّتَیْنِ فَغَضِبَ الْیَھُوْدُ وَالنَّصَارٰی فَقَالُوْا نَحْنُ اَکْثَرُ عَمَلًا وَّ اَقَلُّ عَطَآءً قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَھَلْ ظَلَمْتُکُمْ مِّنْ حَقِّکُمْ شَیْئًا قَالُوْا لَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَاِنَّہٗ فَضْلِیْ اُعْطِیْہِ مَنْ شِئْتُ (رواہ البخاری)

ترجمہ۔ ابن عمرؓ سے روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور اُمتوں کی عمروں کے مقابلہ میں تمہاری عمر اتنی ہے۔ جتنا کہ سارے دن کے مقابلہ میں عصر و مغرب کے درمیان کا وقت ہے اور تمہاری اور یہود و نصاریٰ کی مثال ایسی ہے۔ جیسا کہ کوئی شخص لوگوں کو مزدوری دے کام کرائے کہ کوئی ہے جو آدھے دن تک یعنی (دوپہر تک) میرا کام کرے۔ میں اتنے وقت کے کام کی اجرت ہر شخص کو ایک ایک قیراط دونگا۔ چنانچہ یہود نے دوپہر تک ایک ایک قیراط پر کام کیا۔ پھر اس شخص نے کہا کون ہے جو میرا کام دوپہر سے عصر کے وقت تک کرے۔ میں ہر شخص کو ایک ایک قیراط دونگا۔ چنانچہ نصاریٰ نے دوپہر سے عصر تک ایک ایک قیراط پر کام کیا۔ پھر اس شخص نے کہا کون ہے جو میرا کام نماز عصر سے آفتاب غروب ہونے تک کرے۔ میں ہر شخص کو دو دو قیراط دونگا۔ خبردار ہو کہ تم ہی وہ لوگ ہو۔ جنہوں نے نماز عصر سے آفتاب غروب ہونے تک دو دو قیراط پر کام کیا ہے۔ خبردار ہو تمہارا اجر دُگنا ہے یہ دیکھ کر کہ تم کو دُگنا اجر ملا ہے۔ اور تم نے تھوڑا وقت عمل کیا ہے۔ یہود و نصاریٰ غضبناک ہو گئے اور کہا کہ ہم نے زیادہ عمل کیا ہے لیکن ہمیں ثواب کم ملا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کو یہ جواب دیا۔ کیا میں نے تمہیں ظلم کیا ہے یا تمہارے حق میں کوئی کمی کی ہے (یعنی جو اجرت میں نے تم سے مقرر کی تھی وہ دے دی ہے اس میں کچھ کمی کی ہے) یہود و نصاریٰ نے کہا۔ نہیں کوئی کمی نہیں کی۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا پھر یہ میرا فضل اور احسان ہے۔ میں جس کو چاہوں زیادہ دوں

حاصل

یہ ہے کہ باقی تمام امتوں سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت رحمت الٰہی کی مستحق سمجھی گئی ہے۔ و ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم

دوسری حدیث

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنْ اَشَدِّ اُمَّتِیْ لِیْ حُبًّا نَاسٌ یَّکُوْنُوْنَ بَعْدِیْ یَوَدُّ اَحَدُھُمْ لَوْ رَاٰنِیْ بِاَھْلِہٖ وَ مَالِہٖ (رواہ مسلم) ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری امت میں مجھ سے زیادہ محبت رکھنے والے وہ لوگ ہونگے جو میری وفات کے بعد پیدا ہونگے اور اس امر کی آرزو کریں گے کہ اگر وہ مجھ کو دیکھ لیں تو اپنے اہل و عیال کو مجھ پر فدا کر دیں۔

حاصل

یہ ہے کہ ایسے محب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ کے بعد پیدا ہونگے جو آپ کی زیارت فیض بشارت پر اہل و عیال کی محبت کو ہیچ خیال کرینگے اہل و عیال کے مقابلہ میں انکی محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر سخت ہو گی۔ اللھم اجعلنا منھم۔ آمین

تیسری حدیث

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْخَلْقِ اَعْجَبُ اِلَیْکُمْ اِیْمَانًا قَالَ الْمَلَآئِکَۃُ قَالَ وَ مَالَھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ وَھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ قَالُوْا فَالنَّبِیُّوْنَ قَالَ وَ مَا لَھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ وَ الْوَحْیُ یَنْزِلُ عَلَیْھِمْ قَالُوْا فَنَحْنُ قَالَ وَ مَا لَکُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ وَ اَنَا بَیْنَ اَظْھُرِکُمْ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَعْجَبَ الْخَلْقِ اِلَیَّ اِیْمَانًا لَقَوْمٌ یَّکُوْنُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ یَجِدُوْنَ صُحُفًا فِیْھَا کِتٰبٌ یُؤْمِنُوْنَ بِمَا فِیْھَا (رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ) ترجمہ۔ عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے پوچھا۔ ایمان کے اعتبار سے تم مخلوق میں کس کو پسند کرتے ہو؟ (یعنی تمہارے خیال میں کس مخلوق کا ایمان مضبوط تر ہے) صحابہ کرامؓ نے عرض کیا۔ ہم فرشتوں کے ایمان کو بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا فرشتوں کا ایمان تو بہتر ہونا ہی چاہیئے۔ اس لئے کہ وہ اپنے پروردگار کے پاس رہتے ہیں۔ پھر صحابہ کرامؓ نے عرض کیا۔ پھر ہم پیغمبروں کے ایمان کو بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا پیغمبروں کا ایمان لانا تو ظاہر ہے کہ ان پر وحی آتی ہے۔ پھر صحابہ کرامؓ نے عرض کیا۔ پھر ہم اپنے آپ کو (یعنی صحابہ کو بہتر سمجھتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا تمہارا ایمان لانا بھی ظاہر ہے۔ اس لئے کہ میں تمہارے درمیان موجود

ہوں - راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - میرے نزدیک ایمان کی مضبوطی کے اعتبار سے وہ لوگ سب سے بہتر ہیں جو میرے بعد پیدا ہونگے وہ صحف اور خداوندی کتابوں کو پائیں گے (جن میں احکام الٰہی لکھے ہوں گے اور ان احکام پر وہ ایمان لائیں گے۔

حاصل

یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ایمانداروں کی تعریف کی ہے جو آپؐ کی امت میں سے آپ کے بعد پیدا ہونگے۔ بفضل الٰہی آپؐ کی اُمت کے پہلے لوگوں سے بھی اللہ تعالیٰ راضی ہے - اس لئے کہ انہیں خیر اُمۃ کا لقب عطا فرمایا ہے اور اس اُمت کے آخر میں پیدا ہونے والوں سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہیں چنانچہ احادیث مذکورۃ الصدر اس پر گواہ ہیں - و ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم

مصافحہ سے دل کے کینے کی صفائی ہو جاتی ہے

عطاء خراسانیؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم باہم مصافحہ کرو اس سے کینہ کی صفائی ہوتی ہے اور آپس میں ایک دوسرے کو ہدیہ دیا کرو اس سے تم میں باہم محبت پیدا ہوگی اور دلوں سے دشمنی دور ہوگی۔ موطا امام مالک

بغیر سلام آنے والوں کو سلام کرنے کے لیے واپس بھیجنا

کلدہ بن حنبل فرماتے ہیں کہ (ان کے ماں شریک بھائی) صفوان بن امیہ نے ان کو دودھ اور ہرنی کا ایک بچہ اور کچھ کھیرے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب رسول اللہ ﷺ وادی مکہ کے بالائی حصے میں تھے۔ کلدہ کہتے ہیں کہ یہ چیزیں لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا اور نہ میں نے سلام کیا اور نہ حاضری کی اجازت چاہی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم واپس جاؤ اور السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَأَدْخُلُ (آپ پر سلامتی ہو، کیا میں داخل ہو جاؤں؟) کہہ کر اجازت مانگو۔ سنن ابوداؤد

خطبہ یوم الجمعہ ۹ ربیع الاول ۱۳۸۰ھ مطابق ۲ ستمبر ۱۹۶۰ء عیسوی

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہ دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ۔ اما بعد

بہشتیوں کے اوصاف اور دوزخیوں کی علامات

نمبر اول

بہشتیوں کے اوصاف کے شواہد

پہلا شاہد

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (سورۃ بقرہ ع ۱ پ ۱)

ترجمہ ۔ یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی بھی شک نہیں ۔ پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے جو بن دیکھے ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے ۔ اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور جو ایمان لاتے ہیں اس پر جو اتارا گیا آپ پر اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا اور آخرت پر بھی وہ یقین رکھتے ہیں ۔ یہی لوگ اپنے رب کے راستہ پر ہیں اور وہی نجات پانے والے ہیں

قابل غور چیزیں

آیات مذکورۃ الصدر میں چند چیزیں قابل غور ہیں اول یہ کہ یہ قرآن شریف متقیوں کے لئے راہ نما ہے ۔ متقی کی معنی کسی عالم سے پوچھ لو ۔ بشرطیکہ برائے نام عالم نہ ہو ۔ بلکہ پورا درس نظامی کا جو مدارس عربیہ میں نصاب ہے وہ پڑھا ہوا ہو ۔ تو ہر مکمل عالم یہی کہے گا ۔ اَلْمُتَّقِیْ مَنْ یَّتَّقِیْ مَا نَهَی اللّٰهُ عَنْهُ ۔ ترجمہ ۔ متقی وہ شخص ہے ۔ جو ہر اس چیز سے بچے ۔ جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے ۔ جب اس شخص کا نصب العین حیات یہ ہوگا تو وہ ہر چیز سے بچے گا ۔ جس سے قرآن مجید میں ممانعت آئی ہے ۔ کیونکہ اس متقی کا نصب العین ہی یہی تھا کہ ہر اس چیز سے بچنا جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ناپسند ہو ۔ اس لئے قرآن مجید اس متقی کے لئے راہ نما کا کام دے گا ۔ تو اس طریقہ سے اس کو قرآن مجید کے ذریعہ سے ہدایت ہو جائے گی ۔ اور جو اوباش طبیعت کا ہوگا ۔ کہ جو دل چاہے کرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ کا کوئی لحاظ ہی نہیں ہے ۔ اس اوباش مزاج انسان کے لئے قرآن مجید کا نازل ہونا نہ ہونا برابر ہوگا ۔ کیونکہ اس شخص کا مقصد زندگی فقط اپنی خواہشات پوری کرنا ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ۔ یہاں تک متقین کے نصب العین اور قرآن مجید سے ان کے فائدہ اٹھانے کی بحث کی ہے ۔ والحمد للہ علیٰ ذالک ۔

متقی کن چیزوں پر بن دیکھے ایمان لاتے ہیں

حدیث شریف میں ہے ۔ "اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ ۔ ترجمہ ۔ یہ کہ تو ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی سب کتابوں پر اور اس کے سب رسولوں پر اور تو ایمان لائے آخرت کے دن پر اور تو ایمان لائے اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر اچھی تقدیر پر اور تکلیف دہ تقدیر پر سب اس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے

متقی مذکوۃ الصدر

صفات کو بن دیکھے مانتے ہیں ۔ اور نماز قائم کرتے ہیں یعنی باقاعدہ بالالتزام پڑھتے ہیں ۔ اللھم اجعلنا منھم ۔ اور اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال میں سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے خرچ بھی کرتے ہیں

اور

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے اور جو آپ سے پہلے انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوا ہے ۔ سب کو مانتے ہیں ۔ علاوہ ان مذکورۃ الصدر چیزوں کے قیامت آنے پر یقین رکھتے ہیں ۔ یہ لوگ خدا تعالیٰ کے ہاں ہدایت یافتہ ہیں ۔

اور

انہیں صفات والوں کے لئے نجات ہے ۔ بالفاظ دیگر جنت کا داخلہ ہے ۔

برادران اسلام

اپنی موجودہ قوم مسلم کے حالات کا اندازہ کیجئے کہ کتنے لوگ ان صفات سے متصف ہیں جو نجات دلانے والی ہیں ۔ یعنی دوزخ سے بچا کر جنت میں پہنچانے والی ہیں ۔

برادران اسلام

یہ یاد رکھئے مسلمانوں کے سے نام مثلاً محمد الدین ۔ اللہ رکھا وغیرہ نام رکھا لینے سے نجات نہیں ہوگی ۔ مذکورۃ الصدر کاموں کے کرنے پر نجات ہوگی وما علینا الا البلاغ ۔

دوسرا شاہد

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

ترجمہ۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے وہی بہشتی ہیں۔

حاصل

مذکورۃ الصدر آیت کا حاصل یہ ہے کہ ایمان لانے اور عمل صالح کرنے پر جنت کا داخلہ موقوف ہے۔ ورنہ نہیں ہوگا۔ لہذا کام نیک نہ کریں اور فقط مسلمانوں کا سا نام رکھوا لینے پر خوش نہ ہوں اللہ تعالےٰ کے ہاں نجات فقط کام پر موقوف ہے نہ کہ نام پر

تیسرا شاہد

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۫ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۭ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

(سورۃ الاعراف ع ۵ پ ۸) ترجمہ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیکیاں کیں۔ ہم کسی پر بوجھ نہیں رکھتے۔ مگر اس کی طاقت کے موافق۔ وہی بہشتی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اور جو کچھ ان کے دلوں میں خفگی ہو گی۔ ہم اسے دور کر دیں گے۔ ان کے نیچے نہریں بہتی ہونگی۔ اور وہ کہیں گے کہ اللہ کا شکر ہے۔ جس نے ہمیں یہاں تک پہنچایا۔ اور ہم راہ نہ پاتے اگر اللہ (تعالیٰ) ہماری راہ نمائی نہ فرماتا۔ بیشک ہمارے رب کے رسول سچی بات لائے تھے اور آواز آئے گی کہ یہ جنت ہے تم اپنے اعمال کے بدلے میں اس کے وارث ہو گئے ہو۔

چوتھا شاہد

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ۭ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ۭ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (سورۃ یونس ع ۳ پ ۱۱)

ترجمہ۔ جنہوں نے بھلائی کی ان کے لئے بھلائی ہے اور زیادتی بھی اور ان کے منہ پر سیاہی اور رسوائی نہیں چڑھیگی وہ بہشتی ہیں وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے

حاصل

یہ ہے کہ جن لوگوں نے دنیا میں رہتے وقت ہر شخص سے اس کے مناسب حال اور اپنی توفیق کے مطابق بھلائی ہی کی۔ قیامت کے دن اس بھلائی کا بدلہ بلکہ مزید برآں اللہ تعالےٰ کی طرف سے انعام مزید ملے گا۔

پانچواں شاہد

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (سورہ البقرہ رکوع ۲۷ - پ ۲)

ترجمہ۔ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ وہی اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں۔ اور اللہ بڑا بخشنے والا۔ نہایت رحم والا ہے۔

حاصل

یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے بندوں نے ایمان لانے کے بعد ہجرۃ اور جہاد فی سبیل اللہ کرنے میں رحمت الٰہی حاصل کرنے کی جو امید رکھی تھی۔ اللہ تعالےٰ نے ان کی امید کو پورا کر دیا۔ اور انہیں بخش دیا۔

نمبر دوم

دوزخیوں کی علامات کے شواہد

پہلا شاہد

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (سورہ البقرہ ع ۴ - پ ۱) -

ترجمہ۔ اور جو انکار کریں گے اور ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے۔ وہی دوزخی ہوں گے۔

یعنی

احکام الٰہی انہیں پہنچائے جائیں گے اور وہ لوگ ان کے ماننے سے انکار کریں گے اور آیات قرآنی کو جھٹلائیں گے ایسے لوگ جہنم میں داخل کئے جائینگے اور وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہیں گے۔ اللھم اعذنا من عذاب جہنم۔

دوسرا شاہد

وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (سورہ البقرہ ع ۲۷ - پ ۲)

ترجمہ۔ اور جو تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے۔ پھر کافر ہی مر جائے پس یہی وہ لوگ ہیں کہ ان کے عمل دنیا اور آخرت میں ضائع ہو گئے۔ اور وہی دوزخی ہیں جو اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللھم لا تجعلنا منہم۔ آمین یا الہ العالمین۔

دعا

اللہ تعالےٰ سب مسلمانوں کو مرتد ہونے سے بچائے۔ اسلام پر ہی جئیں اور اسلام پر ہی مریں۔

تیسرا شاہد

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ۭ فَمَنْ جَاۗءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ۭ وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ۝ (سورۃ البقرہ ع ۳۸ پ ۳)

ترجمہ۔ جو لوگ سود کھاتے ہیں۔ قیامت کے دن وہ نہیں اٹھیں گے۔ مگر جس طرح کہ وہ شخص اٹھتا ہے۔ جس کے حواس جن نے لپٹ کر کھو دیئے ہیں یہ حالت ان کی اس لئے ہوگی۔ کہ انہوں نے کہا تھا کہ سوداگری بھی تو ایسی ہی ہے۔ جیسے سود لینا۔ حالانکہ اللہ نے سوداگری کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔ پھر جسے اپنے رب کی طرف سے نصیحت پہنچی اور وہ باز آ گیا تو جو پہلے لے چکا ہے۔ وہ اسی کا رہا۔ اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالہ ہے۔ اور جو کوئی پھر سود لے۔ وہی لوگ دوزخ والے ہیں اس

میں ہمیشہ رہیں گے۔

حاصل

یہ کہ مسلمانوں پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے سود دینا اور لینا دونوں حرام ہیں

چوتھا شاہد

اِنَّ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَاسْتَکْبَرُوْا عَنْھَا لَا تُفَتَّحُ لَھُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ ؕ وَکَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُجْرِمِیْنَ ۝ لَھُمْ مِّنْ جَھَنَّمَ مِھَادٌ وَّمِنْ فَوْقِھِمْ غَوَاشٍ ۚ وَکَذٰلِکَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۵ - پ ۸) ترجمہ - بے شک جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا - اور ان کے مقابلہ میں تکبر کیا - ان کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے - اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں گے - یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں گھس جائے - اور ہم گنہگاروں کو اسی طرح سزا دیتے ہیں - ان کے لئے دوزخ کا بچھونا اور اوپر سے اوڑھنا ہے اور ہم ظالموں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی آیات کی تکذیب کرنے والوں کے لئے جہنم کا داخلہ ہوگا - اور بہشت میں ہرگز نہیں داخل ہوں گے - ان کا اوڑھنا بچھونا سب دوزخ سے ہوگا - جس طرح اونٹ کا سوئی کے ناکے میں داخل ہونا ناممکن ہے ایسی طرح ان جھٹلانے والوں کا جنت میں داخلہ ناممکن ہے اور ایسے ظالموں کو ایسی سزا ہی ملا کرتی ہے - اللھم لا تجعلنا منھم وارحم علینا یا ارحم الراحمین بفضلک وکرمک ومنک آمین یا الہ العالمین -

پانچواں شاہد

وَالَّذِیْنَ کَسَبُوا السَّیِّاٰتِ جَزَآءُ سَیِّئَۃٍ بِمِثْلِھَا ۙ وَتَرْھَقُھُمْ ذِلَّۃٌ ؕ مَا لَھُمْ مِّنَ اللّٰہِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ کَاَنَّمَآ اُغْشِیَتْ وُجُوْھُھُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّیْلِ مُظْلِمًا ؕ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ۝ وَیَوْمَ نَحْشُرُھُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا مَکَانَکُمْ اَنْتُمْ وَشُرَکَآؤُکُمْ ۚ فَزَیَّلْنَا بَیْنَھُمْ وَقَالَ شُرَکَآؤُھُمْ مَّا کُنْتُمْ اِیَّانَا تَعْبُدُوْنَ ۝ فَکَفٰی بِاللّٰہِ شَھِیْدًا بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اِنْ کُنَّا عَنْ عِبَادَتِکُمْ لَغٰفِلِیْنَ (سورۃ یونس ع ۳ - پ ۱۱) ترجمہ - اور جنہوں نے برے کام کئے تو برائی کا بدلہ ویسا ہی ہوگا اور ان پر ذلت چھائے گی اور انہیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا - گویا کہ ان کے مونہوں پر اندھیری رات کے ٹکڑے اوڑھا دیئے گئے ہیں - یہی دوزخی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور جس دن ہم ان سب کو جمع کریں گے - پھر مشرکوں سے کہیں گے - تم اور تمہارے شریک اپنی اپنی جگہ کھڑے رہو تو ہم ان میں پھوٹ ڈال دیں گے - اور ان کے شریک کہیں گے کہ تم ہماری عبادت نہیں کرتے تھے - سو اللہ ہمارے اور تمہارے درمیان گواہ کافی ہے کہ ہمیں تمہاری عبادت کی خبر ہی نہ تھی -

حاصل

مشرکین کے معبود مشرکوں کو صاف کہیں گے کہ اللہ گواہ ہے - تم ہماری عبادت نہیں کرتے تھے - ہمیں تو تمہاری عبادت کی خبر بھی نہ تھی - لہذا تمہیں اس خدا تعالےٰ کی عبادت کرنی چاہیئے تھی جو ہر ایک عابد کی عبادت سے باخبر رہتا تھا - اس لئے تم ہماری عبادت کرنے میں صاف گمراہی میں پڑے رہے - اللھم لا تجعلنا منھم

اسلام میں سلام کی تاکید

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اجازت لینے سے پہلے سلام نہ کرے اس کو (آنے کی) اجازت نہ دو۔ شعب الایمان

خطبہ یوم الجمعہ ۱۶ ربیع الاول ۱۳۸۰ھ مطابق ۹ ستمبر ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دارالشیر انوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ اما بعد

کن لوگوں پر کن بد اعمالیوں کے باعث خدا تعالیٰ کی لعنت پڑتی ہے اس کے شواہد

پہلا شاہد

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْھُدٰی مِنْ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰہُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتٰبِ اُولٰٓئِکَ یَلْعَنُھُمُ اللّٰہُ وَیَلْعَنُھُمُ اللّٰعِنُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَیَّنُوْا فَاُولٰٓئِکَ اَتُوْبُ عَلَیْھِمْ ج وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝ (سورۃ البقرہ ع ۱۹ پ ۲)۔ ترجمہ بیشک جو لوگ ان کھلی کھلی باتوں اور ہدایت کو کہ جسے ہم نے نازل کر دیا ہے اس کے بعد بھی چھپاتے ہیں۔ کہ ہم نے ان لوگوں کے لئے کتاب میں بیان کر دیا۔ یہی لوگ ہیں کہ اللہ ان پر لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔ مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی اور اصلاح کر لی اور ظاہر کر دیا۔ پس یہی لوگ ہیں کہ میں انکی توبہ قبول کرتا ہوں اور میں بڑا توبہ کرنے والا نہایت رحم والا ہوں

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رح اس پر حاشیہ لکھتے ہیں۔ اس سے مراد ہیں یہود کہ تورات میں جو آپ کی تصدیق تھی اس کو اور تحویل قبلہ وغیرہ امور کو چھپاتے تھے اور جس نے غرض دنیا کے واسطے اللہ کے حکم کو چھپایا۔ وہ سب اس میں داخل ہیں۔

لعنت کرنے والے یعنی جن و انس و ملائکہ بلکہ اور سب حیوانات کیونکہ ان کی حق پوشی کے وبال میں جب عالم کے اندر قحط، وبا اور طرح طرح کی بلائیں پھیلتی ہیں تو حیوانات بلکہ جمادات تک کو تکلیف ہوتی ہے۔ اور سب ان پر لعنت کرتے ہیں۔

دوسرا شاہد

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَھُمْ کُفَّارٌ اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ۝ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ج لَا یُخَفَّفُ عَنْھُمُ الْعَذَابُ وَلَا ھُمْ یُنْظَرُوْنَ ۝ سورۃ البقرہ ع ۱۹ پ ۲)۔ ترجمہ۔ بے شک جنہوں نے انکار کیا اور انکار ہی کی حالت میں مر بھی گئے۔ تو ان پر اللہ کی لعنت ہے اور فرشتوں اور سب لوگوں کی بھی۔ وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔ ان سے عذاب ہلکا نہ کیا جائے گا۔ اور نہ مہلت دیئے جائیں گے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

اس سے مراد ہیں یہود کہ تورات میں جو آپ کی تصدیق تھی اس کو اور تحویل قبلہ وغیرہ امور کو چھپاتے تھے اور جس نے غرض دنیا کے واسطے اللہ کے حکم کو چھپایا۔ وہ سب اس میں داخل ہیں۔ لعنت کرنے والے یعنی جن و انس و ملائکہ اور سب حیوانات۔ کیونکہ انکی حق پوشی کے وبال میں جب عالم کے اندر قحط وبا طرح طرح کی بلائیں پھیلتی ہیں تو حیوانات بلکہ جمادات تک کو تکلیف ہوتی ہے اور سب ان پر لعنت کرتے ہیں۔

تیسرا شاہد

وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُہٗ جَھَنَّمُ خَالِدًا فِیْھَا وَغَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَلَعَنَہٗ وَاَعَدَّ لَہٗ عَذَابًا عَظِیْمًا ۝ (سورۃ النساء ع ۱۳۔ پ ۵) ترجمہ۔ اور جو کوئی مسلمان کو جان کر قتل کر دے اسکی سزا دوزخ ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ رہیگا اس پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے۔ اور اللہ نے اس کے لئے بڑا عذاب تیار کیا ہے۔

مسلمان

کا فرض ہے کہ جب غصہ آئے اور کسی مسلمان کو قتل کرنے کیلئے ارادہ ہو جائے۔ تب اس آیت کا مفہوم سامنے رکھ لے کہ اس مقتول کو قتل کرنے سے مجھے یہ سزا ہوگی۔ جب اپنی موت کا یہ نقشہ سامنے آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ حبیبت سبنصل جائیگی اور اغلب یہی ہے کہ قتل نہیں کریگا و ما علینا الا البلاغ

چوتھا شاہد

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْکِتٰبِ یُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَیَقُوْلُوْنَ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوْا ھٰٓؤُلَآءِ اَھْدٰی مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سَبِیْلًا ۝ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ ط وَمَنْ یَّلْعَنِ اللّٰہُ فَلَنْ تَجِدَ لَہٗ نَصِیْرًا ۝ (سورۃ النساء ع ۸۔ پ ۵) ترجمہ۔ کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا۔ جنہیں کتاب کا کچھ حصہ دیا گیا۔ وہ بتوں اور شیطان کو مانتے ہیں اور کافروں سے یہ کہتے ہیں کہ یہ مسلمانوں سے زیادہ راہ راست پر ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں۔ جن پر اللہ کی لعنت ہے اور جس پر اللہ لعنت کرے تو اس کا کوئی مددگار نہیں پائیگا۔

لعنت الٰہی

کا یہ نتیجہ ہے کہ باوجود کتاب الٰہی کے حامل ہونے کے پھر یہ رائے رکھتے ہیں کہ مسلمانوں سے کافر اچھے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

پانچواں شاہد

وَ قَالَتِ الْیَھُوْدُ یَدُ اللّٰہِ مَغْلُوْلَۃٌ غُلَّتْ اَیْدِیْھِمْ وَ لُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا بَلْ یَدٰہُ مَبْسُوْطَتٰنِ لا یُنْفِقُ کَیْفَ یَشَآءُ ط وَ لَیَزِیْدَنَّ کَثِیْرًا مِّنْھُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ طُغْیَانًا وَّ کُفْرًا ط وَ اَلْقَیْنَا بَیْنَھُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ کُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَھَا اللّٰہُ لا وَ یَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا ط وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ ۝ (سورۃ المائدہ ع ۹ پ ۶) ۔ ترجمہ ۔ اور یہود کہتے ہیں ۔ اللہ کا ہاتھ بند ہو گیا ہے ۔ انہیں کے ہاتھ بند ہوں اور ان کو اس کہنے پر لعنت ہے ۔ بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں جس طرح خرچ کرتا ہے ۔ جو کلام تیرے رب کی طرف سے تم پر نازل ہوا ہے ۔ وہ ان میں سے اکثر لوگوں کی سرکشی اور کفر میں زیادتی کا باعث بن گیا اور ہم نے ان کے درمیان قیامت تک عداوت اور دشمنی ڈال دی ہے جب لڑائی کے لئے آگ سلگاتے ہیں تو اللہ اس کو بجھا دیتا ہے ۔ یہ زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں اور اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد مرحوم اس آیت پر حاشیہ تحریر فرماتے ہیں ۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت اہل کتاب کے قلوب ان کی شرارت ، کفر و طغیان ، بدکاری ۔ حرامخوری وغیرہ کی ممارست سے اس قدر مسخ ہو گئے تھے کہ بارگاہ ربوبیت میں گستاخی کرنے سے بھی ان کو کچھ باک نہ ہوتا تھا ۔ خداوند قدوس کا رتبہ انکے ہاں ایک معمولی حیثیت سے زیادہ نہ رہا تھا ۔ حق تعالےٰ کی جناب میں بے تکلف ایسے واہی تباہی کلمات بک دیتے تھے جنہیں سن کر انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں ۔ کبھی کہتے ہیں ۔ اِنَّ اللّٰہَ فَقِیْرٌ وَّ نَحْنُ اَغْنِیَآءُ کبھی یہ الفاظ منہ سے نکالتے ۔ یَدُ اللّٰہِ مَغْلُوْلَۃٌ (خدا کا ہاتھ بند ہو گیا ۔ اس سے مراد یا تو وہ ہی ہو گی ۔ جو اِنَّ اللّٰہَ فَقِیْرٌ سے تھی کہ خدا تعالےٰ معاذ اللہ تنگ دست ہو گیا ۔ اس کے خزانہ میں کچھ رہا نہیں اور یا غُلِّ یَدٌ کنایہ بخل اور امساک سے ہو ۔ یعنی تنگدست تو نہیں مگر آج کل بخل کرنے لگا ہے ۔ (العیاذ باللہ) بہر حال کوئی معنی ہو ۔ اس کلمۂ کفر کا منشا یہ تھا کہ جب تمرد و طغیان کی پاداش میں حق تعالیٰ نے ان ملاعین پر ذلت و نکبت ، ضیق عیش ، بد حالی اور تنگ میدانی مسلط فرما دی تو بجائے اس کے کہ اپنی سیہ کاریوں اور شرارتوں پر متنبہ اور نادم ہوتے ۔ اُلٹے حق تعالےٰ کی جناب میں گستاخیاں کرنے لگے ۔ شاید یہ خیال ہوا ہوگا کہ ہم تو پیغمبروں کی اولاد بلکہ خدا کے بیٹے اور اس کے پیارے تھے ۔ پھر یہ کیا معاملہ ہونے لگا کہ آج نبی اسماعیل تو دنیا میں پھیلتے جا رہے ہیں ۔ زمینی فتوحات اور آسمانی برکات ان پر کشادہ کر دی گئی ہیں اور ہم بنی اسرائیل کہ خدا صرف ہمارا اور ہم اس کے تھے اس طرح ذلیل و مغلوب اور تنگ حال ہو کر دربدر بھٹکتے پھرتے ہیں ۔ ہم تو وہی بنی اسرائیل کی اولاد اور اپنا ابناء اللہ و احباءہٗ آج بھی ہیں جو پہلے تھے ۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ جس خدا کے ہم اولاد اور محبوب تھے (معاذ اللہ) اس کے خزانہ میں کمی آ گئی ۔ یا آج کل بخل و امساک نے اس کا ہاتھ بند کر دیا ہے احمق اتنا نہ سمجھے کہ حق تعالےٰ کے خزائن تو لامحدود اور اسکے کمالات غیر متبدل اور غیر متناہی ہیں ۔ اگر معاذ اللہ اس کے خزانہ میں کچھ نہ رہتا یا مخلوق کی تربیت و اعانت سے وہ ہاتھ کھینچ لیتا تو دنیا کا نظام کس طرح قائم رہ سکتا تھا ۔ اور جو عروج و فروغ پیغمبر علیہ السلام اور ان کے رفقاء کا تم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو ۔ یہ کس کے خزانے اور دست کرم کا رہین منت ہوتا لہذا تم کو سمجھ لینا چاہیئے کہ اس کا ہاتھ بند نہیں ہوا ۔ البتہ گستاخیوں اور شرارتوں کی نحوست سے خدا کی جو لعنت اور پھٹکار تم پر پڑی ہے اس نے تمہارے حق میں خدا کی زمین باوجود وسعت کے تنگ کر دی ہے اور آئندہ اور زیادہ تنگ ہونیوالی ہے اپنی تنگ حالی کو خدا کی تنگدستی سے منسوب کرنا تمہاری انتہائی سفاہت ہے ۔ مولانا مرحوم کا حاشیہ یہاں ختم ہوا ہے

شاہ عبدالقادر صاحبؒ کا حاشیہ

یہ یہود میں بولنا رواج تھا کہ اللہ کا ہاتھ بند ہوا ۔ یعنی ہم پر روزی تنگ ہوئی ۔ یہ کفر کا لفظ ہے ۔ فرمایا ۔ کہ اللہ کا ہاتھ کبھی بند نہیں ۔ دونوں ہاتھ کھلے ہیں ۔ خرچ کا اور خیر کا ۔ تم پر اب شر کا ہاتھ کھلا ۔ خیر کا اوروں پر ۔

اور فرمایا کہ اللہ نے ان میں اتفاق نہیں رکھا ۔ جب آگ سلگاتے ہیں لڑائی کو یعنی فتنہ انگیزی کرتے ہیں کہ آپس میں سب کو ملا کر مسلمانوں سے لڑیں ۔ وہ اللہ بجھا دیتا ہے ۔ آپس میں پھوٹ جاتے ہیں ۔

چھٹا شاہد

اِنَّ اللّٰہَ لَعَنَ الْکٰفِرِیْنَ وَاَعَدَّ لَھُمْ سَعِیْرًا ۝ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا ج لَا یَجِدُوْنَ وَلِیًّا وَّ لَا نَصِیْرًا ۝ یَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْھُھُمْ فِی النَّارِ یَقُوْلُوْنَ یٰلَیْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰہَ وَ اَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۝ وَ قَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَ کُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِیْلَا ۝ رَبَّنَآ اٰتِھِمْ ضِعْفَیْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْھُمْ لَعْنًا کَبِیْرًا ۝ (سورۃ الاحزاب ع ۸ ۔ پ ۲۲) ترجمہ ۔ بے شک اللہ نے کافروں پر لعنت کی ہے ۔ اور ان کے لئے دوزخ تیار کر رکھا ہے ۔ وہ اس میں ہمیشہ رہینگے نہ کوئی دوست پائیں گے اور نہ مددگار جس دن ان کے منہ آگ میں اُلٹ دیئے جائیں گے ۔ کہیں گے ۔ اے کاش ہم نے اللہ اور رسول کا کہا مانا ہوتا اور کہیں گے اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا ۔ اے

ہمارے رب انہیں دُگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر۔

ساتواں شاہد

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا ۝ (سورۃ الاحزاب رکوع ۷، پارہ ۲۲۔ تحقیق وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں۔ ان پر اللہ نے دُنیا اور آخرت میں لعنت کی ہے اور ان پر ذلت کا عذاب تیار کیا ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں۔ اوپر مسلمانوں کو حکم تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذاء کا سبب نہ بنیں۔ بلکہ انکی انتہائی تعظیم و تکریم کریں۔ جس کی ایک صورت صلوٰۃ و سلام بھیجنا ہے۔ اب بتلایا کہ اللہ اور رسول کو ایذا دینے والے دنیا و آخرت میں ملعون و مطرود اور سخت رسوا کن عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ اللہ کو ستانا یہی ہے کہ اس کے پیغمبروں کو ستائیں یا اس کی جناب میں نالائق باتیں کہیں۔

آٹھواں شاہد

وَیُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِکِیْنَ وَالْمُشْرِکٰتِ الظَّآنِّیْنَ بِاللّٰہِ ظَنَّ السَّوْءِ عَلَیْھِمْ دَآئِرَۃُ السَّوْءِ ۚ وَغَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ وَلَعَنَھُمْ وَاَعَدَّ لَھُمْ جَھَنَّمَ ۭ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا ۝ (سورۃ الفتح ع ۱۔ پ ۲۶۔) ترجمہ۔ اور تاکہ منافق مردوں اور عورتوں کو عذاب دے۔ جو اللہ کے بارے میں بُرا گمان رکھتے ہیں۔ انہیں پر بُری گردش ہے۔ اور اللہ نے ان پر غضب نازل کیا۔ اور ان پر لعنت کی اور ان کے لئے دوزخ تیار کر رکھا ہے اور وہ بُرا ٹھکانا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ منافق مرد اور عورتیں۔ مشرک مرد اور مشرک عورتیں چار قسموں کے لئے غضب الٰہی اور لعنت الٰہی اور دوزخ میں داخل ہونے میں ایک جیسے ہوں گے۔

منافق

وہ ہے کہ کسی دنیاوی مصلحت کی بنا پر مسلمان کہلاتا ہے۔ ورنہ دل میں کافروں کی طرح حقیقت میں کافر ہی ہوتا ہے۔ اس لئے انجام کار میں دونوں ہی دوزخ میں داخل کیئے جائیں گے۔ اللہ تعالےٰ چونکہ عالم الغیب والشہادۃ ہے۔ وہ ہر ایک شخص کو جانتا ہے۔ کہ یہ اصلی اور کھرا مسلمان ہے۔ یا بظاہر مسلمان اور دل میں بے ایمان ہے

نواں شاہد

وَنَادٰٓی اَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَھَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّکُمْ حَقًّا ۭ قَالُوْا نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَیْنَھُمْ اَنْ لَّعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ ۙ الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَیَبْغُوْنَھَا عِوَجًا وَّھُمْ بِالْاٰخِرَۃِ کٰفِرُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۵ پ ۸) ترجمہ۔ اور بہشت والے دوزخیوں کو پکاریں گے کہ ہم نے وعدہ سچا پایا جو ہمارے رب نے ہم سے کیا تھا۔ آیا تم نے بھی اپنے رب کے وعدہ کو سچا پایا وہ کہیں گے ہاں۔ پھر ایک پکارنے والا ان کے درمیان پکارے گا۔ کہ ان ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔ جو اللہ کی راہ سے روکتے تھے۔ اور اسے ٹیڑھا کرنا چاہتے تھے۔ اور آخرت کے منکر تھے۔ وما علینا الا البلاغ۔

مجلس میں کسی کو اس کی جگہ سے نہ ہٹائیں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی آدمی ایسا نہ کرے کہ کسی دوسرے کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود اس جگہ بیٹھ جائے، بلکہ لوگوں کو چاہیے کہ (آنے والوں کیلئے) کشادگی اور گنجائش پیدا کریں۔ صحیح بخاری

خطبہ یوم الجمعہ ۲۳ ربیع الاوّل ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۶ ستمبر ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْدُ

کون لوگ ہیں۔ جو ایسے کام کرتے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کی رحمت کو کھینچ کر لائیں

اور

کون لوگ ہیں۔ جو ایسے کام کرتے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کے غصّہ کو بھڑکائیں۔

عنوان کے پہلے حصّہ کے شواہد

پہلا شاہد

قَالَ اللّٰہُ ھٰذَا یَوْمُ یَنْفَعُ الصّٰدِقِیْنَ صِدْقُھُمْ لَھُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا اَبَدًا ط رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ط ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ (سورہ المائدہ ع ۱۶ پ ۷)

ترجمہ:۔ اللہ فرمائے گا۔ یہ دن ہے جس میں سچوں کو ان کا سچ کام آئیگا ان کے لئے باغ ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ ان سے اللہ راضی ہوا۔ اور وہ اس سے راضی ہوئے۔ یہی بڑی کامیابی ہے ؛

حاشیہ شیخ الاسلام

مولانا شبیر احمد صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں۔ جو لوگ اعتقاداً اور قولاً اور عملاً سچے رہے ہیں جیسے حضرت مسیح علیہ السلام ان کو سچائی کا پھل آج ملے گا۔"

حاصل

جو لوگ دنیا میں واقع ہیں جو سچ ہے اس کے پابند رہے۔ ان کو سچ ہی بارگاہِ الٰہی میں عزت دلائیگا۔ مثلاً جو لوگ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو خدا نہیں کہتے۔ بلکہ بندۂ خدا مانتے ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بندہ خدا اور مقرب الٰہی مانتے ہیں۔ اور آپ کو سچا رسول جانتے ہیں۔ اور بارگاہ الٰہی میں ان کو قیامت کے دن شفیع (شفاعت کرنے والا) مانتے ہیں۔ جیساکہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ جب دوزخی دوزخ میں داخل کر دیئے جائیں گے۔ میں جاؤنگا۔ دربار الٰہی میں حاضر ہونے کی اجازت چاہونگا جب اجازت ہوگی۔ تب حاضر ہو جاؤنگا۔ جب اللہ تعالیٰ پر نگاہ پڑیگی تو سر بسجود ہو جاؤنگا۔ جب تک اللہ تعالیٰ چاہیگا مجھے سجدہ میں پڑا رہنے دیگا۔ پھر فرمائیگا۔ اے محمدؐ سر اٹھا۔ اور تو کہہ تیری بات سنی جائے گی اور شفاعت کر۔ تیری شفاعت قبول کی جائے گی۔ اور مانگ۔ جو مانگے گا وہ تمہیں دیا جائے گا۔ آپ فرماتے ہیں۔ پھر میں سر اٹھاؤنگا۔ پھر اپنے رب کے متعلق ثناء اور تحمید عرض کروں گا۔ جو اس وقت وہ ثناء اور تحمید اللہ تعالیٰ مجھے سکھائیگا۔ پھر میں شفاعت کرونگا۔ پھر میرے لئے حد بندی کر دی جائے گی (کہ اس قسم کے مجرموں کو دوزخ سے نکال کر لے آئے) پھر وہاں سے نکل کر باہر آؤں گا۔ پھر ان لوگوں کو دوزخ سے نکال کر لاؤں گا۔ اور انہیں بہشت میں داخل کروں گا۔ پھر اسی طرح آپ کو دوبارہ سہ بارہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں شفاعت کے لئے جانا پڑے گا۔ یہاں تک کہ دوزخ میں اور کوئی نہیں رہے گا۔ سوائے ان کے جنہیں قرآن نے اپنی مخالفت کے باعث دوزخ میں پہنچایا ہے۔ یعنی ان پر دوزخ میں ہمیشہ رہنا لازم ہو چکا ہے۔

دوسرا شاہد

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُھٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ وَاَعَدَّ لَھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا اَبَدًا ط ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ سورہ توبہ ع ۱۲ پ ۱۱۔

ترجمہ:۔ اور جو لوگ قدیم ہیں۔ پہلے ہجرت کرنے والوں اور مدد دینے والوں میں سے اور وہ لوگ جو نیکی میں ان کی پیروی کرنے والے ہیں۔ اللہ ان سے راضی ہوا۔ اور وہ اس سے راضی ہوئے ان کے لئے ایسے باغ تیار کئے ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔

اہل السنۃ والجماعۃ

کہلانے والے حضرات کا مقصد یہی ہے

کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے پابند ہیں اور آپ کی مقدس جماعت صحابہ کرام کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ اہل السنۃ والجماعۃ کہلانے والے وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ والی جماعت ہیں۔

تیسرا شاہد

وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ اِسْمٰعِیْلَ اِنَّہٗ کَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَکَانَ رَسُوْلًا نَّبِیًّا ۝ وَکَانَ یَاْمُرُ اَھْلَہٗ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ وَکَانَ عِنْدَ رَبِّہٖ مَرْضِیًّا ۝ مریم ع ۴ پ ۱۶

ترجمہ:۔ اور کتاب میں اسماعیل (علیہ السلام) کا ذکر بھی کر۔ بیشک وہ وعدہ کا سچا اور بھیجا ہوا پیغمبر تھا۔ اور اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم کرتا تھا۔ اور اپنے رب کے ہاں پسندیدہ تھا۔

اس قسم کے واقعات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو اس قسم کے واقعات اس لئے، سنائے جاتے ہیں۔ تاکہ مسلمان ان واقعات کو سن کر انہیں حضرات کے نقش قدم پر چلیں اور مقبول بارگاہ الٰہی ہوں۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

چوتھا شاہد

لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَوْ کَانُوْٓا اٰبَآءَھُمْ اَوْ اَبْنَآءَھُمْ اَوْ اِخْوَانَھُمْ اَوْ عَشِیْرَتَھُمْ اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَھُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ ط وَیُدْخِلُھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ط اُولٰٓئِکَ حِزْبُ اللّٰہِ ط اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ سورۃ المجادلۃ ع ۳ پ ۲۸

ترجمہ:۔ آپ ایسی کوئی قوم نہیں پائینگے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو۔ اور ان لوگوں سے بھی دوستی رکھتے ہوں۔ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں گو وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے اور ان کو اپنے فیض سے قوت دی ہے اور وہ انہیں بہشتوں میں داخل کرے گا۔ جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہونگی۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوا۔ اور وہ اس سے راضی ہوئے یہی اللہ کا گروہ ہے۔ خبردار! بیشک اللہ کا گروہ ہی کامیاب ہونے والا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے حزب اللہ کا خطاب عطا فرمایا ہے۔ وہ ایسے لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ قرآن مجید کے جو مخالف ہیں۔ ان سے کسی قسم کے تعلقات نہیں رکھتے۔ اگرچہ ان کے باپ ہوں۔ یا بیٹے ہوں یا بھائی ہوں۔ واقعی یہ اپنوں سے بھی قطع تعلق کر لینا۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کے قانون کے مخالف ہوں یہ بڑی ہمت اور بہادری کی چیز ہے کیونکہ شیطان ان کے دل میں یہ ڈراوے دیگا۔ کہ جب تم برادری سے کٹ جاؤ گے۔ تو بے یارو مددگار ہو جاؤ گے اگر تمہاری اولاد ہے تو نہ کوئی تمہارے بیٹوں کو رشتے دیگا اور نہ بیٹیاں کوئی لیگا۔ وہ ایسے بہادر ہوں گے۔ کہ یہ ڈراوے ان کے دل پر ذرا اثر نہیں ہونے دیں گے وہ یہ خیال کریں گے کہ اگر تقدیر میں اللہ تعالیٰ نے میرے بیٹے کے لئے کوئی لڑکی لکھی ہے۔ تو اور کوئی لے جا ہی نہیں سکتا۔ اور بیٹی کے لئے اگر اللہ تعالیٰ نے کوئی خاوند تقدیر میں تجویز کیا ہوا ہے۔ تو اسے اور کوئی رشتہ سوائے میری بیٹی کے پسند ہی نہیں آئے گا حزب اللہ کے افراد کی اس توکل کا کوئی جواب کسی کے پاس نہیں ہو گا۔

نتیجہ

یہ ہو گا کہ حزب اللہ کا ایمان بھی سلامت رہیگا۔ ان سے اللہ تعالےٰ بھی راضی رہیگا۔ اور ان کے سب کام تقدیر الٰہی کے موافق ہو کر رہینگے وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ۔

پانچواں شاہد

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ ھُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ ط جَزَآؤُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا ط رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ط ذٰلِکَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّہٗ ۝

سورۃ البینۃ ع ۱ پ ۳۰

ترجمہ:۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے۔ یہی لوگ بہترین مخلوقات ہیں۔ ان کا بدلہ ان کے رب کے ہاں ہمیشہ رہنے کے لئے بہشت ہیں۔ ان کے نیچے نہریں بہتی ہونگی وہ ان میں ہمیشہ رہینگے۔ اللہ ان سے راضی ہوا۔ اور وہ اس سے راضی ہوئے۔ یہ اس کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے۔

سبحان اللہ!

ایمان کامل اور اعمال صالحہ کے پابند لوگوں کو اللہ تعالیٰ کیا کیا خوشخبریاں سنا رہا ہے۔ پہلی خوشخبری تو یہ ہے کہ انہیں خیر البریہ کا لقب عطا فرمایا ہے۔ یعنی سب مخلوقات میں سے بہترین آدمی ہیں۔ دوسری خوشخبری یہ ہے کہ وہ ہمیشہ کے لئے بہشت میں رہینگے۔ تیسری خوشخبری جو انہیں سنائی گئی ہے وہ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے۔

اللھم اجعلنا منھم

عنوان کے دوسرے حصّے کے شواھد

پہلا شاہد

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَکُمْ ھُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَالْکُفَّارَ اَوْلِیَآءَ ج وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝

وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ط ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ۝ سورہ المائدہ ع ۱۲ پ ۶

ترجمہ :۔ اے ایمان والو۔ ان لوگوں کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے۔ ان لوگوں میں سے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی۔ اور کافروں کو۔ اور اللہ سے ڈرو۔ اگر تم ایماندار ہو۔

حاصل

جو لوگ تمہارے دین پر مذاق اڑاتے ہیں۔ مثلاً یہود یا نصاریٰ یا مطلق کافر جو اسلام تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ اگر تم ایماندار ہو۔ تو خدا سے ڈرو۔ اور انہیں اپنا دوست مت سمجھو۔ کیونکہ وہ جب تمہیں گمراہ سمجھتے ہیں تو تمہارے مخلص دوست کب بن سکتے ہیں۔ ہاں۔ اگر دوستی کا اظہار کریں گے۔ تو وہ مخلصانہ نہیں بلکہ منافقانہ ہو گی وما علینا الا البلاغ

دوسرا شاہد

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ۝ سورہ النساء ع ۹ پ ۵

ترجمہ :۔ اور جو کوئی کسی مسلمان کو جان کر قتل کرے۔ اس کی سزا دوزخ ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ رہیگا اس پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے اور اللہ نے اس کے لئے بڑا عذاب تیار کیا ہے ؛ مومن کو جان بوجھ کر قتل کرنے والے کی سزا دوزخ میں ہمیشہ رہنا ہے اور اس قاتل پر اللہ تعالےٰ کا غضب ہے۔ یعنی اللہ تعالےٰ کو اپنا ہر بندہ اتنا پیارا ہے۔ کہ ناحق قتل کرنے والے کی سزا ہمیشہ کا دوزخ رکھی ہے۔ اور اس پر اللہ کا غضب ہے۔

تیسرا شاہد

وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ط عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ج وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ط وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝ سورۃ الفتح ع ۱ پ ۲۶

ترجمہ :۔ اور تاکہ منافق مردوں اور عورتوں کو اور مشرک مردوں اور عورتوں کو عذاب دے۔ جو اللہ کے بارے میں برا گمان رکھتے ہیں انہیں ہر بری گردش ہو اور اللہ نے ان پر غضب نازل کیا۔ اور ان پر لعنت کی۔ اور ان کے لئے دوزخ تیار کر رکھا ہے۔ اور وہ برا ٹھکانا ہے۔

منافق اور مشرک میں فرق

منافق اصل میں کافر ہی ہوتا ہے۔ مگر کسی دنیاوی مصلحت کی بناء پر اسلام کا اظہار کرتا ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف کی سورۃ بقرہ کے رکوع ۲ میں منافقین کا بیان مذکور ہے۔ وہ ملاحظہ ہو۔

وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ج وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ط قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ۝

ترجمہ :۔ اور جب ایمان والوں سے ملتے ہیں۔ تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اور جب اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تو تمہارے ساتھ ہیں ہم تو صرف ہنسی کرنے والے ہیں (یعنی جب ہم مسلمانوں سے یہ کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں یہ ہنسی سے کہتے ہیں گویا کہ اصل تو منافق کافروں کی جماعت میں ہیں۔ مسلمانوں سے ہنسی کرتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ اور مشرک وہ ہے جو کھلم کھلا عبادت غیر اللہ کی کرتا ہے۔ مثلاً سجدہ کرنا عبادت ہے۔ سجدہ سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کو نہیں ہو سکتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لعن اللہ الیھود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیائھم مساجد؛

ترجمہ :۔ اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا ہے۔

جب

جب نبیوں کی قبروں پر سجدہ کرنیوالوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعنت فرما رہے ہیں تو کیا اس حدیث شریف کے سننے کے بعد کوئی شخص کسی ولی کی قبر پر سجدہ کر سکتا ہے کیونکہ ولی تو درجہ میں نبی کے بعد ہوتا ہے۔ لہٰذا ولی کی قبر پر سجدہ کرنا بطریق اولیٰ گناہ ہوگا۔ وما علینا الا البلاغ المبین

چوتھا شاہد

وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ تَجْرِيْ بِاَعْيُنِنَا جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ۝ سورہ قمر ع ۱ پ ۲۷

ترجمہ :۔ اور ہم نے نوح کو تختوں اور کیلوں والی کشتی پر سوار کیا۔ جو ہماری عنایت سے چلتی تھی۔ یہ اس کا بدلہ تھا۔ کہ جس کا انکار کیا گیا تھا ؛

شیخ الاسلام کا حاشیہ !

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت پر حاشیہ تحریر فرماتے ہیں "یعنی حضرت نوح علیہ السلام کی بے قدری کی۔ اور اللہ کی باتوں کا انکار کیا۔ یہ اس کی سزا ملی ؛

پانچواں شاہد

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ط مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ز وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ط اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ سورۃ مجادلہ ع ۳ پ ۲۸

ترجمہ :۔ کیا آپ نے ان کو نہیں دیکھا جنہوں نے اس قوم سے دوستی کر رکھی ہے جن پر اللہ کا غضب ہے نہ وہ تم میں سے ہیں اور نہ ان میں سے اور وہ جان بوجھ کر جھوٹ پر قسمیں کھاتے ہیں اللہ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے بیشک وہ بہت ہی برا ہے۔ جو کچھ وہ کرتے ہیں۔

حضرت شیخ الاسلام کے حواشی

یعنی منافق نہ پوری طرح تم مسلمانوں میں

شامل۔ کیونکہ دل سے کافر ہیں۔ اور نہ پوری طرح ان میں شریک کیونکہ بظاہر زبان سے اپنے کو مسلمان کہتے تھے۔
مذبذبین بین ذٰلك لا الی ھٰؤلاء ولا الی ھٰؤلاء۔

نمبر۲

یعنی بے خبری اور غفلت سے نہیں جان بوجھ کر جھوٹی بات پر قسمیں کھاتے ہیں۔ مسلمان سے کہتے ہیں۔ انھم لمنکم۔ کہ وہ تم میں سے ہیں اور تمہاری طرح سچے ..... ایماندار ہیں۔ حالانکہ ایمان سے کوئی دور کی نسبت بھی نہیں۔

نمبر۳

جس کو دوسری جگہ فرمایا .....
ان المنافقین فی الدرك الاسفل من النار (نساء رکوع نمبر۲۱)
ترجمہ:۔ تحقیق منافق دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے۔

نمبر۴

یعنی خواہ ابھی ان کو نظر نہ آئے لیکن نفاق کے کام کر کے وہ اپنے حق میں بہت بڑا بیج بو رہے ہیں۔
اللّٰھمّ اجعلنا من اصحاب الجنۃ یا ارحم الراحمین بفضلك وصنك۔

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا اپنی بیٹی کے استقبال کا انداز

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں نے شکل و صورت، سیرت و عادت اور چال ڈھال میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ آپ کے زیادہ مشابہ کسی کو نہیں دیکھا۔ جب وہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس آتیں تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم (جوشِ محبت سے) کھڑے ہو کر ان کی طرف بڑھتے۔ ان کا ہاتھ اپنے دستِ مبارک میں لے لیتے اور اس کو چومتے اور اپنی جگہ پر ان کو بٹھاتے۔ اور جب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ان کے یہاں تشریف لے جاتے تو وہ آپ کے لئے کھڑی ہوجاتیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا دستِ مبارک اپنے ہاتھ میں لے لیتیں، اس کو چومتیں اور اپنی جگہ پر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو بٹھاتیں۔

سنن ابوداؤد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۳۰ ربیع الاول ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۳ ستمبر ۱۹۶۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد

گذشتہ اُمتوں کی تباہی کا باعث فقط اپنے نبی کی مخالفت ہی تو تھا

اس کے شواہد

پہلا شاہد

حضرت نوح علیہ السلام کا اپنی قوم کو دعوت دینا

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ط اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ○ (سورۃ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸)

ترجمہ:۔ البتہ تحقیق ہم نے نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ پس اُس نے کہا۔ اے میری قوم! اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ میں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

حضرت نوح علیہ السلام کو سرداران قوم کا جواب

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِہٖٓ اِنَّا لَنَرٰىکَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ○ (سورۃ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸)

ترجمہ:۔ اس کی قوم کے سرداروں نے کہا۔ ہم تجھے صریح گمراہی میں دیکھتے ہیں۔

سرداران قوم کے اعتراض کا حضرت نوح علیہ السلام کی طرف سے جواب

قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَۃٌ وَّلٰکِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ (سورۃ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸)

ترجمہ:۔ فرمایا۔ اے میری قوم! میں ہرگز گمراہ نہیں ہوں۔ لیکن میں جہان کے پروردگار کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں۔

کس کام کے لئے بھیجا گیا ہوں

اُبَلِّغُکُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَ اَنْصَحُ لَکُمْ وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○ (سورۃ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸)

ترجمہ:۔ تمہیں اپنے رب کے احکام پہنچاتا ہوں اور تمہیں نصیحت کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں۔ جو تم نہیں جانتے۔

کیا تمہیں اس بات کا تعجب ہوا

اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَکُمْ ذِکْرٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ عَلٰی رَجُلٍ مِّنْکُمْ لِیُنْذِرَکُمْ وَ لِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ○ (سورۃ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸)

ترجمہ:۔ کیا تمہیں اس بات کا تعجب ہوا۔ کہ تمہارے رب کی طرف سے تم ہی میں سے ایک مرد کی زبانی تمہارے پاس نصیحت آئی ہے۔ تاکہ وہ تمہیں ڈرائے اور تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔

بالآخر نتیجہ یہ نکلا

فَکَذَّبُوْہُ فَاَنْجَیْنٰہُ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ فِی الْفُلْکِ وَ اَغْرَقْنَا الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ط اِنَّھُمْ کَانُوْا قَوْمًا عَمِیْنَ ○ (سورۃ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸)

ترجمہ:۔ پھر انہوں نے اسے جھٹلایا ..... پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو کشتی میں بچا لیا۔ اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے۔ انہیں غرق کر دیا۔ بیشک وہ لوگ اندھے تھے۔

نبی کی مخالفت

اپنے وقت کے نبی کی مخالفت کرنیکا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ نے اس پر ایمان لانے والوں کو بچا لیا اور جھٹلانے والوں کو تباہ و برباد کیا۔ بلکہ صفحۂ ہستی سے ان کا نام و نشان بھی مٹا دیا۔

عبرت

اے مسلمان کہلانے والو! جس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تم نبی مان چکے ہو۔ اگر اس کے خدا تعالیٰ کی طرف سے لائے ہوئے پیغام یعنی قرآن مجید کی مخالفت کروگے۔ تو تم بھی حضرت نوح علیہ السلام کی امت کی طرح تباہ کرنے کے قابل ہو جاؤگے۔

ایک فرق

ہاں گذشتہ امتوں اور اس امت میں یہ فرق ہے۔ کہ وہ سارے کے سارے بجز چند افراد معدودہ کے گمراہ ہو جاتے تھے۔ اور اس امت میں اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق بہتّر فرقے گمراہ ہو جائیں گے۔ لیکن ایک فرقہ مسلمانوں کا حق پر رہے گا۔ اور اس فرقہ کی برکت سے قرب قیامت تک عام عذاب نہیں آئے گا۔ اور جب وہ فرقہ ختم ہو جائے گا۔ تب قیامت آ جائیگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ قیامت تب آئے گی جب زمین میں اللہ اللہ کہنے والا کوئی نہیں رہے گا۔ اور سب کی زندگی گدھوں کی سی ہو جائے گی۔ وما علینا الا البلاغ

دُوسرا شاہد

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاھُمْ ھُوْدًا ط قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ط اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ○ (سورۃ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸)

ترجمہ :- اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا - فرمایا - اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو - اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں - سو کیا تم ڈرتے نہیں -

سرداران قوم کا جواب

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ○ (سورۃ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸)

ترجمہ :- اس کی قوم کے کافر سردار بولے - ہم تو تمہیں بے وقوف سمجھتے ہیں اور ہم تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں -

حضرت ہود علیہ السلام کا سرداران قوم کو جواب

قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ (سورۃ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸)

ترجمہ :- فرمایا - اے میری قوم میں بے وقوف نہیں ہوں - اور لیکن میں پروردگار عالم کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں

حاصل

کہ میں اپنی طرف سے تمہیں کچھ نہیں کہہ رہا - بلکہ رب العالمین کا پیغام پہنچانے کے لئے مجھے اللہ تعالےٰ نے بھیجا ہے - اور میں تمہارا خیر خواہ ہوں -

کیا تمہیں تعجب ہو رہا ہے

اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ (سورۃ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸)

ترجمہ :- کیا تمہیں تعجب ہوا - کہ تمہارے رب کی طرف سے تمہیں میں سے ایک مرد کی زبانی تمہارے پاس نصیحت آئی - تاکہ تمہیں ڈرائے -

خدا تعالیٰ کا احسان یاد کرو

کہ قوم نوح علیہ السلام کے بعد تمہیں دنیا میں بھیجا

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ (سورۃ الاعراف رکوع ۹ - پارہ ۸)

ترجمہ :- اور یاد کرو - جبکہ تمہیں قوم نوح کے بعد جانشین بنایا - اور ڈیل ڈول میں تمہیں پھیلاؤ زیادہ دیا - سو اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو - تاکہ تم نجات پاؤ -

تو چاہتا ہے کہ ہم ایک خدا کی عبادت کریں اور باپ دادا کے معبودوں کو چھوڑ دیں

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ (سورۃ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸)

ترجمہ :- انہوں نے کہا - کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے - کہ ہم ایک اللہ کی بندگی کریں - اور ہمارے باپ دادا جنہیں پوجتے رہے ، انہیں چھوڑ دیں -

ہم تو بت پرستی نہیں چھوڑیں گے

تو خدا تعالےٰ سے کہہ کر ہم پر عذاب الٰہی لا -

فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○ (سورۃ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸)

ترجمہ :- پس جس چیز سے تو ہمیں ڈراتا ہے - وہ لے آ - اگر تو سچا ہے -

پھر عذاب الٰہی آیا

وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۝ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ ۙ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ○ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ ○ (سورۃ الحاقۃ رکوع ۱ پارہ ۲۹)

ترجمہ :- اور لیکن قوم عاد سو وہ ایک سخت آندھی سے ہلاک کئے گئے وہ ان پر سات راتیں اور آٹھ دن لگاتار چلتی رہی - اگر تو موجود ہوتا تو اس قوم کو اس طرح گرا ہوا دیکھتا - کہ گویا کہ گری ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں سو کیا تمہیں ان میں کا کوئی بچا ہوا نظر آتا ہے -

حاصل

یہ ہے کہ اتنے بڑے قوی ہیکل جوان اللہ تعالےٰ کے عذاب سے اس کے نبی ہود علیہ السلام کی مخالفت کے باعث ملیا میٹ کر دیئے گئے - فاعتبروا یا اولی الابصار -

تیسرا شاہد

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا

قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ (سورۃ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸)

ترجمہ :- اور ثمود کی طرف اُن کے بھائی صالحؑ کو بھیجا - فرمایا - اے میری قوم ! اللہ کی بندگی کرو - اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں - تمہیں تمہارے رب کی طرف سے دلیل پہنچ چکی ہے - یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے نشانی ہے - سو اسے چھوڑ دو - کہ اللہ کی زمین میں کھائے - اور اسے بری طرح سے ہاتھ نہ لگاؤ - ورنہ تمہیں دردناک عذاب پکڑے گا -

حاصل

یہ ہے کہ حضرت صالح علیہ السلام اپنی قوم کو ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی دعوت دے رہے ہیں - اور فرماتے ہیں کہ یہ اونٹنی تمہارے حق میں امتحان ہے - اس کو کچھ نہ کہو - اللہ تعالےٰ کی زمین میں چرے ، پھرے - اس کو کسی قسم کی تکلیف نہ دینا - ورنہ تمہیں دردناک عذاب ہو گا -

اے میری قوم اللہ تعالےٰ کا احسان یاد کرو

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ○ (سورۃ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸)

ترجمہ :- اور یاد کرو - جبکہ تمہیں عاد کے بعد جانشین بنایا اور تمہیں زمین میں جگہ دی - کہ نرم زمین میں محل بناتے ہو اور پہاڑوں میں گھر تراشتے ہو - سو اللہ کے احسان یاد کرو - اور زمین میں فساد مت مچاتے پھرو -

منکرین کا انکار اور مستضعفین کا اقرار

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ○ قَالَ الَّذِيْنَ

تبصرہ اشاہد

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا

اِسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَ عَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَ قَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝

(سورۃ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸)

ترجمہ:۔ اس قوم کے متکبر سرداروں نے غریبوں سے کہا۔ جو ایمان لا چکے تھے۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ صالح کو اس کے رب نے بھیجا ہے۔ انہوں نے کہا۔ جو وہ لے کر آیا ہے۔ ہم اس پر ایمان لانے والے ہیں۔ متکبروں نے کہا۔ جس پر تمہیں یقین ہے۔ ہم اسے نہیں مانتے پھر اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی۔ اور کہا۔ اے صالح لے آ ہم پر جس سے تو ہمیں ڈراتا تھا۔ اگر تو رسول ہے۔ پس انہیں زلزلہ نے آ پکڑا۔ پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے۔

پیغمبر وقت

کی مخالفت کا یہ نتیجہ نکلا۔ کہ سب عذاب الٰہی سے ایک رات میں تباہ کر دیئے گئے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

تینوں قوموں کے مذکورۃ الصدر واقعات

سے ہر شخص کو بآسانی یہ بات سمجھ میں آ سکتی ہے۔ کہ اپنے نبی کی مخالفت کرنے سے اللہ تعالیٰ کا غصہ بھڑکتا ہے۔ کہ اس قوم نے اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے پیغمبر کی قدر نہیں کی۔ یعنی اس کی دی ہوئی ہدایات سے لاپرواہی برتی۔ اس پر اللہ تعالیٰ کو غصہ آیا۔ اور وہ قوم صفحۂ ہستی سے مٹا دی گئی۔

عبرت

مسلمانوں کو اس سے یہ عبرت حاصل ہونی چاہیئے۔ کہ ان کی طرف بھیجے ہوئے نبی یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات جو متعلقہ اصلاح امت ہیں۔ تاکہ ان سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے۔ ہمارے اسلاف یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے اسکی رضامندی کا تمغہ لیا ہوا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ ... لِلنَّاسِ۔

ترجمہ:۔ جتنی امتیں پیدا کی گئی ہیں۔ تم ان میں سے سب سے بہتر ہو۔

ہمارا فرض

ان اسلاف حضرات (صحابہؓ کرام) کے اخلاف ہم ہیں۔ ہمیں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو اپنا معمول بنانا چاہیئے۔ تاکہ ہم بھی اپنے اسلاف (صحابہؓ کرام) کے زمرہ میں شامل ہو سکیں۔ علیٰ ہذا القیاس ہماری ماؤں بہنوں کو صحابیات کا طرز عمل اختیار کرنا چاہیئے۔ تاکہ انہیں بھی اللہ تعالیٰ اس مقدس گروہ میں شامل کر لے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔ وما علینا الا البلاغ۔ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

برادرانِ اسلام کی خدمت میں

ایک ضروری عرض

عرض یہ ہے کہ پیغمبر کی مخالفت کی دو قسمیں ہیں۔ پہلی مخالفت لفظی جس طرح پہلی امتوں کے قصے آپ سن چکے ہیں۔ کہ پیغمبر نے جو کچھ فرمایا۔ صاف کہہ دیا۔ کہ ہم نہیں مانتے۔ یہ تو مخالفت لفظی ہے۔ اور دوسری مخالفت معنوی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ منہ سے اقرار تو کر لیا۔ کہ ہم مانیں گے۔ مگر عمل نہ کیا۔ اس مخالفت معنوی میں سب وہ قسمیں مسلمانوں کی آتی ہیں کہ قرآن مجید اور حدیث رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سچا تو کہا۔ مگر اس پر عمل نہ کیا۔ مثلاً وہ مسلمان جو مسلمان تو کہلائے۔ مگر نماز نہ پڑھے۔ مسلمان تو کہلائے۔ مگر روزوں کے مہینہ میں روزہ نہ رکھے اور دن کو کھائے پیئے۔ مسلمان تو کہلائے۔ مگر سال ختم ہونے پر بھی اپنے مال کی زکوٰۃ نہ نکالے۔ مسلمان تو کہلائے۔ لیکن حج فرض ہونے کے باوجود حج نہ کرنے جائے۔

نوکر تو آپ کا کہلائے
مگر آقا کا حکم بجا نہ لائے

گذشتہ چیزوں کی مثال اس عنوان سے سمجھ لیجئے۔ کہ ایک شخص آپ کا نوکر تو کہلائے۔ اور ہر ماہ تنخواہ لے جائے۔ مگر جو آپ کہیں وہ کرنے نہ پائے۔ کیا اس نوکر کی آپ کے ہاں کوئی عزت ہو گی۔ کیا اس نوکر کو آپ نمک حرام نہیں کہیں گے۔

وما علینا الا البلاغ

خطبہ یوم الجمعۃ ۷ ربیع الثانی ۱۳۸۰ھ مطابق ۳۰ ستمبر ۱۹۶۰ء

از ——— جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵ الحمد للہ وکفیٰ ۵ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ ۔ اما بعد

گر حفظِ مراتب نکنی زندیقی

اگر تو مرتبوں کی حفاظت نہیں کریگا۔ تو کافر ہو جائے گا

مراتب

پہلا مرتبہ

رب العالمین احکم الحاکمین اللہ تعالیٰ جل شانہٗ و عز اسمہٗ کا۔

دوسرا مرتبہ

حضرات انبیاء علیہم السلام کا۔

تیسرا مرتبہ

متبعین انبیاء علیہم السلام کا۔

پہلے مرتبہ کے شواہد

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ۚ ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ ۝

(سورۃ الانعام رکوع ۱ پارہ ۷)

ترجمہ :۔ سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے آسمان اور زمین بنائے اور اندھیرا اور اجالا بنایا۔ پھر بھی یہ کافر اوروں کو اپنے رب کے ساتھ برابر ٹھہراتے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ ایک ہی اللہ تعالیٰ ہے۔ جس نے آسمان اور زمین کو بنایا ہے پھر کافر اپنے رب کے ساتھ دوسروں کو شریک بنا لیتے ہیں۔ مثلاً مجوس دو خدا تعالیٰ مانتے ہیں۔ ایک خالقِ خیر، جسے یزدان کہتے ہیں۔ اور دوسرا خالقِ شر، جسے اہرمن کہتے ہیں۔ حالانکہ اسلامی نقطہ نگاہ سے یہ بات بالکل غلط ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ ایک اللہ تعالیٰ سب چیزوں کا خالق ہے۔ شر کو اس واسطے پیدا کیا ہے کہ اپنے بندوں کو آزمائے۔ تاکہ وہ خیر کے پابند ہوتے ہیں۔ یا نہیں اور شر کے مرتکب ہو سکتے ہیں۔ مگر وہ خدا کے خوف سے شر کے مرتکب نہیں ہوتے۔

دوسرا شاہد

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ قَضٰۤى اَجَلًا ؕ وَ اَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ۝ (سورۃ الانعام رکوع ۱ پارہ ۷)

ترجمہ :۔ اللہ وہی ہے۔ جس نے تمہیں مٹی سے بنایا۔ پھر ایک وقت مقرر کیا اور اس کے ہاں ایک مدت مقرر ہے۔ تم پھر بھی شک کرتے ہو۔

پھر تاکید فرمادی

کہ تمہارا معبود حقیقی وہی ہے۔ جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا ہے۔ پھر تمہارے لئے دنیا میں رہنے کا ایک وقت مقرر ہے اور وہ وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے، نہ کہ انسان کی اپنی طرف سے۔ یہ فیصلہ شدہ واقعات ہیں۔ پھر بھی تم شک کرتے ہو۔

تیسرا شاہد

وَ هُوَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ فِی الْاَرْضِ ؕ یَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَ جَهْرَكُمْ وَ یَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ۝ (سورۃ الانعام رکوع ۱ پارہ ۷)

ترجمہ :۔ اور وہی ایک اللہ آسمانوں میں بھی ہے اور زمین میں بھی۔ تمہارے چھپے اور ظاہر سب حال جانتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو، سب جانتا ہے۔

حاصل

اسی کی خدائی آسمانوں اور زمین میں بھی ہے۔ اور وہ تمہارے سب حال جانتا ہے۔ خواہ وہ چھپے ہوئے ہوں یا ظاہر ہوں۔

چوتھا شاہد

وَ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ وَ یَوْمَ یَقُوْلُ كُنْ فَیَكُوْنُ ۝ قَوْلُهُ الْحَقُّ ؕ وَ لَهُ الْمُلْكُ یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ ؕ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ ؕ وَ هُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ ۝

(سورۃ الانعام رکوع ۷ پارہ ۷)

ترجمہ :۔ اور وہی ہے۔ جس نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک طور پر بنایا ہے۔ اور جس دن کہے گا۔ کہ ہو جا۔ تو وہ ہو جائے گا۔ اس کی بات سچی ہے۔ جس دن صور میں پھونکا جائیگا تو اسی کی بادشاہی ہو گی۔ چھپی اور ظاہر باتوں کا جاننے والا ہے۔ اور وہی حکمت والا خبردار ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ آسمانوں اور زمین کو فقط اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے بنایا ہے۔ (شیخ الاسلام کا حاشیہ)

حاشیہ مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کہ جس دن فرمائے گا۔ کہ ہو جا تو ہو جائے گا۔ اس سے مراد حشر ہے۔ یعنی جس دن اللہ تعالیٰ حکم دے گا۔ کہ حشر ہو جا۔ تو اسی دن ہو جائے گا۔

پانچواں شاہد

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ وَّكِیْلٌ ۝ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَ هُوَ یُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَ هُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ ۝

(سورۃ الانعام رکوع ۱۳ پارہ ۷)

ترجمہ :۔ یہی اللہ تمہارا رب ہے

اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے پس اسی کی عبادت کرو اور وہ ہر چیز کا کارساز ہے۔ اُسے آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں اور وہ آنکھوں کو دیکھ سکتا ہے۔ اور وہ نہایت باریک بین خبردار ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ تمہارا رب فقط اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ وہی ہر چیز کا بنانے والا ہے۔ اس لئے فقط اسی کی عبادت کرو۔ اور وہی ہر چیز کا کارساز ہے۔ اسے آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں اور وہ آنکھوں کو دیکھ سکتا ہے۔ اور وہ نہایت باریک بین خبردار ہے۔

چھٹا شاہد

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ط كُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ ط۔ سورۃ الانبیاء پ۱۷ ع ۳

اور وہی ہے جس نے رات اور دن اور سورج اور چاند بنائے۔ سب اپنے اپنے چکر میں پھرتے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ رات اور دن کو بنانیوالا اور سورج اور چاند کو بنانے والا وہ ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے ؛

ساتواں شاہد

اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ط وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ ۝ سورہ الملک پ۲۹ ع ۱

ترجمہ :۔ جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا۔ تاکہ تمہیں آزمائے۔ کہ تم میں سے کس کے کام اچھے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ موت اور زندگی اس نے بنائی ہے۔ تاکہ تمہیں آزمائے۔ کہ کون آدمی دنیا میں اچھے کام کرکے آتا ہے اور کون بُرے کام کرتا ہے۔

دوسرا مرتبہ

حضرات انبیاء علیہم السلام کا

اسکے شواہد

پہلا شاہد

یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ یَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْكُمْ اٰیٰتِیْ وَیُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ یَوْمِكُمْ هٰذَا ط قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰۤی اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا وَشَهِدُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِیْنَ ۝

سورہ الانعام ع ۱۶ پ ۷

ترجمہ :۔ اے جنّوں اور انسانوں کی جماعت کیا تمہارے پاس تم ہی سے رسول نہیں آئے تھے۔ جو تمہیں میرے احکام سناتے تھے۔ اور اس کی ملاقات سے تمہیں ڈراتے تھے۔ کہیں گے۔ ہم اپنے گناہ کا اقرار کرتے ہیں۔ اور انہیں دنیا کی زندگی نے دھوکہ دیا ہے۔ اور اپنے اوپر ہی گواہی دینگے کہ وہ کافر تھے ؛

حاصل

خدا تعالےٰ کے وہ بندے (مرد ہوں۔ یا عورت) جو دنیا میں پیغمبروں کی تعلیم کے مخالف تھے۔

قیامت کے دن اپنے نفسوں کے خلاف شہادت دیں گے۔ ہم نے غلطی کی کہ پیغمبروں کی بات نہ مانی۔ لیکن اس اقرار سے کیا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ تو چاہتے تھے کہ دنیا میں رہتے ہوئے خدا تعالیٰ کے فرامین کو مانیں۔ اور اپنی اصلاح کریں۔

دوسرا شاہد

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّا مُبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا یَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا یَفْسُقُوْنَ ۝

سورہ الانعام ع ۵ پ ۷

ترجمہ :۔ اور ہم پیغمبروں کو صرف اس لئے بھیجا کرتے ہیں۔ کہ وہ بشارت دیں اور ڈرائیں پھر جو شخص ایمان لے آئے اور اپنی اصلاح کرلے۔ سو ان پر کوئی ڈر نہ ہو گا اور نہ وہ غم کھائیں گے۔ اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ انہیں عذاب پہنچیگا۔ اس لئے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے۔

حاصل

یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی معرفت جو ہدایت کا پیغام آیا۔ جنہوں نے اس کی قدر کی اور اپنی اصلاح کرلی ان پر بارگاہِ الٰہی میں جاتے ہوئے کوئی خوف نہیں ہو گا اور جنہوں نے ان احکام الٰہی کو جھٹلایا۔ انہیں جھٹلانے کے باعث عذاب الٰہی میں مبتلا ہونا پڑے گا۔

تیسرا شاہد

وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ط وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ۝ س النساء ع ۹

ترجمہ :۔ اور ہم نے کبھی کوئی رسول نہیں بھیجا۔ مگر اسی واسطے کہ اللہ کے حکم سے اس کی تابعداری کی جائے اور جب انہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا تھا۔ تیرے پاس آتے۔ پھر اللہ سے معافی مانگتے اور رسول بھی ان کی معافی کی درخواست کرتا۔ تو یقیناً یہ اللہ کو بخشنے والا رحم کرنے والا پاتے۔

حاصل

یہ ہے کہ جب انسان گناہ کرے۔ اور اللہ تعالیٰ سے صدق دل سے معافی مانگے۔ تو اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے ہاں اگر مرنے کے بعد معافی مانگے۔ تو معافی نہیں ملتی۔ وما علینا الا البلاغ

چوتھا شاہد

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّیَّةً ط وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ یَّاْتِیَ بِاٰیَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ط) الایۃ سورہ الرعد ع ۶ پ ۱۳

ترجمہ اور البتہ تحقیق ہم نے تجھ سے پہلے کئی رسول بھیجے۔ اور ہم نے انہیں بیویاں اور اولاد بھی دی تھی۔ اور کسی رسول کے اختیار میں نہ تھا کہ وہ

اللہ کے حکم کے سوا کوئی معجزہ لاتا۔ ہر زمانہ کے مناسب احکام ہوتے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے پہلے بھی کئی نبی بھیجے ہیں اور ان کی بیویاں بھی تھیں اور بچے بھی تھے۔ لہذا آپ کا متاھل ہونا منصب نبوت کے خلاف نہیں ہے۔

پانچواں شاہد

اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ۝

سورہ البقرہ ع ۱۴ پ ۱

ترجمہ بیشک ہم نے تمہیں سچائی کیساتھ بھیجا ہے۔ خوشخبری سنانے کے لئے اور ڈرانے کے لئے اور تم سے دوزخیوں کے متعلق باز پرس نہیں ہوگی۔

یعنی

آپ نے تو احکام الٰہی پہنچا دیئے ہیں اب بھی جو شخص معلوم ہونے کے بعد سیدھے راستہ پر نہ چلے۔ اور دوزخ میں جائے۔ تو آپ پر کوئی الزام نہیں ہے۔

تیسرا مرتبہ

متبعین انبیاء علیہم السلام کا

اسکے شواھد

پہلا شاہد

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ سورہ بقرہ ع ۱ پ ۱

ترجمہ یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے۔ جو بن دیکھے ایمان لاتے ہیں۔ اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور جو ایمان لاتے ہیں اس پر جو اتارا گیا آپ پر اور جو اب سے پہلے اتارا گیا اور آخرت پر بھی وہ یقین رکھتے ہیں۔

پرہیزگار

فارسی زبان کا لفظ ہے اس کی معنی پہلے سمجھ لیجئے۔ پھر ان مذکورۃ الصدر آیات کا مطلب صحیح سمجھ میں آئے گا پرہیزگار ہمیشہ اس چیز کا لحاظ رکھتا ہے کہ خدانخواستہ مجھ سے کوئی ایسی غلطی نہ ہو جائے کہ میرا خدا مجھ سے ناراض ہو جائے۔ جب ایسے خدا تعالیٰ سے ڈرنے والے بندوں کو ایسا دستور العمل مل جائیگا جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے اور پیغمبر خدا نے انہیں پہنچایا ہے وہ پرہیزگار حضرات بصد خوشی اس دستور العمل کو البسر و چشم اس کو قبول کرینگے۔ کہ ہم تو خود چاہتے تھے۔ کہ دستور العمل ہمیں ملے۔ جس پر عمل کرنے سے خدا تعالیٰ راضی ہو جائے۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ اللہ تعالےٰ نے ایسا دستور العمل خود ہی تجویز کر کے ہمیں بھیجدیا۔

ایسے پرہیزگاروں کی

کیا صفات ہونگی جو خدا تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتے ہیں۔ ایمان بالغیب اقامۃ الصلوٰۃ انفاق فی سبیل اللہ۔ اس چیز پر ایمان لانا جو آپ کی طرف خدا تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے اور ان تعلیمات پر بھی ایمان لانا جو اللہ تعالیٰ نے انبیاء سابقین پر نازل فرمائی ہیں۔ اور قیامت کی آمد پر یقین رکھنا۔ جہاں ہر نیک و بد کو اپنے اعمال کی جزاء و سزا ملے گی۔

دوسرا شاہد

وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۭ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ سورہ الاعراف ع ۱۹ پ ۹

ترجمہ:۔ اور میری رحمت سب چیزوں سے وسیع ہے۔ پس وہ رحمت ان کے لئے لکھوں گا۔ جو ڈرتے ہیں۔ اور جو زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں وہ جو اس رسول کی پیروی کرتے ہیں جو نبی امی ہے۔ جسے اپنے ہاں توراۃ اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیکی کا حکم کرتا ہے۔ اور برے کام سے روکتا ہے۔ اور ان کے لئے سب پاک چیزیں حلال کرتا ہے۔ اور ان پر ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے اور ان پر سے ان کے بوجھ اور وہ قیدیں اتارتا ہے جو ان پر تھیں۔ سو جو لوگ اس پر ایمان لائے۔ اور اس کی حمایت کی اور اسے مدد دی اور اس نور کے تابع ہوئے جو اس کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔ یہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

تیسرا شاہد

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۭ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝

سورۃ الانفال ع ۱ پ ۹۔

ترجمہ:۔ ایمان والے وہی ہیں۔ جب اللہ کا نام آئے۔ تو ان کے دل ڈر جائیں۔ اور جب اس کی آیتیں ان پر پڑھی جائیں۔ تو ان کا ایمان زیادہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ وہ جو نماز قائم کرتے ہیں۔ اور جو ہم نے انہیں رزق دیا ہے۔ اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ یہی سچے ایمان والے ہیں۔ ان کے رب کے ہاں ان کے لئے درجے ہیں۔ اور بخشش ہے اور عزت کا رزق ہے۔

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۸۰ھ مطابق ۷ اکتوبر ۱۹۶۰ء

از:— جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ج

(الآیہ سورۃ الحشر رکوع ۱)

(ترجمہ):— اور جو کچھ تمہیں رسول دے اسے لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو۔

قسط اوّل

مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ پر شواہد

پہلا شاہد

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلصَّلَوٰتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ اِلَی الْجُمُعَةِ وَرَمَضَانُ اِلٰی رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ لِّمَا بَیْنَهُنَّ اِذَا اجْتُنِبَتِ الْكَبَائِرُ۔ (رواہ مسلمؒ)

ترجمہ: ابی ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ پانچوں نمازیں اور جمعہ سے جمعہ تک اور رمضان سے رمضان تک ٹما دیتے ہیں، ان گناہوں کو جو اُن کے درمیان ہوتے ہیں جب کہ گناہِ کبیرہ نہ کیے گئے ہوں۔

یعنی

ہر دوسری نماز پہلی نماز کے بعد جو گناہ کئے تھے، وہ معاف کرا دیتی ہے۔ بشرطیکہ گناہِ کبیرہ نہ کرے۔

دُوسرا شاہد

عَنْ عُبَادَةَؓ ابْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَمْسُ صَلَوَاتٍ اِفْتَرَضَهُنَّ اللّٰهُ تَعَالٰی مَنْ اَحْسَنَ وُضُوْءَهُنَّ وَصَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ وَاَتَمَّ رُكُوْعَهُنَّ وَخُشُوْعَهُنَّ كَانَ لَهٗ عَلَی اللّٰهِ عَهْدٌ اَنْ یَّغْفِرَ لَهٗ وَمَنْ لَّمْ یَفْعَلْ فَلَیْسَ لَهٗ عَلَی اللّٰهِ عَهْدٌ اِنْ شَآءَ غَفَرَ لَهٗ وَاِنْ شَآءَ عَذَّبَهٗ۔ (رواہ احمد)

ترجمہ: عبادہؓ بن صامت سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ نمازیں ہیں جن کو اللہ تعالےٰ نے فرض کیا ہے۔ پس جس شخص نے ان نمازوں کے لئے اچھی طرح وضو کیا۔ ان کے وقت پر ان کو پڑھا اور رکوع خوبی کے ساتھ ادا کیا۔ اور حضورِ قلب کے ساتھ نماز کو ادا کیا اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس کو بخش دے اور جو ایسا نہ کرے۔ اس کے لئے خدا تعالےٰ کا کوئی وعدہ نہیں، وہ چاہے تو اس کو بخش دے اور چاہے عذاب دے۔

تیسرا شاہد

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: صَلُّوْا خَمْسَكُمْ وَصُوْمُوْا شَهْرَكُمْ وَاَدُّوْا زَكٰوةَ اَمْوَالِكُمْ وَاَطِیْعُوْا اِذَا اَمَرَكُمْ تَدْخُلُوْا جَنَّةَ رَبِّكُمْ۔

(رواہ احمد والترمذی)

ترجمہ: ابی امامہؓ سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، پانچ نمازیں پڑھو اور مہینہ رمضان کے روزے رکھو اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو اور اپنے حاکم کی اطاعت کرو تو تم اپنے رب کی بہشت میں داخل ہو جاؤ گے۔

بہشت میں داخل ہونے کی یہ شرائط معلوم ہوئیں:

کہ انسان پانچ وقت نماز پڑھے۔ اور رمضان مبارک کے روزے رکھے اور زکوٰۃ ادا کرے اور مسلمان حاکم کے احکام کی تعمیل کرے۔

گزشتہ حدیث شریف میں حج کا ذکر نہیں ہے۔ شاید یہ اس وقت کا ارشاد ہو جب ابھی حج کرنے کا حکم نہ نازل ہوا ہو۔

چوتھا شاہد

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ زَمَنَ الشِّتَآءِ وَالْوَرَقُ یَتَهَافَتُ فَاَخَذَ بِغُصْنَیْنِ مِنْ شَجَرَةٍ قَالَ فَجَعَلَ ذٰلِكَ الْوَرَقُ یَتَهَافَتُ قَالَ فَقَالَ یَا اَبَا ذَرٍّ قُلْتُ لَبَّیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَیُصَلِّی الصَّلٰوةَ یُرِیْدُ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ فَتَهَافَتُ عَنْهُ ذُنُوْبُهٗ كَمَا تَهَافَتُ هٰذَا الْوَرَقُ عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ۔

(رواہ احمدؒ)

ترجمہ: ابی ذرؓ سے روایت ہے کہ ایک روز سردی کے موسم میں جب کہ درختوں کے پتے گر رہے تھے۔ پس آپؐ نے ایک درخت کی دو ٹہنیاں پکڑیں اور ان دونوں سے پتے گرنے لگے۔ آپؐ نے فرمایا اے ابوذرؓ! ابوذرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! حاضر ہوں۔ آپؐ نے فرمایا جب بندہ مسلمان خالص اللہ کے لئے نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح گرتے ہیں جس طرح یہ پتے درخت سے گر رہے ہیں۔

بالفعل

اے مسلمان مرد اور عورتیں! جو اپنے گناہوں سے اس طرح معاف کرا لینے کے آسان ترین

فعل سے بھی گھبرائیں اور نماز نہ پڑھیں حالانکہ نماز نہ پڑھنے کی سزا دوزخ ہے کہ بے نماز مرد اور عورتیں کتنے بد نصیب ہیں کہ معمولی سی تکلیف کر کے بھی جنت کا ٹکٹ نہ خریدیں اور بے نماز رہنے کے باعث دوزخ میں جائیں۔ وما علینا الا البلاغ۔

پانچواں شاہد

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ ذَكَرَ الصَّلٰوةَ يَوْمًا وَّقَالَ مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهٗ نُوْرًا وَّبُرْهَانًا وَّنَجَاةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ لَّمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ تَكُنْ لَّهٗ نُوْرًا وَّلَا بُرْهَانًا وَّلَا نَجَاةً وَّكَانَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَاُبَيِّ ابْنِ خَلَفٍ۔

(رواہ احمد والدارمی والبیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو بن العاص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ تحقیق کہ آپؐ نے ایک دن نماز کا ذکر فرمایا۔ پھر فرمایا کہ جو شخص نماز پر حفاظت کرتا ہے تو یہ نماز اُس کے لئے نور کا سبب ہوگی (یعنی، کمال ایمان کی دلیل ہوگی اور قیامت کے دن بخشش کا ذریعہ ہوگی اور جو شخص نماز کی حفاظت نہ کرے، اس کے لئے نہ تو نور کا سبب ہوگی اور نہ کمال ایمان کا اور نہ ذریعہ بخشش کا۔ اور وہ قیامت کے دن قارون، فرعون، ہامان اور ابی ابن خلف کے ساتھ ہوگا۔

برادران اسلام!

گزشتہ حدیث شریف کو آنکھیں کھول کر اور کانوں کو متوجہ کر کے بار بار پڑھو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے ہیں کہ بے نماز کے لیے قیامت کے دن نہ نور نصیب ہوگا۔ نہ اس میں ایمان کا کمال پایا جائے گا اور نہ اس کے پاس ذریعہ بخشش کا ہوگا اور بے نماز قیامت کے دن ان کافروں کے ساتھ محشر میں اٹھایا جائیگا۔ قارون و فرعون اور ہامان اور ابی ابن خلف کے ساتھ جب ان کا ساتھ ہوگا تو جہاں وہ کافر جائیں گے، یعنی دوزخ میں، وہیں یہ بے نماز بھی ان کے ساتھ دوزخ میں جائیگا۔ پھر کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی برکت سے آپؐ شفاعت فرمائیں گے تب دوزخ سے نکل کر باہر آئیں گے۔ پھر اس شفاعت کی کوئی میعاد مقرر نہیں ہے کہ اتنی مدت تک ہو جائے گی۔ یہ میعاد فقط اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہے۔

اے بے نماز!

میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں یہ حالات پیش کر رہا ہوں تاکہ تم قیامت کے دن اللہ تعالیٰ پر یہ الزام نہ لگا سکو کہ اے اللہ! ہمیں تو ان باتوں کا دنیا میں علم ہی نہیں ہوا، جو اب بے نماز ہونے کی وجہ سے پیش آ رہی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں قیامت کے دن یہ عذر پیش کرو کہ یا رسول اللہؐ! ہمیں تو آپ کے کسی خادم دین نے یہ باتیں بتلائی ہی نہیں تھیں۔

چھٹا شاہد

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ كَتَبَ اِلٰى عُمَّالِهٖ اَنَّ اَهَمَّ اُمُوْرِكُمْ عِنْدِيَ الصَّلٰوةُ مَنْ حَفِظَهَا وَحَافَظَ عَلَيْهَا حَفِظَ دِيْنَهٗ وَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا اَضْيَعُ ثُمَّ كَتَبَ اَنَّ صَلٰوةَ الظُّهْرِ اَنْ كَانَ الْفَيْءُ ذِرَاعًا اِلٰى اَنْ يَّكُوْنَ ظِلُّ اَحَدِكُمْ مِثْلَهٗ وَالْعَصْرُ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ قَدْرَ مَا يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فَرْسَخَيْنِ اَوْ ثَلَاثَةً قَبْلَ مَغِيْبِ الشَّمْسِ وَالْمَغْرِبَ اِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ وَالْعِشَاءَ اِذَا غَابَ الشَّفَقُ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهٗ فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهٗ فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهٗ وَالصُّبْحَ وَالنُّجُوْمُ بَادِيَةٌ مُّشْتَبِكَةٌ۔

(رواہ مالک)

ترجمہ: عمرؓ بن الخطاب سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے عاملوں (حاکموں) کو یہ لکھا کہ تمہارے کاموں میں میرے نزدیک سب سے اہم نماز ہے۔ پس جس نے محافظت کی نماز کی، اور محفوظ رکھا اس کو۔ اس نے محافظت اپنے دین کی کی اور جس نے نماز کو ضائع کیا پس وہ ضائع کرنے والا ہے، بہت اس چیز کو جو نماز کے سوا ہے اس کے بعد عمرؓ بن الخطاب نے لکھا کہ نماز ظہر کی پڑھ جب سایہ اصلی مثل ایک ہاتھ ہو اور اس وقت تک جب کہ تمہارا سایہ تمہارے قد کے برابر ہو اور عصر کی نماز اُس وقت تک پڑھو جب کہ آفتاب، اونچا سفید اور صاف ہو (یعنی سورج ڈوبنے میں اتنا وقت ہو) کہ آدمی سورج ڈوبنے سے پہلے چھ میل یا نو میل طے کر سکے اور مغرب کی نماز سورج غروب ہو جانے کے بعد پڑھو اور عشاء کی نماز پڑھو، جب کہ شفق جاتی رہے، تہائی رات تک۔ پس جو شخص کہ سو جائے (عشا پڑھنے سے پہلے) اس کی آنکھیں نہ سوئیں پس جو شخص سو جائے (عشا پڑھنے سے پہلے) اس کی آنکھیں نہ سوئیں اور صبح کی نماز پڑھو، جب ستارے ظاہر ہوں، گہرے شدہ۔

ساتواں شاہد

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَّلَا فِضَّةٍ لَّا يُؤَدِّيْ مِنْهَا حَقَّهَا اِلَّا اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ صُفِّحَتْ لَهٗ صَفَائِحُ مِنْ نَّارٍ فَاُحْمِيَ عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَيُكْوٰى بِهَا جَنْبُهٗ وَجَبِيْنُهٗ وَظَهْرُهٗ كُلَّمَا رُدَّتْ اُعِيْدَتْ لَهٗ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرٰى سَبِيْلَهٗ اِمَّا اِلَى الْجَنَّةِ وَاِمَّا اِلَى النَّارِ. قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْاِبِلُ قَالَ وَلَا صَاحِبُ اِبِلٍ لَّا يُؤَدِّيْ مِنْهَا حَقَّهَا وَمِنْ حَقِّهَا حَلْبُهَا يَوْمَ وِرْدِهَا

اِلَّا اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ اَوْفَرَ مَا كَانَتْ لَا يَفْقِدُ مِنْهَا فَصِيْلًا وَاحِدًا تَطَأُهٗ بِاَخْفَافِهَا وَ تَعَضُّهٗ بِاَفْوَاهِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ اَوْلٰهَا رُدَّ عَلَيْهِ اٰخِرُهَا فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرٰى سَبِيْلَهٗ اِمَّا اِلَى الْجَنَّةِ وَ اِمَّا اِلَى النَّارِ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْبَقَرُ وَالْغَنَمُ قَالَ وَلَا صَاحِبُ بَقَرٍ وَلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّيْ مِنْهَا حَقَّهَا اِلَّا اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ لَا يَفْقِدُ مِنْهَا شَيْئًا لَيْسَ فِيْهَا عَصْبَاءُ وَ لَا جَلْجَاءُ وَ لَا عَضْبَاءُ تَنْطَحُهٗ بِقُرُوْنِهَا وَ تَطَأُهٗ بِاَظْلَافِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ اُوْلٰهَا رُدَّ عَلَيْهِ اُخْرَاهَا فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرٰى سَبِيْلَهٗ اِمَّا اِلَى الْجَنَّةِ وَ اِمَّا اِلَى النَّارِ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْخَيْلُ قَالَ فَالْخَيْلُ ثَلٰثَةٌ هِيَ لِرَجُلٍ وِزْرٌ وَهِيَ لِرَجُلٍ سِتْرٌ وَهِيَ لِرَجُلٍ اَجْرٌ فَاَمَّا الَّتِيْ هِيَ لَهٗ وِزْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا رِيَاءً وَ فَخْرًا وَ نِوَاءً عَلٰى اَهْلِ الْاِسْلَامِ فَهِيَ لَهٗ وِزْرٌ وَ اَمَّا الَّتِيْ هِيَ لَهٗ سِتْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِيْ ظُهُوْرِهَا وَلَا رِقَابِهَا فَهِيَ لَهٗ سِتْرٌ وَ اَمَّا الَّتِيْ هِيَ لَهٗ اَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِيْ ظُهُوْرِهَا وَلَا رِقَابِهَا فَهِيَ لَهٗ سِتْرٌ وَ اَمَّا الَّتِيْ هِيَ لَهٗ اَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ فِيْ مَرْجٍ وَّ رَوْضَةٍ فَمَا اَكَلَتْ مِنْ ذٰلِكَ الْمَرْجِ اَوِ الرَّوْضَةِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا كُتِبَ لَهٗ عَدَدَ مَا اَكَلَتْ حَسَنَاتٍ وَّ كُتِبَ لَهٗ عَدَدَ اَرْوَاثِهَا وَ اَبْوَالِهَا حَسَنَاتٌ وَلَا يَقْطَعُ طِوَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا اَوْ شَرَفَيْنِ اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ عَدَدَ اٰثَارِهَا وَ اَرْوَاثِهَا حَسَنَاتٍ وَلَا مَرَّ بِهَا صَاحِبُهَا عَلٰى نَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَا يُرِيْدُ اَنْ يَسْقِيَهَا اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ عَدَدَ مَا شَرِبَتْ حَسَنَاتٍ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْحُمُرُ قَالَ مَا اَنْزَلَ عَلَيَّ فِي الْحُمُرِ شَيْئٌ اِلَّا هٰذِهِ الْاٰيَةُ الْفَاذَّةُ الْجَامِعَةُ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَ مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ:- ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو شخص سونے یا چاندی کا مالک ہو اور وہ اس کے حق کو نہ ادا کرے (یعنی زکوٰۃ نہ دے) تو قیامت کے دن اس کے لئے اس سونے چاندی کی تختیاں بنائی جائیں گی۔ جن کو آگ میں تپایا جائیگا اور ان تختیوں سے اس کے پہلوؤں اور پیشانی اور پشت پر داغ دیا جائیگا اور جب وہ ٹھنڈی ہو جائیں گی۔ تو پھر دوزخ کی آگ میں گرم کیا اور تپایا جائے گا۔ اور پھر داغ دیا جائے گا اور ہمیشہ اسی طرح ہوتا رہے گا اور یہ دن جس دن ایسا کیا جائیگا۔ اتنا بڑا ہو گا۔ جس کی مقدار دُنیا کے پچاس ہزار سالوں کے برابر ہو گی۔ یہاں تک کہ بندوں کا حساب و کتاب ختم ہو جائیگا اور جنّت میں جانے والوں کو جنّت میں اور دوزخیوں کو دوزخ میں بھیج دیا جائیگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو سُن کر آپ سے پوچھا گیا۔ کہ یا رسول اللہ (یہ حکم زر نقد کا ہے) اونٹوں کا کیا حکم ہے۔ آپؐ نے فرمایا اونٹوں والا بھی اگر اونٹوں کا حق (زکوٰۃ) نہیں ادا کرے گا۔ اور اونٹوں کا ایک حق یہ بھی ہے کہ جس روز ان کو پانی پلایا جائے۔ ان کا دودھ دوہا جائے۔ (اور مسکینوں کو پلایا جائے) تو قیامت کے دن اونٹوں کے مالک کو مونہہ کے بل اوندھا اونٹوں کے سامنے ایک ہموار میدان میں ڈالا جائے گا۔ اور اس کے سارے اونٹ معہ بچوں کے وہاں موجود ہوں گے۔ یعنی تعداد میں پورے ہونگے اور اونٹوں کا مالک ان میں سے ایک کو بھی کم نہ پائے گا۔ یہاں تک کہ ایک بچہ بھی کم نہ ہو گا۔ اور یہ اونٹ اور بچے جو خوب موٹے ہوں گے اپنے پاؤں سے اپنے مالک کو روندیں اور کچلیں گے۔ اور اپنے دانتوں سے کاٹیں گے اور جب ان اونٹوں کی ایک قطار روند کر کچل کر اور کاٹ کر چلی جائے گی تو دوسری قطار آئے گی۔ اور روندے اور کچلے اور کاٹے گی۔ اور ہمیشہ اسی طرح ہوتا رہے گا اور جس دن یہ ہو گا۔ اس دن کی مقدار پچاس ہزار برس کی ہو گی۔ یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا اور وہ جنّت اور دوزخ کی جانب اپنی اپنی راہ اختیار کر لیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا یہ بیان سُن کر پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ گایوں اور بکریوں کے مالک کا کیا حال ہو گا۔ آپؐ نے فرمایا۔ گایوں اور بکریوں کے مالک کو جو ان کا حق (زکوٰۃ) ادا نہ کرے۔ قیامت کے دن ایک ہموار میدان میں منہ کے بل ڈالا جائے گا۔ اور اس کی گایوں اور بکریوں میں کچھ بھی کم نہ ہو گا۔ ان کے سینگ مُڑے نہ ہوں گے، نہ ٹوٹے ہونگے اور نہ وہ منڈی یعنی بلا سینگ کی ہوں گی۔ یعنی سب کے سروں پر سینگ ہوں گے اور سالم ہونگی۔ یہ گائیں اور بکریاں اپنے سینگوں سے اپنے مالک کو ماریں گی۔ اپنے کھروں سے کچلیں اور روندیں گی اور جب ایک قطار اپنا کام کر کے چلی جائے گی۔ تو دوسری قطار آ کر اپنا کام کرے گی اور یہ برابر ہوتا رہے گا اور جس دن یہ ہو گا۔ اس کی مقدار پچاس ہزار برس کی ہو گی۔ یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا اور وہ اپنے اپنے راستوں کو جنّت اور دوزخ کی طرف اختیار کر لیں گے۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اس بیان کو سُن کر پوچھا گیا۔ یا رسول اللہؐ! گھوڑوں کا کیا حکم ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ گھوڑے تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک تو آدمی کے لئے گناہ کا سبب ہوتے ہیں اور ایک آدمی کے لئے پردہ ہوتے ہیں۔ اور ایک آدمی کے لئے ثواب کا سبب ہوتے ہیں۔ پس وہ گھوڑے جو گناہ کا سبب ہوتے ہیں۔ اس شخص کے گھوڑے ہیں۔ جن کو اس نے اظہار فخر و غرور اور ریاء کے لئے باندھا یا مسلمانوں سے دشمنی کے لئے۔ اور وہ

اپنی والدہ کے کمرے میں بھی جانا ہو تو اجازت لے کر جاؤ

عطاء بن یسارؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کیا میں اپنی ماں کے پاس جانے کے لئے بھی پہلے اجازت طلب کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! ماں کے پاس جانے کے لئے بھی اجازت لو۔ اس شخص نے عرض کیا کہ میں ماں کے ساتھ ہی گھر میں رہتا ہوں (تو کیا ایسی صورت میں بھی میرے لئے اجازت لینا ضروری ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اجازت لے کر ہی جاؤ۔ اس شخص نے عرض کیا کہ میں ہی اس کا خادم ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، اجازت لے کر ہی جاؤ۔ کیا تم یہ پسند کرو گے کہ اس کو برہنہ دیکھو؟ اس شخص نے عرض کیا کہ یہ تو ہرگز پسند نہیں کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو پھر اجازت لے کر ہی جاؤ۔ موطا امام مالک

گھوڑے جو آدمی کے لئے پردہ ہیں۔ اس شخص کے گھوڑے ہیں۔ جن کو اس نے خدا کی راہ میں کام لینے کے لئے باندھا ہے اور اُن کی پشت اور گردنوں میں وہ خدا کے حق کو فراموش نہیں کرتا۔ یہ گھوڑے اس شخص کے لئے پردہ ہوں گے اور وہ گھوڑے جو ثواب کا سبب ہوتے ہیں۔ اس شخص کے گھوڑے ہیں۔ جن کو اس نے مسلمانوں کے لئے خدا کی راہ میں لڑنے کے لئے باندھا اور چراگاہوں اور سبزہ میں رکھا جس قدر وہ گھوڑے کھاتے ہیں اُس کے حساب میں سبزہ کی مقدار کے موافق نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور ان کی لید اور پیشاب بھی نیکیوں میں شمار ہوتا ہے۔ اور جو گھوڑا رسّی توڑ کر ایک یا دو میدانوں میں دوڑتا ہے خدا تعالےٰ اس کے قدموں کے نشانات اور لید کو بھی نیکیوں میں لکھتا ہے۔ اور ان کا مالک جب ان کو نہر پر لے جاتا ہے اور وہ نہر سے پانی پیتے ہیں۔ اگرچہ مالک کا ارادہ ان کو پانی پلانے کا نہ ہو۔ تو پانی کی مقدار کے موافق اس کے حساب میں نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ یہ بیان سُن کر صحابہؓ نے پوچھا۔ یا رسول اللہؐ گدھوں کا کیا حکم ہے۔ آپؐ نے فرمایا مجھ پر گدھوں کا حکم نازل نہیں کیا گیا۔ مگر صرف یہ ایک جامع آیت فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ

یعنی جو شخص ایک ذرّہ کے برابر نیکی کریگا۔ اس کو دیکھے گا۔ اور جو شخص کرے گا ایک ذرہ بھر بُرائی اس کو بھی دیکھے گا۔

(رواہ مسلم)

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۱ ربیع الثانی ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۴ر اکتوبر ۱۹۶۰ء

از:— جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد

وما اٰتٰکم الرسول فخذوہ وما نہٰکم عنہ فانتہوا

(الآیۃ سورۃ الحشر رکوع ۱)

ترجمہ:-

اور جو کچھ تمہیں رسول دے اُسے لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو

قسط دوم ۲ اور اس کے دو حصے ہیں

حصہ اوّل کے شواہد

یعنی، روزہ کی متعلقہ احادیث

پہلی حدیث

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَ فِیْ رِوَایَۃٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّۃِ وَ غُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَھَنَّمَ وَ سُلْسِلَتِ الشَّیَاطِیْنُ وَ فِیْ رِوَایَۃٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الرَّحْمَۃِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

ترجمہ:- ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جب ماہ رمضان شروع ہوتا ہے تو دروازے آسمان کے کھولے جاتے ہیں۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ بہشت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اور شیطانوں کو قید کر دیا جاتا ہے اور ایک روایت میں ہے۔ کہ رحمت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔

دوسری حدیث

عَنْ سَھْلِ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْجَنَّۃِ ثَمَانِیَۃُ اَبْوَابٍ مِنْھَا بَابٌ یُسَمّٰی الرَّیَّانَ لَا یَدْخُلُہٗ اِلَّا الصَّآئِمُوْنَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

ترجمہ:- سہل بن سعدؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ بہشت میں آٹھ دروازے ہیں۔ ان میں سے ایک دروازے کا نام ریان ہے۔ اس میں سے فقط روزہ دار داخل ہوں گے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ

جو شخص

بہشت کے اس دروازے سے داخل ہونا چاہتا ہے۔ اس کا فرض ہے کہ روزے رکھے۔

تیسری حدیث

ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جس شخص نے عقیدت اور ایمان کے ساتھ اور ثواب حاصل کرنے کی نیت سے روزہ رکھا اس کے تمام پہلے گناہ بخشے جائیں گے اور جو شخص کھڑا ہوا۔ یعنی عبادت کی۔ تراویح پڑھیں اور شب قدر کو جاگا۔ یا تلاوت قرآن مجید کی۔ یا طواف (عمرہ) کیا۔ رمضان میں عقیدت و ایمان کے ساتھ اور ثواب حاصل کرنے کی غرض سے۔ اس کے پہلے تمام گناہ بخشے جائینگے۔

حاصل

شرائط مذکورۃ الصدر کے ساتھ روزہ رکھا۔ تو اس شخص کے تمام پہلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ علیٰ ہذا القیاس جس شخص نے رمضان شریف کی راتوں میں عبادت کی۔ اس کے بھی پہلے گناہ تمام بخش دیئے جائیں گے۔ ذٰلک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشآء۔

چوتھی حدیث

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ یُضَاعَفُ الْحَسَنَۃُ بِعَشْرِ اَمْثَالِھَا اِلٰی سَبْعِمِائَۃِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِلَّا الصَّوْمُ فَاِنَّہٗ لِیْ وَ اَنَا اَجْزِیْ بِہٖ یَدَعُ شَھْوَتَہٗ وَ طَعَامَہٗ مِنْ اَجْلِیْ لِلصَّآئِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَۃٌ عِنْدَ فِطْرِہٖ وَ فَرْحَۃٌ عِنْدَ لِقَآءِ رَبِّہٖ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّآئِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ رِّیْحِ الْمِسْکِ وَالصِّیَامُ جُنَّۃٌ وَ اِذَا کَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِکُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّہٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَہٗ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ امْرُؤٌ صَائِمٌ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

ترجمہ:- ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ انسان کے ہر نیک عمل کا ثواب زیادہ کیا جاتا ہے۔ اس طرح کہ ایک ایک نیکی کا ثواب دس گنا ملتا ہے۔ یہاں تک کہ سات سو گنا تک یہ ثواب پہنچ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ روزہ کا ثواب اس سے بھی بالاتر ہے اس لئے کہ روزہ صرف میرے لئے ہے۔ یعنی بندہ اس کو صرف میری خوشنودی کے لئے رکھتا ہے۔ اور میں اس کی جزا دوں گا۔ (روزہ دار) اپنی خواہشات کو چھوڑتا ہے اور اپنے کھانے کو صرف میری خوشی کے لئے۔ اور روزہ دار کے لئے دو خوشیاں حاصل ہوتی ہیں۔ ایک خوشی روزہ کھولنے کے وقت اور دوسری خوشی اپنے پروردگار سے ملاقات کرنے کے وقت۔ اور روزہ دار کے منہ کی بُو خدا کے نزدیک مشک سے زیادہ خوشبودار ہوتی ہے۔ اور روزہ ڈھال ہے۔ (کہ اس کے سبب سے دنیا میں بندہ شیطان کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔ اور آخرت میں دوزخ کی آگ سے) اور جب تم میں سے کسی

ایک، کا روزہ ہو۔ تو وہ نہ تو فحش باتیں کرے اور نہ بیہودگی سے چلائے۔ اور اگر اس کو کوئی بُرا کہے۔ یا اس سے کوئی لڑنے کا ارادہ کرے۔ تو وہ اس سے کہہ دے۔ کہ میں روزہ دار ہوں۔ (مجھ کو بُرا کہنا یا کسی سے لڑنا دیبا نہیں ہے۔)

پانچویں حدیث

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ اَوَّلُ لَیْلَةٍ مِّنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّیَاطِیْنُ وَ مَرَدَةُ الْجِنِّ وَ غُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ یُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ یُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ وَ یُنَادِیْ مُنَادٍ یَا بَاغِیَ الْخَیْرِ اَقْبِلْ وَ یَا بَاغِیَ الشَّرِّ اَقْصِرْ وَ لِلّٰهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ وَ ذٰلِكَ کُلَّ لَیْلَةٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَ ابْنِ مَاجَةَ وَ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

ترجمہ:۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جس وقت رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے شیطان قید کر دیئے جاتے ہیں اور سرکش جن قید کر دیئے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کا کوئی دروازہ بھی نہیں کھولا جاتا۔ اور جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور اس کا کوئی دروازہ بند نہیں رکھا جاتا۔ اور ایک اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے۔ یہ کہ اے نیکی کے طالب نیکی کی طرف متوجہ ہو اور اے برائی کا ارادہ رکھنے والے برائی سے باز رہو۔ اور اللہ (تعالےٰ) اس مبارک مہینہ میں بہت سے لوگوں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے اور اس طرح ہر رات کو ہوتا ہے۔ (یعنی منادی کرنے والا روزانہ رات کو یہ اعلان کرتا ہے۔)

چھٹی حدیث

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتَاکُمْ رَمَضَانُ شَهْرٌ مُّبَارَكٌ فَرَضَ اللّٰهُ عَلَیْکُمْ صِیَامَهٗ تُفْتَحُ فِیْهِ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَ تُغْلَقُ فِیْهِ اَبْوَابُ الْجَحِیْمِ وَ تُغَلُّ فِیْهِ مَرَدَةُ الشَّیَاطِیْنِ لِلّٰهِ لَیْلَةٌ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ مَنْ حُرِمَ خَیْرَهَا فَقَدْ حُرِمَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ النَّسَائِیُّ۔

ترجمہ:۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ تمہارے پاس رمضان کا بابرکت مہینہ آیا ہے جس کے روزے خدا نے تم پر فرض کئے ہیں اس مہینہ میں آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کئے جاتے ہیں۔ اور سرکش شیطانوں کو طوق پہنایا جاتا ہے۔ اس مہینہ میں خدا کی ایک خاص رات ہے۔ جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ جو شخص اس کی بھلائی سے محروم رہا۔ ہر بھلائی سے محروم رہا۔

ساتویں حدیث

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصِّیَامُ وَالْقُرْاٰنُ یَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ یَقُوْلُ الصِّیَامُ اَیْ رَبِّ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْهِ وَیَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّیْلِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْهِ فَیُشَفَّعَانِ رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔

ترجمہ:۔ عبداللہؓ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ رمضان اور قرآن بندہ کی سفارش کریں گے۔ چنانچہ روزہ یہ کہے گا۔ کہ اے پروردگار میں نے اس کو کھانے اور خواہشات سے دن میں روکے رکھا۔ پس اس کے لئے میری سفارش کو قبول فرما۔ اور قرآن یہ کہے گا۔ کہ میں نے اس کو رات کی نیند سے باز رکھا۔ یعنی سونے نہیں دیا۔ پس اس کے حق میں میری سفارش قبول کر۔ پس اُن کی سفارشیں قبول کی جائیں گی۔

آٹھویں حدیث

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِیِّ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ اٰخِرِ یَوْمٍ مِّنْ شَعْبَانَ فَقَالَ یَا اَیُّهَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّکُمْ شَهْرٌ عَظِیْمٌ شَهْرٌ مُّبَارَكٌ شَهْرٌ فِیْهِ لَیْلَةٌ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللّٰهُ صِیَامَ نَهَارِهٖ فَرِیْضَةً وَّ قِیَامَ لَیْلِهٖ تَطَوُّعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِیْهِ بِخَصْلَةٍ مِّنَ الْخَیْرِ کَانَ کَمَنْ اَدَّیٰ فَرِیْضَةً فِیْمَا سِوَاهُ وَ مَنْ اَدَّیٰ فَرِیْضَةً فِیْهِ کَانَ کَمَنْ اَدَّیٰ سَبْعِیْنَ فَرِیْضَةً فِیْمَا سِوَاهُ وَ هُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَ شَهْرُ الْمُوَاسَاةِ وَ شَهْرٌ یُزَادُ فِیْهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ مَنْ فَطَّرَ فِیْهِ صَائِمًا کَانَ لَهٗ مَغْفِرَةً لِّذُنُوْبِهٖ وَعِتْقُ رَقَبَتِهٖ مِنَ النَّارِ وَ کَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْتَقِصَ مِنْ اَجْرِهٖ شَیْءٌ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَیْسَ کُلُّنَا نَجِدُ مَا نُفَطِّرُ بِهِ الصَّائِمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُعْطِی اللّٰهُ هٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰی مَذْقَةِ لَبَنٍ اَوْ تَمْرَةٍ اَوْ شَرْبَةٍ مِّنْ مَّاءٍ وَمَنْ اَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِیْ شَرْبَةً لَا یَظْمَأُ حَتّٰی یَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَ هُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهٗ رَحْمَةٌ وَ اَوْسَطُهٗ مَغْفِرَةٌ وَ اٰخِرُهٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ وَ مَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوْکِهٖ فِیْهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ وَاَعْتَقَهٗ مِنَ النَّارِ رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔

ترجمہ:۔ سلمانؓ فارسی سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ شعبان کے آخری دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے خطبہ دیا۔ اور فرمایا کہ اے لوگو۔ ایک بڑے مہینہ نے تم پر سایہ ڈالا ہے۔ جو بڑا بابرکت مہینہ ہے۔ یہ ایسا مہینہ ہے۔ کہ اس میں ایک رات ہے۔ جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ کے روزے فرض قرار دیئے ہیں اور اس کی رات کی عبادت نفل قرار دی ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں کسی نیکی سے خدا کا قرب تلاش کرے یعنی خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے نفل عبادت کرے۔ اس کا ثواب اتنا ہی ہوتا ہے۔ جتنا رمضان کے مہینہ کے سوا دوسرے مہینوں میں ستر فرض ادا کرنے کا ثواب۔ اور یہ مہینہ صبر کا مہینہ ہے۔ اور صبر کا ثواب جنت ہے۔

اور یہ مہینہ غمخواری کا ہے۔ یہ مہینہ ایک ایسا مہینہ ہے۔ جس میں مومن کا رزق زیادہ کیا جاتا ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے وہ اس کے لئے گناہوں کی بخشش کا باعث ہوتا ہے۔ اور دوزخ کی آگ سے نجات کا ذریعہ اور روزہ دار کے ثواب کے برابر اس کو ثواب ملتا ہے اور اس سے روزہ دار کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں ہوتی۔ ہم نے پوچھا۔ یا رسول اللہ سب کے پاس اتنا سامان نہیں ہے کہ اس سے ہم روزہ داروں کے روزے افطار کرائیں۔ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی عطا فرماتا ہے۔ جو لسّی کے ایک گھونٹ یا ایک کھجور یا پانی کے ایک گھونٹ سے کسی کا روزہ افطار کرائے اور جو شخص روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے۔ اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض سے پانی پلائے گا۔ کہ پھر کبھی اس کو پیاس نہیں لگے گی۔ یہاں تک کہ وہ جنّت میں جائے اور یہ مہینہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کی ابتدا رحمت ہے۔ درمیان میں مغفرت اور آخر میں دوزخ سے نجات ہے۔ اور جس شخص نے اس مہینہ میں اپنے غلام (روزہ دار سے) کم کام لیا۔ اور اس کے کام میں تخفیف کر دی۔ اللہ (تعالےٰ) اسے بخشتا ہے۔ اور دوزخ سے نجات دیتا ہے۔

حصّہ دوم کے شواہد

یعنی حج کی متعلّقہ احادیث

پہلی حدیث

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا اَیُّهَا النَّاسُ قَدْ فَرَضَ عَلَیْکُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوْا فَقَالَ رَجُلٌ اَکُلَّ عَامٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَسَکَتَ حَتّٰی قَالَهَا ثَلٰثًا فَقَالَ لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ ثُمَّ قَالَ ذَرُوْنِیْ مَا تَرَکْتُکُمْ فَاِنَّمَا هَلَکَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ بِکَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰی اَنْبِیَائِهِمْ فَاِذَا اَمَرْتُکُمْ بِشَیْءٍ فَاْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاِذَا نَهَیْتُکُمْ عَنْ شَیْءٍ فَدَعُوْهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ:۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہا۔ کہ ہم لوگوں کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا۔ اور فرمایا۔ لوگو تم پر حج فرض کیا گیا ہے۔ ایک شخص نے پوچھا۔ یا رسول اللہ۔ کیا ہر سال ہم حج کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سُن کر خاموش رہے یہاں تک کہ اس شخص نے یہ بات تین مرتبہ کہی۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ اگر میں کہہ دُوں کہ ہاں۔ تو البتّہ حج ہر سال فرض ہو جاتا اور تم اس کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ تم مجھے چھوڑ دو۔ جب تک کہ چھوڑوں میں تم کو (یعنی مجھ سے یہ نہ پوچھو۔ کہ یہ فعل کتنا ہے اور کیسا ہے۔ جبتک میں خود تم سے بیان نہ کروں۔ اس لئے کہ وہ لوگ جو تم سے پہلے تھے کثرت سوال اور اپنے انبیاءؑ کے متعلق باہمی اختلاف کے سبب ہی سے ہلاک ہوتے تھے۔ جب میں تم کو کسی بات کا حکم دُوں۔ تو اپنی قوّت کے موافق اس کو ادا کرو۔ اور جب میں تم کو کسی بات سے منع کروں۔ تو تم اس کو چھوڑ دو۔

حاصل

یہ نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو فرمائیں۔ اس پر بلا کم و کاست عمل کریں اور جس چیز سے روکیں مسلمان کا فرض ہے کہ رُک جائے۔ عِلّت پوچھنے کی ضرورت نہیں۔

دوسری حدیث

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ کَیَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ متّفق علیہ۔

ترجمہ:۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے حج کرے۔ اور اس میں (اپنی بیوی سے) صحبت نہ کرے۔ یا بیہودہ کلام نہ کرے۔ اور فسق (یعنی گناہ کبیرہ) نہ کرے۔ تو وہ (حاجی ایسا پاک وصاف) ہو کر آتا ہے۔ گویا آج ہی اس کی ماں نے اس کو جنا ہے۔

ایسے ہی حج

کو حج مبرور کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ایسا حج ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العٰلمین

تیسری حدیث

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْعُمْرَةُ اِلَی الْعُمْرَةِ کَفَّارَةٌ لِّمَا بَیْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَیْسَ لَهٗ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّةُ متّفق علیہ۔

ترجمہ:۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ کرنے سے دونوں کے درمیان کے گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ اور حج مبرور اس کی جزاء سوائے بہشت کے اور کوئی چیز نہیں ہے۔

کیسے خوش نصیب

ہیں۔ وہ لوگ۔ جن کو اللہ تعالیٰ حج مبرور کی توفیق عطا فرمائے۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔

چوتھی حدیث

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ عُمْرَةً فِیْ رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً متّفق علیہ۔

ترجمہ:۔ عبداللہؓ بن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تحقیق رمضان میں عمرہ کرنا (اس کا ثواب) حج کے برابر ہے۔

جن لوگوں

کو رمضان مبارک میں عمرہ نصیب ہو جائے۔ وہ کیسے مبارک لوگ ہیں۔ اللّٰھمّ وفقنا لِمَا تحبّ و ترضٰی۔

پانچویں حدیث

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ امْرَاَةً مِنْ خَثْعَمَ قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فَرِیْضَةَ اللّٰهِ عَلٰی عِبَادِهٖ فِی الْحَجِّ اَدْرَکَتْ اَبِیْ

شَيْئًا كَبِيْرًا لَا يَثْبُتُ عَلَى الرَّاحِلَةِ أَفَأَحُجُّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ وَ ذٰلِكَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ متفق علیہ۔

ترجمہ:- ابن عباسؓ کہتے ہیں۔ کہ (قبیلہ) خثعم کی ایک عورت نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ اللہ تعالیٰ کے حج فرض نے میرے بوڑھے باپ کو پا لیا (یعنی خدا تعالےٰ نے اپنے بندوں پر حج کو فرض کیا ہے۔ اور وہ فرض میرے باپ پر اس وقت عائد ہوا ہے۔ جبکہ وہ بوڑھا ہو چکا ہے اور) سواری پر نہیں چل سکتا۔ کیا میں اس کی طرف سے حج کر لوں۔ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری حج (حجۃ الوداع) کا واقعہ ہے۔

چھٹی حدیث

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَتٰى رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اُخْتِيْ نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ وَ اِنَّهَا مَاتَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ عَلَيْهَا دَيْنٌ اَكُنْتَ قَاضِيَهٗ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاقْضِ دَيْنَ اللّٰهِ فَهُوَ اَحَقُّ بِالْقَضَاءِ متفق علیہ۔

ترجمہ:- ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ پس کہا۔ تحقیق میری بہن نے حج کرنے کی نذر مانی تھی۔ اور تحقیق وہ (نذر ادا کئے بغیر) مر گئی ہے۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر اس پر قرض ہوتا کیا تو اس کو ادا کرتا۔ کہا ہاں (ادا کرنا پڑتا) آپؐ نے فرمایا۔ پس تو (اس کی طرف سے) اللہ (تعالیٰ) کا قرض ادا کر۔ پس یہ قرض ادا کرنے کا زیادہ حقدار ہے۔

الحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات۔

تین مرتبہ سلام کریں، اگر جواب نہ ملے تو واپس چلے جائیں

حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر پہ تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ کہا تو میرے والد نے بہت آہستہ سے سلام کا جواب دیا۔ میں نے کہا کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر تشریف لانے کے لئے کیوں عرض نہیں کرتے؟ میرے والد نے فرمایا کہ بولو مت، ایسے ہی رہنے دو، تاکہ آپ بار بار ہمارے لئے سلام فرمائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ ارشاد فرمایا السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ حضرت سعدؓ نے پھر اسی طرح چپکے سے جواب دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ (اور جب جواب نہیں سنا تو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس لوٹنے لگے تو حضرت سعدؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے آئے اور عرض کیا کہ میں آپ کا سلام سنتا تھا اور چپکے سے جواب دیتا تھا، تاکہ آپ بار بار ہمارے لئے سلام فرمائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سعدؓ کے ساتھ ان ان کے گھر آ گئے۔ حضرت سعدؓ نے اپنے گھر والوں کو حکم دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کا انتظام کیا جائے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل فرمایا۔ پھر حضرت سعدؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک چادر دی جسے آپ نے اشمال کے طریقے پر (عرب کا مخصوص طریقہ) باندھ لیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھا کے اس طرح دعا فرمائی: اے اللہ! اپنی خاص نوازشیں اور رحمتیں نازل فرما سعد کے گھر والوں پر۔ سنن ابوداؤد

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۱ر اکتوبر ۱۹۶۰ء

از ــــ جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ ۔ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی ۔ اما بعد

وما اٰتٰکم الرسول فخذوہ وما نہٰکم عنہ فانتہوا

(الآیۃ سورۃ الحشر رکوع ۱ پارہ ۲۸)

ترجمہ :۔ اور جو کچھ تمہیں رسول دے، اسے لے لو، اور جس چیز سے منع کرے، اس سے باز رہو

کے متعلق تیسری قسط

جو تعزیرات شرعیہ کے متعلق ہے

پہلی تعزیر جو زنا کے متعلق ہے

اس کے شواہد احادیث میں سے

پہلی حدیث

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ وَ زَیْدِ ابْنِ خَالِدٍ اِنَّ رَجُلَیْنِ اخْتَصَمَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ فَقَالَ اَحَدُھُمَا اقْضِ بَیْنَنَا بِکِتَابِ اللّٰہِ وَ قَالَ الْاٰخِرُ اَجَلْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَاقْضِ بَیْنَنَا بِکِتَابِ اللّٰہِ وَ اْذَنْ لِیْ اَنْ اَتَکَلَّمَ قَالَ تَکَلَّمْ قَالَ اِنَّ ابْنِیْ کَانَ عَسِیْفًا عَلٰی ھٰذَا فَزَنٰی بِامْرَاَتِہٖ فَاَخْبَرُوْنِیْ اَنَّ عَلٰی ابْنِیَ الرَّجْمَ فَافْتَدَیْتُ مِنْہُ بِمِائَۃِ شَاۃٍ وَ بِجَارِیَۃٍ لِیْ ثُمَّ اِنِّیْ سَاَلْتُ اَھْلَ الْعِلْمِ فَاَخْبَرُوْنِیْ اَنَّ عَلٰی ابْنِیْ جَلْدُ مِائَۃٍ وَ تَغْرِیْبُ عَامٍ وَ اِنَّمَا الرَّجْمُ عَلٰی امْرَاَتِہٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اَمَا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَاَقْضِیَنَّ بَیْنَکُمَا بِکِتَابِ اللّٰہِ اَمَّا غَنَمُکَ وَ جَارِیَتُکَ فَرَدٌّ عَلَیْکَ وَ اَمَّا ابْنُکَ فَعَلَیْہِ جَلْدُ مِائَۃٍ وَّ تَغْرِیْبُ عَامٍ وَ اَمَّا اَنْتَ یَا اُنَیْسُ فَاغْدُ اِلٰی امْرَاَۃِ ھٰذَا فَاِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْھَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَھَا ۔ متفق علیہ ۔

ترجمہ :۔ ابوہریرہؓ اور زیدؓ بن خالد کہتے ہیں ۔ کہ دو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لڑتے جھگڑتے آئے ۔ ان میں سے ایک نے کہا ۔ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کیجئے ۔ دوسرے نے کہا ہاں یا رسول اللہؐ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے موافق حکم کیجئے ۔ اور مجھ کو واقعہ عرض کرنے کی اجازت دیجئے ۔ آپؐ نے فرمایا ۔ بیان کرو ۔ اس نے کہا ۔ میرا بیٹا اس شخص کے ہاں مزدوری کرتا تھا ۔ اس نے اس کی بیوی سے زنا کیا ۔ لوگوں نے مجھ سے کہا کہ تیرے بیٹے کو سنگسار کیا جائے گا ۔ میں نے اس کے بدلہ میں سو بکریاں اور ایک لونڈی دے دی ۔ پھر میں نے علماء سے مسئلہ پوچھا ۔ انہوں نے کہا ۔ کہ تیرے بیٹے کو سو دُرّے لگائے جائیں گے اور ایک سال کے لئے جلاوطن کیا جائے گا ۔ اور سنگساری کی سزا اس کی عورت کو ملے گی ۔ اس لئے کہ وہ شادی شدہ ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ سُن کر فرمایا ۔ خبردار ! قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ۔ میں تمہارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا ۔ تیری لونڈی اور تیری بکریاں تجھ کو واپس ملیں گی اور تیرے بیٹے کو سو کوڑوں کی سزا دی جائے گی ۔ اور ایک سال کے لئے جلاوطن کیا جائے گا ۔ پھر آپؐ نے فرمایا ۔ اے اُنیس تو اُسکی عورت کے پاس جا ۔ اگر وہ جُرم کا اعتراف کرے ۔ تو اُس کو سنگسار کر دے ۔ عورت نے اقرار کیا اور اُنیس نے اس کو سنگسار کیا ۔ !

حاصل

یہ نکلا ۔ کہ اگر کنوارا مرد کسی عورت سے زنا کرے ۔ تو اُسے سو کوڑوں کی سزا دی جائے اور ایک سال ملک بدر کیا جائے (اور بالفرض مرد شادی شدہ ہو اور زنا کرے ۔ تو اس کی سزا رجم (یعنی پتھر اور ڈھیلے مار مار کر اُسے مار ڈالنا) ہے ۔

آج کل کے زانی

یہ نہ سمجھیں ۔ کہ زنا کی سزا سے بچ چکے ہیں ۔ نہیں نہیں ۔ جب اللہ تعالیٰ کے ہاں مر کر جائیں گے ۔ تو پھر دیکھیں گے ۔ کہ ان کو اس جُرم کی سزا کیا ملتی ہے ۔ اللّٰھمّ احفظنا من عذاب الذنب ۔ آمین یا الٰہ العالمین ۔

دوسری حدیث

عَنْ عُمَرَؓ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صلعم بِالْحَقِّ وَ اَنْزَلَ عَلَیْہِ الْکِتَابَ فَکَانَ مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی اٰیَۃُ الرَّجْمِ رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا بَعْدَہٗ وَالرَّجْمُ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ حَقٌّ عَلٰی مَنْ زَنٰی اِذَا اَحْصَنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَاءِ اِذَا قَامَتِ الْبَیِّنَۃُ اَوْ کَانَ الْحَبَلُ اَوِ الْاِعْتِرَافُ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔

ترجمہ :۔ عمرؓ کہتے ہیں ۔ کہ اللہ تعالیٰ نے محمدؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے ۔ اور ان پر اپنی کتاب نازل کی ہے ۔ اور خدا تعالیٰ نے جو احکام نازل فرمائے ہیں ۔ ان میں سنگساری کی آیت بھی ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم (سنگسار) کیا ہے ۔ اور آپ کے بعد ہم نے بھی رجم کیا ہے اور رجم خدا کی کتاب میں مقرر ہے اس شخص پر جو زنا کرے ۔ اور وہ غیر شادی شدہ ہو ۔ خواہ مرد ہو یا عورت ۔ جبکہ شاہد موجود ہوں ۔ یا حمل پایا جائے ۔ یا جرم کا اعتراف ۔

تیسری حدیث

عَنْ عُبَادَۃَ ابْنِ الصَّامِتِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ خُذُوْا عَنِّیْ خُذُوْا عَنِّیْ قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ

لَهُنَّ سَبِيْلاً اَلْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جَلْدُ مِائَةٍ وَ تَغْرِيْبُ عَامٍ وَالثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ جَلْدُ مِائَةٍ وَالرَّجْمُ رواہ مسلم۔

ترجمہ:۔ عبادہ بن صامت کہتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مجھ سے زانی و زانیہ کی بابت حکم حاصل کرو۔ لو۔ ہاں مجھ سے انکی بابت حکم لے لو۔ خدا تعالےٰ نے عورتوں کے لئے ایک طریقہ مقرر کر دیا ہے۔ کنواری عورت اگر کنوارے مرد سے زنا کرے۔ تو اس کے لئے سو درّے لگوائے جائیں اور ایک سال کے لئے جلاوطن کیا جائے اور شادی شدہ مرد اگر شادی شدہ عورت سے زنا کرے۔ تو سو کوڑے مارے جائیں۔ اور سنگسار کیا جائے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ زانی زنا کی سزا سے بچ نہیں سکتا۔ اگر غیر شادی شدہ ہے تو سو کوڑے لگائیں۔ اور ایک سال کے لئے جلاوطن کیا جائے گا۔ اور اگر شادی شدہ ہے۔ تو مجرم کو سنگسار کیا جاویگا۔ اللّٰھمّ اعذنا منہ

چوتھی حدیث

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضؓ قَالَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ زَنَيْتُ فَاَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَنَحّٰى لِشِقِّ وَجْهِ الَّذِيْ اَعْرَضَ قِبَلَهٗ فَقَالَ اِنِّيْ زَنَيْتُ فَاَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا شَهِدَ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ دَعَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبِكَ جُنُوْنٌ قَالَ لَا فَقَالَ اَحْصَنْتَ قَالَ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِذْهَبُوْا بِهٖ فَارْجُمُوْهُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَاَخْبَرَنِيْ مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ فَرَجَمْنَاهُ بِالْمُصَلّٰى فَلَمَّا اَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ هَرَبَ حَتّٰى اَدْرَكْنَاهُ بِالْحَرَّةِ فَرَجَمْنَاهُ حَتّٰى مَاتَ متفق علیہ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابی ہریرہؓ نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ میں نے زنا کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ وہ شخص پھر آپؐ کے سامنے آیا اور کہا۔ میں نے زنا کیا ہے۔ آپ نے پھر منہ پھیر لیا۔ جب اس نے چار مرتبہ یہی الفاظ کہے اور شہادت کامل ہو گئی۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے قریب بلایا اور فرمایا۔ کیا تو دیوانہ ہے۔ عرض کیا نہیں۔ فرمایا۔ کیا تو نے شادی کی ہے۔ عرض کیا۔ ہاں یا رسول اللہ۔ فرمایا۔ اس کو لے جاؤ اور سنگسار کر دو۔ اس حدیث کے ایک راوی ابن شہاب کا بیان ہے کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا ہے جس نے جابر بن عبداللہ سے یہ سنا تھا۔ کہ ہم نے (یعنی جابرؓ نے) اس کو سنگسار کیا۔ مدینہ کے اندر۔ جب اس کے جسم پر پتھر جا لگے۔ تو وہ بھاگا۔ یہاں تک کہ ہم نے اس کو مدینہ کے سنگستان میں جا پکڑا۔ اور پھر سنگساری شروع کی۔ یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

سبحان اللہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ کیسا مبارک زمانہ تھا۔ کہ مجرم بھول کر جرم کر بیٹھتا تھا۔ تو خوف خدا اس پر اتنا طاری ہوتا تھا۔ کہ اگرچہ اسے معلوم ہوتا تھا۔ کہ جرم کا اقرار کرنے میں میری جان جائے گی۔ باوجود اس کے وہ خود آ کر اقرار کر کے جان دے دیتا تھا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

مذکورۃ الصدر روایت کا تتمہ

یہ ہے۔ "اس کے مرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی تعریف کی۔ اس کے جنازہ پر نماز پڑھی۔ اور اس کے لئے دعا کی۔

دوسری تعزیر چوری کے متعلق ہے احادیث الرسول سے اسکے شواہد

پہلی حدیث

عَنْ جَابِرٍ رضؓ قَالَ جِيْئَ بِسَارِقٍ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اقْطَعُوْهُ فَقُطِعَ ثُمَّ جِيْئَ بِهِ الثَّانِيَةَ فَقَالَ اقْطَعُوْهُ فَقُطِعَ ثُمَّ جِيْئَ بِهِ الثَّالِثَةَ فَقَالَ اقْطَعُوْهُ فَقُطِعَ ثُمَّ جِيْئَ بِهِ الرَّابِعَةَ فَقَالَ اقْطَعُوْهُ فَقُطِعَ فَاُتِيَ بِهِ الْخَامِسَةَ فَقَالَ اقْتُلُوْهُ فَانْطَلَقْنَا بِهٖ فَقَتَلْنَاهُ ثُمَّ اجْتَرَرْنَاهُ فَاَلْقَيْنَاهُ فِيْ بِئْرٍ وَرَمَيْنَا عَلَيْهِ الْحِجَارَةَ رواہ ابوداؤد والنسائی۔

ترجمہ:۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چور کو لایا گیا۔ آپؐ نے حکم دیا۔ کہ اس کا (دایاں) ہاتھ کاٹ دو۔ چنانچہ ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ دوبارہ اس کو پھر لایا گیا۔ آپ نے حکم دیا۔ کہ اسکا (دایاں) پاؤں کاٹ دو۔ تیسری مرتبہ پھر اس کو چوری کی علت میں لایا گیا۔ آپؐ نے حکم دیا کہ اس کا (دایاں) ہاتھ کاٹ دو۔ چنانچہ ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ پھر چوتھی مرتبہ اس کو لایا گیا۔ آپؐ نے حکم دیا۔ کہ اس کا (دایاں) پاؤں کاٹ دو۔ چنانچہ پاؤں کاٹ دیا گیا۔ پانچویں مرتبہ وہ پھر لایا گیا آپؐ نے حکم فرمایا۔ اس کو قتل کر دو۔ چنانچہ اس کو لے گئے اور قتل کر دیا۔ پھر ہم اس کی لعش کو کھینچتے ہوئے لائے اور کنوئیں میں ڈال دیا اور اوپر سے پتھر مارے۔

دوسری حدیث

عَنْ عَائِشَةَ رضؓ اَنَّ قُرَيْشًا اَهَمَّهُمْ شَاْنُ الْمَرْاَةِ الْمَخْزُوْمِيَّةِ الَّتِيْ سَرَقَتْ فَقَالُوْا مَنْ يُّكَلِّمُ فِيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا وَمَنْ يَّجْتَرِئُ عَلَيْهِ اِلَّا اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَهٗ اُسَامَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَشْفَعُ فِيْ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا اَهْلَكَ الَّذِيْنَ قَبْلَكُمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَاِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ اَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَاَيْمُ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا متفق علیہ۔

ترجمہ:۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ قریش ایک مخزومی عورت کے معاملہ میں بہت فکر مند تھے۔ جس نے چوری کی تھی۔ (اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا تھا) قریش نے کہا۔ کون اس کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات چیت کرے۔ بعض لوگوں نے کہا۔ اسامہ بن زید سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت محبت ہے۔ اگر کچھ کہہ سکتے ہیں تو وہی کہہ سکتے ہیں۔ چنانچہ اسامہ نے آپؐ سے اس کا ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ تو خدا کی حدود میں سفارش کرتا ہے۔ یہ کہہ کر آپؐ کھڑے ہو گئے۔ اور لوگوں کے سامنے خطبہ دیا۔ پھر فرمایا۔ تم سے پہلی امتیں اس لئے ہلاک ہوئی

ہیں۔ کہ ان میں سے جب کوئی شریف آدمی چوری کرتا تھا۔ تو اس کو چھوڑ دیتے تھے۔ اور کمزور آدمی چوری کرتا تھا۔ تو اس کو سزا دیتے تھے قسم ہے خدا کی۔ اگر فاطمہؓ محمدؐ کی بیٹی بھی چوری کرے۔ تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ ڈالوں گا۔

تیسری حدیث

عَنْ اَبِیْ اُمَیَّۃَ الْمَخْزُوْمِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُتِیَ بِلِصٍّ قَدِ اعْتُرِفَ اعْتِرَافاً وَلَمْ یُوْجَدْ مَعَہٗ مَتَاعٌ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اِخَالُکَ سَرَقْتَ قَالَ بَلٰی فَاَعَادَ عَلَیْہِ مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلٰثًا کُلُّ ذٰلِکَ یَعْتَرِفُ فَاَمَرَ بِہٖ فَقُطِعَ وَجِیْءَ بِہٖ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِسْتَغْفِرِ اللّٰہَ وَتُبْ عَلَیْہِ فَقَالَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ تُبْ عَلَیْہِ ثَلٰثًا رواہ ابوداؤد والنسائی وابن ماجہ۔

ترجمہ:۔ ابی امیہ المخزومی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ایک چور لایا گیا۔ جس نے صاف الفاظ میں چوری کا اعتراف کیا۔ لیکن اس کے پاس چوری کا مال نہیں نکلا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرا خیال ہے تو نے چوری نہیں کی۔ اس نے کہا ہاں (میں نے چوری کی ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بار یا تین بار اسی طرح فرمایا اور اس نے ہر مرتبہ چوری کا اعتراف کیا۔ آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا ہاتھ کاٹنے کا حکم فرمایا۔ ہاتھ کاٹنے کے بعد اسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا آپ نے اس سے فرمایا اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کر اور توبہ کر اُس نے کہا میں اللہ سے بخشش چاہتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سُن کر تین بار یہ فرمایا۔ اے اللہ! اس کی توبہ قبول فرما۔

تیسری تعزیر

جو شراب پینے کے متعلق ہے اس کے شواہد۔ پہلا شاہد

عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ کَانَ یُؤْتٰی بِالشَّارِبِ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِمْرَۃِ اَبِیْ بَکْرٍ وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَۃِ عُمَرَ فَنَقُوْمُ عَلَیْہِ بِاَیْدِیْنَا وَنِعَالِنَا وَاَرْدِیَتِنَا حَتّٰی کَانَ اٰخِرُ اِمْرَۃِ عُمَرَ فَجَلَدَ اَرْبَعِیْنَ حَتّٰی اِذَا عَتَوْا وَفَسَقُوْا جَلَدَ ثَمَانِیْنَ رواہ البخاری۔

ترجمہ:۔ سائبؓ بن یزید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور ابوبکرؓ صدیق کی خلافت کے ایام میں اور عمرؓ کی خلافت کے ابتداء میں جب کوئی شراب پینے والا پایا جاتا تو ہم اس کو اپنے ہاتھوں اور جوتوں سے مارتے اور چادروں کے کوڑے بنا کر مارتے پھر جب حضرت عمرؓ کی خلافت کا آخری دور ہوا تو چالیس کوڑوں کی سزا مقرر ہوئی اور جب شراب پینے والوں کی تعداد بڑھ گئی تو اس کی سزا اسّی کوڑے مقرر ہوئی۔

دوسرا شاہد

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَزْھَرِیِّ قَالَ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْ اُتِیَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَقَالَ لِلنَّاسِ اِضْرِبُوْہُ فَمِنْھُمْ مَنْ ضَرَبَہٗ بِالنَّعْلِ وَمِنْھُمْ مَنْ ضَرَبَہٗ بِالْعَصَا وَمِنْھُمْ مَنْ ضَرَبَہٗ بِالْمِیْخَۃِ قَالَ ابْنُ وَھْبٍ یَعْنِی الْجَرِیْدَۃَ الرَّطْبَۃَ ثُمَّ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تُرَابًا مِنَ الْاَرْضِ فَرَمٰی بِہٖ فِیْ وَجْھِہٖ رواہ ابوداؤد۔

ترجمہ:۔ عبدالرحمٰن بن الازہر کہتے ہیں کہ میں اس منظر کو اب بھی اپنی نگاہوں کے سامنے پاتا ہوں۔ جو میں نے ایک مرتبہ دیکھا۔ یعنی یہ کہ ایک شخص کو جس نے شراب پی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا۔ آپؐ نے ان لوگوں سے فرمایا۔ اس کو مارو۔ بعض نے ہم میں سے اس کو جوتیوں سے مارا۔ بعض نے لاٹھی سے مارا اور بعض نے کھجور کی شاخوں سے پھر رسول اللہ صلی اللہ نے زمین سے مٹی اٹھائی اور اس کے منہ پر ڈال دی۔

اللّٰھُمَّ وفقنا لاتباع دینك القدیم
آمین یا الٰہ العالمین ——

خطبۃ یوم الجمعۃ ۶ جمادی الاول ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد

عذاب الٰہی سے بچنے کیلئے ایمان خالص

کے ساتھ عمل صالح کا ہونا لازمی ہے!

قرآن مجید میں سے اس عنوان پر ستارہ شواہد

پہلا شاہد

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا ط لَهُمْ فِیْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِیْلًا ۝ (النساء ع ۸ پارہ ۵)

ترجمہ:۔ اور جو لوگ ایمان لائے۔ اور نیک کام کئے۔ انہیں ہم ایسے باغوں میں داخل کرینگے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہونگے۔ ان کیلئے وہاں ستھری عورتیں ہونگی۔ اور ہم انہیں چھاؤں میں رکھیں گے۔

حاصل

وہی نکلا کہ جو لوگ ایمان لائے۔ اور نیک کام کئے۔ ان کے مذکور الصدر انعامات ہیں۔ اللھم اجعلنا منھم یا مجیب الدعوات و یا ارحم الراحمین

دوسرا شاہد

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ ط لَا تَبْدِیْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ط ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝

سورہ یونس ع ۷ پ ۱۱

ترجمہ:۔ جو لوگ ایمان لائے اور ڈرتے رہے (یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈر کر ہمیشہ نیک کام ہی کرتے رہے اور برے کاموں سے بچتے رہے

انہیں حضرات

کو ان کے اعمال صالحہ کے باعث دنیا میں رہتے ہوئے انہیں دنیا میں خوشگوار زندگی بسر ہونے کی خوشخبری سنا رہے ہیں۔ بلکہ آخرت کی زندگی عمدہ زندگی بسر ہونے کی خوشخبری سنا رہے ہیں اللھم اجعلنا منھم اور دنیا اور آخرت کی خوشگوار زندگی کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اطلاع پانا یہ بڑی ہی خوش نصیبی ہے۔

تیسرا شاہد

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰی لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ۝

سورہ الرعد ع ۴ پ ۱۳

ترجمہ:۔ جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے۔ ان کے لئے خوشخبری اور اچھا ٹھکانا ہے۔

حاصل

وہی ہے کہ ایمان کے ساتھ عمل صالح ہوں تو ان لوگوں کے لئے خوشخبری دی جا رہی ہے۔

چوتھا شاہد

وَاَدْخِلَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ تَحِیَّتُهُمْ فِیْهَا سَلٰمٌ ۝

سورہ ابراہیم ع ۴ پ ۱۳

ترجمہ:۔ اور جو لوگ ایمان لائے تھے اور نیک کام کئے تھے وہ باغوں میں داخل کئے جائیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی۔ ان میں اپنے رب کے حکم سے ہمیشہ رہینگے آپس میں دعاء خیر ان کی سلام ہو گی۔

حاصل

یہی نکلا کہ جو لوگ ایمان لائے تھے اور نیک کام کئے تھے انہیں ہی ان باغوں میں رکھا جائیگا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔

پانچواں شاہد

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا خٰلِدِیْنَ فِیْهَا لَا یَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ۝

سورہ الکہف ع ۱۲ پ ۱۶

ترجمہ:۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے۔ ان کی مہمانی کے لئے فردوس کے باغ ہوں گے۔ ان میں ہمیشہ رہیں گے وہاں سے جگہ بدلنی نہ چاہیں گے۔

حاصل

یہی ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے ان کے لئے فردوس کے باغ بطور مہمانی کے ہیں۔

چھٹا شاہد

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا یُظْلَمُوْنَ شَیْئًا ۝ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِیْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَیْبِ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِیًّا ۝

سورہ مریم ع ۴ پ ۱۶

ترجمہ:۔ مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا۔ اور نیک کام کئے۔ سو وہ لوگ بہشت میں داخل ہوں گے۔ اور ان کا ذرا نقصان نہ کیا جائے گا۔ ہمیشگی کے باغوں میں جن کا رحمٰن نے اپنے بندوں سے وعدہ کیا ہے جو ان کی آنکھوں سے پوشیدہ ہے۔ بیشک اس

کا وعدہ پورا ہونے والا ہے۔

حاصل

یہی نکلا کہ جس شخص نے خلاف امر الٰہی کاموں سے توبہ کی اور ایمان لایا۔ اور نیک کام کئے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے بہشت میں داخل ہونگے، اللھم اجعلنا منھم۔

ساتواں شاہد

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَھُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا) سورہ مریم ع ۶ پ ۱۶

ترجمہ:۔ بیشک جو ایمان لائے۔ اور نیک کام کئے۔ عنقریب رحمٰن ان کے لئے محبت پیدا کرے گا۔

حاشیہ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت پر حاشیہ تحریر فرماتے ہیں اور وہ یہ ہے "یعنی ان کو اپنی محبت دے گا یا خود ان سے محبت کرے گا۔ یا خلق کے دل میں ان کی محبت ڈال دے گا۔ احادیث میں ہے "کہ جب حق تعالیٰ کسی بندہ کو محبوب رکھتا ہے تو اول جبرائیل کو آگاہ کرتا ہے کہ میں فلاں بندہ سے محبت کرتا ہوں۔ تو بھی کر۔ وہ آسمانوں میں اس کا اعلان کرتے ہیں آسمانوں سے اترتی ہوئی اس کی محبت زمین پر پہنچ جاتی ہے اور زمین والوں میں اس بندہ کو حسن قبول حاصل ہوتا ہے۔ یعنی بے تعلق لوگ جن کا کوئی خاص نفع وضرر اس کی ذات سے وابستہ نہ ہو۔ اس سے محبت کرنے لگتے ہیں لیکن اس قسم کے حسن قبول کی ابتداء مومنین صالحین اور خدا پرست لوگوں سے ہوتی ہے۔ ان کے قلوب میں اول اس کی محبت ڈالی جاتی ہے۔ بعدہٗ قبول عام حاصل ہوجاتا ہے ورنہ ابتداءً محض طبقۂ عوام میں حسن قبول حاصل ہونا اور بعد میں بعض خدا پرست صالحین کا بھی کسی غلط فہمی وغیرہ سے اس کی طرف جھکنا مقبولیت عند اللہ کی دلیل نہیں۔ خوب سمجھ لو۔ (تنبیہ) یہ آیت مکی ہے۔ اور مکہ میں جن مسلمانوں سے یہ وعدہ کیا گیا تھا۔ تھوڑے دنوں بعد اسی طرح پورا ہوا۔ کہ دنیا حیرت زدہ ہو گئی۔ حق تعالیٰ نے ان کی وہ محبت و الفت اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا کر دی۔ جس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔

آٹھواں شاہد

فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَھُمْ فِیْ رَوْضَۃٍ یُّحْبَرُوْنَ ۝ سورہ الروم ع ۲ پ ۲۱

ترجمہ:۔ پھر جو ایمان لائے اور نیک کام کئے۔ سو وہ بہشت میں خوشحال ہوں گے۔

حاصل

یہ نکلا کہ بہشت کی خوشحالی کی زندگی ان حضرات کو نصیب ہوگی۔ جن کے ایمان کے ساتھ عمل صالح کی بھی تائید ہو گی۔

اے اسلام کا دعوےٰ کرنے والو!

مذکور الصدر اعلان الٰہی کو غور سے پڑھو کہ کیا آخرت کی خوشحالی ایمان کے ساتھ عمل صالح کے ساتھ مقید ہے؟ نہ کہ فقط ایمان پر نجات موقوف ہے۔

نواں شاہد

لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْ فَضْلِہٖ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ ۝ سورہ الروم ج ۵ پ ۲۱

ترجمہ:۔ تاکہ جو ایمان لائے۔ اور اچھے کام کئے۔ اللہ انہیں اپنے فضل سے بدلہ دے۔ بیشک اللہ ناشکروں کو پسند نہیں کرتا۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ ایمان لانے کے بعد نیک عمل کرنے والوں کو بدلہ دیگا اللھم اجعلنا منھم۔

دسواں شاہد

اَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَھُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰی نُزُلًا بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ سورۃ السجدۃ ع ۲ پ ۲۱

ترجمہ:۔ سو وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے تو ان کاموں کے سبب جو وہ کیا کرتے تھے۔ مہمانی میں ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں

حاصل

یہی نکلا کہ جو لوگ دنیا میں ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ بھی کیا کرتے تھے انہیں مہمانی میں ہمیشہ رہنے کے باغ دیئے جائیں گے۔

گیارہواں شاہد

وَمَآ اَمْوَالُکُمْ وَلَآ اَوْلَادُکُمْ بِالَّتِیْ تُقَرِّبُکُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓی اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ لَھُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَھُمْ فِی الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ۝

سورہ السبا ع ۵ پ ۲۲

ترجمہ:۔ تمہارے مال اور اولاد ایسی چیز نہیں۔ جو تمہیں مرتبہ میں ہمارے قریب کر دے۔ مگر جو ایمان لایا۔ اور نیک کام کئے۔ پس وہی لوگ ہیں جن کے لئے دگنا بدلہ ہے اس کا جو انہوں نے کیا۔ اور وہی بالاخانوں میں امن سے ہونگے۔

حاصل

صاف ہے کہ مال کی بہتات اور اولاد کی کثرت سے انسان قرب الٰہی میں نہیں پہنچتا۔ بلکہ ایمان صحیح اور نیک عملوں کے باعث پہنچتا ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

"یعنی مال و اولاد کی کثرت قرب الٰہی کی علامت نہیں ہے۔ جیسا کہ اوپر کی آیت میں گزرا۔ اور نہ قرب حاصل کرنے کا سبب ہے۔ بلکہ اس کے برعکس کافر کے حق میں زیادہ بعد کا سبب بن جاتا ہے۔ ہاں مومن اگر مال و دولت کو وجوہ خیر میں صرف کرے اور اولاد کو۔ بہترین تعلیم و تربیت دلاکر نیک اور شائستہ بنائے۔ ایسا مال اور اولاد ایک درجہ میں قرب الٰہی کا سبب بنتا ہے۔ بہرحال وہاں مال

اور اولاد کی پوچھ نہیں۔ محض ایمان اور عمل صالح کی پرسش ہے۔۱۲

بارھواں شاہد

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝ سورہ فاطر ع ۱ پ ۲۲

ترجمہ:۔ اور جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے انہیں کے لئے بخشش اور بڑا اجر ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ مغفرۃ اور بڑے اجر کا وعدہ انہیں حضرات سے ہے۔ جو ایمان اور عمل صالح کریں۔

تیرھواں شاہد

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ۝ سورہ محمد ع ۱ پ ۲۶

ترجمہ:۔ اور وہ جو ایمان لائے۔ اور انہوں نے اچھے کام بھی کئے اور جو محمدؐ پر نازل کیا گیا اس پر بھی ایمان لائے۔ حالانکہ وہ ان کے رب کیطرف سے برحق بھی ہے تو (اللہ) ان کی برائیوں کو مٹا دے گا۔ اور ان کا حال درست کر دے گا

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اللہ تعالیٰ انکے ایمان لانے اور عمل صالح کرنے کے باعث انکی برائیاں مٹا دیگا اور انکا حال درست کر دے گا۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ یا اِلٰهَ الْعٰلَمِيْنَ۔

چودھواں شاہد

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝ (سورۃ البینۃ ع ۱ پ ۳۰)۔ ترجمہ:۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے۔ یہی لوگ بہترین مخلوقات ہیں۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ بہترین مخلوقات وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور نیک کام کئے

پندرھواں شاہد

اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۙ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ سورہ البقرہ ع ۱ پ ۱

ترجمہ:۔ جو بن دیکھے ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ اور جو ایمان لاتے ہیں اس پر جو اتارا گیا آپ پر اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا اور آخرت پر بھی وہ یقین رکھتے ہیں وہی لوگ اپنے رب کے راستہ پر ہیں۔ اور وہی نجات پانے والے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ یہ لوگ ایمان لانے کے بعد اعمال صالحہ بھی بجا لاتے ہیں انہیں کیلئے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات ہو گی۔ وما علینا الا البلاغ

سولھواں شاہد

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ سورہ الحجرات ع ۲ پ ۲۶

ترجمہ:۔ بیشک سچے مسلمان تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔ پھر انہوں نے شک نہ کیا اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ وہی سچے مسلمان ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ سچے مسلمان وہی ہیں۔ جو ایمان کے ساتھ عمل صالح بھی کریں۔

سترھواں شاہد

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ۝ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ۝ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝ وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّاۗىِٕلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝ سورہ الذاریات ع ۱ پ ۲۶

ترجمہ:۔ بیشک پرہیزگار باغات اور چشموں میں ہونگے۔ لے رہے ہوں گے جو کچھ انہیں ان کا رب عطا کرے گا بیشک وہ اس سے پہلے نیکوکار تھے وہ رات کے وقت تھوڑا عرصہ سویا کرتے تھے اور آخیر رات میں مغفرۃ مانگا کرتے تھے اور ان کے مالوں میں سوال کرنے والے اور محتاج کا حق ہوتا تھا۔

حاصل

یہ نکلا کہ ان لوگوں کو نیکوکار ہونے کے باعث اور رات کو کم سونے کے باعث اور سحر کو اللہ تعالیٰ سے طلب بخشش کرنے کے باعث اور اللہ تعالیٰ کے نام پر مال خرچ کرنے کے باعث آخرت میں یہ نعمتیں نصیب ہوئی ہیں اللھم اجعلنا منھم مذکور الصدر عنوان پر قرآن مجید سے اور شواہد بھی نکل سکتے ہیں۔ لیکن میں نے سترہ شواہد اپنے دعوے کے اثبات کے لئے کافی سمجھے ہیں۔

ای شریعت

پر عمل نہ کرنے والے مسلمانو! میں نے اردو زبان میں آپ کو قرآن مجید کا پیغام واضح کر کے پہنچا دیا ہے تاکہ آپ قیامت کے دن اس کی نافرمانی کا یہ سبب نہ پیش کر سکیں کہ اے اللہ! تیرا قرآن مجید تو عربی زبان میں تھا۔ اور ہم عربی نہیں جانتے تھے اور!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے حضور میں قیامت کے دن یہ عذر نہ پیش کر سکو کہ یا رسول اللہ ہمیں تو آپ کے کسی امتی نے ایمان کے ساتھ عمل صالح کر کے آنے کی اطلاع دی ہی نہ تھی۔ وما علینا الا البلاغ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم ۝

خطبۂ یوم الجمعۃ ۱۳ جمادی الاوّل ۱۳۸۰ھ مطابق ۴ نومبر ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد

دنیا میں پیدا ہونے کے بعد گھاٹے میں کون رہا؟

کیونکہ

دُنیا ایک لحاظ سے تجارت کی منڈی ہے۔ اور انسان ایک تاجر ہے جس کے پاس پونجی عمر ہے۔ اور کاروبار اعمال کا ہے۔ جس نے نیک اعمال کئے۔ اُس نے نفع حاصل کیا۔ اور وہ نفع بہشت ہے۔ اور جس نے خلاف رضاء الٰہی کے کام کئے۔ وہ خسارے میں رہا۔ یعنی عمر تو خرچ کی۔ مگر نفع نہ پایا۔ بلکہ اُلٹا نقصان اٹھایا۔ یعنی اپنے اعمال نے اُسے دوزخ میں پہنچایا۔

خسارہ اُٹھانے والوں پر قرآنی شواہد

پہلا شاہد

اَلَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ ۪ وَ یَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَ یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (سورۃ بقرۃ رکوع ۳ پارہ ۱)۔

ترجمہ:۔ جو اللہ تعالیٰ سے عہد پختہ کرنے کے بعد توڑتے ہیں اور جس کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ اُسے توڑتے ہیں۔ (یعنی قطع رحمی کرتے ہیں) اور ملک میں فساد کرتے ہیں۔ وہی لوگ نقصان اُٹھانے والے ہیں۔

یعنی

اللہ تعالیٰ سے بندگی کا عہد جو روزِ ازل میں کیا تھا۔ اُسے توڑتے ہیں۔ اس کے ارشادات کی تعمیل نہیں کرتے۔ حالانکہ بندے کو اپنے آقا کے حکم کی تعمیل کرنا لازمی اور ضروری ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے علاوہ رشتہ داروں سے بھی ان کا اچھا سلوک نہیں ہے۔ اُن کے متعلق بھی حق تلفیاں کرتے ہیں۔ اور زمین میں بجائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کریں۔ اور دوسروں کو بھی ادھر توجہ دلائیں۔ بلکہ اس کی نافرمانی کرنے کے لئے دوسروں کو اکساتے رہتے ہیں۔ ان بدکرداریوں کے باعث یہ لوگ گھاٹا پائیں گے اور ان بدکرداریوں کے باعث اللہ تعالیٰ کا غضب ان پر نازل ہوگا۔ اور جہنم میں جائیں گے۔ اعذنا منہ یا اللہ العالمین!

دوسرا شاہد

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِیْعُوا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یَرُدُّوْكُمْ عَلٰۤی اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ ۝ (سورۃ آل عمران رکوع ۱۲ پارہ ۴)

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اگر تم کافروں کا کہا مانو گے تو وہ تمہیں اُلٹے پاؤں پھیر دیں گے۔ پھر تم نقصان میں جا پڑو گے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:۔ "یعنی جنگِ اُحد میں مسلمانوں کے دل ٹوٹے۔ تو کافروں اور منافقوں نے موقع پایا۔ بعض خیر خواہی کے پردہ میں سمجھانے لگے۔ تاکہ آئندہ لڑائی پر دلیری نہ کریں۔ حق تعالیٰ خبردار کرتا ہے کہ دشمن کا فریب مت کھاؤ۔ اگر خدا نخواستہ اُن کے چکموں میں آؤ گے۔ تو جس ظلمت سے خدا نے نکالا ہے۔ پھر اُلٹے اسی میں جا گرو گے اور رفتہ رفتہ دینِ حق کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جائے گا۔ جس کا نتیجہ دنیا اور آخرت کے خسارے کے سوا کچھ نہیں۔ پہلے اللہ والوں کی راہ پر چلنے کی ترغیب دی تھی۔ یہاں بد باطن شریروں کا کہا ماننے سے منع کیا۔ تاکہ مسلمان ہوشیار رہیں۔ اور اپنا نفع نقصان سمجھ سکیں۔

.....

تیسرا شاہد

وَمَنْ یَّتَّخِذِ الشَّیْطٰنَ وَلِیًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِیْنًا ۝ (سورۃ النساء رکوع ۱۵ پارہ ۵)۔

ترجمہ:۔ اور جو شخص اللہ (تعالیٰ) کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنائے گا۔ وہ صریح نقصان میں جا پڑا۔

کیونکہ

شیطان کا اعلان اسی آیت میں آچکا ہے۔ وَلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّیَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ؕ الآیۃ

ترجمہ:۔ اور البتہ انہیں ضرور گمراہ کروں گا اور البتہ امیدیں دلاؤں گا۔ اور البتہ ضرور انہیں حکم کروں گا۔ کہ جانوروں کے کان چیریں۔ اور البتہ ضرور انہیں حکم دوں گا۔ کہ اللہ کی بنائی ہوئی صورتیں بدلیں۔

لہٰذا

ثابت ہو گیا۔ کہ جو شخص شیطان کا کہا مانے گا۔ وہ ضرور گمراہ ہو جائے گا۔

چوتھا شاہد

قُلْ لِّمَنْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلْ لِّلّٰهِ ؕ كَتَبَ عَلٰی نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ؕ لَیَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ لَا رَیْبَ فِیْهِ ؕ اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ (سورۃ الانعام ۲۶ پ)۔

ترجمہ:۔ ان سے پوچھو، آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے وہ کس کا ہے؟ کہہ دو سب کچھ اللہ ہی کا ہے۔ اس نے اپنے اوپر رحم لازم کر لیا ہے۔ وہ قیامت کے دن تم سب کو ضرور اکٹھا کرے گا۔ جس میں کچھ شک نہیں۔ جو لوگ اپنی جانوں کو نقصان میں ڈال چکے ہیں۔ وہ ایمان نہیں لاتے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ فقط ایک خدا تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کا ہے۔ اس نے اپنے متعلق رحمت کا فیصلہ کیا ہوا ہے۔ وہ سب انسانوں کو اپنی قدرتِ کاملہ سے قیامت کے دن قبروں سے نکال کر ایک میدان میں لا کر اکٹھا کر دے گا۔ جن لوگوں نے خود اپنے آپ کو گھاٹے میں ڈال رکھا ہے۔ وہ اِن باتوں پر ایمان نہیں لاتے۔ (یہ اُن کی بدنصیبی ہے۔)

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ۔

پانچواں شاہد

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ ج فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۱ پارہ ۸)۔

ترجمہ:۔ اور واقعی اس دن وزن بھی ہو گا۔ پھر جس شخص کا پلّہ بھاری ہو گا۔ سو ایسے لوگ کامیاب ہوں گے۔ اور جس شخص کا پلّہ ہلکا ہو گا۔ سو وہ لوگ ہوں گے۔ جنہوں نے اپنا نقصان کیا۔ اس لئے کہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے۔

حاصل

اس اعلانِ الٰہی کا حاصل یہ ہے کہ قیامت کے دن اعمال تولے جائیں گے پھر جس کی نیکیوں کا پلّہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ہونے کے باعث بھاری ہو گا۔ انہیں عذابِ الٰہی سے نجات حاصل ہو جائے گی۔ اور جس شخص کے اعمال کا پلّہ ہلکا ہو گا۔ کہ ان میں رضا الٰہی نہیں ہو گی۔ وہ لوگ خسارے میں رہیں گے۔ مثلاً ان کے اعمال میں غیر اللہ کی رضا پیشِ نظر ہوتی تھی۔ جسے شریعت میں ریاء کہا جاتا ہے اللّٰھمّ لا تجعلنا منھم۔

چھٹا شاہد

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ .... فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ۝ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ۝ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ۝ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ (سورۃ المومنون۔ رکوع ۶۔ پارہ ۱۸)۔

ترجمہ:۔ اور جن کا پلّہ ہلکا ہو گا۔ تو وہی یہ لوگ ہوں گے۔ جنہوں نے اپنا نقصان کیا۔ ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہوں گے۔ اُن کے مونہوں کو آگ جھلس دے گی۔ اور وہ اس میں بدشکل ہونے والے ہوں گے کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سُنائی جاتی تھیں پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔ کہیں گے۔ اے رب ہمارے ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی اور ہم لوگ گمراہ تھے۔ اے رب ہمارے۔ ہمیں اس سے نکال دے۔ اگر پھر کریں۔ تو بے شک ہم ظالم ہوں گے۔ فرمائیگا اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو اور مجھ سے نہ بولو۔ میرے بندوں میں سے ایک گروہ تھا۔ جو کہتے تھے۔ اے ہمارے رب ہم ایمان لائے۔ تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو بہت بڑا رحم کرنے والا ہے۔ سو تم نے اُن کی ہنسی اڑائی۔ یہاں تک کہ انہوں نے تمہیں میری یاد بھلا دی۔ اور تم اُن سے ہنسی ہی کرتے رہے۔ آج میں نے انہیں اُن کے صبر کا بدلہ دیا۔ کہ وہی کامیاب ہوئے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ قیامت کے دن جن لوگوں کے نیک اعمال کا پلّہ ہلکا ہو گا۔ وہ جہنم میں جھونک دیئے جائیں گے۔ اللہ تعالےٰ ان سے پوچھے گا۔ کہ کیا تمہیں میرے احکام کوئی نہیں پہنچاتا تھا۔ اور دوزخی اسوقت اقرار کریں گے۔ کہ سُنانے والے تو سُناتے تھے۔ مگر ہماری بدبختی ہم پر غالب آئی ہوئی تھی اور ہم گمراہ رہے۔ اور تیرے احکام کی پرواہ نہ کی۔ اللہ تعالےٰ فرمائے گا۔ اب ذلیل ہو کر اس دوزخ میں رہو۔ اور مجھ سے بولو مت۔ میرے بندے جو مجھ سے مغفرت کی دعائیں اور رحم کی دعائیں مانگا کرتے تھے۔ اُن کا تم مذاق اڑایا کرتے تھے یہاں تک کہ تم نے ان پر ہنسی کرنے میں وقت ضائع کر دیا۔ آج میں ان لوگوں کو جزاء خیر دوں گا۔ جن پر تم ہنسی اُڑایا کرتے تھے۔ اور میری بارگاہ میں وہی کامیاب ہونے والے ہیں کیونکہ انہوں نے احکامِ الٰہی کی حتی المقدور دنیا میں تعمیل کی تھی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

ساتواں شاہد

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ج وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (سورۃ المنافقون ع ۲ پ ۲۸)۔

ترجمہ:۔ اے ایمان والو تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں۔ اور جو کوئی ایسا کرے گا۔ سو وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

ہوشیاری کی تلقین!

اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔ کہ ہوشیار رہنا۔ کہیں مال کی محبت یا اولاد کی محبت تمہیں اللہ تعالےٰ کے ذکر سے غافل نہ کر دے اور جو ایسا کرے گا۔ وہی نقصان اٹھائیگا۔

مال کی محبت سے

اللہ تعالےٰ کی یاد سے غافل ہونے کی مثال ایک یہ ہے۔ جیسے دُکاندار کا ظہر یا عصر یا مغرب یا عشاء کی نماز کے لئے اُٹھ کر نہ جانا۔ تاکہ کہیں کوئی گاہک واپس نہ چلا جائے جس کے سودا لینے سے مالی نفع کی اُمید ہے۔

یا اولاد کی محبت سے

اللہ تعالےٰ کی یاد سے غافل ہونے کی مثال ایک یہ ہے۔ کہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تاکہ یہ زکوٰۃ کی مد کا روپیہ بھی بال بچوں کے کھانے، پینے۔ کپڑوں کے کام آئے گا۔ حالانکہ تارکِ زکوٰۃ جہنم کا ایندھن بنے گا۔

آٹھواں شاہد

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ج وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ (سورۃ آل عمران رکوع ۹ پارہ ۳)۔

ترجمہ:۔ اور جو کوئی اسلام کے سوا اور کوئی دین چاہے۔ تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گا۔

یہ یاد رہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا پیش کردہ اسلام تمام ادیانِ سابقہ کا ناسخ ہے۔ اگرچہ وہ مذاہب اپنے اپنے وقت میں خدا تعالےٰ کی طرف سے ہی تھے۔ اور واجب العمل تھے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد وہ تمام مذاہب منسوخ ہو چکے ہیں۔ اور فقط دینِ اسلام جو حضور انورؐ نے پیش فرمایا ہے اب وہی تمام دُنیا کے لئے واجب العمل ہے چنانچہ مضمون سابق کی شہادت اس اعلانِ الٰہی سے ہوتی ہے۔ یہ ارشاد قرآن مجید میں ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۝

ترجمہ :- اور ہم نے آپ کو تمام بنی نوع انسان کے لئے خوشخبری دینے والا اور (مخالفین کو) ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

اس لئے

آپؐ کی بعثت تمام امم اور تمام اقوام عالم کے لئے ہے۔ اور اسی لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان کیا جا رہا ہے۔ کہ سوائے حضور انورؐ کے پیش کردہ اسلام کے اور کوئی مذہب بارگاہِ الٰہی میں مقبول نہیں ہو گا۔

اور آپؐ کا

پیش کردہ اسلام فقط وہی ہے جس پر آپؐ نے عمل کیا۔ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سکھایا۔

آپؐ کے پیش کردہ

اسلام کے علاوہ شیطان نے آپؐ کی امت کو بھی گمراہ کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔ اور وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والے پیش کردہ اسلام کے سوا اور قسم کے رسم و رواج کئے ہوئے ہیں۔ اور مسلمان ہی کہلاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ میری امت میں سے بھی بہتّر فرقے جہنم میں جائیں گے اور فقط ایک فرقہ مسلمانوں میں سے جنت میں جائے گا۔ صحابہؓ کرام نے آپؐ سے سوال کیا۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون سا فرقہ ہو گا۔ آپؐ نے فرمایا (ما انا علیہ و اصحابی)۔ ترجمہ :- جس طریقہ پر میں ہوں اور میرے صحابہ کرام ہیں۔

لہٰذا

سب مسلمان کہلانے والے بھائیوں سے باادب درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ خود غور کر کے دیکھیں۔ کہ آیا ان کا اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والا پیش کردہ اسلام ہے۔ یا نہیں۔

میری عادت ہے

کہ میں کسی شخص یا کسی فرقے کا نام نہیں لیا کرتا۔ مسئلہ صحیح پیش کر دیا کرتا ہوں۔ اس کے بعد ہر مسلمان کا اپنا فرض ہے۔ کہ وہ سوچ لے۔ کہ آیا وہ صحیح مسلک پر ہے یا نہیں۔ وما علینا الا البلاغ

دو اں شاہد

اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ ۝ اَوَ اَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۝ اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۱۲ پ ۹)۔

ترجمہ :- کیا بستیوں والے نڈر ہو چکے ہیں۔ کہ ہماری طرف سے ان پر رات کو عذاب آئے۔ جب وہ سو رہے ہوں۔ یا بستیوں والے اس بات سے نڈر ہو چکے ہیں۔ کہ اُن پر ہمارا عذاب دن چڑھے آئے۔ جب وہ کھیل رہے ہوں۔ کیا وہ اللہ کی اچانک پکڑ سے بے فکر ہو گئے ہیں۔ پس اللہ کی اچانک پکڑ سے بے فکر نہیں ہوتے۔ مگر نقصان والے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ کیا نافرمان اللہ کے عذاب سے بے فکر ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو جبکہ رات کو سوتے ہوئے ہوں۔ تب اُن پر عذاب نازل فرمائے۔ اور چاہے تو جب کہ کھیل کود میں دن کو مصروف ہوں۔ تب اُن پر عذاب نازل فرمائے۔ اللہ تعالےٰ کے عذاب سے بے فکر نہیں ہو سکتے۔ مگر جو اپنی عاقبت خراب کرنا چاہتے ہوں۔ اَللّٰهُمَّ اَعِذْنَا مِنْ عَذَابِكَ يَا رَحِيْمُ يَا كَرِيْمُ۔

مجلس میں مسلمان کے اکرام کا ایک طریقہ

واثلہ بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے، ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے اپنی جگہ سے ذرا کھسک گئے۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضرت (اپنی جگہ تشریف رکھیں) جگہ میں کافی گنجائش ہے (مطلب یہ تھا کہ میرے لئے اپنی جگہ سے ہٹنے کی زحمت نہ فرمائیں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان کا یہ حق ہے کہ جب کوئی بھائی اس کو (آتا ہوا) دیکھے تو اس کے لئے اپنی جگہ سے کچھ ہٹ جائے۔

شعب الایمان

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۰ جمادی الاول ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۱ر نومبر ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ، لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے کن لوگوں کو جنت کے داخلہ کا وعدہ فرمایا ہے

اس کے متعدد شواہد

پہلا شاہد

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ۝

(سورۃ البقرۃ: رکوع ۲۶ پارہ ۲)

ترجمہ: کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ حالانکہ تمہیں وہ (حالات) پیش نہیں آئے جو ان لوگوں کو پیش آئے جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں۔ انہیں سختی اور تکلیف پہنچی اور ہلا دیئے گئے یہاں تک کہ رسول اور جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے بول اٹھے کہ اللہ کی مدد کب ہو گی۔ سنو! اللہ کی مدد قریب ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں اور انبیاء علیہم السلام پر بھی تکلیفیں آئیں ایسی تکلیفیں پیش آئیں کہ گھبرا کر کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد کب آئے گی؟ اللہ تعالیٰ نے ان کی گھبراہٹ پر جواب دیا کہ گھبراؤ مت! اللہ تعالیٰ کی مدد تمہارے شامل حال ہونے والی ہے۔

حالانکہ

انبیاء علیہم السلام اعلیٰ درجہ کے صابر ہوتے ہیں لیکن انہیں بھی ایسی آزمائشوں سے گزرنا پڑا کہ گھبرا گئے جب پہلے لوگوں کا مصائب میں مبتلا کر کے امتحان لیا گیا ہے

تو کیا

تمہیں (اے مسلمانو!) آزمایا نہیں جائے گا۔ یقیناً تم پر بھی آزمائش کے وقت آئیں گے۔ تمہارا فرض ہے کہ اسلام کی راہ میں جو مصیبت آئے اسے خندہ پیشانی سے جھیلو۔ اور سمجھو کہ یہ ہمارا امتحان ہو رہا ہے کہ کھرے ہیں یا کھوٹے؟ جو مسلمان مصائب آنے پر ثابت قدم رہیں گے اور کھوٹے ڈھلمل یقین اسلام کی راہ میں سختی برداشت نہیں کریں گے اور واویلا کریں گے وہ مسلمان گویا کہ فیل ہو گئے۔ بہادر وہ ہے جو صحیح اسلام کو پہلے سمجھ لے۔ پھر خواہ جان جائے لیکن ایک قدم پیچھے نہ ہٹے یہی لوگ سچے مسلمان ہوں گے اور یہی حضرات جنت کے وارث ہوں گے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ يَا مُجِيْبَ الدَّعْوَاتِ۔

دوسرا شاہد

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ۝

(سورۃ آل عمران رکوع ۱۴ پارہ ۴)

ترجمہ: کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے اور ابھی تک اللہ (تعالیٰ) نے نہیں ظاہر کیا ان لوگوں کو جو تم میں سے جہاد کرنے والے ہیں اور ابھی صبر کرنے والوں کو بھی ظاہر نہیں کیا اور تم موت سے پہلے اس کی ملاقات کی آرزو کرتے تھے سو اب تم نے اسے آنکھوں کے سامنے دیکھ لیا

یعنی

اللہ تعالیٰ نے مصائب میں مبتلا کر کے تمہیں ابھی آزمایا ہی نہیں کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ مصائب کی بھٹی میں ڈالے بغیر جنت میں داخل کر دے گا۔ حالانکہ ابھی کھرے مسلمان جو اسلام کے نام پر ہر مصیبت جھیلنے والے سرکٹ نکلتے ہیں اور جو مصیبت کے وقت میں بھاگ جانے والے ہیں، انہیں جدا جدا ہی نہیں کیا

گویا

کہ تم اسلام کا دعویٰ کرنے کے باعث پہلے مصائب میں ثابت قدم رہو گے تو جنت میں جانے کے مستحق ہو گے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ

تیسرا شاہد

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ۝

(سورۃ النساء رکوع ۱۸ پارہ ۵)

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے۔ انہیں ہم باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔

حاصل

یہ ہے کہ جن کے ایمان کے ساتھ نیک اعمال بھی ہوں گے۔ فقط ان کے ساتھ وعدہ فرما رہے ہیں کہ جنت میں داخل کئے جائیں گے۔

چوتھا شاہد

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْئًا ۝ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِيْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا ۝

(سورۃ مریم رکوع ۴ پارہ ۱۶)

ترجمہ: مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک کام کئے سو وہ لوگ بہشت میں داخل ہوں گے اور ان کا ذرا نقصان نہ کیا جائے گا۔

حاصل

یہ نکلا کہ جن لوگوں میں ایمان کے ساتھ

اعمال صالحہ بھی ہوں گے، وہی لوگ فی اوّل الحال بہشت میں جائیں گے اور ان پر کسی قسم کا ظلم نہیں کیا جائے گا۔ یعنی کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ نیکی بھی ضائع نہیں کی جائے گی بلکہ ہر نیکی کا بدلہ ملنا ضروری ہے۔ خواہ بڑی ہو یا چھوٹی — یہ وعدہ پورا ہو گا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دنیا میں رہتے ہوئے کیا تھا۔ وہ وعدہ الٰہی پورا ہو کر رہے گا۔

پانچواں شاہد

اَلَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَ ۝ وَالَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ وَیَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَیَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ۝ وَالَّذِیْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً وَّیَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّیِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۝ جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّیّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ یَدْخُلُوْنَ عَلَیْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۝ سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۝

(سورۃ الرعد رکوع ۳ - پارہ ۱۳)

ترجمہ: وہ لوگ جو اللہ کے عہد کو پورا کرتے ہیں اور اس عہد کو نہیں توڑتے، اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں جس کے ملانے کو اللہ نے فرمایا ہے اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور بُرے حساب کا خوف رکھتے ہیں اور وہ جنہوں نے اپنے رب کی رضامندی کے لئے صبر کیا اور نماز قائم کی اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کیا اور برائی کے مقابلہ میں بھلائی کرتے ہیں، انہیں کے لئے آخرت کا گھر ہے۔ ہمیشہ رہنے کے باغ جن میں وہ خود بھی رہیں گے اور ان کے باپ دادا اور بیویوں اور اولاد میں سے بھی جو نیکوکار ہیں اور ان کے پاس فرشتے ہر دروازے سے آئیں گے کہیں گے تم پر سلامتی ہو، تمہارے صبر کرنے کی وجہ سے — پھر آخرت کا گھر کیا ہی اچھا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ سے عہد کرنے کے بعد اسے پورا کرتے ہیں۔ مثلاً ایک مرتبہ کر لیا کہ ہم مسلمان ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار ہیں پھر اس کی جان بوجھ کر کبھی نافرمانی نہیں کرتے۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے عہد کرنے کے بعد کبھی نہیں توڑتے اور مثلاً جن لوگوں کے ساتھ صلہ رحمی کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم دیا جاتا ہے، ان سے قطع رحمی نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ ڈرتے رہتے ہیں کہ اس کی کوئی نافرمانی نہ ہو جائے اور قیامت کے دن اعمال نامہ کے خراب ہونے سے ڈرتے ہیں۔ یعنی کوئی کام ایسا نہیں کرتے جس کے کرنے سے قیامت کے دن اعمال نامہ خراب ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوئی تکلیف آجائے تو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے صبر کرتے ہیں اور باقاعدہ نماز پڑھتے ہیں اور راہ خدا میں خرچ بھی کرتے ہیں کبھی چھپ کر، کبھی ظاہر۔ جیسا مناسب ہو اور کوئی ان کے ساتھ برائی کرے تو اس کے ساتھ برائی نہیں کرتے بلکہ نیکی کرتے ہیں۔ ان حضرات کے لئے قیامت کے دن بہشت کا داخلہ ہو گا اور ان کے باپ اور بیویاں اور اولاد جو نیک ہوں گے ان لوگوں کے ساتھ اکٹھے رکھے جائیں گے اور ہر دروازہ سے فرشتے ان پر داخل ہو کر ان پر سلام کہیں گے

چھٹا شاہد

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا ۝ لَهُمْ فِیْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۝ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِیْلًا ۝

(سورۃ النساء رکوع ۸ پارہ ۵)

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے انہیں ہم ایسے باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہوں گے ان کے لئے وہاں ستھری عورتیں ہوں گی اور ہم انہیں گھنی چھاؤں میں رکھیں گے۔

حاصل

یہ نکلا کہ ایمان اور عمل صالح پر جنت میں داخل کرنے کا وعدہ ہے جس جنت میں ہمیشہ نہریں بہتی ہوں گی ان بہشتوں میں ہمیشہ رہیں گے اور جن لوگوں نے ایمان لانے کے بعد نیک اعمال نہیں کئے کیا انہیں مرتے ہی فوراً جنت میں داخل کریگا بلکہ پہلے بد اعمالیوں کی سزا بھگتیں گے پھر اگر ایمان سلامت ہے تو جنت میں داخلہ نصیب ہو گا۔

دوزخ میں جانا

کوئی آسان چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ اس سے بچائے۔ ورنہ اگر بالفرض ہزار سال بھی ایک انسان زندہ رہے اور عیش و آرام سے زندگی بسر کرے۔ اگر خدانخواستہ بالفرض ایسے ناز پروردہ آدمی کو ایک منٹ کے لئے بھی دوزخ میں داخل کیا گیا تو کہے گا کہ اے اللہ! میں نے تو کبھی آرام پایا ہی نہیں۔

ساتواں شاہد

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا ۝ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۝ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِیْلًا ۝

(سورۃ النساء رکوع ۱۸ پارہ ۵)

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے، انہیں ہم باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ (تعالیٰ) کا وعدہ سچا ہے اور اللہ (تعالیٰ) سے زیادہ سچا کون ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے۔ انہیں جنت کے باغوں میں رکھا جائے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ وہ ان باغوں میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ ان لوگوں سے سچا وعدہ ہے۔

آٹھواں شاہد

لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا حَسَنَةٌ ۝ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَیْرٌ ۝ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِیْنَ ۝ جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِیْهَا مَا یَشَآءُوْنَ ۝ كَذٰلِكَ یَجْزِی اللّٰهُ الْمُتَّقِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَیِّبِیْنَ ۝ یَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَیْكُمُ ۝ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

(سورۃ النحل رکوع ۴ پارہ ۱۴)

ترجمہ: جنہوں نے نیکی کی ہے (ان کے لئے) اس دنیا میں بھی بہتری ہے

اور البتہ آخرت کا گھر تو بہت ہی بہتر ہے اور پرہیزگاروں کا کیا اچھا گھر ہے ہمیشہ رہنے کے باغ جن میں وہ داخل ہوں گے۔ ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی جو چاہیں گے انہیں وہاں ملے گا۔ اللہ (تعالیٰ) پرہیزگاروں کو ایسا ہی بدلہ دے گا۔ جن کی جان فرشتے قبض کرتے ہیں، ایسے حال میں کہ وہ پاک ہیں۔ فرشتے کہیں گے تم پر سلامتی ہو بہشت میں داخل ہو جاؤ، بسبب ان کاموں کے جو تم کرتے تھے۔

ان آیات کو غور سے پڑھیئے

اس میں مندرجہ ذیل چیزیں ہیں

(۱) جو نیک کام کرتے ہیں، ان کے لئے اس دنیا میں بھی بہتری ہے۔

(۲) اور ان لوگوں کے لئے آخرت کا گھر بھی بہتر ہے۔ یعنی وہاں بھی جائیں گے تو آرام سے رہیں گے۔

(۳) اور وہ گھر ان اللہ کے بندوں کو پرہیزگاری کے باعث ملا ہے یعنی دنیا میں ہر اس کام سے بچتے تھے جس کے کرنے سے اللہ تعالےٰ ناراض ہو۔

(۴) موت کے وقت ان کی حالت بارگاہ الٰہی میں پسندیدہ تھی تبھی تو فرشتے ان کو سلام کہہ رہے ہیں۔

(۵) اور انہیں فرشتے خوشخبری دے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نیک عملوں کے سبب سے تمہیں جنت عطا فرمائی ہے۔

نواں شاہد

وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ ۚ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُونَهَا يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۖ وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ۝ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ۖ إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ ۝ الَّذِي أَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهِ ۖ لَا يَمَسُّنَا فِيهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيهَا لُغُوبٌ ۝

(سورۃ فاطر رکوع ۴ پارہ ۲۲)

ترجمہ: اور بعض ان میں سے اللہ کے حکم سے نیکیوں میں پیش قدمی کرنے والے ہیں۔ یہی تو اللہ (تعالیٰ) کا بڑا فضل ہے۔ ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں۔ وہ ان میں داخل ہوں گے انہیں وہاں سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے۔ اور اس میں ان کا لباس ریشم کا ہوگا اور وہ کہیں گے اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے غم دور کیا بیشک ہمارا رب بخشنے والا قدردان ہے۔ وہ جس نے اپنے فضل سے ہمیں سدا رہنے کی جگہ میں اتارا جہاں ہمیں نہ کوئی رنج پہنچتا ہے اور نہ کوئی تکلیف۔

ان حضرات میں جو

بہشت میں بھیجے گئے ہیں۔ ایک بہت بڑی خوبی تھی

وُہ یہ کہ

ہر نیکی کے کام میں پیشقدمی کرنے والے تھے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ۔

دسواں شاہد

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئُونَ وَالنَّصَارٰى مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝

(سورۃ المائدۃ رکوع ۱۰ پارہ ۶)

ترجمہ: بیشک جو مسلمان ہیں اور جو یہودی ہیں اور صابی اور نصاریٰ، جو کوئی اللہ اور قیامت پر ایمان لایا اور نیک کام کئے تو ان پر کوئی خوف نہیں ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے فقط!

حاصل

کہ تمام مذاہب والوں کا راستہ ایک ہی ہے اور وہ ایمان اور عمل صالح ہیں جو کوئی اس راستہ پر چلا وہی خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی مذہب کا نام لیوا ہونا موجب نجات نہیں ہے بلکہ ایمان صحیح اور عمل صالح کی ضرورت ہے۔

خطبۃ یوم الجمعۃ ۲۷ر جمادی الاول ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۸ر نومبر ۱۹۶۰ء

از: جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد

تمہید

میرا مسلک: برادران اسلام! میں سب سے پہلے قرآن مجید کا متبع ہوں۔ نمبر دوم قرآن مجید کی جو شرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے۔ اس کا پابند ہوں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے تو قرآن شریف میں اتنا فرما دیا اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ (ترجمہ نماز پڑھو)۔ نماز کی وہی تفسیر صحیح ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔ یعنی نماز پڑھ کر دکھائی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر پر مہر تصدیق لگائی ہوئی ہے:۔ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ سورۃ الحشر رکوع ۱ پارہ ۲۸ (ترجمہ:۔ اور جو کچھ تمہیں رسول دے۔ اسے لے لو۔ اور جس سے منع کرے۔ اس سے باز رہو۔ اور اللہ سے ڈرو۔ بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔) نمبر سوم:۔ مذاہب اربعہ میں سے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کا پیرو ہوں۔ اگرچہ باقی ائمہ (حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت امام حنبل رحمۃ اللہ علیہ) کے متبعین کو بھی حق پر سمجھتا ہوں۔ اور صوفیائے کرام کے چار طریقوں میں سے قادری خاندان کے ساتھ میرا تعلق ہے۔ میں نے بفضلہ تعالیٰ چالیس برس قادری خاندان کے بزرگان دین کی خدمت میں جا جا کر تربیت پائی ہے۔ علم تو علماء کرام رحمۃ اللہ علیہم سے پڑھا۔ مگر عملی تربیت صوفیائے کرام کی صحبت میں چالیس سال آ جا کر ہوئی۔ لہٰذا کوئی صاحب میری معروضات کو حنفیت کے خلاف ہرگز خیال نہ کریں (کیونکہ مجھے فقہ حنفی کا علم ہے۔ میں نے قدوری سے لے کر ہدایہ اخیرین تک علماء کرام کی صحبت میں رہ کر تعلیم پائی ہے) اور علم عقائد میں شرح عقائد اور خیالی بھی پڑھی ہے۔ ان تینوں علوم (قرآن مجید، حدیث شریف اور فقہ) کی روشنی میں آج ایک مسئلہ کی تحقیق عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے اپنی پوزیشن اس لئے واضح کر دی ہے۔ تاکہ مسلمان یہ کہہ کر مسئلہ سے گریز نہ کریں۔ کہ یہ کسی وہابی کے خیالات ہیں۔ نہیں۔ نہیں۔ میں واضح کر چکا ہوں۔ کہ کتاب وسنّت کے اتباع کے بعد میں حنفی ہوں۔ اور میرا خاندان قادری ہے۔ جن کے ساتھ دنیا اور آخرت کی نجات وابستہ ہے دعا کرو اے اللہ! میرے مسلمان بھائیوں کو ہدایت عطا فرمائے۔ اور متبع کتاب وسنّت بنا۔ وما علینا الا البلاغ ۔

آج کے خطبہ کا عنوان

ارشاد الٰہی:۔ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ

ترجمہ:۔ مجھے پکارو۔ میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔

(سورۃ المؤمن رکوع ۶ پارہ ۲۴)

قرآن مجید سے اس کے شواہد

پہلا شاہد

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ط اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ لا فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ۝ (سورۃ البقرۃ ع ۲۳ پ ۲)

ترجمہ:۔ اور جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق سوال کریں۔ تو میں نزدیک ہوں دعا کرنے والوں کی دعا قبول کرتا ہوں۔ جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پھر چاہیئے۔ کہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں۔ تاکہ وہ ہدایت پائیں۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ تو اپنے بندہ کے پاس ہی رہتا ہے۔ اس کا اعلان ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ج وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ۝ (سورۃ ق رکوع نمبر ۲ پارہ نمبر ۲۶)۔

ترجمہ:۔ اور بے شک ہم نے انسان کو پیدا کیا۔ اور ہم جانتے ہیں۔ جو وسوسہ اس کے دل میں گزرتا ہے۔ اور ہم اس سے اس کی رگ گلو سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

نتیجہ

یہ نکلتا ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ انسان کی گلو کی رگ سے بھی زیادہ قریب رہتا ہے۔ تو کیوں نہ اپنی حاجت روائی کے لئے اس ارحم الراحمین سے اپنی مطلب براری کے لئے دعا کی جائے۔ اس کو چھوڑ کر جو گلو کی رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ باوجود اس کے کہ اس نے اعلان کیا ہوا ہے اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔ (سورۃ البقرۃ رکوع ۲۳ پارہ ۲)۔ ترجمہ:۔ دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں۔ جب وہ مجھے پکارتا ہے ـــــ اس اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی بزرگ کو پکارنا۔ کیا یہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں ہے؟ اور بزرگ بیشک بزرگ ہیں۔ ان میں سے کسی بزرگ نے یہ اعلان کیا ہوا ہے۔ کہ میں مرنے کے بعد بھی ہر مجھے پکارنے والے کی پکار سنتا ہوں اور اس کی مدد کرتا ہوں؟

کیا

پھر بزرگوں کو پکارنا اور خدا تعالیٰ کو نظر انداز کر دینا یہ اللہ تعالیٰ کی حق تلفی نہیں ہے اور اس کے حکم کی صریح حکم عدولی نہیں ہے۔ اور کیا جن بزرگوں نے مرنے کے بعد یا دور سے زندگی میں بھی سننے کا ٹھیکہ ہی نہیں لیا۔ کیا ان کو پکارنا صریح غلطی نہیں ہے؟ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس صریح غلطی سے بچائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

دوسرا شاہد

اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۲۴ پار ۹)۔

ترجمہ:۔ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تمہاری طرح بندے ہیں۔ پھر انہیں پکار کر دیکھو۔ پھر چاہیئے۔ کہ وہ تمہاری پکار کو قبول کریں۔ اگر تم سچے ہو۔

حاصل یہ نکلا کہ جن لوگوں کو تم اللہ تعالیٰ

کے سوا پکارتے ہو۔ وہ بھی تمہاری طرح بندگان خدا تعالیٰ ہیں۔ انہیں پکار کر دیکھو۔ پھر کیا وہ تمہاری پکار کو قبول کرتے ہیں۔ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر انہیں خدا تعالیٰ کی طرح پکارنا خلافِ عقل ہے یا نہیں؟

اللّٰھمّ اھدنا الصراط المستقیم

تیسرا شاہد

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ج فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ اِلَّا هُوَ ج وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهٖ الآیۃ (سورۃ یونس رکوع ۱۱)۔

ترجمہ:۔ اور اللہ کے سوا ایسی چیز کو نہ پکارو۔ جو نہ تیرا بھلا کرے اور نہ بُرا۔ پھر اگر تو نے ایسا کیا تو بے شک ظالموں میں سے ہو جائے گا۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا جنہیں تیرے نفع اور نقصان میں کوئی دخل نہیں ہے۔ انہیں نہ پکار۔ اگر تو نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو پکارا۔ تو ظالموں کی فہرست میں داخل ہو جائے گا۔

یہ ظاہر ہے

کہ اللہ تعالیٰ جن کو ظالم قرار دے گا۔ اُن کا ٹھکانا بہشت نہیں ہو گا۔ بلکہ دوزخ ہو گا۔ وما علینا الا البلاغ۔

چوتھا شاہد

وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ ز عَسٰٓى اَلَّآ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّيْ شَقِيًّا ۝ (سورۃ مریم رکوع ۱ پ ۱۶)۔

ترجمہ:۔ اور میں تمہیں چھوڑتا ہوں۔ اور جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو۔ اور میں اپنے رب ہی کو پکاروں گا۔ امید ہے کہ میں اپنے رب کو پکار کر محروم نہ رہوں گا۔

حاصل

یہ نکلا کہ میں تم سے بھی کنارہ کشی اختیار کرتا ہوں۔ اور جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو۔ ان سے بھی۔ اور فقط اپنے رب کو بلاتا ہوں۔ مجھے امید ہے۔ کہ میں فقط اپنے رب کو پکار کر محروم نہیں رہوں گا۔ بلکہ میری حاجت ایک اللہ تعالیٰ کے بلانے اور تمہارے معبودوں کے بغیر بھی پوری ہو ہی جائے گی۔

پانچواں شاہد

وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ج وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ (سورۃ الزمر رکوع ۵ پ ۲۴)۔

ترجمہ:۔ اور جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ تو جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے۔ ان کے دل نفرت کرتے ہیں اور جب اس کے سوا اوروں کا ذکر کیا جاتا ہے۔ تو فوراً خوش ہو جاتے ہیں۔ کہدو۔ اے اللہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے ہر چھپی اور کھلی بات کے جاننے والے تو ہی اپنے بندوں میں فیصلہ کریگا۔ اس بات میں۔ جس میں کہ وہ اختلاف کر رہے ہیں۔

حاصل

جو لوگ غیر اللہ کو پکارنے کے عادی ہو چکے ہیں۔ اُن کے سامنے جب ایک اللہ تعالیٰ کی پکار کا ذکر کیا جاتا ہے۔ تو ان کے دلوں میں اس بات کے سننے سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کا ذکر کیا جائے تو بڑے خوش ہوتے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

چھٹا شاہد

قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ۝ قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ۝ قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۝ اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ ط وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۝ (سورۃ الجن رکوع ۱ پارہ ۲۹)۔

ترجمہ:۔ کہہ دو۔ میں تو اپنے رب ہی کو پکارتا ہوں۔ اور اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہیں کرتا۔ کہہ دو۔ میں نہ تمہارے کسی ضرر کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ کسی بھلائی کا۔ کہہ دو۔ مجھے اللہ سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔ اور نہ مجھے اس کے سوا پناہ ملیگی۔ مگر اللہ کا پیغام اور اس کا حکم پہنچانا ہے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا۔ تو اس کے لئے دوزخ کی آگ ہے۔ جس میں وہ سدا رہے گا۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ میں تو فقط ایک رب کو پکارتا ہوں۔ اور کسی دوسرے کو اس کے ساتھ شریک نہیں کرتا۔ اور میں خود تمہارے لئے کسی نقصان یا بھلائی کا مالک نہیں ہوں۔ اور میرے لئے اس اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی جائے پناہ نہیں ہے۔ میرا کام فقط اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے احکام کی تبلیغ کر دینا ہے۔ اور یاد رکھو۔ کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا۔ اس کا ٹھکانا دوزخ میں ہو گا۔ اور وہ اس دوزخ میں ہمیشہ کے لئے داخل کر دیا جائے گا۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔

کھری کھری باتیں

برادرانِ اسلام اور شریف خواتین اسلام کی خدمت میں اس لئے قرآن شریف سے کھری کھری باتیں پیش کر رہا ہوں۔ تاکہ آپ قیامت کے دن بارگاہ الٰہی میں یہ عذر نہ کرنے پائیں۔ کہ اے اللہ! تیرا قرآن مجید عربی میں تھا۔ اور ہم اس عربی زبان سے ناآشنا تھے۔ اب تو میرے اردو میں عرض کرنے سے آپ کا یہ عذر رفع ہو جائے گا اور مستورات یہ عذر بارگاہِ الٰہی میں نہ کرنے پائیں کہ ہم پردہ نشین ہونے کے باعث تیرے قرآن مجید کے مضامین کے پڑھنے اور سمجھنے سے عاری رہیں۔ وما علینا الا البلاغ

غیر اللہ (تعالےٰ) کو پکارنے والوں کی قیامت کے دن سزا

اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ط ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ج فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ ز وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا ج وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّى وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ فَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ

فِیْ اٰیٰتِ اللّٰہِ ط اَنّٰی یُصْرَفُوْنَ ۝ اَلَّذِیْنَ
کَذَّبُوْا بِالْکِتٰبِ وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِہٖ رُسُلَنَا ج
فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ۝ اِذِ الْاَغْلٰلُ فِیْٓ
اَعْنَاقِہِمْ وَالسَّلٰسِلُ ط یُسْحَبُوْنَ ۝
فِی الْحَمِیْمِ ۝ ثُمَّ فِی النَّارِ یُسْجَرُوْنَ ۝
ثُمَّ قِیْلَ لَہُمْ اَیْنَ مَا کُنْتُمْ
تُشْرِکُوْنَ ۝ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ط قَالُوْا
ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَکُنْ نَّدْعُوْا مِنْ
قَبْلُ شَیْئًا ط کَذٰلِکَ یُضِلُّ اللّٰہُ
الْکٰفِرِیْنَ ۝ ذٰلِکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ
فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَبِمَا کُنْتُمْ
تَمْرَحُوْنَ ۝ اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَہَنَّمَ
خٰلِدِیْنَ فِیْہَا ج فَبِئْسَ مَثْوَی
الْمُتَکَبِّرِیْنَ ۝ (سورۃ المؤمن رکوع ۷ پ ۲۴)

ترجمہ:۔ اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو آرامگاہ بنایا۔ اور آسمان کو چھت۔ اور تمہاری صورتیں بنائیں پھر تمہاری اچھی صورتیں بنائیں اور پاکیزہ چیزوں سے تمہیں رزق دیا۔ وہی اللہ تمہارا پالنے والا ہے۔ پس سارے جہانوں کا پالنے والا اللہ بابرکت ہے۔ وہی ہمیشہ زندہ ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پھر اسی کو پکارو۔ خاص اسی کی بندگی کرتے ہوئے۔ سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔ کہہ دو۔ مجھے تو ان چیزوں کی عبادت سے منع کیا گیا ہے۔ جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو۔ جبکہ میرے رب کی طرف سے میرے پاس کھلی کھلی نشانیاں آ چکی ہیں اور مجھے یہ حکم دیا گیا ہے۔ کہ میں رب العالمین کے سامنے سر جھکاؤں۔ وہی ہے جس نے مٹی سے پھر نطفہ سے پھر خون بستہ سے پیدا کیا۔ پھر وہ تمہیں بچہ بنا کر نکالتا ہے۔ پھر (باقی رکھتا ہے) تاکہ تم اپنی جوانی کو پہنچو۔ پھر یہاں تک کہ تم بوڑھے ہو جاتے ہو۔ کچھ تم میں اس سے پہلے مر جاتے ہیں۔ (بعض زندہ رکھتا ہے) اور تاکہ تم وقت مقرر تک پہنچو۔ اور تاکہ تم سمجھو۔ وہی ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ پس وہ جب کسی امر کا فیصلہ کر لیتا ہے تو صرف اس سے یہی کہتا ہے۔ کہ ہو۔ تو ہو جاتا ہے۔ کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا۔ جو اللہ کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں۔ وہ کہاں پھرے چلے جا رہے ہیں۔ وہ لوگ جنہوں نے کتاب کو اور جو کچھ ہم نے رسولوں کو دے کر بھیجا تھا۔ سب کو جھٹلایا۔ پس انہیں معلوم ہو جائے گا۔ جبکہ طوق اور زنجیریں ان کے گلے میں ڈال کر گھسیٹے جائیں گے۔ کھولتے پانی میں۔ پھر آگ میں جھونکے جائیں گے۔ پھر ان سے کہا جائے گا۔ کہاں ہیں۔ جنہیں تم شریک بناتے تھے۔ اللہ کے سوا وہ کہیں گے۔ ہم سے وہ کھوئے گئے۔ بلکہ ہم تو اس سے پہلے کسی چیز کو نہیں پکارتے تھے۔ اسی طرح اللہ کافروں کو گمراہ کرتا ہے۔ یہ عذاب تمہیں اس لئے ہوا کہ تم ملک میں ناحق خوشیاں مناتے تھے۔ اور اس لئے بھی کہ تم اترایا کرتے تھے۔ جہنم کے دروازوں میں ہمیشہ رہنے کے لئے داخل ہو جاؤ۔ پھر تکبر کرنے والوں کا کیا ہی برا ٹھکانا ہے۔

اپیل

سب مسلمانوں (خواہ مرد ہوں۔ یا عورتیں) سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ میری معروضات کو غور سے پڑھیں۔ اور اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے سامنے سر جھکا دیں اور اپنا عقیدہ درست کر لیں۔ ورنہ قیامت کے دن یہ

عذر نہیں

کر سکیں گے۔ کہ اے اللہ ہمیں تیرا فرمان واجب الاذعان کسی نے بتلایا ہی نہیں تھا۔

ربّنا تقبّل منّا انّک انت السّمیع العلیم

ایک حدیث شریف بھی ملاحظہ ہو

عن النعمان بن بشیر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدعاء ھو العبادۃ ثمّ قرأ وقال ربّکم ادعونی استجب لکم رواہ احمد والترمذی و ابوداؤد والنسائی و ابن ماجہ۔

ترجمہ:۔ نعمان بن بشیر نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ دعا ہی تو عبادت ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ "اور تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ مجھے ہی پکارو۔ میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔

نتیجہ

یہ نکلا۔ کہ پکارنا ہی تو عبادت ہے۔ لہٰذا عبادت سوائے خدا تعالےٰ کے کسی کی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے رب ہی کو پکارا کرو۔

لہٰذا

غیر کو پکارا جائے گا تو وہ شرک ہو جائے گا۔ کیونکہ پکارنا فقط اللہ تعالیٰ ہی کو چاہیئے۔ اگر اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور کو پکارا۔ تو شرک کا مرتکب ہو جائے گا۔ اللہ تعالےٰ سے

دعا

کرتا ہوں۔ کہ سب مسلمانوں کو اس شرک سے بچائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

خطبۃ یوم الجمعۃ ۵ جمادی الثانی ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۵ نومبر ۱۹۶۰ء

از: جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد

دعویٰ: بارگاہِ الٰہی سے کن لوگوں کو دوزخ میں ہمیشگی کا عذاب ہوگا

قرآن مجید سے اس دعوے کے متعدد شواہد

پہلا شاہد

وَ مَنْ یَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَیَمُتْ وَ هُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (سورۃ البقرۃ رکوع ۲۷ پ ۲)

ترجمہ:- اور جو تم میں اپنے دین سے پھر جائے۔ پھر کافر ہی مر جائے پس یہی وہ لوگ ہیں۔ کہ ان کے عمل دنیا اور آخرت میں ضائع ہو گئے۔ اور وہی دوزخی ہیں۔ جو اسی میں ہمیشہ رہیں گے۔

اس کی واضح مثال

وہ لوگ ہیں۔ جو انگریز کی حکومت کے زمانہ میں کسی طمع اور لالچ کی بناء پر شدھ ہو جاتے تھے۔ اللھم اعذنا منہ۔

حاصل

اس آیت کا یہ ہے۔ کہ جو مسلمان اسلام کا انکار کر کے کافروں کے کسی مذہب میں داخل ہو گیا۔ اس کی سب نیکیاں بھی ضائع ہو جائیں گی۔ اور ایسے لوگ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ وما علینا الا البلاغ

دوسرا شاہد

بَلٰی مَنْ كَسَبَ سَیِّئَةً وَّ اَحَاطَتْ بِهٖ خَطِیْٓئَتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (سورۃ البقرۃ ع ۹ پ ۱)

ترجمہ:- ہاں جس نے کوئی گناہ کیا۔ اور اسے اس کے گناہ نے گھیر لیا۔ سو وہی دوزخی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہینگے۔

شیخ الہند کا حاشیہ

حضرت مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت پر حاشیہ تحریر فرماتے ہیں:- "گناہ کسی کا احاطہ کر لیں۔ اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ گناہ اس پر ایسا غلبہ کر لیں۔ کہ کوئی جانب ایسی نہ ہو۔ کہ گناہ کا غلبہ نہ ہو۔ حتیٰ کہ دل میں ایمان و تصدیق باقی ہو گی۔ تو بھی احاطہ مذکور محقق نہ ہو گا۔ تو اب کافر ہی پر یہ صورت صادق آسکتی ہے۔

تیسرا شاہد

وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (سورۃ البقرۃ رکوع ۳۱ پارہ ۱)

ترجمہ:- اور جو انکار کریں گے اور ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے۔ وہی دوزخی ہونگے۔ جو اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ جو (بدنصیب) لوگ اللہ تعالیٰ کے احکام کے تسلیم کرنے سے انکار کریں گے۔ الٹا ہماری آیات کو جھٹلائیں گے وہ دوزخ میں ہمیشہ کے لئے داخل کئے جائیں گے۔

ایک مثال ملاحظہ ہو

کہ ایک براتیوں سے کہتا ہے کہ مولوی صاحب کہا کرتے ہیں۔ کہ دولہا کے سر پر سہرا باندھنا ہندوانہ رسم کی پابندی ہے۔ اور اسراف ہے۔ جو کہ گناہ ہے۔ دوسرا کہتا ہے۔ (پنجابی میں) "اوئے جھلیا۔ ایہ مولویاں دیاں گلاں نیں۔ اسی کوئی مولوی آں" یہ کہنا شریعت کو جھٹلانا ہے شریعت کی پابندی علماء کے لئے لازم ہے۔ ویسی جاہلوں کے لئے بھی ہے۔

چوتھا شاہد:

وَ مَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ یَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ یُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِیْهَا ص وَ لَهٗ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ۝ (سورۃ النساء رکوع ۲ پارہ ۴)۔

ترجمہ:- اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے۔ اور اس کی حدوں سے نکل جائے۔ اسے آگ میں ڈالے گا۔ اس میں ہمیشہ رہے گا۔ اور اس کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔

حاصل

کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا۔ اور جو حدود انسان کو اختیارات کی دی گئی ہیں۔ ان سے تجاوز کر جائے گا۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے انسان کو مجبور و مامور کر دیا ہے۔ کہ کسی عورت سے زن و شوہر کے تعلقات نہ رکھے جب تک اس عورت سے باقاعدہ گواہوں کے روبرو نکاح نہ کرے۔ اب اگر کوئی شخص کسی عورت سے نکاح گواہوں کے روبرو کرنے کے بغیر میاں بیوی کا سا تعلق رکھ لے تو وہ شخص اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز کر گیا ہے۔ اگر وہ شادی شدہ تھا۔ تو اسے رجم یعنی سنگسار کر کے جان سے مار دیا جائے گا۔ اور اگر عورت بھی شادی شدہ یہ جرم کرے گی۔ تو اسے بھی سنگسار کر دیا جائے گا۔

کیونکہ

اللہ تعالیٰ اپنی تجویز کردہ حدود سے تجاوز کرنے والوں کو زندہ رکھنا پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ زنا کرنے والے بدمعاش ہیں۔ خواہ مرد ہوں یا عورتیں۔

اگر

ایسے بدمعاشوں کو معاف کر دیا جائے تو یہ مرض بڑھتا جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے باعث طرح طرح کے عذاب آئیں گے۔ مثلاً کبھی ہیضہ پھوٹ پڑے گا اور کبھی طاعون آجائے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اللھم اعذنا من ھذہ العیوب۔

پانچواں شاہد

وَ مَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِیْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ لَعَنَهٗ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِیْمًا ۝ (سورۃ النساء رکوع ۱۳ پارہ ۵)

ترجمہ:- اور جو کوئی کسی مسلمان کو جان کر قتل کرے۔ اس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اس پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے۔ اور اللہ

نے اس کے لئے بڑا عذاب تیار کیا ہے۔

حاصل

کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرنے والے کو اللہ تعالیٰ دوزخ میں ڈالے گا۔ اس میں وہ مجرم ہمیشہ رہے گا۔ اور اس قاتل پر خدا تعالیٰ کا غضب ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر لعنت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے بہت بڑا عذاب تیار کیا ہوا ہے۔ اللّٰھمّ اعذنا منہ

جاھل

اور ناخواندہ لوگ اس قسم کا ارتکاب اکثر کرتے ہیں۔ اور اسے اپنی بہادری خیال کرتے ہیں۔ کہ دشمن کو مارا۔ اور اگر ثابت ہو جائے۔ تو حکومت اُسے پھانسی دیگی۔ لیکن اس کے پھانسی پر چڑھنے سے بھی اللہ تعالیٰ کی سزا باقی رہے گی۔ اور وہ سزا ابدی دوزخ ہے۔ اللّٰھمّ اعذنا منہ

چھٹا شاہد

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۴ پ ۸)

ترجمہ:۔ اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے تکبّر کیا۔ وہی دوزخی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہونگے

حاصل

یہ نکلا۔ کہ جن لوگوں نے احکامِ الٰہی کی پرواہ نہ کی۔ اور ان کے تسلیم کرنے میں اپنی کسرِ شان سمجھی۔ وہ بھی ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہیں گے۔

مثلاً ایک میراثی کسی چوہدری کے متعلق کوئی نازیبا لفظ کہہ دیتا ہے۔ اور چوہدری غصّہ میں آ کر اس کی پگڑی اُتار کر اس مسکین میراثی کو دس جوتے مارتا ہے۔ اب ایک عالم کو یہ اطلاع ملتی ہے۔ کہ چوہدری نے خلافِ شریعت قدم اُٹھایا ہے۔ حد سے حد۔ اگر اس میراثی نے جو نازیبا لفظ کہا تھا تم اس کو کہہ دیتے۔ مگر تمہیں خود فیصلہ کر کے اس مسکین کو جوتے مارنے کا کیا حق تھا۔ عالم یہ فیصلہ کرے گا۔ کہ وہ اس چوہدری کو دس جوتے مارے۔ اب چوہدری اکڑتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ میں اس فیصلہ کو نہیں مانتا۔ یہی تکبّر ہے جس کے باعث وہ متکبّر دوزخ میں ڈالا جائیگا حالانکہ دونوں مسلمان ہیں۔ یعنی میراثی بھی مسلمان اور چوہدری بھی مسلمان ہے۔ لیکن حکم شریعت کے ماننے سے چوہدری کو تکبّر مانع آ رہا ہے۔ یہی تکبّر اسے دوزخ دکھائیگا۔

ساتواں شاہد

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ هِىَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝ (سورۃ التوبہ ع ۹ پ ۱۰)

ترجمہ:۔ اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کو دوزخ کا وعدہ دیا ہے۔ وہی انہیں کافی ہے۔ اور اللہ نے ان پر لعنت کی ہے۔ اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے

غور کیجئے

کہ اللہ تعالےٰ منافق مردوں اور منافق عورتوں کو دوزخ کے ہمیشہ کے عذاب میں کافروں کے ساتھ اکٹھا کر رہے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ منافق اگرچہ بظاہر اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اور اندر ہیں کافروں کی طرح دشمن اسلام ہوتے ہیں۔ البتہ کفر کی سزا سے بچنے کے لئے اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو عالم الغیب والشہادۃ ہے۔ وہ ان لوگوں کے اندرونی کفر کو خوب جانتا ہے۔ اس لئے سزا بھگتنے میں کافروں کے ساتھ شامل کر رہا ہے۔

اللّٰھمّ اعذنا منھم

آٹھواں شاہد

وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۭ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ۭ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (سورۃ یونس رکوع ۳ پارہ ۱۱)۔

ترجمہ:۔ اور جنہوں نے بُرے کام کئے تو برائی کا بدلہ ویسا ہی ہوگا۔ اور اُن پر ذلّت چھائے گی۔ اور انہیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا۔ کیونکہ ان کے مونہوں پر اندھیری رات کے ٹکڑے اوڑھا دیئے گئے ہیں۔ یہی دوزخی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

حاصل

جو لوگ دُنیا کی زندگی میں بُرے کام کر کے جائیں گے۔ ان کو سزا بھی بُری ملیگی اور ان کے مونہوں پر ذلّت چھائی ہوگی۔ اور ان کو اللہ تعالےٰ کے عذاب سے بچانے والا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔ گویا کہ اُن کے مونہوں پر اندھیری رات کے ٹکڑے چھائے ہوئے ہوں گے۔ اور ہمیشہ دوزخ میں رہینگے۔

نواں شاہد

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ۝ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَاۗلِّيْنَ ۝ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ قَالَ اخْسَـــُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝ (سورۃ المؤمنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)۔

ترجمہ:۔ اور جن کا پلّہ ہلکا ہوگا۔ تو وہی یہ لوگ ہوں گے۔ جنہوں نے اپنا نقصان کیا۔ ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہوں گے۔ ان کے مونہوں کو آگ جھلس دیگی۔ اور وہ اس میں بدشکل ہونے والے ہونگے کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سُنائی جاتی تھیں۔ پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔ کہیں گے۔ اے ہمارے رب! ہم پر ہماری بدبختی غالب آ گئی تھی۔ اور ہم لوگ گمراہ تھے۔ اے رب ہمارے ہمیں اس سے نکال دے۔ اگر پھر کریں۔ تو بے شک ہم ظالم ہوں گے۔ فرمائے گا۔ اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو۔ اور مجھ سے نہ بولو۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ جن لوگوں کی نیکیوں کا پلّہ ہلکا ہوگا اور برائیوں کا پلّہ بھاری ہوگا۔ ان لوگوں نے دُنیا میں آ کر اپنے آپ کو خسارے میں ڈالا۔ اور وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ اُن کے مونہوں کو آگ جھلس دیگی اور وہ دوزخ میں بدشکل ہوں گے۔ اللہ تعالےٰ انہیں فرمائے گا۔ کیا تم پر میری آیتیں نہیں پڑھی جاتی تھیں۔ پھر تم ان آیات الٰہی کو جھٹلاتے تھے۔ وہ جواب دیں گے۔ اے رب ہمارے ہم پر ہماری بدبختی غالب آ گئی تھی۔ اور ہم واقعی گمراہ تھے۔ اے اللہ! ہمیں دوزخ سے نکال۔ پھر اگر ہم نے وہی گناہ کئے۔ تو بیشک ظالم ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ذلیل ہو کر اسی دوزخ میں رہو۔ مجھ سے بولو مت۔

دسواں شاہد

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ

وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ (سورۃ التغابن ع۱۰ پ۲۸)

ترجمہ:۔ اور جنہوں نے انکار کیا۔ اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ یہی لوگ دوزخی ہیں۔ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور وہ بڑی تکلیف دِہ جگہ ہے۔

حاصل

جن لوگوں نے احکام الٰہی تسلیم کرنے سے انکار کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلایا۔ یہی لوگ دوزخ میں جائیں گے۔ اور ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ اور وہ دوزخ حد درجہ کی تکلیف دِہ جگہ ہے۔ اللّٰھمّ احفظنا منہ۔

گیارھواں شاہد

وَ اَمَّا اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ۝ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ۝ وَّ تَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ۝ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ۝ (سورۃ الواقعہ ع۳ پ۲۷)۔

ترجمہ:۔ اور اگر وہ جھٹلانے والے گمراہوں میں سے ہے۔ تو کھولتا ہوا پانی مہمانی ہے۔ اور دوزخ میں داخل ہونا ہے بے شک یہ تحقیقی یقینی بات ہے۔ پس اپنے رب کے نام کی تسبیح کر۔ جو بڑا عظمت والا ہے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ اگر انسان اللہ تعالیٰ کے احکام کے جھٹلانے والے گمراہوں میں سے ہوگا۔ تو اس کی مہمانی (جہنّم کا کھولتا ہوا پانی ہوگا۔) اور جہنم کا داخلہ ہوگا۔ اور یہ بالکل سچی اطلاع ہے۔ اللّٰھمّ اعذنا منہ یا ارحم الراحمین بفضلك و منك وكرمك يا ارحم الراحمين ۝

مجلس میں جو جس جگہ بیٹھ جائے وہی اس کا حق دار ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنی جگہ سے (کسی ضرورت سے) اٹھا اور پھر واپس آگیا تو اس جگہ کا وہی زیادہ حق دار ہے۔ صحیح مسلم

دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھنا چاہیے

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھو۔ سنن ابی داؤد

لوگوں سے تعظیم کروانا سخت گناہ ہے

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی کو اس بات سے خوشی ہو کہ لوگ اس کی تعظیم میں کھڑے رہیں، اسے چاہئے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔ سنن ابو داؤد

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۲ر جمادی الثانی ۱۳۸۰ھ مطابق ۲ دسمبر ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ — لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد

بارگاہ الٰہی میں سچے مومن کون لوگ ہیں

ان ہی سچے مومنوں سے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ، اور عزت کا رزق دینے کا وعدۂ الٰہی، قیامت کے دن کفار کے ساتھ سلوک الٰہی

بارگاہِ الٰہی میں سچے مومن کون لوگ ہیں

پہلا شاہد

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَھُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَمَغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ ۝

(سورۃ الانفال رکوع ۱ پارہ ۹)

ترجمہ: ایمان والے وہی ہیں جب اللہ کا نام آئے تو ان کے دل ڈر جائیں اور جب اس کی آیتیں ان پر پڑھی جائیں تو اُن کا ایمان زیادہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں، وہ جو نماز قائم کرتے ہیں اور جو ہم نے انہیں رزق دیا ہے، اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ یہی سچے ایمان والے ہیں۔ ان کے رب کے ہاں ان کے لئے درجے ہیں اور بخشش ہے اور عزت کا رزق ہے۔

حاصل

ان آیات کا یہ ہے کہ (۱) اِنَّمَا عربی زبان میں کلمہ حصر کا ہے یعنی، مومن فقط یہی لوگ ہیں جن کی آگے صفتیں مذکور ہیں:

پہلی صفت جب اللہ تعالیٰ کا نام آئے، تو وہ ڈر جاتے ہیں (۲) اور جب اللہ تعالیٰ کی آیتیں اُن پر پڑھی جائیں تو ان آیتوں کے سننے سے اُن کے ایمان میں زیادتی ہوتی ہے (ایمان تو پہلے بھی تھا۔ اب ان پر عمل کرنے کا عزم بالجزم بڑھتا ہے) (۳) اور وہ ہر معاملہ میں اپنے رب پر اچھے نتائج نکلنے کا بھروسہ رکھتے ہیں (۴) اور وہ لوگ عبادتِ خداوندی جو ہر مرد و زن پر لازم ہے باقاعدہ ادا کرتے ہیں۔ یعنی نماز باقاعدہ پڑھتے ہیں (۵) اور اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق میں سے باقاعدہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ کم از کم زکوٰۃ تو ادا کرتے ہیں یہی سچے اور کھرے مومن ہیں، ان کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے نیک عملوں کے سبب بخشش اور عزت کا رزق ہے۔

نتیجہ

جو شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے یہ دو نعمتیں حاصل کرنا چاہے وہ مذکورۃ الصدر پانچ صفتیں اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرے وما علینا الا البلاغ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

ان مذکورۃ الصدر پانچ صفتوں سے متصف حضرات نے اللہ تعالیٰ سے ایک عجیب سودا کیا اور اس میں بڑا نفع پایا۔ یعنی فانی نعمتیں دیں اور باقی رہنے والی نعمتیں اللہ تعالیٰ سے خرید لیں۔ ان حضرات کی خوش نصیبی پر رشک آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک مسلمان کو ایسے سودا کرنے کی توفیق عطا فرمائے کہ فانی نعمتیں دیں اور اللہ تعالیٰ سے سدا رہنے والی نعمتیں معاوضہ میں لیں۔

مثلاً

ایک شخص عمر فانی اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت کے لئے وقف کرتا ہے۔ کسی سے اپنی حاجت کا اظہار نہیں کرتا اور عسر و یسر میں اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت نباہے جا رہا ہے۔ اس شخص نے فانی عمر کو اللہ تعالیٰ کے نام پر وقف کر کے اللہ تعالیٰ سے آخرت کی نعمتیں خرید لیں۔ یہ تو بڑا سستا سودا ہے۔ فانی چیز دی اور باقی رہنے والی بہشت اللہ تعالیٰ سے لی۔

رزق کا سوال ہی نہیں

ایسے خدا پرست لوگ اپنا یا اپنے بال بچوں کا کبھی یہ خیال نہیں کرتے کہ بچے کہاں سے کھائیں گے۔ کسی اللہ والے نے کیا خوب فرمایا ہے

خدا خود میر ساماں است ارباب توکل را

دوسرا شاہد

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجٰھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ ۝

(سورۃ الانفال رکوع ۱۰ پارہ ۱۰)

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لائے اور اپنے گھر چھوڑے اور اللہ کی راہ میں لڑے اور جن لوگوں نے انہیں جگہ دی اور ان کی مدد کی وہی سچے مسلمان ہیں۔ ان کے لئے بخشش اور عزت کا رزق ہے۔

حاصل

کہ (۱) جو لوگ ایمان لائے اور اسلام کے سربلند کرنے کی خاطر اپنے گھر بار بھی قربان کر دیئے۔ یعنی گھر بار قربان کر کے نکل آئے اور (۲) دوسرے وہ مسلمان جنہوں نے ان مہاجرین کو اپنے ہاں جگہ دی کہ آئیے آئیے شوق سے آئیے۔ آپ ہمارے مسلمان بھائی ہیں لہٰذا ہماری زمینوں میں آ کر آباد ہو جائیے۔ علاوہ ازیں جو خدمت ہم سے ہو گی، ہم آپ

کی ہر خدمت کو رضائے الٰہی حاصل کرنے کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں سے یہ

دونوں قسم

کے حضرات اپنے اخلاص اور اعمال صالحہ کی برکت سے مقبول ہوئے و ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

اللہ والوں

کو یقین ہو جاتا ہے کہ رزق کا ٹھیکہ تو اللہ تعالیٰ نے خود لے لیا ہے۔ ہماری سردردی اس میں فضول اور لایعنی ہے۔

گوشِ ہوش سے سنئے

قولہ تعالیٰ: وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا ـــ الآیۃ

(پارہ ۱۱۔ سورہ ھود۔ رکوع ۱)

ترجمہ: اور زمین پر کوئی چلنے والا نہیں مگر اس کی روزی اللہ پر ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے

روزی بہم پہنچانے کا اعلان فرمایا ہے اور ذمہ لیا ہے۔ پھر بھی جو فرائض من جانب اللہ ہیں انہیں ضائع کر کے روزی کمانا یہ خدا تعالیٰ پر بے اعتمادی نہیں ہے تو اور کیا ہے؟

بھائی صاحب!

تم کچھ بھی نہ کرو۔ فقط بیٹھ کر خدا تعالیٰ کے بھروسے پر خدا تعالیٰ کو یاد کرو۔ دیکھو روزی پہنچاتا ہے یا نہیں!

آزما کر

تو دیکھو۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ کیسا سچا نکلتا ہے اعلان خداوندی ملاحظہ ہو:۔

وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا

(سورۃ النساء رکوع ۱۱ پارہ ۵)

ترجمہ: اور اللہ سے بڑھ کر کس کی بات سچی ہو سکتی ہے۔

جاء استاد خالی است

اصل بات یہ ہے کہ جن حضرات کو اعتماد علی اللہ والوں کی صحبت نصیب ہو جاتی ہے وہ بقول ؏

بے میوہ زمیوہ رنگ گیرد

وہ حضرات تو اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت کرنے میں محض اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا سیکھ جاتے ہیں اور جنہیں صحبت اللہ والوں کی نصیب نہ ہو وہ شاذ و نادر ہی اس منزل پر پہنچ سکتے ہیں۔

نمبر ۴ مضمون

قیامت کے دن کفار کے ساتھ سلوک الٰہی

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمْ وَقُودُ النَّارِ ۝ كَدَأْبِ آلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا سَتُغْلَبُونَ وَتُحْشَرُونَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ ۚ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝

(سورہ آل عمران رکوع ۲ پارہ ۳)

ترجمہ: بیشک جو لوگ کافر ہیں، ان کے مال اور ان کی اولاد اللہ کے مقابلے میں ہرگز کام نہیں آئیں گے اور وہ دوزخ کا ایندھن ہیں جس طرح فرعون والوں اور ان سے پہلے لوگوں کا معاملہ تھا۔ انہوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا۔ پھر اللہ نے ان کے گناہوں کے سبب سے انہیں پکڑا اور اللہ سخت عذاب دینے والا ہے کافروں کو کہہ دے کہ اب تم مغلوب ہو گے اور دوزخ کی طرف اکٹھے کئے جاؤ گے اور وہ بُرا ٹھکانہ ہے۔

حاصل

آیات مذکورۃ الصدر کا حاصل یہ ہے کہ کافروں کو مال کی بہتات اور اولاد کی کثرت پر ناز نہیں کرنا چاہیئے۔ مال یا اولاد بدعملوں کو دوزخ سے نہیں بچا سکیں گے۔ جو لوگ مال کی بہتات پر نازاں اور اولاد کی کثرت پر بھروسہ رکھتے ہیں، وہ مطمع ہو جائیں اللہ تعالیٰ کے غضب کے مقابلہ میں یہ کوئی چیز نہیں ہیں۔ یہ چیزیں ان گنہگاروں کو دوزخ سے نہیں بچا سکیں گی۔

تکذیب آیاتِ الٰہی

کرنے والوں کو عذاب الٰہی سے کوئی بچا نہیں سکتا۔ اسی لئے تو ارشاد الٰہی نازل ہو رہا ہے کہ کافروں سے کہہ دو کہ خدا پرستوں کے لشکر کے سامنے تمہیں مغلوب کیا جائے گا اور پھر مرنے کے بعد جہنم رسید کیے جاؤ گے اور وہ بُرا ٹھکانہ ہے۔

مومنوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد کا ہونا

تم نے غزوۂ بدر میں ملاحظہ نہیں کیا کہ کافر ایک ہزار تھے جن کے پاس سات سو اونٹ اور ایک سو گھوڑے تھے۔ دوسری طرف مسلمان مجاہدین تین سو سے کچھ اوپر تھے جن کے پاس کل ستر اونٹ دو گھوڑے چھ زرہیں اور آٹھ تلواریں تھیں اور تماشا یہ تھا کہ ہر ایک فریق کو حریف مقابل اپنے سے دُگنا نظر آتا تھا جس کا نتیجہ یہ تھا کہ کفار کے دل مسلمانوں کی کثرت کا تصور کر کے مرعوب ہوتے تھے اور مسلمان اپنے سے دُگنی تعداد دیکھ کر اور زیادہ حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتے اور کامل توکل و استقلال سے خدا تعالیٰ کے وعدہ

"ان یکن منکم مائۃ صابرۃ یغلبوا مائتین"

پر اعتماد کر کے فتح و نصرت کی امید رکھتے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مسلمانوں کو فتح عظیم عطا فرمائی اور جنگ بدر میں کفار کے ستر بڑے بڑے سردار مارے گئے اور ستر قید ہوئے۔ اس طرح کفر کا زور ٹوٹا۔ سورہ انفال میں عموماً اسی واقعہ کے اجزاء و متعلقات کا بیان ہوا ہے۔

حق پرستوں

کے لئے یہ عبرت ناک واقعہ ہے کہ باوجود قلت تعداد اور قلت اسلحہ کے مسلمان فتح عظیم پاتے ہیں۔ وَذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝

ذیل میں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ کی وہ تقریر شائع کی جارہی ہے جو آپ نے انجمن حمایت اسلام کے چھاسٹھویں سالانہ اجلاس میں ۳ر دسمبر ۱۹۶۰ء ہفتہ کے روز ۱۰½ بجے خان بہادر ایم عبدالرحمٰن خاں صاحب آف ڈھاکہ کی صدارت میں پڑھی تھی۔

مضمون کا عنوان

انسان کا بحیثیت انسان ہونے کے فرض اصلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد

حضرات! اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو انسان ایک مجموعہ مخلوقات الٰہی کا معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً پتھروں کی طرح ایک جسم بھی ہے جس میں طول عرض اور عمق پایا جاتا ہے اور پھر دیکھا جائے۔ تو جسم نامی بھی ہے یعنی طول عرض اور عمق کے سوا درختوں کی طرح اس میں نمو یعنی بڑھنے کی خاصیت بھی پائی جاتی ہے۔ جو پتھروں میں نہیں ہوتی۔ اور علاوہ ایک جسم نامی ہونے کے ایک حیوان بھی ہے۔ جسے عربی میں متحرک بالارادہ کہا جاتا ہے۔ یعنی اپنے ارادہ سے نقل وحرکت کرنے والا۔ یہ چیز پتھروں اور درختوں میں نہیں تھی۔ اس لئے اس صفت کے پائے جانے سے انسان ایک جسم نامی متحرک بالارادہ تو ہو گیا۔ انسان میں ایک اور چیز بھی خدا تعالیٰ نے رکھی ہے کہ

اللہ تعالیٰ

کی پیدا کردہ چیزوں کی حکمتوں پر غور کرتا ہے اس غور و فکر میں مؤمن کی تخصیص نہیں ہے بلکہ بعض اوقات کافر بھی غور و فکر کرنے کے بعد خدا تعالیٰ کی حکمتوں کو پا لیتے ہیں۔ چنانچہ آج کل یورپ میں بکثرت ایسے آدمی پائے جاتے ہیں۔ جو طرح طرح کی ایجادات سے اپنے ملک کو انتہائی مادی ترقی پر پہنچا رہے ہیں اور روحانیات کے معاملہ میں بالکل فیل ہیں۔

حتیٰ کہ اللہ تعالےٰ کی پہچان

کے معاملہ میں بھی فیل ہیں۔ ثبوت ملاحظہ ہو۔

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝ (سورہ المائدۃ رکوع ۱۶ پارہ ۷)

ترجمہ:۔ اور جب اللہ فرمائیگا۔ اے عیسیٰ بیٹے مریم کے۔ کیا تُو نے لوگوں سے کہا تھا۔ کہ خدا کے سوا مجھے اور میری ماں کو بھی خدا بنا لو۔ وہ عرض کرے گا۔ تو پاک ہے۔ مجھے لائق نہیں۔ کہ ایسی بات کہوں۔ کہ جس کا مجھے حق نہیں۔ اگر میں نے یہ کہا ہو گا۔ تو تجھے ضرور معلوم ہو گا۔ جو میرے دل میں ہے۔ تو جانتا ہے۔ اور جو تیرے دل میں ہے۔ وہ میں نہیں جانتا۔ بے شک تو ہی چھپی ہوئی باتوں کو جاننے والا ہے۔

یہ لوگ ہیں۔ دُنیاوی ایجادات میں حیران کن۔ مثلاً ہوائی جہاز وائرلیس وغیرہ ایجاد کرنا۔ اور اللہ تعالےٰ کے معاملہ میں بالکل کودن دماغ۔ یہ نہیں سمجھتے۔ کہ اللہ تعالیٰ تمام جہان کے بالوں اور ماؤں کو پیدا کرتا ہے۔ اور ایک ..... عورت کے پیٹ سے خدا کیسے پیدا ہو سکتا ہے۔ یہ بات مان لینی کیسی غیر معقول چیز ہے۔

ہوا میں اُڑنا

یہ بھی کوئی انسان کا کمال نہیں ہے۔ میرے بعض دوستوں نے جو پنجاب کے رہنے والے ہیں۔ انہوں نے سُنایا ہے۔ کہ چمگادڑ رات کو اُڑ کر کشمیر جاتا ہے۔ اور وہاں جا کر رات کو پھل کھاتا ہے۔ اور پھر اُڑ کر اپنی جگہ پنجاب میں پہنچ جاتا ہے۔ یہاں آ کر درختوں پر لٹک جاتا ہے جو اس کی عادت ہے۔ چنانچہ کشمیر سے جو تازہ پھل کھا کر آتا ہے۔ کچھ اپنے پنجوں میں لے آتا ہے۔ اور یہاں آ کر بعض اوقات اس کے پنجوں سے گر جاتا ہے، جو پھل کہ خاص کشمیر کا ہوتا ہے۔

لہٰذا

معلوم ہوا۔ کہ ہوائی جہاز کا ایجاد کر لینا یہ بھی انسان کا اصلی کمال نہیں ہے۔ کیونکہ تیز اُڑنا تو پرندوں میں بھی پایا جاتا ہے۔

معروضات سابقہ

کا حاصل یہ نکلا۔ کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہونا یہ کوئی انسانیت کا کمال نہیں ہے۔ یہ کمال تو حیوانات میں بھی پایا جاتا ہے۔ بہت جلدی نشو و نما پانا یہ بھی انسان کا اصلی کمال نہیں ہے۔ ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے بعد ایک سال میں اونٹ اور ہاتھی اتنے قدآور ہو جاتے ہیں۔ کہ انسان چھ سال میں اتنا قدآور نہیں ہوتا۔ لہٰذا معلوم ہوا۔ کہ قد و قامت میں بڑھ جانا یہ بھی کوئی انسانی کمال نہیں ہے۔ زیادہ کھانا یہ بھی کوئی انسانی کمال نہیں ہے۔ کھانے کے معاملہ میں تو ہاتھی اور اونٹ انسان سے چوگنے سے بھی زیادہ کھا جاتے ہیں۔ خوبصورتی صورت کی کوئی انسان میں کمال نہیں ہو سکتا۔ اگر صورت کی خوبصورتی میں کمال ہے۔ تو پھر اس سے تو مور زیادہ خوبصورت ہے۔

معلوم ہوا

کہ رنگ و رُوپ کی خوبصورتی بھی انسانی کمال نہیں ہے۔

انسان کا اصلی کمال

فقط وہ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝ (سورۃ الذاریات ع ۲ پ ۲۷)

ترجمہ:۔ اور میں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے۔ تو صرف اپنی بندگی کیلئے۔

لہٰذا

اب انسان کا کمال بلحاظ قرآن مجید کے اعلان کے دیکھا جائے گا۔ کہ جو شخص اللہ تعالےٰ کی طرف سے تجویز کردہ پروگرام عبدیت کا پابند ہو گا۔ وہ اللہ تعالےٰ کے ہاں قابلِ عزت ہو گا۔ اور اللہ تعالیٰ کے ہاں قابلِ عزت ہستیوں کا ٹھکانا جنت ہو گا۔ اور جو لوگ پروگرام بندگی کا جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ظاہر ہوا ہے۔ اس پر عامل نہیں ہیں۔ وہ مجرم ہیں۔

اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہوگا۔

اب وہ پروگرام ملاحظہ ہو:۔

عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ اِذْ طَلَعَ عَلَیْنَا رَجُلٌ شَدِیْدُ بَیَاضِ الثِّیَابِ شَدِیْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا یُرٰی عَلَیْہِ اَثَرُ السَّفَرِ وَ لَا یَعْرِفُہٗ مِنَّا اَحَدٌ حَتّٰی جَلَسَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ فَاَسْنَدَ رُکْبَتَیْہِ اِلٰی رُکْبَتَیْہِ وَ وَضَعَ کَفَّیْہِ عَلٰی فَخِذَیْہِ وَ قَالَ یَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِسْلَامِ قَالَ اَلْاِسْلَامُ اَنْ تَشْھَدَ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَ تُقِیْمُ الصَّلٰوۃَ وَ تُؤْتِیَ الزَّکٰوۃَ وَ تَصُوْمُ رَمَضَانَ وَ تَحُجَّ الْبَیْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا۔ قَالَ صَدَقْتَ فَعَجِبْنَا لَہٗ یَسْاَلُہٗ وَ یُصَدِّقُہٗ قَالَ فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِیْمَانِ قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَ مَلٰٓئِکَتِہٖ وَ کُتُبِہٖ وَ رُسُلِہٖ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ تُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَ شَرِّہٖ قَالَ صَدَقْتَ۔ الحدیث۔

ترجمہ:۔ حضرت عمرؓ بن الخطاب سے روایت ہے۔ کہ ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ کہ اچانک ایک شخص حاضر ہوا جس کے کپڑے نہایت سفید تھے۔ بال نہایت سیاہ۔ اس پر سفر کا کوئی اثر نہ تھا۔ اور نہ ہم میں سے کوئی اُسے جانتا تھا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زانو کے ساتھ زانو ملا کر بیٹھ گیا۔ اور اپنے دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لئے۔ اور عرض کیا۔ اے محمدؐ! مجھ کو اسلام کی حقیقت سے آگاہ فرمایئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اسلام یہ ہے۔ کہ تو اس امر کا اعتراف کرے اور شہادت دے۔ کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اور محمدؐ خدا کے رسول ہیں۔ اور (پھر) تو نماز ادا کرے۔ زکوٰۃ دے۔ رمضان کے روزے رکھے اور خانۂ کعبہ کا حج کرے۔ اگر تجھ کو زادِ راہ میسّر ہو۔ اُس شخص نے (یہ سُن کر) عرض کیا۔ آپ نے سچ فرمایا۔ ہم لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ کہ یہ شخص دریافت بھی کرتا ہے۔ اور تصدیق بھی کرتا ہے پھر اُس نے پوچھا۔ ایمان کی حقیقت بیان فرمایئے آپؐ نے فرمایا۔ (ایمان یہ ہے۔ کہ) تو اللہ پر۔ اُس کے فرشتوں پر۔ اُس کی کتابوں اور رسولوں پر، قیامت کے دن پر اور تقدیر کی بھلائی پر (یقین و) ایمان رکھ۔ (یہ سُن کر اس) شخص نے کہا۔ آپؐ نے سچ فرمایا۔ (الیٰ آخر الحدیث)۔

نماز پڑھنے کا فائدہ

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ مِفْتَاحُ الْجَنَّۃِ الصَّلٰوۃُ وَ مِفْتَاحُ الصَّلٰوۃِ الطُّھُوْرُ (رواہ احمد)

ترجمہ:۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جنّت کی کنجی نماز ہے۔ اور نماز کی کنجی وضو ہے۔

نماز اور وضو کا فائدہ

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ الصُّنَابِحِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اِذَا تَوَضَّاَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ فَمَضْمَضَ خَرَجَتِ الْخَطَایَا مِنْ فِیْہِ وَ اِذَا اسْتَنْثَرَ خَرَجَتِ الْخَطَایَا مِنْ اَنْفِہٖ وَ اِذَا غَسَلَ وَجْھَہٗ خَرَجَتِ الْخَطَایَا مِنْ وَجْھِہٖ حَتّٰی تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَشْفَارِ عَیْنَیْہِ فَاِذَا غَسَلَ یَدَیْہِ خَرَجَتِ الْخَطَایَا مِنْ یَدَیْہِ حَتّٰی تَخْرُجَ مِنْ اَطْفَارِ یَدَیْہِ فَاِذَا مَسَحَ بِرَاْسِہٖ خَرَجَتِ الْخَطَایَا مِنْ رَّاْسِہٖ حَتّٰی تَخْرُجَ مِنْ اُذُنَیْہِ فَاِذَا غَسَلَ رِجْلَیْہِ خَرَجَتِ الْخَطَایَا مِنْ رِّجْلَیْہِ حَتّٰی تَخْرُجَ مِنْ اَطْفَارِ رِجْلَیْہِ ثُمَّ کَانَ مَشْیُہٗ اِلَی الْمَسْجِدِ فَصَلٰوتُہٗ نَافِلَۃٌ لَّہٗ۔ رواہ مالک والنسائی۔

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہؓ الصنابحی سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جب مومن بندہ وضو کا ارادہ کرتا ہے۔ پس کلّی کرتا ہے۔ تو اس کے منہ سے گناہ نکل جاتے ہیں۔ اور جب ناک جھاڑتا ہے۔ تو ناک کے راستہ سے گناہ نکل جاتے ہیں۔ اور جب منہ دھوتا ہے۔ تو گناہ چہرہ (اور آنکھوں کے) نکل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ پلکوں کے نیچے کے گناہ بھی نکل جاتے ہیں۔ اور جب ہاتھ دھوتا ہے۔ تو دونوں ہاتھوں کے گناہ دُھل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ہاتھوں کے ناخنوں کے نیچے کے گناہ بھی۔ اور جب سر کا مسح کرتا ہے۔ تو سر کے گناہ نکل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ کانوں کے گناہ بھی۔ اور جب پاؤں کو دھوتا ہے تو پاؤں کے گناہ نکل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ پاؤں کے ناخنوں کے گناہ بھی۔ پھر وہ مسجد کی طرف چلتا ہے۔ اور اس کی نماز اس کے (اعمال میں) زیادہ ہو جاتی ہے۔

نماز عشاء جماعت پڑھنے کا ثواب

عَنْ عُثْمَانَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ مَنْ صَلَّی الْعِشَاءَ فِیْ جَمَاعَۃٍ فَکَاَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّیْلِ وَ مَنْ صَلَّی الصُّبْحَ فِیْ جَمَاعَۃٍ فَکَاَنَّمَا صَلَّی اللَّیْلَ کُلَّہٗ۔ رواہ مسلم۔

ترجمہ:۔ حضرت عثمانؓ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی۔ اس نے گویا آدھی رات عبادت کی۔ اور جس نے صبح کی نماز جماعت سے ادا کی۔ اس نے گویا ساری رات عبادت کی۔

نماز نہ پڑھنے کا گناہ

تاکہ آپ قیامت کے دن یہ عذر نہ کر سکیں۔ کہ اے اللہ! ہمیں تو پتہ ہی نہیں تھا۔

عَنْ بُرَیْدَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اَلْعَھْدُ الَّذِیْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَھُمُ الصَّلٰوۃُ فَمَنْ تَرَکَھَا فَقَدْ کَفَرَ۔ رواہ احمد والترمذی والنسائی و ابن ماجۃ۔

ترجمہ:۔ حضرت بریدہؓ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ہمارے اور منافقوں کے درمیان جو عہد ہے۔ وہ نماز ہے۔ پس جس نے نماز کو چھوڑ دیا۔ وہ کافر ہو گیا۔

زکوٰۃ نہ ادا کرنے کی سزا

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ مَنْ اٰتَاہُ اللّٰہُ مَالًا فَلَمْ یُؤَدِّ زَکٰوتَہٗ مُثِّلَ لَہٗ مَالُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ شُجَاعًا اَقْرَعَ لَہٗ زَبِیْبَتَانِ یُطَوَّقُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ثُمَّ یَاْخُذُ بِلِھْزِمَتَیْہِ یَعْنِیْ شِدْقَیْہِ ثُمَّ یَقُوْلُ اَنَا مَالُکَ اَنَا کَنْزُکَ ثُمَّ

مجلس کے اختتام پر کسی کے لیے کھڑا ہونے کی تفصیل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ مسجد میں تشریف فرما ہوتے اور ہم سے باتیں فرماتے تھے۔ پھر جب آپ اٹھتے تو ہم سب لوگ بھی کھڑے ہو جاتے، اور اس وقت تک کھڑے رہتے جب کہ ہم دیکھ لیتے کہ ازواجِ مطہرات کے گھروں میں سے کسی گھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہو گئے۔ (دوسری احادیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعظیم کے لیے کھڑے ہونے سے منع فرمایا ہے۔ فرق یہ ہے کہ مجلس میں تشریف آوری کے وقت اہلِ مجلس کا کھڑا ہونا صرف تعظیم ہی کے لئے ہوتا تھا جو آپ کے لئے گرانی کا باعث ہوتا تھا اور مجلس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُٹھ جانے کے وقت کھڑا ہونا مجلس کے برخواست ہو جانے کی وجہ سے بھی ہوتا تھا۔ اس کے بعد خود اہلِ مجلس بھی اپنے اپنے ٹھکانوں پر جانے والے ہوتے تھے، اس لئے کھڑے ہونے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم گوارا فرما لیتے تھے۔)

شعب الایمان

تَلَا وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ الْاٰيَةَ رواہ البخاری۔

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس شخص کو اللہ (تعالیٰ) نے مال عطا کیا۔ اور اس نے زکوٰۃ ادا نہیں کی۔ تو اس کے مال کا قیامت کے دن ایک گنجا سانپ بنایا جائے گا۔ جس کی آنکھوں میں دو سیاہ نقطے ہوں گے۔ اور سانپ کو طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈالا جائیگا۔ پھر یہ سانپ اس شخص کی دونوں باچھیں پکڑے گا۔ اور کہے گا۔ میں تیرا مال اور تیرا خزانہ ہوں۔ اس کے بعد آپؐ نے یہ آیت پڑھی:۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ الخ

یعنی یہ گمان نہ کریں۔ وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں۔ آخر آیت تک۔

باوجود فرض ہونے حج کے۔ حج نہ کرنے کی سزا

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَمْنَعْهُ مِنَ الْحَجِّ حَاجَةٌ ظَاهِرَةٌ اَوْ سُلْطَانٌ جَائِرٌ اَوْ مَرَضٌ حَابِسٌ فَمَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ فَلْيَمُتْ اِنْ شَاءَ يَهُوْدِيًّا وَاِنْ شَاءَ نَصْرَانِيًّا رواہ الدارمی

ترجمہ:۔ حضرت ابوامامہؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس شخص کو حج سے نہ روک رکھا ہو ظاہری حاجت نے۔ یا ظالم بادشاہ نے۔ یا خطرناک مرض نے۔ اور وہ مر گیا۔ اور حج نہ کیا۔ پس اس کو اختیار ہے۔ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ جس شخص پر حج فرض ہو چکا ہو۔ یعنی زادِ راہ موجود ہو۔ اور نہ کوئی ظالم بادشاہ روکنے والا ہو۔ اور نہ کسی مہلک بیماری کا بیمار ہو۔ پھر خواہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے۔ اس شخص پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنا غصہ ہے۔

العیاذ باللہ العظیم ۵

خطبۂ یوم الجمعۃ ۱۹ر جمادی الثانی ۱۳۸۰ھ مطابق ۹ر دسمبر ۱۹۶۰ء

از: شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ - لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم — الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی — امّا بعد

الاحکام الالٰہیۃ

المتعلقۃ للانفاق فی سبیل اللہ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے وہ احکام جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے متعلق ہیں۔

نمبر ۱

مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبَّۃٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْبُلَۃٍ مِّائَۃُ حَبَّۃٍ ط وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۝ (سورۃ البقرۃ ع ۳۶)

ترجمہ:- ان لوگوں کی مثال جو اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتے ہیں۔ ایسی ہے۔ کہ جیسے ایک دانہ کہ اُگائے سات بالیاں۔ ہر بالی میں سو سو دانہ۔ اور اللہ جس کے واسطے چاہے بڑھاتا ہے۔ اور اللہ بڑی وسعت والا جاننے والا ہے۔

یعنی

ہر ایک شخص کی نیت کو جانتا ہے۔ جس کی نیت میں محض اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا مطلوب ہوگا۔ ان کے درجے بڑھاتا جائے گا حتّٰی کہ جو لوگ محض رضاء الٰہی کے لئے صدقہ وخیرات کریں گے۔ ان کے صدقہ وخیرات کو سات سو گنا تک بڑھا دے گا۔ وما ذٰلک علی اللہ بعزیز۔

نمبر ۲

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّ لَآ اَذًی لَّھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَ لَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ (سورۃ البقرۃ رکوع ۳۶ پارہ ۳)۔

ترجمہ:- جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ پھر خرچ کرنے کے بعد نہ احسان رکھتے ہیں اور نہ ستاتے ہیں۔ انہیں کے لئے اپنے رب کے ہاں ثواب ہے۔ اور ان پر نہ کوئی ڈر ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

حاصل یہ

کہ جس مسکین کی خدمت کرنے کی اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ نہ اس کو یہ احسان جتلایا جائے اور نہ ستایا جائے۔ ایسے نیکی کرنیوالوں کے لئے اللہ تعالےٰ کے ہاں اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کرنے کا ثواب ملیگا۔

نمبر ۳

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِکُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰی الآیۃ (سورۃ البقرۃ رکوع ۳۶ پارہ ۳)۔

ترجمہ:- اے ایمان والو۔ احسان رکھ کر اور ایذا دے کر اپنی خیرات کو ضائع نہ کرو ؂

حاصل

یہ ہے کہ مسکین کو خیرات دے کر بعد میں اس پر احسان جتلا کر اور اسے روحانی ایذا پہنچا کر اس خیرات کا اجر ضائع نہ کردو۔

نمبر ۴

قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّ مَغْفِرَۃٌ خَیْرٌ مِّنْ صَدَقَۃٍ یَّتْبَعُھَآ اَذًی ط وَ اللّٰہُ غَنِیٌّ حَلِیْمٌ ۝ (سورۃ البقرۃ ع ۳۶ پ ۳)۔

ترجمہ:- مناسب بات کہ دینا اور درگزر کرنا اس خیرات سے بہتر ہے۔ جس کے بعد ستانا ہو۔ اور وہ بے پرواہ نہایت تحمل والا ہے۔

حاشیہ شاہ عبدالقادر صاحب مرحوم!

"یعنی مانگنے والے کو نرمی سے جواب دینا اور اس کی بدخوئی پر درگزر کرنی بہتر ہے اس سے کہ دیوے۔ پھر اس کو بار بار یہ سمجھے۔ کہ میں نے تو اللہ (تعالیٰ) کو دیا ہے۔ اس کو کیا پرواہ ہے۔ مگر اپنا بھلا کرتا ہوں۔

حاصل

یہ ہے کہ اگر مسکین کو خیرات دے کر ستانا ہی ہے۔ تو اس سے تو بہتر ہے کہ مسکین کو کہہ دو۔ کہ بابا معاف کرو۔ اللہ تعالیٰ تم سے بے پرواہ ہے۔ مسکین کو اللہ تعالےٰ کسی اور بندے سے دِلوا دے گا۔

نمبر ۵

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِکُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰی لا کَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَہٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ط فَمَثَلُہٗ کَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَیْہِ تُرَابٌ فَاَصَابَہٗ وَابِلٌ فَتَرَکَہٗ صَلْدًا ط لَا یَقْدِرُوْنَ عَلٰی شَیْءٍ مِّمَّا کَسَبُوْا ط وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَ ۝ (سورۃ البقرہ رکوع ۳۶ پارہ ۳)۔

ترجمہ:- اے ایمان والو! احسان رکھ کر اور ایذا دے کر اپنی خیرات کو ضائع نہ کرو۔ اس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھانے کو خرچ کرتا ہے۔ اور اللہ پر اور قیامت کے دن پر یقین نہیں رکھتا۔ سو اس کی مثال ایسی ہے۔ جیسے صاف پتھر۔ کہ اس پر کچھ مٹی پڑی ہو۔ پھر اس پر زور کا مینہ برسا۔ پھر اس کو صاف کر دیا۔ ایسے لوگوں کو اپنی کمائی ذرا بھی ہاتھ نہ لگے گی۔ اور اللہ کافروں کو سیدھی راہ نہیں دکھاتا۔

حاشیہ شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

"اور مثال خیرات کی جیسے ایک دانہ بویا اور سات بالیں نکلیں۔ سات سو دانے ملے۔ یہاں فرمایا۔ کہ نیت شرط ہے۔ اگر دکھاوے کی نیت سے خرچ کیا۔ تو جیسے دانہ بویا پتھر میں جس پر تھوڑی سی مٹی نظر آتی تھی۔ جب اس پر مینہ برسا وہ صاف رہ گیا۔ اس میں سے کیا اُگے گا۔

نمبر ۶

وَ مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰہِ وَ تَثْبِیْتًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ کَمَثَلِ جَنَّۃٍ بِرَبْوَۃٍ اَصَابَھَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُکُلَھَا ضِعْفَیْنِ ج فَاِنْ لَّمْ یُصِبْھَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ط وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝ (سورۃ البقرۃ ع ۳۶ پ ۳)

ترجمہ:- اور ان لوگوں کی مثال جو اپنے مال اللہ کی رضا حاصل کرنے [illegible]

اپنے دلوں کو مضبوط کر کے خرچ کرتے ہیں۔ ایسی ہے۔ جس طرح بلند زمین پر ایک باغ ہو۔ اس پر زور کا مینہ برسا۔ تو وہ باغ اپنا پھل دگنا لایا۔ اور اگر اس پر مینہ نہ برسا۔ تو شبنم ہی کافی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو خوب دیکھنے والا ہے۔

شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے

حواشی

نمبر ۱

اوپر مثال خیرات کی جیسے ایک دانہ بویا اور سات بالیں نکلیں۔ سات سو دانے ملے۔ یہاں فرمایا۔ کہ نیّت شرط ہے۔ اگر دکھاوے کی نیّت سے خرچ کیا۔ تو جیسے دانہ بویا پتھر میں۔ جس پر تھوڑی سی مٹی نظر آتی تھی۔ جب مینہ پڑا۔ وہ صاف رہ گیا۔ اس میں سے کیا اُگے گا۔

نمبر ۲

مینہ سے مراد بہت مال خرچ کرنا۔ اور اوس سے مراد ہے تھوڑا مال۔ سو اگر نیّت درست ہے۔ تو بہت خرچ کرنا بہت ثواب اور تھوڑا بھی کام آتا ہے۔ جیسے خاص زمین پر باغ ہے۔ جتنا مینہ برسے اس کو فائدہ ہے۔ بلکہ اوس بھی کافی ہے۔ اور نیّت درست نہیں۔ تو کس طرح زیادہ خرچ کرے۔ اور ضائع ہے۔ کیونکہ زیادہ مال دینے میں دکھاوا بھی زیادہ ہے۔ جیسے پتھر پر دانہ۔ جتنا زور کا مینہ برسے۔ اور ضرر کرے۔ کہ مٹی دھوئی جائے ۱۲۔

نمبر ۷

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۖ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝ (سورۃ البقرۃ ع ۳۷ پ ۳)۔

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اپنی کمائی میں سے ستھری چیزیں خرچ کرو۔ اور اس چیز میں سے بھی جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے پیدا کی ہے۔ اور اس میں سے ردی چیز کا ارادہ نہ کرو۔ کہ اس کو خرچ کرو۔ حالانکہ تم اسے کبھی نہ لو۔ مگر یہ کہ چشم پوشی کر جاؤ۔ اور سمجھ لو۔ کہ اللہ بیشک بے پرواہ تعریف کیا ہوا ہے۔

حاصل

اے مسلمانو! اپنی کمائی میں سے پاکیزہ چیز اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ ردّی چیز کو اللہ تعالےٰ کی راہ میں مت دو۔ تم اللہ تعالےٰ کی راہ میں وہ چیز خرچ کرتے ہو۔ جو تمہیں دی جائے۔ تو نہ لو۔ ہاں اگر چشم پوشی کر کے لے لو تو اور بات ہے۔ ایسی چیز اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہو۔ حالانکہ ایسی چیز تم کسی سے قبول نہیں کر سکتے۔ مگر یہ کہ چشم پوشی کر لو۔ یہ یاد رکھو۔ اللہ تعالےٰ ایسی چیزوں سے بے پرواہ ہے۔ وہ اللہ تعریف کیا ہوا ہے۔

نمبر ۸

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَاۗءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ (سورۃ البقرۃ ع ۳۷ پ ۳)۔

ترجمہ:۔ اگر تم خیرات ظاہر کر کے دو۔ تو بھی اچھی بات ہے۔ اور اگر اسے چھپا کر دو۔ اور فقیروں کو پہنچا دو۔ تو تمہارے حق میں وہ بہتر ہے۔ اور اللہ تمہارے کچھ گناہ دُور کر دے گا۔ اور اللہ تعالےٰ تمہارے کاموں سے خوب خبر رکھنے والا ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ نیّت میں محض اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب ہو۔ پھر خواہ خیرات ظاہر کر کے کرے۔ یا چھپا کر دے۔ ہر حالت میں بہتر ہے۔ اور اس صدقہ کی برکت سے اللہ تعالےٰ تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ ہر شخص کے اعمال اور ان کی حقیقت سے آگاہ ہے۔ کہ ان اعمال میں للّٰہیت ہے۔ یا ریاء ہے۔ پھر ہر ایک کو اس کے مناسب جزاء یا سزا دیگا۔

نمبر ۹

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَاۗءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ (سورۃ البقرۃ رکوع ۳۷ پارہ ۳)۔

ترجمہ:۔ اگر تم خیرات ظاہر کر کے دو۔ تو اچھی بات ہے۔ اور اگر اسے چھپا کر دو۔ اور فقیروں کو پہنچا دو۔ تو تمہارے حق میں وہ بہتر ہے۔ اور اللہ تمہارے کچھ گناہ دُور کر دے گا۔ اور اللہ تمہارے کاموں سے خوب خبر رکھنے والا ہے۔

حاشیہ حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ

فرماتے ہیں۔ "اگر نیّت دکھاوے کی نہ ہو۔ تو خیرات کھلی بھی بہتر ہے کہ اوروں کو شوق آوے۔ اور چھپی بھی بہتر ہے۔ کہ لینے والا نہ شرماوے۔

دُعا

اللہ تعالےٰ ہر ایک مسلمان کو اخلاص نیّت سے نیکی کے کاموں میں مال خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

وما علینا الا البلاغ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

خطبۂ یوم الجمعہ ۲۶ر جمادی الثانی ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۶ر دسمبر ۱۹۶۰ء

از: شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد

حصہ اول
مومنوں کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچانیوالا صحیح راستہ فقط قرآن مجید دکھاتا ہے

حصہ دوم
قرآن مجید کے احکام کی بہترین شرح فقط حدیث شریف ہے

پہلے حصہ پر شواہد

پہلا شاہد

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً ق فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ ۪ وَ اَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ط وَ مَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۚ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ط وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ (سورۃ البقر رکوع ۲۶ پارہ ۲)۔

ترجمہ:۔ سب لوگ ایک دین پر تھے۔ پھر اللہ نے انبیاء خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے بھیجے۔ اور ان کے ساتھ سچی کتابیں نازل کیں۔ تاکہ لوگوں میں اس بات کا فیصلہ کرے۔ جس میں اختلاف کرتے تھے اور اس میں اختلاف نہیں کیا۔ مگر انہیں لوگوں نے جنہیں وہ (کتاب) دی گئی تھی۔ اس کے بعد کہ ان کے پاس روشن دلیلیں آچکی تھیں۔ آپس کی ضد کی وجہ سے۔ پھر اللہ نے اپنے حکم سے ہدایت کی۔ جو ایمان والے ہیں۔ اس حق بات کی جس میں وہ اختلاف کر رہے تھے۔ اور اللہ جسے چاہے سیدھے راستہ کی ہدایت کرتا ہے۔

حاصل یہ نکلا۔ کہ پہلے لوگ سب کے سب ایک دین پر تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام بھیجے۔ تاکہ سیدھے راستہ پر چلنے والوں کو خوشخبری سنائیں۔ اور غلط راستہ اختیار کرنے والوں کو ڈرائیں اور ان انبیاء علیہم السلام کے ساتھ کتاب بھی نازل فرمائی۔ تاکہ جس چیز میں لوگوں میں اختلاف پیدا ہو۔ کتاب اللہ سے فیصلہ کرالیں۔ اور اختلاف بھی واضح ترین احکام نازل ہونے کے بعد آپس کی ضد سے رونما ہوا تھا۔ پس اللہ تعالےٰ نے پہلوں کی اختلافی چیزوں کو مدِ نظر رکھ کر ایک واضح ترین کتاب نازل فرمائی۔ جو اللہ کے حکم سے انکے تمام اختلافی مسائل کو حل کرنے والی ہے۔ اللہ تعالےٰ جسے چاہے۔ سیدھے راستہ کی راہنمائی کرے۔

جب

مسلمانوں کی طرف یہ نازل شدہ قرآن مجید تمام سابقہ مسائل میں تمام اقوام کے اختلافی مسائل کو حل کرنے والی کتاب ہے۔

اسلئے

تمام سابقہ اقوام عالم کو چاہیئے کہ تکبّر کو چھوڑ دیں اور آخری کتاب یعنی قرآن مجید سے اپنے تمام اختلافی مسائل کا حل کرائیں۔ وما علینا الا البلاغ المبین ۝

دوسرا شاہد

وَ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَ اَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَ فِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ط وَ مَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ (سورۃ آل عمران رکوع ۱۰ پارہ ۴)۔

ترجمہ:۔ اور تم کس طرح کافر ہو گئے حالانکہ تم پر اللہ تعالےٰ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں۔ اور اس کا رسول تم میں موجود ہے اور جو شخص اللہ کو مضبوط پکڑے گا۔ تو اُسے ہی سیدھے راستہ کی ہدایت کی جائے گی۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ تم کس طرح کافر ہو سکتے ہو۔ حالانکہ تم پر اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کا رسول بھی تم میں موجود ہے یاد رکھو۔ کہ جو شخص اللہ تعالےٰ کو یعنی اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو۔ مضبوط کرکے پکڑے گا۔ تو اسے سیدھے راستہ پر اللہ تعالےٰ چلائیگا۔

تیسرا شاہد

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ يَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ط قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَ يَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ (سورۃ المائدہ رکوع نمبر ۳ پارہ نمبر ۶)۔

ترجمہ:۔ اے اہل کتاب تحقیق تمہارے پاس ہمارا رسول آیا ہے۔ جو بہت چیزیں تم پر ظاہر کرتا ہے۔ جنہیں تم کتاب سے چھپاتے تھے۔ اور بہت سی چیزوں سے درگذر کرتا ہے۔ بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی اور واضح کتاب آئی ہے۔ اور سلامتی کی راہیں دکھاتا ہے اسے جو اس کی رضا کا تابع ہو۔ اور انہیں اپنے حکم سے اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالتا ہے۔ اور انہیں سیدھی راہ پر چلاتا ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارا رسول آیا ہے۔ جو بہت سی چیزیں ایسی ظاہر کر دکھاتا ہے۔ جو تم مخلوقات الٰہی سے چھپایا کرتے تھے۔ اور بعض غیر ضروری چیزوں سے درگزر کرتا ہے۔ یاد رکھو۔ تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کے ہاں سے ایک نور اور کتاب واضح آچکی ہے۔ لہذا خدا تعالیٰ کی جب باز پرس ہو گی۔ تو تمہارا یہ عذر نہیں ہو سکے گا۔ کہ اے اللہ ہمیں ان باتوں کا علم ہی نہیں تھا۔ اس کتاب اللہ کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت کرتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے تابع ہو کر سلامتی کے راستوں پر چلنا چاہتے ہیں۔ ایسے حضرات کو اللہ تعالیٰ اندھیروں سے

نکال کر نور کی طرف لے آتا ہے اور انہیں سیدھا راستہ سمجھا دیتا ہے۔

چوتھا شاھد

قُلْ اِنَّنِیْ ھَدٰنِیْ رَبِّیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۚ دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّۃَ اِبْرٰھِیْمَ حَنِیْفًا ۚ وَ مَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۝ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ۚ وَ بِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ (سورۃ الانعام ع ۲۰ پ ۸)۔

ترجمہ:۔ کہہ دو۔ میرے رب نے مجھے ایک سیدھا راستہ بتلا دیا ہے۔ ایک صحیح دین ابراہیم کی ملّت جو ایک ہی طرف کا تھا۔ اور مشرکوں میں سے نہیں تھا۔ کہہ دو بیشک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ (تعالیٰ) ہی کے لئے ہے۔ جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا تھا۔ اور میں پہلے فرمانبردار ہوں۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ میرا دین حضرت ابراہیم علیہ السلام والا دین ہی ہے۔ اور میں مشرکوں سے بیزار ہوں۔ میری نماز اور میری قربانی میرا جینا اور میرا مرنا اللہ تعالےٰ ہی کے لئے ہے۔ جس نے سارے جہان کی پرورش کا ذمہ لے رکھا ہے۔ اس کا کوئی بھی ان کاموں میں شریک نہیں ہے۔ اور مجھے اسی اعلان کا حکم دیا گیا تھا۔ اور میں سب سے پہلا فرمانبردار ہوں۔

پانچواں شاھد

اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ یَھْدِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ وَ یُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَھُمْ اَجْرًا کَبِیْرًا ۝ (سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۱ پارہ ۱۵)۔

ترجمہ:۔ بیشک یہ قرآن وہ راہ بتاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے۔ اور ایمان والوں کو جو نیک کام کرتے ہیں۔ اس بات کی خوشخبری دیتا ہے۔ کہ ان کے لئے بڑا ثواب ہے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ یہ قرآن مجید وہ راہ دکھاتا ہے جو اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں کے لئے تجویز کی ہے۔ اور سب راہوں سے زیادہ سیدھی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کے ظاہر اور باطن کو جانتا ہے اور ہر چیز کا پورا اندازہ لگا لیتا ہے۔ کہ اس کام کا بالآخر کیا نفع ملے گا۔ اور کتنا نقصان ہوگا۔ انسان اس آخری اندازہ سے قاصر ہے۔ اس لئے جو فیصلہ کسی چیز کے نیک یا بد ہونے کا ہوگا وہ یقیناً صحیح ہوگا۔ انسان کو چونکہ پتہ صحیح نہیں لگ سکتا۔ ممکن ہے۔ کہ انسان غلط ہو جائے۔ لیکن اللہ تعالےٰ کا فیصلہ کسی حالت میں بدل نہیں سکتا ؛

حصّہ دوم

اور اس کے شواہد

قرآن مجید کے احکام کی بہترین شرح فقط حدیث شریف ہے

اس کے شواھد

پہلا شاھد

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَ الْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا ۝ (سورۃ الاحزاب ع ۳ پ ۲۱)۔

ترجمہ:۔ البتہ تمہارے لئے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں اچھا نمونہ ہے۔ جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے۔ اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔

اس اعلان

سے معلوم ہوا۔ کہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد کی جو تعبیر امت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کر دکھائیں۔ باقی جو اس کے مخالف ہونگی۔ سب غلط ہوں گی۔

اب جو

نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھ کر دکھائی ہے۔ وہی اللہ تعالیٰ کی مراد ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ نماز کے خلاف کرے گا۔ ہم اسے کہیں گے وہ اللہ تعالےٰ کی مراد نہیں ہے۔ لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف تجویز کردہ نماز کو ہم گمراہی سے تعبیر کریں گے۔ اللہ تعالےٰ کی مراد وہی نماز ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو پڑھ کر دکھائی ہے ؛

دوسرا شاھد

قولہٗ تعالیٰ :۔ وَ مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی ۝ اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ۝ (سورۃ النجم رکوع ۱ پارہ ۲۷)۔

ترجمہ:۔ اور نہ وہ (نبی) اپنی خواہش سے کچھ کہتا ہے۔ یہ تو وحی ہے۔ جو اس پر آتی ہے۔

علم نحو کا قاعدہ

ہے۔ کہ ما اور الّا کا کلمہ جس فقرہ میں آجائے وہاں حصر مقصود ہے۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قانون شریعت کے بیان کرنے میں ہر ارشاد مؤید بالوحی ہوتا ہے۔

وحی کی دو قسمیں

یہ یاد رہے۔ کہ وحی کی حضرات اہل السنۃ والجماعۃ کے ہاں دو قسمیں ہیں۔ ایک وحی جلی جو حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے آکر پہنچا جائیں۔ اس کو وحی جلی کہتے ہیں۔ اس قسم کی وحی کا دوسرا نام قرآن مجید ہے۔

دوسرا قسم وحی کا ہے۔ وحی خفی جسے حضرات علماء کرام وحی خفی کے نام سے تعبیر فرماتے ہیں۔ یہ وحی بھی اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔ لیکن یہ وحی حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ سے نہیں ہوتی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دل میں القاء فرما دیتے ہیں۔ اس کو وحی خفی یا حدیث شریف کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دونوں قسمیں وحی کی معصوم عن الخطاء ہیں۔

لھذا

جو شخص دوسرے قسم کی وحی یعنی حدیث شریف کا منکر ہے۔ وہ گویا کہ اجماعِ امتِ محمدیہ کے مخالف ہے۔

اسلئے

جو منکر حدیث ہے۔ وہ مسلمانوں کی فہرست سے خارج ہے۔ کیونکہ قرآن شریف کے اعلان کے مطابق اس وحی خفی کا ماننا بھی ہر مسلمان پر فرض عین ہے ؛

خطبۂ یوم الجمعۃ ۳ر رجب المرجب ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۳ر دسمبر ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی۔ دروازہ شیرانوالہ۔ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد

گذشتہ قوموں کی تباہی کا باعث

ہمیشہ

سب سے پہلے سردارانِ قوم کا اپنے وقت کے نبیؑ کی مخالفت ہی تو تھا

اس کے شواہد قرآن مجید سے

پہلا شاہد

قوم نوح علیہ السلام کی تباہی

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ط اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِہٖٓ اِنَّا لَنَرٰکَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَۃٌ وَّلٰکِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اُبَلِّغُکُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَ اَنْصَحُ لَکُمْ وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَکُمْ ذِکْرٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ عَلٰی رَجُلٍ مِّنْکُمْ لِیُنْذِرَکُمْ وَ لِتَتَّقُوْا وَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ فَکَذَّبُوْہُ فَاَنْجَیْنٰہُ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ فِی الْفُلْکِ وَ اَغْرَقْنَا الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ط اِنَّھُمْ کَانُوْا قَوْمًا عَمِیْنَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۸ پ ۸)

ترجمہ:۔ بیشک ہم نے نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ پس اس نے کہا۔ اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ میں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ اس کی قوم کے سرداروں نے کہا۔ ہم تجھے صریح گمراہی میں دیکھتے ہیں۔ فرمایا۔ اے میری قوم۔ میں ہرگز گمراہ نہیں ہوں۔ لیکن میں جہان کے پروردگار کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں۔ تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں۔ اور تمہیں نصیحت کرتا ہوں۔ اور اللہ (تعالےٰ) کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں۔ جو تم نہیں جانتے۔ کیا تمہیں اس بات سے تعجب ہوا۔ کہ تمہارے رب کی طرف سے تم ہی میں سے ایک مرد کی زبانی تمہارے پاس نصیحت آئی ہے۔ تاکہ وہ تمہیں ڈرائے اور تاکہ پرہیزگار ہو جاؤ۔ اور تاکہ تم رحم کئے جاؤ۔ پھر انہوں نے اس کو جھٹلایا۔ پھر ہم نے اسے اور ساتھیوں کو کشتی میں بچایا۔ اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے۔ انہیں غرق کر دیا۔

دوسرا شاہد

وَ اِلٰی عَادٍ اَخَاھُمْ ھُوْدًا ط قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ط اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِہٖٓ اِنَّا لَنَرٰکَ فِیْ سَفَاھَۃٍ وَّ اِنَّا لَنَظُنُّکَ مِنَ الْکٰذِبِیْنَ ۝ قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاھَۃٌ وَّ لٰکِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اُبَلِّغُکُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَ اَنَا لَکُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸)۔

ترجمہ:۔ اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہودؑ کو بھیجا۔ فرمایا۔ اے میری قوم! اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ سو کیا تم ڈرتے نہیں۔ اس کی قوم کے کافر سردار بولے۔ ہم تو تمہیں بے وقوف سمجھتے ہیں۔ اور ہم تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں۔ فرمایا۔ اے میری قوم! میں بیوقوف نہیں ہوں۔ لیکن میں پروردگار عالم کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں۔ تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں۔ اور میں تمہارا امانت دار خیر خواہ ہوں۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ ھود علیہ السلام کو اپنی قوم کی طرف اللہ تعالےٰ نے بھیجا اور انہوں نے جاکر قوم کو یہ پیغام پہنچایا۔ کہ اے میری قوم۔ ایک اللہ تعالےٰ کی عبادت کرو۔ اس ایک خدا کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔ اس قوم کے کافر سرداروں نے کہا۔ کہ ہم تو تمہیں بیوقوف سمجھتے ہیں۔ اور ہم تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں۔ ھود علیہ السلام نے فرمایا۔ میں بیوقوف نہیں ہوں۔ بلکہ رب العالمین کی طرف سے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں۔ اور میں تمہارے لئے خیر خواہ اور امین ہوں۔ یعنی جو کہتا ہوں۔ خدا کی طرف سے کہتا ہوں۔

سردارانِ قوم کا جواب

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰہَ وَحْدَہٗ وَ نَذَرَ مَا کَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ج فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝ (سورہ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸)

ترجمہ:۔ انہوں نے کہا۔ کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے۔ کہ ہم ایک اللہ کی بندگی کریں۔ اور ہمارے باپ دادا جنہیں پوجتے رہے انہیں چھوڑ دیں۔ پس جس چیز سے تو ہمیں ڈراتا ہے۔ وہ لے آ۔ اگر تو سچا ہے۔

ھود علیہ السلام کا جواب

قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ رِجْسٌ وَّ غَضَبٌ ط اَتُجَادِلُوْنَنِیْ فِیْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّیْتُمُوْھَآ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُکُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰہُ بِھَا مِنْ سُلْطٰنٍ ط فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّیْ مَعَکُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ ۝ فَاَنْجَیْنٰہُ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ بِرَحْمَۃٍ مِّنَّا وَ قَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ مَا کَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۹ پ ۸)۔

ترجمہ:۔ فرمایا۔ تمہارے رب کی طرف سے تم پر عذاب اور غصہ واقع ہو چکا۔ مجھ سے ان ناموں پر کیوں جھگڑتے ہو۔ جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے مقرر کئے ہوں۔ اللہ (تعالےٰ) نے ان کی کوئی دلیل نہیں اتاری۔ سو انتظار کرو۔ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والا ہوں۔ پھر ہم نے اُسے اور اُس کے ساتھیوں کو اپنی رحمت سے بچا لیا۔ اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے۔ اُن کی جڑ کاٹ دی۔ اور وہ مومن نہیں تھے۔

بالآخر

ھود علیہ السلام کی مخالفت کرنے والے سردار مع ساتھیوں کے عذاب الٰہی سے ہلاک ہو گئے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

کس طرح ہلاک ہوئے

وَ اَمَّا عَادٌ فَاُھْلِکُوْا بِرِیْحٍ صَرْصَرٍ

عَاتِيَةٍ ۝ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّ ثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ ۙ حُسُوْمًا ۙ فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۝ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ ۝ (سورۃ الحاقۃ رکوع ۱ پارہ ۲۹)۔

ترجمہ:۔ اور لیکن قوم عاد سو وہ ایک سخت آندھی سے ہلاک کئے گئے۔ وہ ان پر سات راتیں اور آٹھ دن لگاتار چلتی رہی۔ (اگر تو موجود ہوتا۔ تو) اس قوم کو اس طرح گرا ہوا دیکھتا۔ کہ گویا کہ گری ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں۔ سو کیا تمہیں ان میں کا کوئی بچا ہوا نظر آتا ہے۔

سرداران قوم

نے ھود علیہ السلام کی مخالفت کر کے ساری قوم کو اللہ تعالےٰ کے عذاب سے تباہ کروا لیا۔ اللہ تعالےٰ ایسے سرداروں سے بچائے جو پیغمبروں کی مخالفت کر کے ساری قوم پر عذاب الٰہی آنے کا موجب بن جائیں۔

سرداران قوم کی پیغمبر علیہ السلام کی مخالفت کرنے کے باعث ساری قوم پر عذاب الٰہی آیا۔

تیسرا شاھد

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ قَدْ جَاۗءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْۗءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ (سورہ الاعراف ع ۹ پ ۸)

ترجمہ:۔ اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا۔ فرمایا۔ اے میری قوم! اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہیں تمہارے رب کی طرف سے دلیل پہنچ چکی ہے۔ یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے نشانی ہے۔ سو اسے چھوڑ دو۔ کہ اللہ کی زمین میں کھائے۔ اور اسے بُری طرح سے ہاتھ نہ لگاؤ۔ ورنہ تمہیں دردناک عذاب پکڑے گا۔

سرداران قوم کا جواب

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸)۔

ترجمہ:۔ اس قوم کے متکبر سرداروں نے غریبوں سے کہا۔ جو ایمان لائے تھے۔ کیا تمہیں یقین ہے۔ کہ صالح کو اس کے رب نے بھیجا ہے۔ انہوں نے کہا۔ جو وہ لے کر آیا ہے۔ ہم اس پر ایمان لانے والے ہیں۔ متکبروں نے کہا۔ جس پر تمہیں یقین ہے ہم اسے نہیں مانتے۔ پھر اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے۔ اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی۔ اور کہا۔ اے صالح لے آ۔ تو ہم پر جس سے تو ہمیں ڈراتا تھا۔ اگر تو رسول ہے۔

پھر عذاب الٰہی آیا

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۱۰ پ ۸)

ترجمہ:۔ پھر انہیں زلزلہ نے آ پکڑا۔ پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے۔

پھر پیغمبر خدا صالح علیہ السلام نے ان کے متعلق حسرت بھرے الفاظ کہے:۔

فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ۝ (سورۃ اعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸)۔

ترجمہ:۔ پھر صالح (علیہ السلام) ان سے منہ موڑ کر چلے۔ اور فرمایا۔ اے میری قوم میں تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا چکا۔ اور تمہاری خیر خواہی کی۔ لیکن تم خیر خواہوں کو پسند نہیں کرتے تھے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ پیغمبر خدا تعالےٰ کی طرف سے جو بات ان کی اصلاح کے لئے آئی۔ اس کو قبول نہ کیا۔ اور بالآخر عبرتناک عذاب سے قوم کی قوم تباہ ہو گئی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

اسکے بعد حضرت لوط علیہ السلام

اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوئے۔

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَاۗءِ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ۝ وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ۝ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۡ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۭ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸)۔

ترجمہ:۔ اور لوط (علیہ السلام) کو بھیجا۔ جب اس نے اپنی قوم سے کہا۔ کیا تم ایسی بیحیائی کرتے ہو۔ کہ تم سے پہلے اس جہان میں کسی نے نہیں کیا۔ بیشک تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے شہوت رانی کرتے ہو۔ بلکہ تم حد سے بڑھنے والے ہو۔ اور اس کی قوم نے کوئی جواب نہ دیا۔ مگر یہی کہا۔ کہ انہیں اپنے شہر سے نکال دو۔ یہ لوگ بہت ہی پاک بننا چاہتے ہیں۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے گھر والوں کو سوائے اس کی بیوی کے بچا لیا۔ کہ وہ وہاں کے رہنے والوں میں رہ گئی۔ اور ہم نے ان پر مینہ برسایا پھر دیکھئے۔ گنہگاروں کا انجام کیا ہوا۔

شعیب علیہ السلام کی قوم کا واقعہ

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۭ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ قَدْ جَاۗءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَاۗءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ ۡ وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۱۱ پارہ ۸)

ترجمہ:۔ اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب (علیہ السلام) کو بھیجا۔ فرمایا۔ اے میری قوم۔ اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس دلیل پہنچ چکی ہے سو ماپ اور تول کو پورا کرو۔ اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو۔ اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر تم ایماندار ہو۔ اور سڑکوں پر اس غرض سے مت بیٹھا کرو۔ کہ اللہ (تعالےٰ) پر ایمان لانے والوں کو دھمکیاں دو۔ اور اللہ (تعالےٰ) کی راہ سے روکو۔ اور اس میں ٹیڑھا پن تلاش کرو۔ اور اس حالت کو یاد کرو۔ جب کہ تم تھوڑے تھے۔ پھر اللہ (تعالےٰ) نے تمہیں زیادہ کر دیا۔ اور دیکھو۔ کہ فساد کرنے والوں کا انجام کیا ہوا ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کے سرداروں کا جواب

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ؕ قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ ۝ قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ؕ وَمَا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَآ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ؕ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ؕ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ؕ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۱۱ پ ۹)۔

ترجمہ:۔ اس کی قوم کے منکر سرداروں نے کہا۔ اے شعیب! ہم تجھے اور انہیں جو تجھ پر ایمان لائے ہیں۔ اپنے شہر سے ضرور نکال دیں گے۔ یا یہ کہ تم ہمارے دین میں واپس آجاؤ۔ فرمایا۔ کیا۔ اگرچہ ہم اس دین کو ناپسند کرنے والے ہوں۔ ہم تو اللہ (تعالےٰ) پر بہتان باندھنے والے ہو جائیں۔ اگر ہم تمہارے مذہب میں واپس آئیں۔ بعد اس کے کہ اللہ (تعالےٰ) نے ہمیں اس سے نجات دی ہے۔ اور ہمیں یہ حق نہیں کہ تمہارے دین میں لوٹ کر آئیں۔ مگر یہ کہ اللہ چاہے۔ جو ہمارا رب ہے۔ ہمارے رب کا علم ہر چیز پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔ ہم اللہ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اے ہمارے رب! ہمارے اور ہماری قوم کی درمیان حق کے موافق فیصلہ کر دے۔ اور تو بہتر فیصلہ کرنیوالا ہے۔

کافر قوم کے سرداروں نے کہا

وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۚ اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِيْنَ ۝

(سورۃ الاعراف رکوع ۱۱ پارہ ۹)۔

ترجمہ:۔ اس کی قوم میں سے جو کافر سردار تھے۔ انہوں نے کہا۔ اگر تم شعیب کی تابعداری کرو گے۔ تو بے شک نقصان اٹھاؤ گے پھر انہیں زلزلے نے آپکڑا۔ پھر وہ صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے۔ جنہوں نے شعیب (علیہ السلام) کو جھٹلایا۔ گویا کہ وہ وہاں کبھی بسے ہی نہیں تھے جنہوں نے شعیب (علیہ السلام) کو جھٹلایا۔ وہی نقصان اٹھانے والے ہوئے۔

خلاصہ

یہ ہے۔ کہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم نے ان کی مخالفت کرنے سے نقصان ہی اٹھایا۔ دنیا میں ذلت سے مرے۔ اور آخرت میں نبی کی مخالفت کے باعث جہنم رسید ہوں گے۔ خسر الدنیا و الآخرۃ اللھم اعذنا منہ۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے اس جگہ سے رخصت ہونے کے وقت کیا فرمایا

فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ۝

(سورۃ الاعراف ع ۱۱ پ ۹)۔

ترجمہ:۔ پھر ان سے منہ پھیرا۔ اور کہا۔ اے میری قوم! تحقیق میں نے تمہیں اپنے رب کے احکام پہنچا دیئے۔ اور میں نے تمہارے لئے خیر خواہی کی۔ پھر کافروں کی قوم پر میں کیونکر غم کھاؤں۔

حاصل

یہ کہ شعیب علیہ السلام نے تو اپنی قوم کی خیر خواہی کی۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ قوم نے قدر نہیں کی۔

بغیر چار دیواری والی چھت پر سونے کی ممانعت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ایسی چھت پر پر سونے سے منع فرمایا جو (دیواروں یا منڈیروں سے) گھیری نہ گئی ہو۔ جامع ترمذی